

سید الغافلین

مؤلف

سید العرفاء قدوة السلفاء نصر بن محمد بن ابراهيم ابوالليث السمرقندي

مترجم

مولانا عبدالغفور امینی

تکبیر رشید مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ دہلوی

پرنٹنگ کیٹ: غفرانی سٹریٹ
آڈیو لایاؤن: 7321118

مکتبہ جلالیہ



عبدالعالمین

مؤلف

شیخ العرفان قادہ اہل علم و فضل مصر بن محمد بن ابراہیم ابولیت السمرقندی

مترجم

مولانا عبدالغفور امینی

کمپوزر شیخ مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ دہلوی

مکتبہ خلیفہ
یوسف کیت غزنی سٹریٹ
آرڈرنگ نمبر: 7321118

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
110	امت محمدی کے بے عمل خطیب	11	اخلاص
114	توبہ کب تک قبول ہو سکتی ہے	22	سومن کی پہچان
125	توبہ کا دروازہ	23	تین باتیں
138	والدین کے حقوق	27	موت کا خوف اور اس کی شدت
146	والد پر اولاد کا حق	28	موت کی تکلیف
149	رشتہ داریوں اور معاشرتی	36	موت کی یا اور اس سے غفلت کا نتیجہ
156	تعلقات کو بحال رکھنا	38	کامیابی کی بشارت
161	پڑوسی کا حق	42	قبر کے عذاب کی شدت
173	شراب پینے کی ممانعت	47	وہ باتیں جو اللہ کو ناپسند ہیں
179	جھوٹ پر تنبیہ	49	کاروباری خیانت پر عذاب قبر
188	نجیبت (کسی کی بیٹھ پیچھے برائی کرنا)	56	قیامت کا خوفناک منظر
195	پھلخوری	70	دوزخ
203	حسد	82	جنت کی تعمیر و تخلیق
211	غرور و تکبر	93	اللہ سے رحم کی امید
225	ذخیرہ اندوزی	101	اللہ کی گرفت اور اس کی رحمت
235	قہقہہ مار کر ہنسنے کی ممانعت	103	بھلائی کے لیے کہتے رہو اور
248	غصہ کو ضبط کر لینا	106	برائی سے روکتے رہو
	زبان کی حفاظت	107	گناہگار کو تنہائی میں سمجھانا
	حرص (حلاج) اور لمبی لمبی امیدیں		غلط کار کو روکنا ضروری ہے

حقائق زندگی پر مشتمل مختصر کتابیں

نام کتاب تنبیہ الغافلین

مترجم مولانا عبدالغفور امینی

بار اول 2006 1100

قیمت روپے

پرٹرز منج شکر پرٹرز

ملنے کے پتے

- اسلامی کتاب گھر خیابان سرسید سیکٹر 2 مین روڈ راولپنڈی
- کتب خانہ رشیدیہ ریلوے بازار راولپنڈی
- مکتبہ رشیدیہ نور و سکورہ سوات
- اسلامی کتب خانہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
- درختیں بک ایجنسی تبلیغی مرکز فیڈرل B ایریا کراچی
- مکتبہ فاروقیہ الحبیب مارکیٹ تلہ گنگ
- والی کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ

255	غریب و محتاج لوگوں کا مرتبہ	393	زنا کا بیان
265	ترک دنیا	398	سود خوری
278	تخلدستی اور آزمائش کے وقت صبر کرنا	402	گناہوں کا بیان
290	مصیبت پر صبر کرنا	410	قلم اور اس کی سزا
300	وضو کی فضیلت	414	رحمت و شفقت کا بیان
305	پانچ نمازیں	419	اللہ سے خوف کھانے کا بیان
325	اذان اور اقامت کی فضیلت	427	اللہ کا ذکر
334	پاکیزگی و صفائی	433	دعا کا بیان
	مسجد کا احترام اور مسجد میں داخلے کے آداب	438	تسبیحات کا بیان
341	صدقہ کی فضیلت	442	نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کا بیان
346	صدقہ سے انسان کی بہت سی مصیبتیں نکل جاتی ہیں	445	کلمہ لا الہ الا اللہ کی فضیلت
356	ماہ رمضان کی فضیلت	452	قرآن کی فضیلت کا بیان
361	عشرہ ذوالحجہ کے فضائل		علم دین حاصل کرنے کی فضیلت
369	یوم عاشورہ (۱۰ محرم الحرام)	458	ویرکت
374	ایام بیض (ہر مہینہ ۱۳/۱۳ اور ۱۵ کے روزے)	465	علم پر عمل کرنے کا بیان
377	اپنے گھر کے افراد پر خرچ کرنا	470	علمی مجلس کی فضیلت و برتری کا بیان
382	غلاموں اور ماتحت لوگوں سے نرم رویہ رکھنا	476	شکر کا بیان
386	یتیم سے شفقت و محبت کا برتاؤ	483	حلال کمائی کی فضیلت
389			کمائی کی خرابیاں اور ان سے پرہیز کا بیان
		488	بھوکوں کو کھانا کھلانے اور خوش اخلاقی کی فضیلت
		491	

496	اللہ پر توکل (بھروسہ) کا بیان	592	خشوع و خضوع (عاجزی و نیاز مندی) کے بغیر نماز نامکمل رہتی ہے
502	اتقویٰ کا بیان	598	قبول ہونے والی دعاؤں کا بیان
509	حیاء کے بیان میں	605	گفتگو میں نرمی کا بیان
512	عمل کا دار و مدار نیت پر ہے	606	سنت پر عمل
517	غرور و خود پسندی کا بیان	609	آخرت کی فکر
541	حج کی فضیلت کا بیان		ایک مسلمان اپنے شب و روز کیسے گزارے
545	غزوہ اور جہاد کی فضیلت کا بیان	614	غور و فکر
	جہاد فی سبیل اللہ کی غرض سے لشکر کی تیاری کا بیان	618	باب قرب قیامت
551	تیر اندازی اور گھڑ سواری کی فضیلت کا بیان	623	حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روایات
554	غزوہ و جہاد کے آداب کا بیان	625	اطاعت و عبادت میں محنت
557	امت محمدیہ ﷺ کی فضیلت و برتری	630	شیطان اور اس کی فریب کاریاں
569	بیوی پر شوہر کے حقوق	635	خدا کی بنائی ہوئی تقدیر پر خوش رہنا
570	خاوند پر بیوی کے حقوق	638	چند سبق آموز قصے
572	دو مسلمانوں میں صلح کر دینے کا بیان	640	ابلیس کی موت
574	بادشاہ اور حکمرانوں کے ساتھ میل جول رکھنا	649	
579	مرض (بیماری) میں بھلائی کا پہلو		
583	نفل نماز کی فضیلت اور اس کے ثواب کا بیان		
588			

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حرف ابتداء

تمام ادیان عالم میں "اسلام" وہ "دین کامل" ہے جو اپنے اندر انسانیت کی ہمہ پہلو اصلاح و تربیت کا سامان رکھتا ہے۔ اور اس کی یہ راہنمائی رہتی دنیا تک پوری آب و تاب کے ساتھ موجود رہے گی۔ "دین اسلام" کے پیش نظر سب سے ضروری اور اہم امر یہ ہے کہ ایک انسان اپنے فکر و عمل کے اعتبار سے اسلامی اخلاق کا نمونہ ہو۔ وہ دنیا میں انسان کو اعلیٰ اخلاق کی تربیت کے ذریعہ خدا کا محبوب بنانا چاہتا ہے۔ اس کی تعلیمات کا بنیادی جوہر انسانی کی تکمیل ہے۔ اسی لیے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق کہ میں دنیا میں اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ لوگوں کے اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کروں۔

دنیا کی کسی قوم نے اس وقت تک ترقی و کمال کو نہیں پایا جب تک اپنے لوگوں کی اعلیٰ اخلاقی تربیت نہ کر دی ہو۔ اسی لیے ترقی یافتہ اقوام کی ترقی کا راز ان کے اعلیٰ اخلاق تھے۔ جب کوئی قوم اپنی زوال کا شکار ہوتی تو اس کے پیچھے اخلاقی پستی کا فرما تھی۔ لہذا قومی اور اجتماعی ترقی کیلئے قوم کی بہتر اخلاقی حالت ہمیز کا کام دیتی ہے۔

زیر نظر کتاب "تہذیب الغافلین" مصنفہ حضرت العلوم ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ کی معروف زمانہ کتاب ہے۔ جو انسانی اوصاف کو نکھارنے اور سنوارنے میں اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔ یہ کتاب نہ صرف مقبول رہی بلکہ علماء اسلام نے اسے "اصلاحی نصاب" کا ایک حصہ بنائے رکھا۔ اس کے متعدد ترجمے بازار میں دستیاب ہیں لیکن زیر نظر ترجمہ عظیم پاک ہند کی عظیم علمی شخصیت حضرت مولانا مفتی اعظم کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ کے شاگرد خاص مولانا عبدالغفور امینی کا ہے۔ جو اردو، عربی، اور فارسی زبان و بیان اور ادب پر یکساں مہارت رکھتے ہیں۔ انہوں نے سابقہ ترجموں کے متروک الفاظ اور محاوروں سے بچتے ہوئے جدید اسلوب نگارش میں اس ترجمہ کو پیش کیا ہے۔ جس سے ایک درمیانی استاد کا قاری بھی بھرپور استفادہ کر سکتا ہے۔ انہوں نے اس ترجمے میں علمی وقار اور مصنف کی مراد کے ساتھ ساتھ سلاست زبان و بیان کو بڑی مہارت سے سمودیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

مولانا عبدالغفور اپنی تراجم کا اچھا ذوق رکھتے ہیں کئی دوستوں نے ان سے بہت سے کام کروائے ہیں جو گاہے بگاہے طباعت کے مراحل سے گزر کر علم و ادب کے پیاسوں کی سیرابی کا باعث ہوں گے۔

آج عام مسلمانوں کو اس طرح کی حیات افروز کتب کی سخت ضرورت ہے کہ وہ ان سے اپنے اخلاق و معاملات کو درست کر کے دین و دنیا میں کامیابی حاصل کر سکیں۔ آج کے دور میں حقیقی دینی تعلیمات کے بجائے نمائشی اعمال کا بڑا رواج ہو گیا ہے ہر دوسرے فرد کا یہ مزاج ہو گیا ہے کہ وہ دین کے نام پر اپنا اعتماد قائم کر کے اپنے دنیاوی مفاد کو حاصل کر لے۔ اس سے اس کتاب سے ایک حوالہ پیش خدمت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: آخری زمانہ میں کچھ ایسے (بقاہر دیدار) لوگ نظر آئیں گے۔ جو دنیا کی طلب میں اس طرح ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے، جس طرح گھوڑ سوار ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ لوگ دین بچ کر دنیا کمائیں گے (ایک دوسری روایت میں ہے) کہ دنیا کے مال کے لیے چھینا جھپٹی کریں گے۔ وہ بھیڑ کی کھال کی طرح نرم و نازک لباس پہنیں گے، ان کی زبان میں (گنگو) شکر کی مٹھاس ہوگی، مگر ان کے دل بھیڑیوں کے دلوں کی طرح سخت اور سیاہ ہوں گے (الخ)

اس حدیث مبارکہ کے آئینہ میں آج ہم اپنے معاشرے کے اس بہروپے طیفے کا بخوبی تجزیہ کر سکتے ہیں جو دین کے نام پر مخصوص اعمال کے ذریعہ عوام میں اعتماد پیدا کرتا ہے لیکن دین اسلام کی حقیقی تعلیمات کو اختیار نہیں کرتا بلکہ اپنے دوسرے کردار کے باعث حقیقی تعلیمات کا منہ چڑاتا ہے۔

ہمارے دوست جناب وکیل بٹ صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس خوبصورت کتاب کے انتخاب کے ساتھ ساتھ ایک نئے ترجمہ کا اہتمام کیا، جو ان کی تخلیقی صلاحیتوں کا منہ بولا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں دینی و دنیاوی فائدوں سے مالا مال فرمائے اور عوام الناس کو اس کتاب سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی صلاحیت و شعور عطا فرمائے۔

محمد عباس شاہ

جولائی ۲۰۰۵ء لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر طرح کی تعریف اس خدائے وحدہ لا شریک کے لئے، جس نے اپنے محبوب بندوں کے ذریعہ ہماری امت کو تمام سابقہ امتوں پر فضیلت بخشی۔ اور ہم شکر گزار ہیں اس کے، اس بات پر کہ اس نے ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق دی۔ یہ شکر اس لیے بھی ضروری ہے کہ شکر سے نعمت میں اضافہ (زیادتی) ہوتا ہے۔

اور بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب، اولاد اور تمام امت پر۔ اما بعد:-

جب میں (نصر ابن محمد ابن ابراہیم سرقندی) نے دیکھا کہ ہر اس شخص پر جسے اللہ نے علم و ادب اور دینی مسائل کو سمجھنے کی صلاحیت بخشی ہے اور وہ سلف صالحین کی سیرت اور دین حق کی اشاعت و تبلیغ کے سلسلے میں ان کی محنت و کوشش سے بھی واقف ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی اس نے پڑھا اور سن رکھا ہے:-

اذْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ. (النحل: ۱۲۵)

بلا اپنے رب کے راستے کی طرف (لوگوں کو) دانائی سے، عمدہ نصیحت کے ذریعہ، اور جھگڑ (بحث کر) ان سے ایسے طریقہ سے جو اچھا ہو۔

اسی سلسلہ میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت منقول ہے، وہ کہتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ ہمیں کبھی کبھی نصیحت بھی فرمایا کرتے تھے، روزانہ نہیں۔ اس خیال سے کہ ہم (روز روز کی) نصیحت سے اکتانہ جائیں۔"

ان ہدایات کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے اس کتاب میں کچھ نصیحت و دانائی کی باتیں لکھی ہیں، جو انشاء اللہ پڑھنے اور سننے والوں کے لیے فائدہ مند ثابت ہوں گی۔

میری گزارش ہے کہ ان نصیحتوں پر پہلے خود عمل کریں، اس کے بعد کسی دوسرے کو نصیحت کریں۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا بھی حکم ہے۔

كُونُوا زُبَّانَيْنِ بِمَا تَكُونُمْ تَعْلَمُونَ الْكِتَابَ. (آل عمران: ۷۹)

تم خود بھی رب والے (اللہ والے) بنو، تم اللہ کی کتاب کی تعلیم دیتے ہو۔

اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے بعض مفسرین نے کہا ہے:-

”اس کا مطلب یہ ہے کہ تم کتاب اللہ میں سے جو کچھ پڑھ کر لوگوں کو سناتے ہو، اس پر خود بھی عمل کرو۔“

اس کی مزید وضاحت اس آیت سے ہو جاتی ہے۔

(الفاطر: ۲۸)

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ.

(در حقیقت) اہل علم ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔

اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے۔

(المائدہ: ۱)

يَا أَيُّهَا الْمَدَنِيُّ قُمْ لِنُفِيزَ.

اے چادر اوڑھنے والے! اٹھ اور (لوگوں کو ان کے رب کے عذاب سے) ڈرا۔

اسی طرح ایک دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے۔

(التاویات: ۵۵)

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَى تَفْعُلُ الْمُؤْمِنِينَ.

(اے نبی) نصیحت اہل ایمان (مسلمانوں) کو فائدہ دیتی ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

(حلیث)

تَفَكَّرْ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةٍ مَسْبُورَةٍ.

چند لمحے آخرت کے بارے میں غور و فکر کر لینا سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔

یہ بات یاد رکھئے، جو شخص حکمت و موعظت (دانائی اور نصیحت کی باتوں) اور سلف

صالحین کے عمل اور سیرت و کردار کو پیش نظر نہیں رکھتا، وہ دو بلاؤں میں سے کسی ایک بلا

میں ضرور پھنس جاتا ہے۔ ایک یہ کہ وہ کوئی چھوٹا سا نیک عمل کر کے سمجھ بیٹھتا ہے کہ میں

نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے اور میں بھی ان لوگوں میں شامل ہوں، جنہوں نے اس

دنیا میں بڑے بڑے نیک عمل کئے ہیں۔ یا پھر اپنی معمولی محنت و کوشش کو بہت بڑا سمجھنے

لگے گا اور خود کو ہر ایک سے برتر اور افضل سمجھ بیٹھے گا۔ یہ اس کا غرور و گھمنڈ ہوگا، جو اس

کی ساری محنت پر پانی پھیر دے گا، اس طرح اس کا سارا عمل باطل اور بے فائدہ ہو کر رہ

جائے گا اور آئندہ کردار میں ہر طرح کی ترقی سے محروم ہو جائے گا، جو اس کی بہت بڑی

بد نصیبی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ایسی آفات سے محفوظ رکھے اور نیک اعمال کی

توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

اخلاص

وہی عمل قبول ہوگا جو خلوص نیت سے

صرف اللہ کی رضا کے لیے ہو

حضرت محمود ابن لبید رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ خوف اس بات کا ہے کہ تم لوگ ”شُرکِ اصغر“ میں نہ پھنس جاؤ۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ”شُرکِ اصغر“ کیا ہے؟ فرمایا: ”ریا کاری“ (یعنی لوگوں کے دکھاوے کے لیے نیک عمل کرنا)۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ اعمال کا بدلہ دے گا، ایسے لوگوں سے کہے گا: ”جاؤ ان کے پاس جن کو دکھانے کے لیے تم نے دنیا میں یہ عمل کیا تھا، اور دیکھو ان کے پاس تمہیں دینے کے لیے کچھ ہے؟“

یہ بات ان سے اس لیے کہی جائے گی کہ دنیا میں ان کا یہ عمل محض دھوکا و فریب تھا۔

آخرت میں بھی ان کے ساتھ ایسا ہی بے فریب سلوک کیا جائے گا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ. (النساء: ۱۴۲)

منافق اللہ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں اور وہ انہیں دھوکے میں رکھنے والا ہے۔

یعنی یہ لوگ دنیا میں عمل کرتے ہوئے دھوکا دیا کرتے ہیں۔ آخرت میں انہیں دھوکے میں

رکھا جائے گا اور عمل کے ثواب سے محروم کر دیئے جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے

ہیں: ”میں شرک اور اہل شرک سے بے نیاز ہوں، مجھے اس عمل سے بھی کوئی غرض نہیں جس

میں میرے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کر لیا جائے۔“

یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں وہی عمل مقبول ہوتا ہے، جو

صرف اس کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کی نیت سے کیا جائے۔ اور جس عمل میں یہ نیت

نہ ہو، وہ نامقبول و مردود ہے، بلکہ اس کا نتیجہ جہنم ہوتا ہے۔ ایسا عمل کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا فَلَمَّا مَلَأَتْ خَوْزًا. (بنی اسرائیل، ۱۸)

ترجمہ: جو شخص (اپنے عمل کا بدلہ) دنیا میں چاہتا ہے، ہم اسے دنیا ہی میں جتنا چاہیں، دے دیتے ہیں۔ پھر ہم اس کے لیے جہنم مقرر کر دیتے ہیں، جس میں وہ ذلیل و رسوا ہو کر داخل ہوگا۔

اور اہل ایمان اور اچھے عمل کرنے والے مخلص بندوں کے لیے اس کا ارشاد ہے:-
وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا. (بنی اسرائیل، ۱۹)

ترجمہ: اور جو آخرت (میں ثواب) کے طلب گار ہیں اور اس کے لیے عملی کوشش بھی کرتے ہیں اور مومن بھی ہیں، ایسے لوگوں کی محنت و کوشش کی قدر کی جائے گی اور انھیں اجر عظیم سے نوازا جائے گا۔

اللہ دنیا میں ہر ایک کو مہلت دیتا ہے۔ اس کی نعمتیں بھی مومن و کافر اور فاسق، فاجر سب کو ملتی رہتی ہیں

ارشاد ہوتا ہے:-

كُلًّا نُسَبِّحُ هُوًّا لَا وَ هُوًّا لَا مِنْ عَطَاءٍ رَبِّكَ طَوْفًا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَخْظُورًا. (بنی اسرائیل، ۲۰)

ترجمہ: ہم ان (مومنوں) کو بھی اور ان (کافر و فاسق) کو بھی (دونوں طرح کے لوگوں کو) مہلت دیتے ہیں اور اپنی نعمتوں سے نوازتے رہتے ہیں۔ یہ تیرے رب کی مہربانی ہے۔ اس کا لطف و کرم عام ہے، کسی سے روک کر نہیں رکھا جاتا۔

ان آیات میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ جو لوگ عمل نیک میں مخلص نہیں ہوتے، بلکہ دنیا کے حصول یا لوگوں کو دکھانے کے لیے عمل کرتے ہیں، ان کے عمل کا آخرت میں کوئی ثواب

نہیں ملے گا، بلکہ یہ عمل انھیں جہنم میں لے جائے گا۔

اور جو لوگ نیک نیتی سے صرف رضائے الہی حاصل کرنے کے لیے عمل کرتے ہیں، ان کے عمل مقبول ہوں گے اور آخرت میں ان پر بڑا اجر اور ثواب ملے گا۔

غیر اللہ کے لیے یا ریاکارانہ طور پر جو عمل

کیا جائے، وہ بے فائدہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "بعض روزہ داروں کو ان کے روزہ سے بھوک اور پیاس کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ اور بعض تہجد پڑھنے والوں کو رات کی نیند گنوانے اور صبح کے علاوہ کچھ ہاتھ نہیں آتا۔"

یعنی جن لوگوں کے روزہ اور راتوں کی عبادت میں نیک نیتی اور خلوص نہ ہو، یعنی ان کے یہ کام اللہ کو خوش کرنے اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے نہ ہوں، بلکہ کسی دوسری غرض سے یا محض لوگوں میں نیک نامی حاصل کرنے کی نیت سے ہوں، ایسا روزہ یا ایسی عبادت آخرت میں کوئی فائدہ نہ دے گی، کیونکہ وہاں ان پر کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا۔

اس سلسلہ میں ایک بزرگ کا قول ہے: اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص بازار جاتا ہے اور وہاں سے اپنے تھیلے میں کنکریاں بھر کر لے آتا ہے۔ لوگ اس کو دیکھ کر کہتے ہیں: اس نے اپنے تھیلے میں کیا بھرا ہے، جس سے نہ یہ کچھ خرید سکتا ہے اور نہ اس کے بدلے میں کوئی اسے کچھ دے سکتا ہے۔ بس لوگوں کی باتیں سن لے، یہی اس کی بے کار محنت کا صلہ ہے۔ ایسے عمل کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

وَقَدْ بَعَثْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا. (الفرقان، ۲۲)

ہم ایسے لوگوں کے عمل کو دیکھیں گے (اور) پھر اسے (ہوا میں) اڑتے ہوئے غبار میں تبدیل کر دیں گے۔

یعنی ہم (اللہ) اس پر کوئی اجر اور ثواب نہ دیں گے۔ وہ اس طرح بے کار ہوگا، جس طرح ہوا میں اڑتا ہوا غبار ہوتا ہے، جس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں صدقہ کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اس کے ذریعہ لوگوں میں میری

نیک نامی کی شہرت ہو۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

لَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا۔

(الکہف: ۱۱۰)

ترجمہ: جو لوگ اپنے رب کے سامنے پیش ہونے پر یقین رکھتے ہیں، انہیں چاہیے کہ اچھے عمل کریں اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کریں۔

عمل بے روح: ایک بزرگ کا قول ہے: سات چیزیں سات چیزوں کے بغیر بے فائدہ ہیں:-

- (۱) زبان سے کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، مگر گناہ سے پرہیز نہ کرے۔
- (۲) زبان سے کہے کہ میں اللہ سے ثواب کا امیدوار ہوں، مگر کوئی نیک عمل نہ کرے۔
- (۳) دل میں نیت کرے کہ میں عبادت کروں گا اور نیک عمل کروں گا، مگر ان باتوں پر عمل نہ کرے۔
- (۴) اللہ سے دعا کرے کہ مجھے نیک عمل کی توفیق دے، مگر اس توفیق کو حاصل کرنے کے لیے کوئی عملی کوشش نہ کرے، جبکہ اللہ سے توفیق حاصل کرنے کے لیے عملی طور پر کوشش اور محنت ضروری ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

وَالَّذِينَ جَاهَلُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ۔

(العنکبوت: ۲۹)

ترجمہ: جو لوگ (ہماری طلب میں) ہماری طرف آنے کی کوشش کرتے ہیں، ہم انہیں اپنی راہ پر لگا دیتے ہیں۔ بے شک اللہ نیک لوگوں کے ساتھ ہے۔

یعنی جو لوگ ہماری عبادت خالص ہماری رضا کے لیے کرتے ہیں اور ہمارے دین کی تبلیغ و اشاعت کرتے ہیں، ہم انہیں اپنی راہ پر لگا دیتے اور اس راہ کی مشکلات کو ان کے لیے آسان کر دیتے ہیں۔

(۵) توبہ: یعنی زبان سے کہے کہ میں توبہ کرتا ہوں، مگر کئے ہوئے گناہوں پر شرمندہ نہ ہو

(۶) بظاہر نیک اور پاکباز نظر آئے، مگر تجھائی میں گناہوں سے پرہیز نہ کرے۔

ایسے لوگوں کے بارے میں شیخ سعدی فرماتے ہیں:-

چوں بہ خلوت می روند آں کار دیگر می کنند

بظاہر شریف نظر آنے والے لوگ جب عام لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں، تو ان کی حرکتیں کچھ اور ہی ہوتی ہیں۔

(مترجم)

(۷) کوئی نیک عمل پوری محنت اور کوشش سے کیا جائے، مگر نیت درست نہ ہو، یعنی عمل سے اللہ کی رضا حاصل کرنا مقصد نہ ہو، بلکہ کوئی دوسری غرض ہو یا محض ریاکاری اور دکھاوا ہو۔ ایسے عمل کا کوئی فائدہ نہیں، یہ محض نفس کا دھوکا ہے۔

دین کے بیوپاری اور ان پر اللہ کی گرفت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: آخری زمانہ میں کچھ

ایسے (بظاہر دیدار) لوگ نظر آئیں گے، جو دنیا کی طلب میں اس طرح ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے، جس طرح گھوڑ سوار ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ لوگ دین بچ کر دنیا کمائیں گے۔ (ایک روایت میں ہے) دنیا کے مال کے لیے جھینٹا جھینٹا کریں گے۔ وہ بھیڑی کھال کی طرح نرم و نازک لباس پہنیں گے، ان کی زبان (گفتگو) میں شکر کی سی مٹھاس ہوگی، مگر ان کے دل بھیڑیوں کے دلوں کی طرح سخت اور سیاہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے کہے گا:-

”تم میرے بارے میں کسی فریب میں مبتلا ہو یا بہت جری (باغی) ہو گئے؟“

اس کے بعد فرماتے ہیں: ”مجھے اپنی ذات کی قسم، میں انہیں ایسے قتلوں میں مبتلا کر دوں گا کہ بڑے بڑے عقلمند لوگ حیرت میں پڑ جائیں گے۔“ یعنی یہ لوگ عام معاشرتی زندگی میں ایسی حرکتیں کریں گے، جنہیں دیکھ کر یا سن کر عام لوگ یہ کہتے سنائی دیں گے: کیا ایسے بڑے لوگ بھی یہ حرکتیں کرتے ہیں؟ یعنی عوام کی نظروں میں بھی ان کی کوئی قدر و عزت نہ ہوگی۔

نیکو کو رواج دینے والے کو قیامت

تک ثواب ملتا رہتا ہے

حضرت ابو صالح رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ایک شخص حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں پوشیدہ طور پر کوئی عمل کرتا ہوں، مگر وہ کسی سے ظاہر ہو جاتا ہے، کیا میں آخرت میں ایسے عمل پر اجر و ثواب کی امید رکھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جھے دوہرا اجر ملے گا۔ ایک عمل کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کا اور

دوسرے اس کے ظاہر ہو جانے پر دوسرے لوگوں کو اس عمل کی ترغیب ملے گا۔ جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ”جس نے کسی اچھائی کی بنیاد ڈالی، اسے اس اچھائی کا اجر اور جو لوگ اس پر عمل کرتے رہیں گے، اس کا اجر قیامت تک ملتا رہے گا (جبکہ ان کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی)۔“

اور جس نے کسی برائی کی بنیاد رکھی، اس برائی کا گناہ اور جو اس پر عمل کرتے رہیں گے، ان کا گناہ قیامت تک اس کے ثلثہ اعمال میں لکھا جاتا رہے گا۔“

نیت: حضرت ابو حسیب رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فرشتے ایک بندے کے عمل کو اس کی بہت زیادہ تعریف کرتے ہوئے اللہ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے کہتا ہے: تم اس عمل کی صرف ظاہری حالت کو دیکھ کر اس کی تعریف کر رہے ہو۔ میں اس بندے کے دل کی نیت کو دیکھ رہا ہوں۔ اس بندے نے یہ عمل میری رضا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا، لہذا اسے لے جاؤ اور جہنم (دوزخیوں کی کتاب) میں لکھ دو۔“ اسی طرح ایک دوسرے بندے کے ایک چھوٹے سے عمل کو لے کر وہ اللہ کی بارگاہ میں پہنچتے ہیں، جسے وہ (فرشتے) بہت حقیر و کمتر درجہ کا عمل سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے: ”تم اس کو معمولی سمجھ رہے ہو، میں اس بندے کے اخلاص نیت کو دیکھ رہا ہوں۔ اس نے یہ عمل صرف میری رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیا ہے (اس کے علاوہ اس کی دوسری کوئی غرض نہیں)۔ اسے علیین (جنتیوں کی کتاب) میں لکھ دو۔“ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ ایک چھوٹا سا عمل اگر خلوص نیت سے صرف اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے، اللہ کی نظر میں اس کی قدر و قیمت بہت زیادہ ہے۔ پھر وہ اپنی مرضی سے اسے بڑھاتا رہتا ہے اور اس کے اجر و ثواب میں اضافہ کرتا رہتا ہے، جیسا کہ اس آیت میں وہ فرماتا ہے:-

وَأَنْ تَكُونَ خَيْرًا مِّنْ لِّبْنِ إِسْرَءِيلَ وَتُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهِ أَجْرًا عَظِيمًا (النساء: ۴۰)

ترجمہ: اگر عمل نیک ہوتا ہے، (اللہ) اسے بڑھاتا رہتا ہے اور اپنی طرف سے

اس پر اجر عظیم عطا فرماتا ہے۔

لیکن اگر کوئی بڑا عمل اخلاص سے خالی ہو، اس پر کوئی اجر و ثواب نہیں ملتا، بلکہ وہ عمل

کرنے والے کو جہنم میں لے جاتا ہے۔

حضرت سیرا رحمہ اللہ اپنے سفر مدینہ کا ایک واقعہ سناتے ہیں۔ اس واقعہ کو بہت سے علماء سلف نے لکھا ہے۔ کہتے ہیں: جب میں مدینہ پہنچا، دیکھا کہ ایک جگہ بہت سے لوگ ایک شخص کے گرد جمع ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا: یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، لوگوں کو حدیث کا درس دے رہے ہیں۔ میں بھی ان کے قریب پہنچ گیا۔ جب ان کا درس ختم ہوا اور سب لوگ چلے گئے، میں نے ان سے عرض کیا: اللہ کے لیے مجھے بھی کوئی ایسی حدیث سنا دیں جو آپ نے حضور نبی اکرم ﷺ سے براہ راست خود سنی ہو اور اسے پوری طرح سمجھ کر ذہن میں محفوظ بھی کر لیا ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایک ایسی حدیث تمہیں سناتا ہوں، جو رسول اللہ ﷺ نے صرف میرے سامنے بیان فرمائی تھی، کیونکہ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے سامنے میرے علاوہ کوئی دوسرا شخص موجود نہ تھا۔ یہ کہتے ہوئے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر غشی (بے ہوشی) طاری ہو گئی اور وہ لڑکھڑاکر زمین پر گر گئے۔ تھوڑی دیر بعد انھیں ہوش آیا۔ انھوں نے چہرہ سے پسینہ صاف کیا اور حدیث سنانے کا ارادہ کیا، لیکن پھر ان پر غشی طاری ہو گئی۔ اس طرح تین مرتبہ ہوا۔ آخر تیسری بار جب ہوش میں آئے تو انھوں نے حدیث سنانا شروع کیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:-

”جب قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بندوں کے اعمال کا فیصلہ کرے گا، سب سے پہلے ان تین آدمیوں کو پیش کرنے کا حکم دیا جائے گا، ایک حافظ قرآن، دوسرا وہ شخص جو میدان جہاد میں قتل ہوا ہوگا، تیسرا وہ تلمذ۔ حافظ قرآن کو بلا کر اس سے پوچھا جائے گا: کیا میں نے تجھے وہ علم عطا نہیں کیا تھا، جو میں نے اپنے رسول پر نازل کیا تھا؟ وہ کہے گا: بے شک تو نے مجھے وہ علم عطا کیا تھا۔ پھر سوال ہوگا: تو نے اس علم کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ وہ کہے گا: میں دن رات اس کی تلاوت کرتا رہا۔ اللہ کہے گا: تو جھوٹ بولتا ہے، ساتھ ہی فرشتے بھی اس کے خلاف گواہی دیتے ہوئے کہیں گے: تو جھوٹا ہے، تو اس کی تلاوت اللہ کی رضا کے لیے نہیں، بلکہ اس لیے کرتا تھا کہ دنیا میں حافظ و قاری مشہور ہو جائے، چنانچہ دنیا میں تجھے قاری و حافظ کہا گیا۔ تجھے شہرت ملی، اب آخرت میں اس کا کوئی اجر نہیں۔ پھر وہ تلمذ کو لایا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا: میں نے تجھے مال دیا تھا، اسے تو نے کس طرح خرچ کیا؟ وہ کہے گا: میں نے اس سے مستحق رشتہ داروں کی مدد کی اور تیری راہ میں صدقہ کرتا رہا۔ اللہ

تعالیٰ کہے گا تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی اس کے خلاف شہادت دیتے ہوئے کہیں گے تو جھوٹا ہے، یہ سب کچھ تو نے اس لیے کیا تھا، تاکہ تو دنیا میں نئی مشہور ہو جائے، چنانچہ اب ہوا۔ اس کے بعد اس شخص کو لایا جائے گا جو میدان جہاد میں لڑتا ہوا مارا گیا تھا۔ اس سے پوچھا جائے گا تو کیوں قتل ہوا تھا؟ وہ کہے گا میں تیرے لیے جہاد کرتا ہوا قتل ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ بولتا ہے اور فرشتے بھی اس کے خلاف شہادت دیتے ہوئے کہیں گے تو جھوٹا ہے، تو صرف اس لیے جہاد میں شریک ہوا تھا کہ لوگ تجھے بہادر اور دلیر کہیں۔ چنانچہ دنیا میں تو بہادر مشہور ہوا۔ اس کے بعد (راوی) (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں (رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک (ہاتھ) میرے گھٹنے پر مارتے ہوئے فرمایا۔

”ابو ہریرہ! اللہ کی مخلوق میں یہ تین افراد ہوں گے، جن کو قیامت کے دن سب سے پہلے جہنم کی آگ میں جھونکا جائے گا۔“

راوی کا بیان ہے کہ جب یہ حدیث حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سنی، ان پر رقت طاری ہوئی اور روتے ہوئے انھوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے تمہیک ہی فرمایا ہے اور پھر یہ آیت پڑھی۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَرَبُّهَا نُوِفَّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالُهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُنْعَمُونَ وَلَنْكَ الدُّنْيَا لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَخَبَطَ مَا صَغُورًا فِيهَا وَبَاطِلًا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (لہود ۱۵-۱۶)

ترجمہ جو لوگ صرف دنیاوی زندگی اور اس کی زیب و زینت (شہرت و ناموسی) چاہتے ہیں، ہم دنیا ہی میں ان کے اعمال کا پورا بدلہ کوئی کمی کے بغیر دے دیتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں، جن کے واسطے آخرت میں دوزخ کی آگ کے علاوہ کچھ نہیں۔ انھوں نے جو کچھ کیا، وہ بیکار کیا اور ان کے عمل بے فائدہ ثابت ہوئے۔

اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت عبداللہ ابن حنیفؓ کا کہنا ہے کہ جب ایسے لوگ آخرت میں اپنے اعمال کا اجر و ثواب طلب کریں گے تو اللہ تعالیٰ جواب میں فرمائے گا کیا ہم نے دنیا میں تمہیں اس کا بدلہ نہیں دے دیا تھا؟ ہم نے تمہاری شہرت بڑھا دی تھی۔ ہر طرف تمہاری تعریف ہوتی تھی۔ تمہاری دولت میں اضافہ کر دیا تھا اور تجارت میں نفع بڑھا دیا تھا۔

اللہ کے مخلص بندے کی صفات

ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا اللہ کا مخلص بندہ کون ہے اور اس کی پہچان کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا اللہ کا مخلص بندہ وہ ہے جو اپنی خوبیوں اور نیک اعمال کو لوگوں سے اسی طرح چھپائے، جیسے اپنی برائیوں کو چھپاتا ہے۔ اور اخلاص کی انتہا یہ ہے کہ انسان کو اپنی تعریف پسند نہ آئے۔ حضرت ذوالنون مصری نے اللہ کے خاص بندے اور مخلص آدمی کی پہچان یہ بتائی ہے اسے اپنے راحت و آرام کی پروا نہ ہو، ضرورت مند سائل کو محروم نہ ہونے، مرتبہ کی بلندی و پستی اس کے نزدیک کوئی حیثیت نہ رکھتی ہو، اور اسے اسی بات کی پروا نہ ہو کہ کوئی اس کی تعریف کرتا ہے یا برائی۔

اللہ سے نہ ڈرنے اور لوگوں سے ڈرنے کا انجام

حضرت عدی رضی اللہ عنہ ابن حاتم روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز کچھ لوگوں کو جنت کی طرف لے جانے کا حکم دیا جائے گا۔ جب وہ جنت کے قریب پہنچیں گے اور جنت کے باغات کی خوشبو انھیں محسوس ہوگی اور دیکھیں گے کہ اللہ نے اپنے مخلص اور نیک بندوں کے لیے کیا کچھ تیار کر رکھا ہے، حکم ہوگا انھیں اس لیے آؤ۔ وہ وہاں سے انتہائی مایوسی کی حالت میں لوٹیں گے اور اللہ کے رسول ﷺ پروردگار! انت کا یہ منظر دکھانے سے پہلے (کہ تو نے جنتیوں کے عیش و آرام کے لیے کتنے خوبصورت باغات و محلات تیار کر رکھے ہیں) ہمیں دوزخ میں بھیج دیا ہوتا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا ”یہ منظر تمہیں دکھانا ضروری تھا (کیونکہ تمہیں خلاص کے ساتھ مہلت کے ثواب اور مخلص بندوں کی بلندی درجات کا یقین نہ تھا)۔ تم لوگ تنہائیوں میں (مگر میری نظر کے سامنے) بڑے بڑے گناہ کرتے تھے اور جب لوگوں کے سامنے آتے تھے، پائے شریف، پارسا اور دیندر بستے تھے۔ تم لوگوں سے اترتے تھے مگر میرا خوف محسوس نہیں کرتے تھے۔ تم لوگوں کو کھانے کے لیے ال نہ چاہتے ہوئے بھی بڑے بڑے نیک اعمال کرتے تھے۔ گویا تمہیں میری رضا کے بجائے لوگوں کی رضا منظور تھی۔ تم نے میری عزت و جاهت کا لحاظ کرنے کی بجائے لوگوں کے عزت و وقار کو ترجیح دی۔ آج میں تمہیں آخرت کے ثواب سے محروم کرتا ہوں، اب تمہیں دوزخ کا سخت عذاب برداشت کرنا ہوگا۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے جب "جنت عدن" کو پیدا کیا، جس میں مومنوں کے لیے وہ نعمتیں وریش و آرام کا ایسا سامان مہیا کیا ہے، جسے آج تک نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ اس کے بارے میں کسی کان نے سنا، اور نہ کسی ناس کے دہن میں ایسی چیزوں کا خیال آیا۔ پھر اللہ نے اس (جنت عدن) سے پوچھا، کیا کوئی کمی تو نہیں رہ گئی؟ اس نے کہا: "قَدْ اَمْسَحَ الْخُؤْمُونَ" (مومن کا مہیاب ہو گئے) (یعنی یہ سامان جن مومنوں کے واسطے تیار ہوا ہے، وہ کتنے خوش نصیب ہوں گے)۔ پھر کہا اے اللہ! میرے اندر بخیل (کنجوس)، منافق (دوغل) اور ریاکار کو داخل نہ کرنا۔"

ریا کار کی نشانیاں حضرت علیؓ فرماتے ہیں: ریا کار کی نشانیاں (بیچان) یہ ہیں (۱) تہائی میں (یعنی جب اکیلا ہو) کسی عبادت (نماز وغیرہ) کا وقت آجائے تو بڑی سستی اور کاہلی سے اس فرض کو انجام دیتا ہے۔ (۲) اور گریہ جمع عام ہو اور دیکھے والے موجود ہوں تو اس عمل کو بڑے خشوع و خضوع اور پوری توجہ سے ادا کرتا ہے۔ (۳) اس کے کسی عمل کی تعریف کی جائے تو اسے بار بار کرتا ہے۔ (۴) تعریف نہ کی جائے تو وہ اپنے عمل میں کمی اور سستی کرتا ہے۔

عمل نیک - حضرت شفیق ابن ابراہیم زاہد کہتے ہیں (۱) عمل نیک وہ ہے جس کے کرتے وقت بندہ یہ سمجھے کہ اس عمل کی توفیق مجھے اللہ نے دی ہے، تاکہ عمل پر غرور پیدا نہ ہو۔ (۲) عمل برے وقت اس کی نیت یہ ہو کہ یہ عمل اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کر رہا ہوں، تاکہ اس کی خواہش نفس معصوب ہو۔ (۳) عمل کے ثواب کی امید صرف اللہ سے رکھے، تاکہ ریا کاری (کھوس) کا شائبہ نہ رہے اس طرح عمل میں اخلاص (نیک متی) پیدا ہو جائے گا، جو عمل کی جان (روح) ہے، اور عمل کرنے والا اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرے گا کہ اس نے یہ عمل کرنے کی توفیق بخشی۔

پھر جو عمل کرے وہ اللہ کی رضا کے لیے کرے، نہ کہ بے نفس کی خواہش پر، کیونکہ

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے

سورہ یوسف ۵۳

اِنَّ النَّفْسَ لَافْتَارًا لِلشَّوْءِ

ترجمہ "بلاشبہ نفس برائی کا حکم (مشورہ) دیتا ہے۔"

جو عمل کرے اللہ کی رضا کے لیے کرے۔ لوگوں کی تعریف یا تنقید کا خیال دل میں نہ لائے۔ عمل درست ایک بزرگ کا قول ہے بندہ عبادت کرتے وقت اس چرواہے کی مثال کو سامنے رکھے، جو اپنی بھیڑ بکریوں کے سامنے نماز پڑھتا ہے۔ اسے پروا نہیں ہوتی کہ بھیڑ بکریاں اس کی طرف دیکھ رہی ہیں یا نہیں، نہ وہ بھیڑ بکریوں کی تعریف کا محتاج ہوتا ہے۔ یہی طرح خلوص نیت سے اللہ کی عبادت کرنے والا ہوتا ہے، وہ لوگوں کی بھیڑ میں بھی تہا ہی ہوتا ہے، کیونکہ اسے اپنے عمل کے ثواب کی امید اللہ سے ہوتی ہے۔ وہ بندوں کی تعریف و تنقید سے بے پروا ہوتا ہے۔

عمل اور علم: کوئی بھی عمل کرنے سے پہلے اس بات کا علم ہونا ضروری ہے کہ یہ عمل اللہ کی عبادت میں شامل ہے، کیونکہ بسا اوقات بے علمی میں کوئی عمل کر لینا نقصان کا باعث ہوتا ہے، علم کے ساتھ ساتھ مزید تین چیزیں ضروری ہیں۔

(۱) نیت کیونکہ کوئی عمل نیت کے بغیر درست نہیں ہوتا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَ اِنَّمَا لِكُلِّ اَعْمَلٍ فَاوِي (مشکوٰۃ)

"اعمال کی بنیاد نیت پر ہے۔ ہر شخص کو وہی کچھ ملے گا، جس کی اس نے نیت کی ہوگی۔"

لہذا نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ اور دوسری تمام عبادتیں نیت کے بغیر درست نہیں ہوتیں۔ اس لیے ہر عمل سے پہلے نیت ضروری ہے، تاکہ عمل صحیح طریقے پر انجام پاسکے۔

(۲) صبر و رمل کا اطمینان ہونا بھی ضروری ہے، تاکہ عمل سکون و اطمینان سے پورا ہو سکے۔

(۳) اخلاص، یعنی عمل کا صرف اللہ کی رضا کے لیے ہونا۔ جب عمل اخلاص سے کیا جائے گا، اللہ اسے قبول فرمائے گا اور عام مخلوق کے دلوں کو بھی اس بندہ (ساد) کی طرف پھیر دے گا۔

اللہ کی طرف سے دنیا میں اخلاص کا انعام

حضرت ابن حبانؒ فرماتے ہیں بندہ اپنے دل کو اللہ کی طرف متوجہ کر لے تو اللہ اسی ایمان سے لوگوں کو اس کی طرف متوجہ کرتا ہے اور ان کے دل میں اس کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔

اسی سلسلہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل سے کہتا ہے میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو، جبرائیل علیہ السلام آسمان والوں (فرشتوں) میں اعلان کر دیتے ہیں تمہارا رب فلاں شخص سے محبت کرتا ہے، تم سب اس سے محبت کرو۔ چنانچہ تمام فرشتے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور پھر وہ دنیا میں بھی مقبول ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب اللہ کسی بندے سے ناراض ہوتا اور اسے ناپسند کرتا ہے تو اسے سارے فرشتے اور تمام دنیا والے ناپسند کرتے ہیں۔ اپنی پہچان۔ حضرت شقیق سے ایک شخص نے پوچھا لوگ مجھے صالح (نیک آدمی) کہتے ہیں، مگر مجھے کیسے پتہ چلے کہ میں صالح (نیک) ہوں؟ انھوں نے جواب دیا۔

(۱) اپنے دل کی کیفیات (حالت) کسی نیک آدمی کے سامنے بیان کرو، اگر وہ اسے پسند کرے تو سمجھ لینا تم نیک ہو، اگر وہ پسند نہ کرے تو سمجھو تم صالح (نیک) نہیں ہو۔
(۲) اپنے دل کے سامنے دنیا (مال و دولت) پیش کرو، اگر وہ اسے ٹھکرا دے، تم صالح (نیک) ہو۔

(۳) اپنے نفس کے سامنے موت کا خیال رکھو، اگر وہ موت کی تمنا و آرزو کرے، تم صالح (نیک) ہو، ورنہ نہیں۔

جب یہ تین چیزیں تیرے اندر جمع ہو جائیں، پورے خشوع و خضوع (عاجزی اور گریہ و زاری) سے اللہ کی عبادت کرنا کہ تیرے عمل میں ریا کاری اور دکھ و اشمال نہ ہو، کیونکہ یہ چیز عمل کو صالح کر دیتی ہے۔

مومن کی پہچان: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا جانتے ہو مومن کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول اس کے متعلق (ہم سے) زیادہ جانتے ہیں۔

فرمایا ”مومن وہ شخص ہے کہ اسے اس وقت تک موت نہیں آتی جب تک اسے اپنے چاروں طرف وہ باتیں سنائی نہ دیں جنہیں وہ پسند کرتا ہے۔ اور جو اللہ کی عبادت ستر کمروں (جن میں سے ہر ایک پر لوہے کا دروازہ لگا ہو اور دروازہ بند ہو) کے اندر چھپ کر کرتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ اس کے اس نیک عمل کو اس کی چادر بنا دیتا ہے، جس سے لوگ اسے پہچان لیتے

ہیں اور اس کی تعریف کرتے ہیں، اور اس تعریف میں روز بروز اضافہ ہوتا رہتا ہے۔“
صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اضافہ کیسے ہوتا رہتا ہے؟ فرمایا ”مومن اللہ کی طاعت و عبادت میں ترقی کرتا ہے، لہذا اس کی تعریف اور اس کی تعظیم میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے کہ لوگ اسے دیکھ کر خود بھی ویسے ہی نیک اعمال کرنے لگ جاتے ہیں۔“ پھر فرمایا ”اسی طرح اگر فاجر (بدکار) ستر بند کمروں کے اندر چھپ کر گناہ کرتا ہے، اللہ اس کے اس گناہ کو اس کی چادر بنا دیتا ہے، جس سے وہ پہچان لیا جاتا ہے، لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں اور اس نفرت میں روز بروز اضافہ ہوتا رہتا ہے، کیونکہ بدکار آدمی کے گناہ (اور بدکاری) بھی بڑھتے رہتے ہیں۔“

یقین باتیں: حضرت عوف ابن عبد اللہ کہتے ہیں پہلے نیک اور بزرگ لوگ ایک دوسرے کو خط لکھتے وقت یہ یقین باتیں ضرور لکھا کرتے تھے۔

(۱) جو آخرت کی کمائی کرتا ہے، اللہ اس کے دنیاوی اخراجات اپنے حقے لے لیتا ہے۔
(۲) جو اللہ سے اپنا تعلق درست کر لیتا ہے، اللہ دنیا والوں سے اس کے تعلقات ٹھیک کر دیتا ہے۔
(۳) جس نے اپنا باطن ٹھیک کر لیا، اللہ اس کے ظاہر کو سنوار دیتا ہے۔

اللہ کی بخشش سے محرومی: اللہ جسے اپنی عنایت سے محروم رکھنا چاہے۔

(۱) اسے علم دیتا ہے، مگر اس پر عمل کی توفیق نہیں دیتا۔

(۲) اسے نیک لوگوں تک رسائی ہو جاتی ہے، مگر وہ ان سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتا۔

(۳) وہ عبادت کرتا ہے، مگر اس عبادت میں اخلاص (نیک نیتی) نہیں ہوتا۔

یہ سب کچھ اس لیے ہوتا ہے کہ اس شخص کا کوئی عمل بھی اخلاص اور نیک نیتی سے نہیں ہوتا، بلکہ ان میں صرف ظہار اور دکھاوا ہوتا ہے۔

اللہ کے ساتھ معاملے میں دھوکہ بازی نہ کرو

بہت ہی قابل اعتناء اور معتبر لوگوں نے حضرت جہدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں ہم مرثد ابن حکم کے ساتھ ایک جنگ میں شریک تھے۔ ہمارے ساتھ ایک شخص تھے، جو رات کا اکثر حصہ تہجد میں گزارتے اور بہت کم سوتے تھے۔ کچھ دن تک ہمیں یہ معلوم نہ ہو سکا وہ کونسا ہے۔ بعد میں معلوم ہوا، وہ رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی ہیں۔ انھوں نے ہم سے حدیث سنائی۔

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اے اللہ کے رسول! کل (قیامت کے دن) کس طرح نجات ہو سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ کو دھوکہ نہ دو۔" اس شخص نے عرض کیا ہم اللہ کو کس طرح دھوکہ دے سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا "وہ اس طرح کہ تم کام تو وہ کرو، جن کا اللہ نے حکم دیا ہے، مگر تمہاری نیت اللہ کی رضا حاصل کرنے کی بجائے "ریا" (ریا کاری، دکھاوا) ہو۔" ریا " سے بچو، یہ شرک ہے۔ ریا کار شخص کو قیامت کے روز ان چار ناموں سے تمام مخلوق کے سامنے پکارا جائے گا اے کافر! اے قاجر! اے دھوکہ باز! اے نقصان میں رہنے والے! تیرا عمل ضائع اور اس کا اجر و ثواب ختم ہو گیا۔ آج یہاں تیرے لیے کچھ نہیں۔ اے دھوکہ باز! جو ان سے اپنا اجر و ثواب طلب کر، جن کو دکھانے کے لیے ٹوٹے یہ عمل کیا تھا۔"

راوی (جہد) کہتے ہیں میں نے اس (صحابی) سے اللہ کی قسم دے کر پوچھا کیا آپ نے خود یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا جی ہاں میں نے خود یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ میں نے دانت اس میں اپنی طرف سے کچھ کم یا زیادہ نہیں کیا۔ اگر کچھ سہو یا بھول ہو گئی ہو تو اللہ اسے معاف فرمائے۔ پھر انھوں نے یہ آیت تلاوت کی۔

اِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ۔ (النساء، ۱۴۲)

منافق لوگ اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں، وہ انھیں دھوکہ میں ڈالنے والا ہے۔

لہذا جو شخص یہ چاہے کہ اس کے عمل کی جزا و ثواب آخرت میں ملے، اس کے لیے ضروری ہے کہ عمل کرتے وقت اس کی نیت یہ ہو کہ وہ یہ عمل صرف اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کر رہا ہے اور اس میں کسی طرح کی ریا کاری اور دکھاوا شامل نہ ہو۔ پھر وہ اپنے اس عمل کو بھول جائے، تاکہ اس کے دل میں اس عمل پر تکبر اور تمہند پیدا نہ ہو۔ کیونکہ کسی عمل کا کرنا اتنا مشکل نہیں ہوتا، جتنا اسے غرور و تمہند اور ریا کاری جیسی آلائشوں سے پاک و محفوظ رکھنا ہوتا ہے۔

عمل کی حفاظت: حضرت ابو بکر واسطیؓ کہتے ہیں عمل کی مثال شیشہ کی سی ہے۔ اگر عمل پر غرور و تمہند پیدا ہو گیا، تو اسے توڑ ڈالنے (ضائع کر دے) گا۔ ریا کاری اور دکھاوا شامل

ہو گیا تو وہ ضائع ہو جائے گا۔ جس طرح شیشہ کسی طرح کی ضرب (چوٹ) برداشت نہیں کرتا، اسی طرح عمل پر باہر کی کوئی چیز اثر انداز ہوتی ہے تو وہ ٹوٹ کر ضائع ہو جاتا ہے۔

ریا کے خوف سے عمل سے ہاتھ نہ روکے

اگر بندہ کو اپنے عمل پر ریا کاری پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس خیال کو اپنے دل سے نکال دے، لیکن عمل کو اس کی وجہ سے ترک نہ کرے، بلکہ عمل کو پورا کرے اور توبہ و استغفار کر کے اللہ سے دعا کرے کہ وہ اس خیال باطل کو اس کے دل سے نکال دے۔ امید ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں اغلام پیدا کر دے گا اور آئندہ وہ جو عمل کرے گا، وہ اس طرح کے عیب سے پاک ہوگا۔

مثال مشہور ہے جب سے ریا کار (دکھاوے اور شہرت و ناموری کے لیے اچھے کام کرنے والے) مرے ہیں، دنیا بے رونق ہو گئی ہے، کیونکہ وہ لوگ رفاہ عام کی چیزیں بنایا کرتے تھے۔ مثلاً وہ لوگ مدارس و مساجد اور مسافر خانے وغیرہ بناتے تھے، جن سے دنیا کی رونق بڑھتی تھی اور عام لوگ ان سے فائدہ بھی اٹھاتے تھے۔ گو کہ اس چیزوں میں ان کی ریا کاری اور شہرت طلبی کا جذبہ شامل ہوتا تھا، لیکن بسا اوقات کسی نیک مسلمان کے دل سے ان کے لیے دعائے خیر بھی نکل جاتی تھی، جو ان کے حق میں فائدہ مند ثابت ہوتی تھی۔ جیسے کہ ایک شخص کے بارے میں مشہور ہے کہ اس نے عام فائدے کے لیے کوئی باغ، مسافر خانہ یا مسجد بنانے کے بارے میں سوچا، "پتہ نہیں میرا یہ کام اللہ کے لیے ہے یا نہیں"۔ پھر اس نے ایک دن خواب میں دیکھا کہ ایک برگ اس کے پاس آئے اور کہا تیرا یہ کام اُچھا ہے خالص اللہ کی رضا کے لیے نہ تھا، لیکن جو مسلمان اس سے فائدہ اٹھائیں گے اور وہ تیرے حق میں اللہ سے دعا کریں گے، وہ تو خالص اللہ کی رضا کے لیے ہوگی۔ یہ سن کر وہ شخص خوش ہو گیا اور اس نے خوشی خوشی وہ کام کر دیا۔

محض اہل علم کا خیال ہے کہ ایسے اعمال جو تمام مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض (میں) ہیں (مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر صدقات و خیرات وغیرہ)، ان میں ریا کاری اور دکھاوا شامل ہونا ہی نہیں چاہیے، کیونکہ یہ سب پر فرض ہیں۔ جو شخص ادا کر رہا ہے،

وہ اللہ کے حکم کی تعمیل کر رہا ہے۔ اور جو ادا نہیں کر رہا، وہ مجرم و گناہگار ہے۔
اگر کوئی شخص فرض کو اللہ کا حکم سمجھ کر، اس کی رضا کی بجائے ریاکارانہ طور پر صرف
لوگوں کے دکھانے کے لیے ادا کرتا ہے، ایسا شخص پکا منافق ہے۔ اور ایسے ہی لوگوں کے
لیے ہارمی تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

إِنَّ الْكَافِرِينَ فِي النَّارِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (النساء، ۱۳۵)

ترجمہ: منافق لوگ جہنم کی آگ کے سب سے نیچے والے گڑھے میں ڈالے
جائیں گے۔

یعنی اس جگہ انھیں ڈالا جائے گا، جہاں فرعون، ہامان، نمرود، شداد اور قارون جیسے
بڑے بڑے کافر ہوں گے۔ جہنم کے اس گڑھے کا نام ”ہادیہ“ ہے۔

موت کا خوف اور اس کی شدت

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو شخص اللہ سے ملاقات کو پسند
کرتا ہے، اللہ بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہے۔“

اللہ سے ملاقات کو پسند کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مومن دنیاوی زندگی کی بجائے
آخرت کی زندگی کو پسند کرتا ہے۔ آخرت کے لیے تیاری کرتا ہے، اور جب موت کا وقت
قریب آتا ہے تو وہ جلد از جلد اس دنیا سے دوسری دنیا میں چلا جانا چاہتا ہے، کیونکہ اس وقت
رحمت کے فرشتے اسے خوشخبری دیتے ہیں اللہ تمھ سے خوش ہے۔ وہ تجھے جنت میں داخل
کرے گا اور اپنی عطا و بخشش سے تجھے نوازے گا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا ”اور جو شخص اللہ سے ملاقات کو نا پسند کرتا ہے، اللہ بھی
اس سے ملنا پسند نہیں کرتا۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ موت کے وقت کافر اور فاسق و فاجر کو
عذاب کے فرشتے جب دکھاتے ہیں کہ مرنے کے بعد تیرا ٹھکانہ یہ دوزخ ہے تو وہ اس دنیا کو چھوڑ
کر دوسری دنیا میں جانا پسند نہیں کرتا۔ ایسے شخص کو اللہ بھی اپنی رحمت سے دور رکھتا ہے۔ اس وقت
ایسے شخص اپنی دنیاوی زندگی پر فیسوس کرتا اور اپنی بد اعمالیوں کو یاد کر کے روتا ہے، اور موت سے
فہمراہ ہوتا ہے، اسے نا پسند کرتا ہے، کیونکہ مرنے کے بعد اسے آخرت کے عذاب کا ڈر ہوتا ہے۔

امام نوویؒ کہتے ہیں حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو جو بندے محبوب ہوتے ہیں، ان
کے دل میں اپنی محبت ڈال دیتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ محبت دراصل اللہ تعالیٰ
کی ایک صفت ہے۔ جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کا عکس (سایہ) اس بندے
سے دل پر پڑتا ہے، جس طرح کہ بچے ہوئے پانی کا عکس (جھلک، سایہ) دیوار پر پڑتا ہے۔
اس کی تائید حضور ﷺ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے ”اللہ جب کسی بندے سے محبت کرتا
ہے تو اسے اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے۔“ اور یہی اشارہ قرآن کریم میں ”يُحِبُّهُمْ“ (اللہ)
اس سے محبت کرتا ہے کو ”وَيُحِبُّهُمْ“ (المائدہ ۵۴) اور وہ (مومن) اس سے محبت کرتے ہیں
(سہل) ان سے بھی ملتا ہے۔ اللہ ہمیں بھی اپنی محبت عطا فرمائے۔ آمین۔

مسیہ برحق اللہ عنہم نے عرض کیا ہم میں سے ہر آدمی موت کو ناپسند کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس سے مراد یہ عام ناپسندیدگی نہیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن کی موت کا وقت جب قریب آتا ہے، اس کے پاس اللہ کا بھیجا ہوا ایک فرشتہ آتا ہے اور اسے ان نعمتوں کی خوشخبری دیتا ہے جو اللہ کی طرف سے اسے موت کے بعد ملنے والی ہیں، تو بندہ مومن کے لیے اللہ کی ملاقات سے زیادہ پسندیدہ کوئی شے نہیں ہوتی اور وہ جلد از جلد اس سے شرف یاب ہونا چاہتا ہے۔ پھر اللہ بھی جلد از جلد اسے اپنے پاس بلانا چاہتا ہے۔

اور فاجر یا کافر کی موت جب قریب آتی ہے، تو ایک ڈرانے والے فرشتہ اس کے پاس آتا ہے اور اسے بتاتا ہے کہ اس کے لیے کون کون سا عذاب تیار ہے، تو وہ گھبرا کر اللہ کے سامنے جانے (اس سے ملاقات) کو ناپسند کرتا ہے، اور اللہ بھی اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ ایسے شخص کو اس کے سامنے لایا جائے۔

موت کی تلخی: حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”بنی اسرائیل کے قصے بھی لوگوں کے سامنے بیان کر دیا کرو، کیونکہ اس قوم کے اندر بھی بڑے بڑے معجزے ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ قصہ بیان فرمایا ”بنی اسرائیل کے کچھ لوگ ایک قبرستان کے پاس سے گزرے، آپس میں کہنے لگے یہاں ہم نماز پڑھ کر اپنے رب سے دعا کیوں نہ کریں، شاید وہ کسی مردے کو زندہ کر دے، جو ہمیں موت کے بارے میں کچھ بتا دے۔ ابھی وہ لوگ یہ باتیں کرتے رہے تھے کہ اچانک ایک پرانی قبر سے ایک مردے نے سر نکال کر ان سے کہا لوگو! تم کیا سوچ رہے ہو؟ بخدا! مجھے وفات پانے ہوئے نوے سال کا عرصہ گزر چکا ہے، مگر موت کی تلخی (شدت) کو آج تک نہ بھلا سکا۔ مجھے آج بھی یہ محسوس ہوتا ہے جیسے اب بھی جانکئی کی حالت میں ہوں۔ میرے لیے اللہ سے دعا کرو، وہ مجھے اس سے نجات دے اور مجھے میری پہلی حالت (زندگی) پر لوٹا دے۔ اس مردے کی پیشانی (ماتھے) پر سجدے کا نشان بھی تھا۔“ (یعنی وہ ایک عبادت گزار شخص تھا، اس کے باوجود اس پر موت کی اتنی سختی ہوئی تھی)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”مومن پر موت کا وقت اس قدر سخت گزرتا ہے، جیسے ایک وقت تین سو کواروں سے اس کے جسم کو رخمی کیا جا رہا ہو۔“

بہذا حس نو اس بات کا یقین ہو کہ ایک دن موت ضرور آئے گی، سے چاہیے کہ برائی اور گناہوں سے پرہیز کرے اور اچھے غماں کرتے ہوئے اس کے لیے تیاری کرے۔

حضور کرم ﷺ نے موت کی جوتلیاں اور سختیاں بیان فرمائی ہیں، وہ موت کی بھلائی کے لیے بیان فرمائی ہیں، تاکہ اس کا متنی (مسلمان) غم نہ ہو اور اللہ کی نافرمانیوں سے باز رہے، دنیا کے شہائد و مشکلات پر صبر کرے، کیونکہ یہاں کی سختیاں موت کی سختیوں سے آسان ہیں۔ موت کی سختی عذاب آخرت ہی کا حصہ ہے اور آخرت کا عذاب دنیاوی شہائد و مصائب کے مقابلہ میں بہت سخت ہے۔

علم نادر (اچھوتا علم) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس بات سے روایت ہے، کہتے ہیں ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا در عرض کیا مجھے علم کی کولی نادر (نی در نادر) بات بتائیے۔

آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا ”نفس علم (اصل علم) تمہارے پاس کتنا ہے؟“

اس نے عرض کیا نفس علم کسے کہتے ہیں؟

آپ ﷺ نے اس سے پوچھا ”کیا تم اپنے رب (اللہ) کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟“

اس نے جواب دیا ہاں۔

آپ ﷺ نے اس سے سوال کیا ”تو نے اس کا کیا حق ادا کیا؟“

اس نے کہا جو اللہ نے چاہا (اور مجھ سے ہوسکا)۔

پھر آپ ﷺ نے اس سے دریافت کیا: ”موت کو جانتے ہو؟“

اس نے جواب دیا ہاں۔

آپ ﷺ نے دریافت فرمایا ”تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟“

اس نے جواب دیا جو اللہ نے چاہا (اور مجھ سے ہو سکی)۔

آپ ﷺ نے اس سے فرمایا (نبی الخاسر) جاؤ ان دو باتوں کو پوری طرح سمجھو۔ اس سے بعد آتا، تمہیں علم کی نئی بات بتادی جائے گی۔“

نبی کریم ﷺ نے اس کے بعد وہ شخص دوبارہ خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا

"صنع بذك على قلبك فما لا ترصى لفيك لا ترصه لفس
اخيك المسلم وما رصيته لفيك فازجه لاخيك المسلم و
هو من غرائب العلم"

ترجمہ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر اقرار کرو، جو بات تمہیں اپنے لیے ناپسند ہو، وہ اپنے
مسلمان بھائی کے لیے ناپسند کرو گے۔ اور جو بات تم اپنے لیے پسند کرو، وہ اپنے
مسلمان بھائی کے لیے بھی پسند کرو گے۔ یہ ہے علم کی نادر اور اچھوتی یا عمدہ بات۔
اس طرح نبی کریم ﷺ نے اس شخص کو یہ بات سمجھائی کہ اصل اور حقیقی علم یہ ہے کہ
موت کے لیے تیاری کی جائے اور اس تیاری میں پہلے نمبر پر حقوق العباد (بندوں کے حق)
آتے ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ بھی اس وقت تک معاف نہیں کرے گا، جب تک کہ وہ بندہ
معاف نہ کر دے، جس کی حق تلفی ہوئی ہے۔

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو
حضرت میمون بن مبران روایت کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو نصیحت
کرتے ہوئے فرمایا: "پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو۔

(۱) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے۔

(۲) تندرستی کو بیماری سے پہلے۔

(۳) فرصت کو مشغولیت سے پہلے۔

(۴) دولت کو محتاجی سے پہلے۔ اور

(۵) زندگی کو موت سے پہلے۔

نبی کریم ﷺ نے ان پانچ چیزوں میں انسانی زندگی کے اہم ترین مسئلہ کو جمع فرمادیا
ہے۔ نہاں جوانی کے دنوں میں جو کوشش و محنت اور محبوت و نیک اعمال کر سکتا ہے،
بڑھاپے میں نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اگر جوانی میں معصیت و رگناہ کا عادی ہو جاتا ہے تو
بڑھاپے میں بھی اس گنہ سے بچنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لیے بہتر ہے کہ انسان جوانی کے
دنوں ہی میں خود کو محنت و مشقت اور عبادت و ریاضت کا عادی بنالے، تاکہ بڑھاپے میں کئی
آسانی سے عبادت کرتا رہے۔

صحت (تندرستی) کو بیماری سے پہلے غنیمت سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ تندرست آدمی جو
کام بھی کرنا چاہے، آسانی سے کر سکتا ہے۔ اسے نماز پڑھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی، نہ
عی روزہ رکھنا یا دوسرا کوئی نیک کام کرنا مشکل ہوتا ہے۔ مثلاً وہ اپنے مال میں سے جتنا چاہے
صدقہ کر سکتا ہے، جتنا چاہے، جائز طریقہ سے کما سکتا ہے۔ جبکہ بیماری اور کمزوری کی حالت
میں وہ اپنے مال میں بھی اتنا اختیار نہیں رکھتا۔ وہ زیادہ خرچ نہیں کر سکتا، نہ عبادت ہی وہ
پوری دل جمعی اور اطمینان سے کر سکتا ہے۔

فرصت کو غنیمت جاننے کے معنی یہ ہیں: رات کا وقت فرصت کا وقت ہوتا ہے اور دن
معروفیت و مشغولیت کا وقت ہے۔ رات کی فرصت میں تہجد پڑھ سکتا ہے اور دن کی مشغولیت
و مصروفیت میں روزہ رکھ سکتا ہے۔ کیونکہ روزہ جسمانی مصروفیت میں حائل نہیں ہوتا، نہ اس
سے کسی کام میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ خصوصاً جاڑوں کی لمبی راتوں میں انسان بڑی آسانی
سے تہجد کی نماز پڑھ سکتا ہے اور آرام بھی کر سکتا ہے۔ اور دن چھوٹا ہوتا ہے، اس میں روزہ
رکھنا بھی مشکل نہیں ہوتا۔ جیسے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "جائزے کا موسم مومن کے
لیے بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کی راتیں لمبی ہوتی ہیں، اس میں تہجد پڑھے۔ دن چھوٹے
ہوتے ہیں، ان میں روزہ رکھے۔"

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "رات لمبی ہے (اسے غنیمت میں
گزار کر) مختصر (چھوٹی) نہ کر۔ اور دن کے روشن چہرہ کو اپنے گناہوں سے گرد آلود نہ کر۔"
دولت مندی کو محتاجی سے پہلے غنیمت سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے جو رزق تجھے
دے رکھا ہے، اس پر صبر کر اور دوسروں کے مال و دولت کو لچائی نظروں سے نہ دیکھ۔

زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جاننے کا مطلب یہ ہے کہ انسان زندگی میں ہر عمل کرنے
پر قادر ہوتا ہے۔ اس میں جتنا چاہے، نیک اعمال کر سکتا ہے۔ مگر موت کے بعد عمل کا سلسلہ ختم
ہو جاتا ہے۔ اب وہ کوئی عمل نہیں کر سکتا، جو آخرت میں اس کے درجات کی بلندی اور ثواب کا
ذریعہ بن سکے۔ اس لیے مومن کو چاہیے کہ وہ زندگی کے اوقات کو ضائع نہ کرے، تاکہ موت
کے بعد اسے ان اوقات کے ضائع ہونے پر افسوس نہ کرنا پڑے۔

ایک ایرانی دانشور (فلسفی) کا قول ہے: بچپن کھیل کود میں گزارا، اس کے بعد جوانی
کے نشے میں مست رہا، بڑھاپے میں تیرے جسم کی طاقت جواب دے گئی اور تو کچھ کرنے

کے قابل نہ رہا۔ بتا تو نے زندگی میں خدا کی عبادت کب کی؟

مطلب یہ کہ موت کے بعد تو کچھ نہ کر سکے گا۔ جو کرتا ہے، اس زندگی میں کر لے، اور یہی وقت ہے جس میں آخرت اور موت کے وقت کی سختی سے نجات کے لیے، اچھے اعمال کئے جاسکتے ہیں۔ موت سے غافل نہ رہ، کیونکہ وہ تجھ سے غافل نہیں ہے، مقررہ وقت پر موت کا فرشتہ ضرور تیرے سامنے آئے گا۔

ملک الموت اللہ کے حکم کے بغیر ایک مجھڑ کی روح بھی قبض نہیں کر سکتا

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ”نبی کریم ﷺ نے ایک انصاری چٹ کے سر ہانے ملک الموت (موت کا فرشتہ) کو دیکھ کر اس سے فرمایا ”میرے اس صحابی کی روح رزی سے نکالنا، یہ ممکن ہے۔“ ملک الموت نے عرض کیا اے محمد! آپ مطمئن رہیں، آپ کے ہر امتی (مومن) کی روح رزی سے نکالتا ہوں۔ اس کے بعد اس (ملک الموت) نے کہا بخدا، اے محمد! جب میں کسی انسان کی روح قبض کرتا ہوں، اس وقت اگر اس کے رشتہ داروں یا اہل و عیال میں سے کوئی روتا یا چیخ و پکار کرتا ہے، میں کہتا ہوں۔

”یہ روتا دھونا اور چیخ و پکار کیوں؟ ہم نے کوئی ظلم تو نہیں کیا۔ نہ ہم نے اس کی موت کے مقررہ وقت سے پہلے اس کی روح قبض کی ہے، نہ ہم نے اس کی تقدیر میں کوئی دخل اندازی کی ہے (کہ جتنی زندگی اس کی تقدیر میں لکھی تھی، اس کے پورا ہونے سے پہلے اس کی روح قبض کی ہو) ہم نے اس کی روح قبض کر کے کوئی گناہ (جرم) نہیں کیا۔

اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کو اپنی خوشی قبول کر لیں تو ان کے حق میں بہتر ہے اور آخرت میں انہیں اس کا اجر و ثواب ملے گا۔ اور اگر اللہ کے اس فیصلہ پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں، روتے اور چیختے چلاتے ہیں تو گناہگار ہوں گے اور آخرت میں اس گناہ کی سزا بدستیں ملے گی۔ تمہیں ہم پر ناراض یا غصہ ہونے کا کوئی حق نہیں۔ ہم تمہیں فصاحت کرتے ہیں کہ ایسی حرکتوں (رونے دھونے، چیخ و پکار کرنے) سے باز رہو اور پرہیز کرو۔ ہماری تم سے آئندہ بھی ملاقات ہوگی، لہذا محتاط اور ہوشیار رہو۔ رونے زاری پر ننگی و تری (سمندر) میں کوئی گھریا کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں کوئی جاندار رہتا ہو اور میں اسے نہ پہچانتا ہوں۔ میں دن

رات (چوبیس گھنٹے) میں پانچ مرتبہ ان کے پیروں کو دیکھتا ہوں، ان کے سر پہچانے پر بے کو بھی طرح جانتا ہوں۔ یہ اپنے آپ کو اتنا نہیں جانتے، بتا میں انہیں جانتا اور پہچانتا ہوں۔ اس سے باوجود اے محمد! مجھے اللہ کے حکم کے بغیر یہ مجھڑ تک کی روح قبض کرنے کی قدرت و اختیار نہیں۔ جو کچھ بھی کرتا ہوں، اللہ کے حکم سے کرتا ہوں۔“

قبضہ مار کر ہنسنا موت سے غفلت کی نشانی ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ”نبی کریم ﷺ نے چھ ٹوکوں کو (زور زور سے) ہنسنے ہوئے دیکھ کر فرمایا ”تم اس کو یاد رکھتے، جس کی یاد یہ لذیہ چیز کی لذت کو ختم کر دیتی ہے تو تمہیں اس طرح ہنسنی فرستے گی۔ اس لذت کو ختم کر دینے والی چیز کو یاد کرتے رہا کرو۔“ (یعنی موت کو)

پھر فرمایا ”قبر حنت کے، بچوں میں سے ایک باغیچہ ہے یا دوزخ کے ٹرچوں میں سے ایک ٹرچ۔“ (یعنی انسان کے جیسے اعمال ہوں گے، قبر میں اس کے ساتھ دیا ہی سلوک ہوگا۔ نیک عمل میں تو مستیوں و اُمعاد ہوگا اور برے عمل میں تو دوزخیوں والا برتاؤ ہوگا۔)

موت کی کیفیت: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب بن عجرہ سے کہا ہمیں موت کے بارے میں بتائیں۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ”اس کی مثال یوں سمجھیں جیسے ایک کانٹے دار درخت کی ایک شاخ (شبی) انسان کے جسم میں داخل کر دی جائے اور اس کا ہر کانٹا جسم کی ہر جگہ میں جھونک جائے، پھر ایک طاقتور آدمی پوری طاقت سے اس شاخ (شبی) کو کھینچے، درشاخ کا ہر حصہ ٹوٹ کر جسم کے اندر ہی رہ جائے۔“ (خبر سے وہ حصہ جو جسم کے اندر رہ گیا ہے، اسے کبھی چھس نہ لینے دے گا۔)

حضرت سیاق ثوری کے متعلق مشہور ہے، جب کبھی ان کے سامنے موت کا ذکر آ جاتا، وہ اس طور پر است پریشان ہوتے کہ کوئی کام نہ کر پاتے۔ اگر کوئی شخص ان سے کوئی بات چاہتا تو وہ جواب میں صرف اتنا کہتے ”مجھے معلوم نہیں۔“

انسان ان تین باتوں کو ہمیشہ پیش نظر رکھے
 ایک (نفسی) کا قول ہے قلند آدمی کو چاہیے کہ ان تین باتوں کو بھی نہ بھولے
 (۱) نیا ہونی ہے، (۲) زندگی میں پیش آنے والے حادثات، اور (۳) موت۔

چار چیزوں کی قدر چار آدمی کرتے ہیں
 حضرت حنظل بن عمرو ابن عامر (۱) جو ان کی قدر کرتے ہیں (۲) حنظل (۳) حنظل (۴) حنظل
 قدر پرور آدمی (عرب جب کہ وہ ہاتھ سے گل چلی ۲ ہے)۔ (۲) حنظل (سکون و آرام)
 کی قدر و آدمی کرتا ہے، جو مصیبت میں چھٹتا ہے۔ (۳) حنظل (تندرستی) کی قدر مریش کو
 ہوتی ہے۔ اور (۴) زندگی کی قدر مردہ کو معلوم ہوتی ہے۔

موت کے وقت انسان کیا محسوس کرتا ہے

حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عامر بیان کرتے ہیں میرے والد کثیر یہ بات کہا
 کرتے تھے مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے کہ موت کے وقت جس کے ہوش احواس درست
 ہوں، وہ موت کے بارے میں کچھ بتاتا کیوں نہیں؟
 چنانچہ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا، میں ان کے پاس موجود تھا۔ میں نے
 انھیں یہ دعا دی کہ آپ یہ کہا کرتے تھے۔ آپ کے ہوش و حواس بھی درست ہیں، آپ ہی
 موت کے متعلق پوچھتا رہے۔

انہوں نے کہا: مینا موت کے حالات بیان نہیں ہوتے تاہم اتنا بتائے دیتا ہوں،
 بعد (خدا کی قسم) اس وقت مجھے یہ محسوس ہو رہا ہے جیسے میرے کندھوں پر ایک پہاڑ رکھا دیا
 گیا ہو، میری روح کو سونے کے تارے (سورخ) سے گزارا جا رہا ہو، میرے جسم میں زہریلے
 کانٹے بھر دیئے گئے ہوں، اور جیسے آسمان وزمین دونوں آپس میں مل گئے ہیں اور مجھے چکی
 کے ان پائوں میں ڈال کر پیسا جا رہا ہو۔

مینا میری زندگی میں تین دور آئے ہیں: (۱) ایک دور (وقت) وہ تھا جب میں
 محمد ﷺ کے پاس آسمانوں میں شامل اور ان کے خون کا پیسا تھا۔ خدا ان کو اس وقت
 مجھے موت آجاتی تو میں برباد ہو جاتا تھا۔ (۲) پھر اللہ نے مجھ پر ایسا ہی، میں مسلمان

ہو گیا۔ اب محمد ﷺ مجھے سب سے زیادہ محبوب تھے۔ آپ ﷺ نے کہا: کی مہوں پر مجھے
 شکر کا میرا کر بھیجی۔ کاش مجھے اس وقت موت آجاتی۔ حضور ﷺ میرے لیے دعا فرماتے
 معذرت فرماتے، جو ہارنگاہ خداوندی میں قبول ہوتی اور میری بخشش یقینی ہو جاتی۔
 (۳) آپ ﷺ کی وفات کے بعد ہم ایاوی معذرت میں پھنس گئے۔ اب اللہ ہی جانتا ہے
 کہ آخرت میں میرا کیا حال ہوگا۔

راوی (عبداللہ ابن عمرو ابن عامر) کہتے ہیں: میں ان سے پاس ہی بیٹھا تھا کہ ان کی
 من قصص عنہی سے پرہیزگری (ان کی موت واقع ہوئی)۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما۔
 قول و عمل: حضرت شقیق ابن ابراہیم کہتے ہیں: وہ ربانی طور پر مجھ سے متعلق ہیں، مگر
 عملی طور پر میرے مخالف ہیں۔

- (۱) رہبان سے کہتے ہیں ہم بند کے بند (خادم) ہیں، مگر عمل ایسے کرتے ہیں جیسے وہ
 سب بچہ بننے میں آزاد ہیں اور کوئی ان سے پوچھنے والا نہیں۔
- (۲) رہبان سے کہتے ہیں اللہ ہمیں رزق دیتا ہے، لیکن انہیں کمانے کی فکر میں اس طرح لگے
 رہتے ہیں کہ فراغ کو بھی بھول جاتے ہیں۔
- (۳) رہبان سے کہتے ہیں آخرت دیا سے بہتر ہے، مگر دنیا کے لیے دولت سمیٹتے رہتے ہیں۔
- (۴) رہبان سے کہتے ہیں موت کا تماشائی ہے، مگر عملی طور پر دولت بنانے میں اس طرح
 لگے رہتے ہیں، جیسے انھیں ہمیشہ نہیں رہنا ہو۔

تین چیزوں پر تعجب ہوتا ہے اور ہنسی آتی ہے

اور تین چیزوں پر رونا آتا ہے

یہ تین مختلف صحابہ رضی اللہ عنہم سے منسوب کر کے نقل کیا جاتا ہے۔ کچھ لوگ اسے
 حضرت ابو ذرؓ کا قول بتاتے ہیں، کچھ حضرت سلمان فارسیؓ سے منسوب کرتے
 ہیں، کچھ اہل علم و ادب اسے تحقیق کے نزدیک یہ حضرت ابو ذرؓ کا قول ہے۔ فرماتے
 ہیں: میں نے اپنے چچا سے سنا ہے کہ تین چیزیں ہیں جن پر تعجب ہوتا ہے اور ہنسی آتی ہے۔

(۱) نہایت زیادہ کی زندگی میں کسی مسیحی کا یہ ہونا چاہیے کہ وہ موت اس کی تاک میں نہ لگے۔

(۲) انسان غفلت میں نہ پڑے، بلکہ موت کے فرشتہ اور قیامت کی گھڑی اس سے غافل نہیں ہے۔

(۳) سال در سال سے قہر کا ہر منشا ہے مگر اسے معذور نہیں کہ اللہ اس سے خوش ہے۔

یہ ناراض ہے۔

اور ان تین چیزوں پر مجھے دکھ ہوتا ہے اور رونا آتا ہے۔

(۱) اپنے احباب کی جدائی یعنی حضور نبی کریمؐ اور آپؐ کے اصحاب رضی اللہ عنہم (اللہ

ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے) کی وفات پر۔

(۲) اپنے آپ سے کھڑی ہوئے، لی موت کی داشت

(۳) اللہ کے سامنے پیش نہ ہونے، نہ معذور میرے لیے یا فاسد ہو۔ حقیقت میں شامل کیا جائے۔

جنہ میں جہنم دینے کا حکم دیا ہے۔ (اللہ ہمیں اس سے محفوظ رکھے)۔

بعض حضرات نے روایت کیا ہے نبی اکرمؐ نے فرمایا: "اگر اہل جانوروں کو جہنم کا تر

گوشت کھاتے ہو، موت کے متعلق اتنا محم ہو، جتن تمہیں ہے، تمہیں کبھی عمدہ گوشت نصیب نہ

ہو۔" یعنی وہ موت کے خوف سے دبے ہو جائیں، جس سے ان کا گوشت بھی بے مزہ ہو جائے۔

موت کی یاد اور اس سے غفلت کا نتیجہ

جو شخص موت کو یاد رکھتا ہے اس کی نظر میں تین چیزوں کی قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے۔

(۱) جلدی تو بہ کرنا۔

(۲) میسر روزی پر قناعت (صبر) کرنا۔

(۳) عبادت میں خوشی محسوس کرنا۔

اور جو موت سے غافل رہتا ہے وہ۔

(۱) تو بہ میں تاخیر کرتا ہے (گناہ نہیں چھوڑتا)۔

(۲) میسر روزی پر صبر نہیں کرتا (زیادہ سے زیادہ کی ہوس اور لالچ میں رہتا ہے)۔

(۳) عبادت میں سستی اور کالی کرتا ہے۔

موت کے بعد بھی مردہ موت کے وقت کی شدت کو نہیں بھولتا

حضرت عیسیٰؑ کا یہ معجزہ تھا کہ وہ اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ کچھ ہٹ دھرم قسم کے لوگوں نے کہا تم ن کو زندہ کرتے ہو، جن کی موت کو زیادہ عرصہ

نہیں ہو، ممکن ہے ان کی روح پوری طرح قبض ہی نہ کی گئی ہو۔ حضرت عیسیٰؑ نے ان سے کہا

چھا تم لوگ پہلے خود اس بات کا فیصلہ کر لو، کس زمانے کے مردے کو اٹھانا چاہتے ہو۔

انہوں نے کہا حضرت نوحؑ کے بیٹے سام کو زندہ کر کے اٹھاد۔ چنانچہ سب دُک سام بن

نوحؑ کی قبر پر گئے۔ حضرت عیسیٰؑ نے دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ سے دعا کی۔ اللہ نے

سام بن نوحؑ کو زندہ کر کے ان کے سامنے کھڑا کر دیا، جس کی دہشت اور سر کے بال سفید تھے۔

وہوں نے اس سے پوچھا کیا بات تمہارے بال سفید کیوں ہیں، تمہارے زمانے میں تو

وہوں پر بڑھاپا نہیں آیا کرتا تھا۔ اس نے جواب دیا جب میں نے "قم" (اٹھ) کی آواز

سنی تو خیالی ہوا، شاید قیامت برپا ہوگئی ہے، اس کے خوف سے میرے بال سفید ہو گئے۔

وہوں نے اس سے پوچھا تیری موت کب ہوئی تھی؟ اس نے جواب دیا چار ہزار سال

پہلے۔ اور موت کے وقت جن سخت مشکلات کا سامنا ہوا تھا، انھیں آج تک نہیں جہا ہوں۔

کہتے ہیں کہ موت کے بعد مومن کے سامنے دوبارہ زندگی پیش کی جاتی ہے اور کہا جاتا

ہے کہ دنیا میں دوبارہ اس کی جگہ چلے جاؤ۔ مگر وہ موت کی سختیوں سے گھبرا کر وہیں آنا پسند نہیں

کرتا۔ صرف شہید دوبارہ زندہ ہو کر دنیا میں آنا پسند کرتا ہے تاکہ پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا

سکے۔ ہوا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بلند درجہ حاصل کر سکے، کیونکہ شہید کی موت بہت آسان

ہوتی ہے۔ اس کی روح نہایت آسانی سے قبض کی جاتی ہے۔ اس پر سختی نہیں کی جاتی۔

چار اہم باتیں حضرت ابراہیم بن ادھمؒ نے لوگوں سے عرض کیا ہمیں بھی سچے صحت

رہا۔ انہوں نے جواب دیا فی انہیں چار اہم باتوں کے بارے میں سچ رہا ہوں۔ اس

سے خدمت ملی تو تم وہوں کو کچھ بتاؤ گے۔ لوگوں نے پوچھا وہ چار باتیں کون سی ہیں؟

یہ ہیں۔

(۱) یہ جتنا کہ جس میں اللہ نے تمام اسفوں سے پوچھا تھا "یا میں تمہارا رب نہیں

ہوں" اور سب نے جواب میں کہا تھا بے شک تو ہمارا رب ہے۔ اس روز اللہ نے حقیقتوں اور

اور فیوضِ ناموس کی فہرست بھی تیار کر دی تھی۔ نہیں معلوم یہ انا مومن ہی فہرست میں ہے۔
 (۲) جب بچہ ماں کے پیٹ میں طبعی (تیار) ہو جاتا ہے تو اس کی تقدیر ہوتی ہے اور فرشتہ اللہ تعالیٰ سے پوچھتا ہے یہ بچہ کتنوں میں سے یا کتنوں میں پڑے گا؟ میں شامل کیا گیا ہے۔
 (۳) جب موت کا فرشتہ کسی کی روح قبض کرنے آتا ہے، اللہ تعالیٰ سے پوچھتا ہے اسے یہ دیکھو! اسے مسلمان کے ساتھ رکھنا یا کافران میں شمار کروں۔ پتہ نہیں میرے ہمارے میں اللہ تعالیٰ کا یا علم ہر جگہ۔

(۴) قیامت کے دن یہ حکم دیا جائے گا: **وَنُفِثُوا ابْنُهَا لِنَجْرَمُونَ** (سورہ یس ۵۹) ترجمہ: "بھڑکاؤ" (یا بگاڑ) "تو ایک طرف (ٹک) ہو جاؤ"۔ میں معلوم مجھے کن دُشمنوں میں رکھا جائے گا۔

مومن و متقی انسان کو موت کے وقت آخرت میں

کامیابی کی بشارت و خوشخبری دی جاتی ہے

اللہ نے کچھ محبوب و نیک بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ عقل و شعور عطا کرتا ہے، اور خواب نصیحت سے بیدار ہو جاتے ہیں۔ وہ موت کو نہیں جوتے، آخرت کی فکر میں گئے رہتے ہیں۔ ایک مثال کرتے ہیں اور اللہ سے کہتے ہیں: "میرے ہمد و بیان پر قائم رہتے ہیں۔ اللہ سے دعا ہے، وہ ہمیں بھی اس میں شامل فرمائے۔ آمین۔
 ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے:

ان لَدَیْنِ قُلُوبًا رَّأٰی اللّٰهُ ثُمَّ اسْمَعُوهَا تَسْمَعُ عَلٰی نَکٰتِہَا اَلَا تَحٰفِظُوْنَ
 مَخْرُجُوْہِہٖ وَاَنْتُمْ بِالْحِیۡۃِ لَنۡیۡ خُفۡیۡہَا فَاَعۡدُوْہَا
 ترجمہ: جن لوگوں نے جہاں اللہ ہمارا رب ہے، پھر وہ (اپنی اس بات پر) قائم رہے،
 (موت کے وقت) ان کے پاس فرشتے آئیں گے اور انہیں کہیں گے: "اور انہیں،
 قیوم و نہیں تمہارے واسطے وہ جنت تیار ہے، جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا تھا۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں موت کے وقت یہ خوشخبری دی جائے گی۔ یہ خوشخبری ان کو دی جائے گی جو صدق دل سے اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر عمل کرتے ہوں۔ ان کی عبادت خالصتہ للہ ہوں گی اور وہ اپنے ہر عمل میں تقویٰ (نیک نیت) ہوں گے۔

جب فرشتے اس کے پاس آئیں گے تو وہ (نیک بندے) ان سے پوچھیں گے تم کون ہو؟ ہم سے ایسے حسین و جمیل اور خوش لباس آدمی آئے تک نہیں، کیجئے۔ وہ جواب دیں گے ہم تمہارے دوست ہیں۔ ہم وہ فرشتے ہیں جو زندگی میں تمہارے ساتھ رہ کر تمہاری حفاظت کرتے اور تمہارے اعمال (نامہ اعمال) لکھتے رہتے تھے۔ اب آخرت کی زندگی میں بھی تمہارے دوست بن کر تمہارے ساتھ رہیں گے۔ پس ایک صاحبِ ہوش (فکر مند) انسان نے اپنے ضروری سے، وہ خواب نصیحت سے بیدار ہوا اور آخرت کی فکر کر۔

آخرت کی فکر میں لگے رہنے والے انسان کی نشانیاں

یہ نساں میں یہ چار، تین پائی جاتی ہیں۔

(۱) دنیاوی معاملات میں مبروحتل سے کام لیتا ہے۔

(۲) یہ ایک کام جو آخرت میں فائدہ دے، اسے جہدِ انجام دیتا ہے۔

(۳) نئی امور میں غور و فکر اور علم و بصیرت سے کام لیتا ہے۔

(۴) مامور آدمی سے حسن اخلاق و نرمی سے بات کرتا ہے۔

ایک اچھے مسلمان کے اندر ان پانچ

چیزوں کا ہونا ضروری ہے

(۱) اللہ کی عبادت کرے۔

(۲) عام لوگوں کو اس کی ذات سے فائدہ ہو۔

(۳) لوگ اس سے خوف نہ کھائیں۔

(۴) لوگوں کے مال و دولت پر حسد نہ کرے (حرص میں مبتلا نہ ہو)۔

(۵) موت کے وقت کے لیے تیاری کرتا رہے۔ یعنی یہاں (دنیا میں) نصیحت کی زندگی گزارے۔

بندہ مومن موت کے استقبال کے لیے ہمہ وقت تیار

رہتا ہے، جبکہ فاسق و فاجر اس سے بھاگتا ہے

اللہ تعالیٰ انسان پیدا ہوا ہے تو ایک دن اسے مرنا بھی ہے۔ موت سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ دنِ قیامت کا ارشاد ہے۔

ایک میت و انہم میتوں

(اے محمد!) بے شک آپ کو موت آئے گی اور وہ (کافر) بھی مرے گی۔

پھر ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ لَنْ يَصْعَكَتُمْ الْقُرْآنُ فَرَرْتُمْ فِيں الْمَوْتِ وَالْقَبْرِ (الاحزاب ۶)

(اے رسول!) ان (مشرکین) سے کہہ دیں، یہ موت یا قتل سے فرار (بھاگنا)

تمہیں کوئی فائدہ نہ دے گا۔

لہذا، اس خصوصاً مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس زندگی میں موت اور اس کے بعد پیش آنے والے حالات کے لیے تیار رہے، کیونکہ موت اس بات کا بھی فیصلہ کر دیتی ہے کہ مرنے والے نے یہ زندگی کس طرح گزاری اور آخرت کے واسطے کیا تیاری کی ہے۔ نیز اس بات کا بھی پتہ چل جاتا ہے کہ وہ اپنے آئوہ میرانی میں کتنا سچ اور کتنا جھوٹا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے۔

فَمَنْ أَلْفَحَا سَوَّاهُ وَامْنَحَا فَانْفَحَا وَلَنْ يَنْفَعَهُ إِذَا رُفِعَ قَدْحُهَا

(نور ۹۳-۹۵)

انہم

ترجمہ: اگر تم (اپنے غم و افسان میں) سچے ہو، تو موت کی آرزو (تمنا) کرو۔ وہ

اپنی مددگار بنیں گی۔ (موت) انی تمنا میں کریں گے۔

اس طرح یہ بات واضح ہو گئی کہ مومن بندہ موت کا آرزو مند رہتا ہے اور فاسق و فاجر

یہ کافر آدمی موت سے بھاگتا ہے۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

(۱) میں نذر (حق تعالیٰ) کو اس لیے پسند کرتا ہوں کہ اللہ کے سامنے شہداء کو اپنی شہادت

کے پورا کرنے کی دعا کر سکوں۔

(۲) مرض (بیماری) کو اس لیے پسند کرتا ہوں کہ اس سے میرے گناہوں کا کھارہ ہو جاتا

ہے۔ اور

(۳) موت اس لیے پسند ہے کہ اس کے بعد اللہ سے ملاقات ہوگی۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، انسان اچھا ہو یا برا، موت بہر حال

اس کے لیے بہتر ہے۔ نیک انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّلْأَبْرَارِ

(ال عمران ۱۹۸)

اللہ کے پاس نیک لوگوں کے لیے اچھا اجر موجود ہے۔

اور اعمال و گناہگاروں کے واسطے اللہ تعالیٰ کا یہ اعلان ہے۔

لَا تَخْشَى الْفِتْنَةَ لِيُرَادُّوا أَلْعَاةَ وَ لَقَدْ كَذَبَ الْفُتَنُ (ال عمران ۱۷۸)

ہم انہیں اس لیے بہت دے رہے ہیں کہ ان کے گناہ بڑھ جائیں۔ ان کے واسطے

رسوائیں عذاب تیار ہیں۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "موت مومن

کے واسطے راحت ہے۔"

اچھا مومن: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ سے کسی نے

پوچھا سب سے بہتر مومن (مسلمان) کون سا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: "جس کا اخلاق اچھا ہے۔"

مشغلہ: اس سوال تھا سب سے عظیم مومن کون سا ہے؟

آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: "جو آخرت میں موت تو پا کر اور اس وقت کے لیے خود کو

تیار کرتا رہے۔ عظیم وہ ہے جو اپنے نفس پر قابو پا کر اسے اپنا مطیع و فرمانبردار بنالے۔

اور اس (فاسق و فاجر) وہ ہے جس پر اس کا نفس قابو پا کر اور پھر وہ شخص اپنے نفس کی

خواہش کے مطابق عمل کرتا رہے، درحقیقت مغفلت کی امید بھی رکھے۔

قبر کے عذاب کی شدت

موت کے وقت مومن سے حسن سلوک

حضرت برادر اس عذاب کہتے ہیں ہم ایک جنازے کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ قبرستان پہنچے۔ قبر اچھی تیار نہیں ہوئی تھی۔ نبی کریم ﷺ ایک جگہ بیٹھ گئے۔ ہم وہ بھی آپ کے پاس پہنچے اور آپ ہر کوئی مینوتے۔ آپ اپنی چھری سے زمین مزید نے گئے۔ تھوڑی دیر بعد آپ سے ہمراہی ہر قسم کے غیظ ہوتے ہوئے فرمایا: "عذاب قبر ہے اللہ کی پناہ صاب ہو۔" دو تیس مرتبہ آپ ﷺ نے یہی فرمایا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: "جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے اور وہ دین سے رحمت دینا چاہتا ہے، نہایت خوبصورت فرشتوں کی ایک جماعت اس کے استقبال کے لیے آسمان سے اترتی ہے، اور حدنگاہ تک قہر ہاتھوں کے سامنے بیٹھ جاتی ہے۔ ان کے پاس کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے۔ موت کا فرشتہ اس مومن کے سر پر ہاتھ رکھتا ہے جس مصلحت پر اسے (روں) (اس بدن سے اعلیٰ و اللہ کی مغفرت) بخشیں) اور اس کی رضا حاصل کر (وہ تیری منظر سے)۔ روں میں طرف پر سونے کے در میں جسم کے تلخی ہے جیسے پانی کے مشکیرہ سے پانی کا یب قطہ ٹپک رہا ہے۔ موت کا فرشتہ اسے ہاتھوں میں لے لیتا ہے، لیکن استقبال کے لیے آئے اسے فرشتے اس کے ہاتھوں سے اسے رواج و خوشبو، رکن میں لپیٹ لیتے ہیں۔ اس کی خوشبو اسے میں پہنچتی ہے۔ اسی مشق (ستوری) سے بہت لطیف، پائیدار اور تیز ہوتی ہے۔

اسے اس طرح کہ فرشتوں نے اس رواج (جماعت) کے پاس سے گزرتے ہیں وہ پوچھتے ہیں یہ پائیدار ہے اور صحت روں میں لپکتا ہے۔ یہ پائیدار ہے اور صحت روں میں لپکتا ہے۔ اب وہ حرام سے اس کا نام لگاتے ہیں۔ پتے میں پہنچتے ہیں تو رواج و صحت اور وہ فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں اور اسے اس کے ہاتھوں سے لے جاتے ہیں۔ اس طرح ہر آسمان کے فرشتے اس کا استقبال کرتے اور اگلے آسمان تک اس کے ساتھ

جاتے ہیں۔ اس طرح سات آسمانوں سے نزر نذر تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچتے ہیں۔ اللہ کی طرف سے عظمیٰ صادر ہوتا ہے "اس کے اعمال نامہ و اہل جنت کے اعمال ناموں میں رکھ دیا اور اسے وہاں رکھ دیا۔ (کیونکہ) میں نے ان (انسانوں) کو اسی زمین (مٹی) سے پیدا کیا تھا، پھر انھیں وہاں لایا ہوں اور پھر اس سے دوبارہ (قیامت کے دن زندہ کرے گا)۔ چنانچہ روں پھر جسم میں وناوی جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ فرشتے آتے ہیں اور پوچھتے ہیں:-

من ربک؟ (تیرا رب کون ہے؟)

وہ جواب دیتا ہے ربی اللہ (میرا رب اللہ ہے)

دوسرا سوال ہوتا ہے ما دینک؟ (تیرا دین کیا ہے؟)

وہ جواب میں کہتا ہے دینی الاسلام (میرا دین اسلام ہے)

فرشتوں کی طرف سے تیسرا سوال آتا ہے ما نفون فی ہذا الخ لعل؟ (اس شخص (محمد ﷺ) کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟)

وہ جواب دیتا ہے هو رسول اللہ (وہ اللہ کے رسول ہیں)

فرشتے پوچھتے ہیں تمہیں اس بات کا علم کس طرح ہوا؟

وہ کہتا ہے میں اللہ کی کتاب (قرآن) کو پڑھا، اس کی تصدیق کی اور اس پر ایمان لایا۔

وہ ان تینوں کی طرف سے ارشاد ہوگا میرے بندے نے درست جواب دیا ہے، اس کی قبر میں جنت کا فرش بچاؤ، اسے جنت کا پاس پہناؤ، اور اس کی قبر کا ایک دروازہ جنت کی طرف کھول دیا، تاکہ اسے جنت کی تازہ ہوا اور خوشبو پہنچتی رہے، اور اس کی قبر اس کی حد تک (اس میں تک نظر پہنچ سکے) تک وسیع کر دی جاتی ہے۔

اس کے پاس ایک حسین و جمیل اور خوش لباس شخص آتا ہے جس کا لباس خوشبو سے ملبوس رہا ہے۔ یہ اس سے پوچھتا ہے تو کون ہے؟ وہ (آئے) جواب دیتا ہے میں تیرا نیک ممل ہوں۔ یہ (مرنے والے) دعا کرتا ہے پروردگار! قیامت قائم کر دے، تاکہ اس اپنے اہل و عیال میں واپس چلا جاؤں۔

رہیں اس سے کہتی ہے "جب تو میرے اوپر پھر کرتا تھا، میں اس وقت بھی تجھے پسند کرتی تھی اور جینے تو میرے اندر آ گیا ہے، مجھے تجھ سے اور زیادہ محبت ہو گئی ہے۔"

اور جب کافر مرنے لگا، لوگ اس کا جنازہ اٹھ کر چلتے ہیں، تو وہ کہتا ہے "مجھے کہاں سے جاتے ہو، واپس لے چلو۔" جب اسے قبر میں رکھا جاتا ہے، زمیں اس سے کہتی ہے "تو مجھے پیسے بھی (زندگی میں) ناپسند تھا، اور آج مجھے تجھ سے اور زیادہ نفرت ہو گئی ہے۔"

حضرت عثمان بن عفان سے ایک روایت منقول ہے۔ وہ ایک قبر کے پاس کھڑے ہو کر رونے لگے۔ ایک شخص نے ان سے کہا، آپ کے سامنے جنت اور دوزخ کا ذکر ہوتا ہے، اس وقت آپ کو رونا نہیں آتا اور یہاں ایک قبر کو دیکھ کر رو رہے ہیں؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے "قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے، اگر یہاں سے نجات مل گئی تو اس کے بعد کی منزلیں آسان ہیں، اور اگر یہاں پھنس گئے تو آگے کی منزلیں زیادہ مشکل ہو جائیں گی۔"

کاروباری خیانت پر قبر میں عذاب

حضرت عبدالحمید ابن محمود (تابعی) بیان کرتے ہیں میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کچھ لوگ آ کر کہنے لگے ہم حج کرنے آئے تھے۔ ایک بستی (ذات الصغیر) میں پہنچے تو ہمارا ایک ساتھی فوت ہو گیا۔ ہم اس کی میت کو غسل دے کر اور کفن کر دفن کرنے لگے۔ قبر کھودی۔ جب حد تیار ہوئی، دیکھا کہ ایک بہت بڑا اثر دہا (بڑا سانپ) بیٹھا ہوا ہے۔ ہم نے وہ جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ قبر کھودی، مگر وہاں جب حد تیار ہوئی تو وہاں بھی اثر دہا بیٹھا نظر آیا۔ ہم تین جگہ قبر کھود چکے تھے قبر تیار ہونے پر ہر جگہ اس میں سانپ بیٹھا ملتا ہے۔ اب ہم آپ کے پاس آئے ہیں، یہ معلوم کرنے کہ اس کو کہاں دفن کریں؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ اس کا عمل ہے، جو زندگی میں کرتا رہا ہے۔ جاؤ ان میں سے کسی بھی قبر میں اسے دفن کر دو۔ بخدا تم جہاں بھی اس کے لیے قبر کھودو گے، یہ سانپ ہر جگہ موجود ہوگا۔ راوی کہتے ہیں ہم نے اسے انھیں تین قبروں میں سے ایک میں دفن کر دیا۔ جب اپنی بستی میں واپس پہنچے، ہم نے مرنے والے کا وہ سامان جو

ایک ہوشیار و عظیم انسان کے لیے یہی ہوتا ہے کہ وہ قبر و نہ بھولے اور اللہ کے احکام پر عمل کرتا رہے۔

حضرت سعید بن قیس کہتے ہیں جو شخص قبر کو یاد رکھتا ہے، وہ اس جنت سے ایک باغ کی طرح پائے گا، اور اس سے محنت بدست والے کے لیے وہ جہنم کا ایک بڑا حصہ ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب نے خطبہ جمعہ میں فرمایا کرتے تھے لوگو! موت کا دھمکاؤ۔ وہ تم سے غافل نہیں ہے۔ تم اس کے سامنے ہڑے رہو، تب بھی وہ تمہیں پکڑ لے گا۔ اس سے بھاگے، تب بھی وہ تمہیں دبوچ لے گا۔ موت تمہاری پیشانی (سامنے) پر لٹکی ہوئی ہے۔ اس کی تختیوں سے بچو۔ جدی کرو، کچھ بچو، موت پیدا ہو۔ موت کے بعد ایک جھوکا ٹھکانہ (قبر) تمہارا منتظر ہے۔ اس کی آوار سنو۔ وہ دور نہ تمہیں مرنے کا پکار کر کہتا ہے۔ میں ایک ندھیرا ہوں، میں ایک خوفناک شے ہوں۔ میں خوفناک میرے کمبوزوں کا ٹھکانہ ہوں۔ پھر اس موت کے دن کے بعد بھی ایک سخت دن (قیامت کا دن) آئے گا! اسے جس کی میت سے بچے بڑھتے ہو جائیں گے اور بڑھتے اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھیں گے۔ دودھ پلانے والی مائیں اپنے بچوں کو بھون جائیں گی اور حاملہ عورتوں کے حمل گر جائیں گے۔ ایسے معلوم ہوگا جیسے سب لوگ نشتے میں ہیں۔ وہ نشتے میں نہیں بندے اس (قیامت کے) دن اللہ کے سخت عذاب کی دشت ان پر چھائی ہوئی ہوگی۔ پھر اس دن کے حساب کتاب کے بعد سخت گرم آگ کے نشتے (جہنم اور پل صراط) سے گزرنا ہے۔ یہ نشتہ بہت گہرا ہے۔ اس میں داخل ہونے والوں کے لیے دسے کی بیڑیاں تیار ہیں۔ اس میں پیاسوں کے لیے کھولتا ہوا پانی ہے۔ اس میں ٹرنے والے پر اللہ کو کچھ رحم نہیں آئے گا۔

روایات بتاتے ہیں کہ سرساعین (سننے والے) جنہیں مار مار کر روئے گئے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا میں جہنم سے نڑھے در پہل صراط سے گئے صحت سے، حور مین، آسمان سے برابر وسیع و عریض (لمبی، چوڑی، کشادہ) ہے اور ایک بندوں کے واسطے تیار کی گئی ہے۔ اللہ ہم سب کو جہنم کے خوفناک عذاب سے نجات دے اور جنت کے پرعت باغوں میں داخل فرمائے۔ آمین۔

حضرت سید ابن عبد الرحمن کہتے ہیں مومن کی جب موت ہوتی ہے، اور اس کا جنازہ اٹھایا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے "مجھے جدی لے چلو۔" اور جس وقت اسے قبر میں رکھا جاتا ہے

ہمارے پاس تھا، اس کے گھر والوں تک پہنچا اور اس کی بیوی سے پوچھا وہ کیا کام کرتا تھا اس سے بتایا وہ غنہ (گندم وغیرہ) فروخت کرتا تھا، لیکن ایک بری حرکت یہ کرتا تھا کہ اس غنہ میں سے پنے گھر کے خرچہ کے مطابق غنہ نکال کر تباہی کڑا کر کٹ (ٹکڑی، ٹکے وغیرہ) اس میں ملا دیا کرتا اور دوسرے دن اسی طرح اسے بچا دیتا تھا۔

یہ روایت اس بات کی دلیل ہے کہ قبر کے عذاب کا ایک سبب تجارتی اور کاروباری خیانت بھی ہے۔ اس میں لوگوں کے لیے ایک درس عبرت ہے۔ انھیں چاہیے، کاروبار اور خیانت (جھوٹ، فریب اور دھوکا دہی) سے باز رہیں۔

زمین روزانہ پانچ مرتبہ انسان کو اس طرح آواز دیتی ہے

(۱) اے انسان! تو جو میرے اوپر پھر رہا ہے، ایک دن تجھے میرے اندر آنا ہے۔

(۲) اے انسان! تو آج طعن طرح کی نعمتیں کھاتا پھر رہا ہے، کل (موت کے بعد) جسے تو میرے اندر آئے گا، تیرے جسم کو کیزے کھائیں گے۔

(۳) اے انسان! آج تو میرے اوپر قیمتی لگانا پھر رہا ہے، کل تو میرے اندر آ کر روئے گا۔

(۴) اے انسان! آج تو میرے اوپر خوشیاں منالے، کل میرے اندر آ کر تجھے غم جھیلنے ہیں۔

(۵) اے انسان! آج تو میرے اوپر جتنے چاہے گاہ کر لے، کل میرے اندر آ کر تو نڈر سزا بھگتے گا۔

دوسروں کی باتیں چھپ کر سننا اور پھر انھیں لوگوں کے

سامنے نقل کرنا بھی قبر کے عذاب کا سبب ہے

حضرت عمرو ابن دینار روایت کرتے ہیں مدینہ کے ایک شخص کی بہن ایک قریح دیہات میں رہتی تھی۔ وہ بیمار ہوئی، سر دھائی روزانہ اپنی بہن کی عیادت (بیمار پرسی) کے لیے جاتا۔ وہ فوت ہو گئی۔ اس کے جنازے کو تیار کر کے قبرستان لے گئے۔ دفن کرتے وقت اس شخص کا بیٹا اور قبر کی مٹی میں دب گیا۔ گھر چا کر اسے پتہ چلا کہ بیٹا گر گیا ہے۔ اپنے ایک دوست کو لے کر قبر پر گیا۔ قبر کی مٹی ہٹائی، بیٹا مل گیا۔ اس وقت اسے خیال آیا، لایکھوں تو سہی، قبر میں میری بہن کا کیا حال ہے؟ اس نے لحد کا تھوڑا سا حصہ کھول کر انہ

چھ کا۔ دیکھتا ہے کہ قبر میں آگ کے شعلے دہک رہے ہیں۔ اس نے فوراً لحد کو بند کیا، اور قبر کی مٹی برابر کر کے فوراً گھرا آیا اور اپنی ماں سے پوچھا میری بہن کیا کرتی تھی؟ ماں نے اس سے کہا اب جبکہ تیری بہن فوت ہو چکی ہے، تو اس کے بارے میں یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہا ہے؟ اس نے ماں سے اصرار کیا کچھ بتائیں تو سہی۔ ماں نے بتایا وہ نماز ویر سے پڑھتی اور ہر رات وضو بھی پوری طرح نہیں کرتی تھی۔ اور اس کے علاوہ رات کو جب لوگ سونے لیتے اور اپنے دروازے بند کر دیتے، وہ پڑوسیوں کے دروازے سے کال لگا کر ان کی باتیں سنتی تھی، اور پھر یہ باتیں دوسروں کو سناتی تھی۔ اس لیے یہ باتیں تھیں جن کی وجہ سے اسے قبر میں عذاب ہو رہا تھا۔ لہذا جو شخص قبر کے عذاب سے بچنا چاہتا ہے، اسے غیبت اور جھنجھوڑی جیسی بری باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔

مومن کی ثابت قدمی: اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْفُزُولِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ

(ابراہیم: ۲۷)

ترجمہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو دنیا، آخرت میں صحیح بات پر ثابت قدم رکھتا ہے۔

اس ثابت قدمی کا اظہار مختلف مقامات پر ہوتا ہے۔ مثلاً دنیا میں جب اس نے ایک دفعہ کلمہ طیبہ پڑھا کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کر لیا اور اس کے رسول محمد ﷺ کو برحق اور آخری رسول مان لیا تو دنیا کا بڑے سے بڑا لٹچ اور بڑی سے بڑی طاقت اسے اس سے منحرف ہونے پر مجبور نہیں کر سکتی۔ وہ ہر موقع اور ہر مجلس میں اپنے عقیدہ کا اظہار کر دیتا ہے اور دوسری زندگی آخرت میں بھی کسی منزل پر اس کے قدموں میں عجز نہیں آتی۔

اس دنیاوی زندگی کے بعد اس ثابت قدمی کا اظہار ان تین مواقع پر ہوتا ہے۔

(۱) جب ملک الموت (موت کا فرشتہ) سامنے آتا ہے تو اسے دیکھ کر وہ گھبرانا نہیں۔

(۲) قبر میں ٹکر ٹکر (قبر میں سوال کرنے والے دو فرشتے) کے سوالوں کا درست اور ٹھیک ٹھیک جواب دیتا ہے۔

(۳) اور قیامت کے حساب کے وقت بھی وہ ہر سوال کا تسلی اور اطمینان سے جواب دے گا۔

مومن سے قبر میں سوالات اور ثابت قدمی سے اس کی طرف سے صحیح جوابات

حضرت سعید ابن مسیب، حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ (عمر رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مومن کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے، دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں، اسے اٹھ کر بٹھا دیتے ہیں۔ وہ دفن کر کے واپس جانے والوں کے جوتوں کی آوازیں سن رہا ہوتا ہے۔ فرشتے اس سے پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں۔ فرشتے اس سے کہتے ہیں اللہ نے اپنے وعدہ کے مطابق تجھے ان سوالوں کے جواب میں ثابت قدم رکھا ہے اور تو نے ٹھیک ٹھیک جواب دیئے ہیں، اب آرام سے سوتا رہ۔

کافر سے قبر میں سوال اور اس کا جواب

اور جب کسی کافر یا منافق کو دفن کر دیا جاتا ہے، دو فرشتے اس سے آکر پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟ وہ ہر ایک کے جواب میں کہتا ہے مجھے معلوم نہیں۔ فرشتے اس سے کہتے ہیں اچھا! تجھے معلوم نہیں۔ پھر وہ بے کا ہتھوڑا اتنی زور سے اس کے سر پر مارتے ہیں، جس کی آواز انسان اور جنات کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے۔

مومن کی ثابت قدمی: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا عمر! اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب قبر میں منکر تجہ تمہارے پاس آئیں گے۔ جن کے جسم کا رنگ سیاہی مائل نیلا ہوگا۔ جن کے بڑے بڑے دانت منہ سے باہر نکلے ہوں گے۔ سیاہ ہل زمین تک بکھرے ہوں گے۔ ان کی آواز بادل کی طرح خوفناک اور ڈراؤنی ہوگی۔ آنکھوں میں چپکنے والی بجلی کی سی تیز روشنی ہوگی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کیا اس وقت میری حالت یہی ہوگی؟ آج ہے اور میری موجودہ عقل (ہوش و حواس) بھی اسی طرح ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”ہاں“ (یعنی ہر چیز پر حالت موجودہ قائم ہوگی)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا ”پھر میں آپ کی دعا سے انشاء اللہ ان سے نبٹ لوں گا۔“ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ”عمر کو اللہ کی توفیق (دعائیت) حاصل ہوگئی ہے۔“

مومن کے اچھے عمل: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”ان کے منہ سے موت کے وقت ایسی خوفناک آواز نکلتی ہے کہ اگر کوئی انسان اسے سن لے تو بے ہوش ہو جائے (انسان کے علاوہ ہر مخلوق اسے سنتی ہے)۔ اور جب اسے قبر کی طرف لے جایا جاتا ہے، اس وقت نیک انسان کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو، کاش تمہیں معصوم ہوتا، مجھے کتنی اچھی جگہ لے کر جا رہے ہو، پھر تم اتنی دیر نہ کرتے۔“

ور اگر مرنے والا فاسق و فاجر یا بد عمل انسان ہے تو وہ کہتا ہے تم کیوں اتنی جلدی مجھے دہا لے کر جا رہے ہو، کاش تمہیں معصوم ہوتا، تم مجھے کس ہلاکت کے گڑھے میں پھینکنے جا رہے ہو اور اتنی جلدی نہ کرتے۔

جب اچھے اعمال والے انسان کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے، یہاں تک نیلی رنگت والے دو فرشتے (منکر نکیر) میت کے سر ہانے کی طرف سے آتے ہیں، نماز ان کے سامنے پڑھ کر کھڑی ہو جاتی ہے اور کہتی ہے تم ادھر سے اس کے پاس نہیں جاسکتے۔ اسی قبر کے ڈر سے یہ شخص رات رات بھر نماز میں گزار دیتا تھا۔ پھر وہ اس کے قدموں کی طرف سے آئیں گے۔ وہاں والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی فرمانبرداری راستہ روک کر کھڑی ہو جائے گی۔ پھر دائیں جانب سے آئیں گے تو صدقہ ان کا راستہ روک لے گا۔ بائیں طرف سے آئیں گے تو روزہ فرشتوں کو آگے نہ بڑھنے دے گا اور کہے گا یہ یہاں آرام سے سونے کے لیے ہی تو گرمیوں کی شدت میں روزہ رکھ کر بھوک پیاس بردشت کرتا تھا۔ آخر سے زہی سے اس طرح بیدار کیا جائے گا، جیسے سی سونے والے کو نیند سے جگایا جاتا ہے، دو فرشتے اس سے صرف یہ پوچھیں گے تیرا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے، جس نے اس (موت کے بعد کی حالت) کے متعلق بہت کچھ بتا دیا ہے۔ وہ پوچھے گا کون؟ فرشتے کہیں گے وہ محمد ﷺ ہیں۔ اس کے جواب میں وہ کہے گا ”انشھذا اللہ و سؤل اللہ“ (میں سوال کرتا ہوں، وہ اللہ کے رسول ہیں)۔ فرشتے اس سے کہیں گے تو نے ایمان کی حالت میں زندگی گزار لی اور ایمان کی حالت میں تجھے موت آئی۔ پھر اس کی قبر وسیع کر دی جاتی

ہے، اور اللہ اپنی منشاء کے مطابق اس پر مہربانیاں اور نوازشیں کرتا ہے۔

ہم بھی اللہ سے دعا کرتے ہیں، وہ ہمیں گم ہوں سے بچائے اور اچھے اعمال کی توفیق دے۔ ہمیں قبر کے عذاب سے بچائے۔ حضور ارمؑ کی قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ طلب فرمایا کرتے تھے۔

قبر کا عذاب ایک حقیقت ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں مجھے پہلے قبر کے عذاب کے بارے میں معلوم نہ تھا۔ ایک دن ایک سائل یہودی عورت میرے پاس آئی۔ میں نے اس کا سوال پورا کر دیا۔ اس نے مجھے دعا دی "اللہ تم کو قبر کے عذاب سے محفوظ رکھے۔" میں نے سوچا، یہ بھی شاید یہودیوں کی گھڑی ہوئی کوئی بات ہے، جو انھوں نے مذہبی عقیدے کے طور پر مشہور کر رکھی ہے۔ چنانچہ جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے میں نے آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔

آپ ﷺ نے مجھے سمجھایا "قبر کا عذاب ایک حقیقت ہے۔" لہذا ہر مسلمان کو چاہیے، وہ قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ طلب کرتا رہے، اور اچھے عمل کرے، تاکہ قبر کے عذاب سے بچ رہے۔ اور اس سے بچنے کے لیے عمل کرنا اس زندگی ہی میں ممکن ہے، اس سے پہلے پہلے کہ وہ قبر میں پہنچ جائے، کیونکہ اس وقت نہ کسی عمل کی مہلت ملے گی نہ کوئی دعا کام دے گی۔ زندگی میں اس سے بچاؤ کی تدبیر نہ کرنے والوں کو وہاں حسرت و افسوس کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

ایک عقلمند انسان کے لیے یہی مناسب ہے کہ وہ موت اور اس کے بعد پیش آنے والے حالات کے متعلق اسی زندگی میں غور و فکر کر کے ان مشکلات سے بچنے کے لیے عملی تدابیر کر لے، کیونکہ وہاں تو مرنے والا آرزو کرے گا، کاش اسے کوئی ایک ہی نیک عمل کرنے کی اجازت مل جائے۔ اسے دو رکعت نماز پڑھ بیٹھ دی جائے۔ ایک مرتبہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہہ لینے دیا جائے، یا ایک مرتبہ "سبحن اللہ" ہی کہہ دیا جائے۔ مگر ان میں سے کسی بات کی اجازت نہیں ملے گی۔ ان حالات کو دیکھ کر وہ (مرنے والے) ان لوگوں کی غفلت و بے حسی پر تعجب کریں گے، جو اپنی زندگی فضول باتوں میں ضائع کر رہے ہیں۔

میرے بھائی ان اوقات کو ضائع نہ کر۔ یہ تیری اصل دوست ہے۔ جب تک یہ دولت تیرے ہاتھوں میں ہے، تو اس سے نفع نہ سکتا ہے۔ آج تمہیں آخرت کے نیک اعمال کی

پونجی بے فائدہ اور کھوٹی معلوم ہو رہی ہے، کوشش کر کے آج اس "کھوٹی" پونجی کو جمع کر دو۔ کل موت کے بعد یہی آج کی "کھوٹی" پونجی تمہارے کام آئے گی اور اس وقت تمہیں اس کی اہمیت اور قیمت کا صحیح اندازہ ہوگا۔ آج تمہیں یہ نیک اعمال بے فائدہ اور کھوٹی پونجی معلوم ہوتے ہیں، لیکن کل قیامت کے دن اسی "کھوٹی" پونجی اور آج کی بظاہر بے فائدہ دولت کی زیادہ قدر اور پوچھ ہوگی۔ لوگ ایک ایک نیکی کی طلب میں مارے مارے پھریں گے، مگر تمہیں کوئی ایک نیکی نہ دے گا۔

آ میں اللہ سے دعا کریں وہ ہمیں کل محتاجی کے دن کی مشکلات سے بچنے کے لیے آج کچھ تدبیر اور تیاری اور نیک عمل کرنے کی توفیق دے۔ ہمیں ان مایوس اور ہمت کا ظہور کرنے والے لوگوں میں شامل نہ کرے، جو وہاں کی مشکلات سے گھبرا کر رب کریم سے درخواست کریں گے کہ "ہمیں دنیا میں واپس بھیج دے، اب ہم مجھے عمل کریں گے" مگر ان کی یہ درخواست منظور نہ ہوگی۔ اللہ ہم پر اور تمام مسلمانوں پر موت کی شدت، قبر کی مشکلات اور قیامت کے دن کی پریشانیوں کو آسان فرمائے۔ آمین۔ یا رب العالمین، برحمتک یا ارحم الراحمین

قیامت کا خوفناک منظر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اے اللہ کے رسول! یہ تو بتائیے، کیا قیامت کے دن ایک دوست کو اپنا دوست یاد رہے گا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: تمیں مقامات پر کوئی کسی کو یاد نہ رکھ سکے گا۔

(۱) ایک وقت وہ ہوگا کہ میزان (ترازو) میں لوگوں کے ثقل تولے جا رہے ہوں گے۔ ہر شخص کو یہ فکر ہوگی کہ دیکھوں، میرے اعمال کا پلڑا بھاری رہتا ہے یا ہلکا۔

(۲) دوسرا وہ وقت ہوگا، جب اعمال نامے دیئے جائیں گے۔ ہر ایک اس سوچ میں ڈوبا ہوگا کہ اس کا عمل نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جاتا ہے یا بائیں ہاتھ میں دیا جاتا ہے۔

(۳) تیسرا وقت وہ ہوگا، جب تمام انسان ایک میدان میں جمع ہوں گے اور جہنم سے ایک گراں یہ کہتی ہوئی نکلے گی مجھے تین قسم کے آدمیوں کو گرفت میں لینے کا حکم ملے گا،

ایک مشرک، دوسرے غرور و تکبر کرنے والے، تیسرے وہ جو قیامت کے دن اعمال کے حساب کا انکار کرتے تھے۔

پھر ایسے لوگوں کو اٹھا اٹھا کر جہنم میں پھینک شروع کر دے گی۔ جہنم کے اوپر سے گزرنے کے لیے ایک پل (پل صراط) بنا ہوگا، جو

ماں سے زیادہ باریک ہوگا۔ اس کے اوپر لوہے کے بڑے بڑے پتھر لٹک رہے ہوں گے، جن کی شکل باز کے پنجوں کی طرح ہوگی۔ جس طرح بار اپنے شکار (پرندے) کو

اپنے پنجوں سے پکڑ کر اٹھ لیتا ہے، اسی طرح وہ ہر جہیموں کو اٹھ کر دوزخ میں پھینک رہے ہوں گے۔

لوگ پل صراط سے جب گزریں گے تو کوئی چمکتی ہوئی بجلی کی طرح گزر جائے گا، کوئی تیز بہا کی طرح اور کچھ لوگ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے۔ مومن اس سے گزر جائیں گے، جبکہ کافر و منافق اور دوسرے بڑے گنہگار منہ کے بل جہنم کی آگ میں

گرتے جائیں گے۔

قیامت کے روز پھونکے جانے والے

دو صورتوں کے درمیان وقفہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”دو صورت پھونکے جانے کے درمیان پچیس سال کا وقفہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے انسان کی منی کی طرح گاڑھا پانی برسائے گا، جس کے بعد زمین سے مخلوق اس طرح اگنا (پیدا ہونا) شروع ہوگی، جیسے سبزی پیدا ہوتی ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اللہ نے زمین و آسمان پیدا کرنے کے بعد صورت پیدا کی اور اسرافیل (فرشتہ) کو دے دیا، وہ اسے منہ سے لگائے عرش کی طرف دیکھ رہے ہیں، در اس انتظار میں ہیں کہ اس میں پھونک مارنے کا کب حکم ہوتا ہے۔“

راوی (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے دریافت کیا یہ صورت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”یہ نور سے بنا ہوا ایک سیلنگ ہے۔“

پھر میں نے پوچھا وہ کس طرح کا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا ”وہ بہت بڑا ہے۔ بخدا اس کا پھیلاؤ (داروہ) زمین و آسمان کے پھیلاؤ کے برابر ہے۔ اس میں تین پھونکیں ماری جائیں گی۔ پہلی پھونک سن کر تمام

بندگان بدک ہو جائیں گے، اور دوسری پھونک سن کر تمام مخلوق زندہ ہو جائے گی۔“ حضرت

عقب شیخ روایت میں دو دفعہ پھونک مارے جانے کا ذکر ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں تین پھونکیں مارے جائے گا ذکر اس طرح ہے پہلی بار صورت میں پھونک مارے

جائیں گے، آسمان کی ساری مخلوق خوف زدہ ہو کر پریشان ہو جائے گی۔ دوسری بار کی آواز سے تمام ہلاک ہو جائے گا۔ اور تیسری آواز سے تمام مخلوق دوبارہ زندہ ہو جائے گی۔

پہلا صورت پھونکے جانے پر مخلوق کی پریشانی

پہلی بار صورت پھونکے جانے کا جو اثر مخلوقات پر ہوگا، اس کو قرآن کریم میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

يَوْمَ يُصْعَقُ فِي السُّمُورِ قَوْمٌ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِلَّا مَن شَاءَ اللّٰهُ

(النمل: ۸۷)

ترجمہ جس روز صور پھونکا جائے گا (تسن کر) میں دستان کی تمام مخلوق پریشان اور خوف زدہ ہو جائے گی، مگر جسے اللہ (س خوف و پریشان سے) محفوظ رکھنا چاہے گا، وہ محفوظ رہے گا۔

زمین میں زلزلہ آ جائے گا۔ دودھ پڑے دان غورت، اپنے بچے کو بھوں چائے گی۔ حاملہ عورتوں سے حمل گر جائیں گے۔ محسوس یہ ہوگا جیسے سب لوگوں پر نشہ طاری ہے، لیکن وہ درحقیقت نشہ نہیں ہوگا، بلکہ اللہ کے عذاب کی دہشت سے لوگ اپنے ہوش کھو بیٹھیں گے۔ بچوں پر بڑھاپا چھ جائے گا، اور شیطان بھگتے درڑتے پھریں گے۔ اس خوف و پریشانی سے اہل ایمان (مسلمانوں) کو خبردار کیا جا رہا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ تَأْتِيكُمْ كُلُّ مَرْصَبَةٍ مَّا ارْصَعُوا وَتَصْعَكُ كُلُّ دَنٍ حَمِيٍّ حَمِيٍّ وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُمْ بِسُكَارَىٰ وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ (سج ۲۱)

ترجمہ اے اہل ایمان! (مسلمانو!) اپنے رب (کے قہر) سے ڈرو۔ قیامت کا زلزلہ بہت بڑی (خوفناک) چیز ہے۔ اس روز تم دیکھو گے، دودھ پلانے والیوں سے اپنے بچوں کو بھوں چائیں گی۔ حمل والیوں کے حمل ناسخ ہو جائیں گے (گر جائیں گے)۔ لوگ اپنے ہوش کھو بیٹھیں گے۔ تم سمجھو گے، یہ نشہ میں ہیں۔ یہ کیفیت کسی نشہ کی وجہ سے نہیں، بلکہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہے۔ (اس دہشت اور خوف کی وجہ سے ان کی یہ حالت ہے)۔

یہ حالت کتنے دن رہے گی، اس کے بارے میں اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

دوسری مرتبہ صور کا پھونکا جانا

پھر جب دوبارہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے صور پھونکا جائے گا تو اس کی آواز سے زمین و آسمان کی تمام مخلوقات ہلاک ہو جائیں گی، مگر جسے اللہ تعالیٰ بچانا چاہے گا، وہ بچ جائے گا۔ اس کیفیت کو قرآن کریم میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

وَنُصْحَ لِيَ الصُّورِ فَصَحَّقَ مِنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمِنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ (الرمر ۶۸)

اور جب (دوبارہ) صور پھونکا جائے گا، آسمان و زمین کی تمام مخلوق ہلاک ہو جائے گی، مگر جسے اللہ بچانا چاہے، وہ بچ جائے گا۔

یہ بچ جانے والے جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت عزرائیل اور عرش کو اٹھانے والے فرشتے ہوں گے۔ (علیہم السلام)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ ملک الموت (عزرائیل علیہ السلام) سے پوچھے گا کہ کون کون زندہ رہے ہیں؟ وہ بتائے گا جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عرش کو اٹھانے والے فرشتے زندہ رہے ہیں۔ اللہ ملک الموت (موت کا فرشتہ) کو حکم دے گا کہ ان سب کی روہیں بھی قبض کر لو۔ ملک الموت ان تمام فرشتوں کی روح قبض کر لے گا۔

اللہ تعالیٰ پھر ملک الموت سے پوچھے گا اب کون زندہ رہ گیا ہے؟

وہ جواب دے گا یہ تیرا کزور بندہ ملک الموت (عزرائیل) زندہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کہے گا میرے فیصلے کے مطابق مخلوق کا ہر فرد موت کا مزہ چکھے گا۔ تو بھی مخلوق ہے، جا اپنی روح قبض کرے۔

ملک الموت جنت و دوزخ کے درمیانی میدان میں جا کر اپنی روح قبض کرتے ہوئے اتنی درد سے چیخے گا کہ اگر مخلوق زندہ ہوتی تو اس کی چیخ اس کو دہشت سے مر جاتی اور اس وقت وہ کہے گا اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ روح قبض کرتے وقت اتنی سخت تکلیف ہوتی ہے تو میں مومن (مسلم) کی روح قبض کرتے وقت اس کے ساتھ کچھ زیادہ ہی مہربانی اور شفقت کا سلوک کرتا۔ ملک الموت (موت کے فرشتے) کی موت کے بعد کوئی مخلوق زندہ نہیں رہی۔

اس وقت اللہ تعالیٰ اس ذیل دنیا سے خطاب کرتے ہوئے فرمائے گا "لَعْنُ الْمَلِئِكُ لِسُومِ" "جس کس کی حکومت ہے؟ کسی طرف سے کوئی جواب نہ آئے گا۔ پھر خود اللہ تعالیٰ فرمائے گا "لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ" "آج صرف اس خدا کے واحد کی حکومت ہے جو سب سے جانتور اور سب پر غالب ہے۔"

پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش برسانے کا حکم دے گا۔ چنانچہ چالیس روز تک ایسے کاڑھے پانی کی بارش ہوتی رہے گی، جتنی گاڑھی انسان کی منی ہوتی ہے، اور اتنی بارش ہوگی کہ ہر طرف بارہ بارہ فٹ پانی کھڑا ہو جائے گا۔ اس پانی سے سیراب ہو کر مخلوق اس طرح اٹکے (بیٹھ ہو) گی، جیسے بڑیاں اٹکتی ہیں۔ پھر بڑھتے بڑھتے ان کے جسم اتنے ہی بڑے

ہو جائیں گے، جیسے پہلے تھے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ اسرائیل علیہ السلام (سور پھونکنے والا فرشتہ) اور عرش الہی اٹھانے والے فرشتوں کو زندہ کرے گا، اور اسرائیل علیہ السلام کو حکم دے گا، صور اٹھا کر منہ سے لگاؤ۔ پھر اللہ کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام زندہ ہوں گے۔ اس کے بعد تمام روحوں کو صور میں رکھ دیا جائے گا اور اسرائیل کو حکم ہوگا صور میں چھوٹ کر مارو۔ وہ پھر تک مارے گا تو تمام روحیں اس طرح صور سے نکلیں گی، جیسے شہد کی ٹکیاں نکلتی ہیں۔ یہ روحیں زمین کی طرف آئیں گی اور اپنے اپنے جسم میں داخل ہو جائیں گی۔ پھر زمین میں عذراں (درازیں) پڑ جائیں گے، اور لوگ اپنی اپنی قبروں سے نکلے گیے۔

اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی (پھٹے گی)۔ ایک دوسری روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ جبرائیل، میکائیل اور اسرائیل (فرشتوں) کو براق (جنت کی سواری جو معراج کے موقع پر آپ ﷺ کے لیے مانی گئی تھی) اور جنت کے کچھ تحفے دے کر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجے گا۔ نبی کریم ﷺ جبرائیل سے دریافت فرمائیں گے: آج کون سا دن ہے؟ جبرائیل علیہ السلام بتائیں گے: آج قیامت کا دن ہے۔ پھر آپ جبرائیل سے پوچھیں گے: اللہ نے میری امت کے بارے میں کیا فیصلہ کیا ہے؟ جبرائیل جواب میں کہیں گے: آپ خوش نصیب ہیں کہ سب سے پہلے آپ ہی اپنی قبر سے نکلے ہیں (یعنی ابھی آپ کی امت اپنی قبروں سے بھی نہیں نکلے)۔

پھر اللہ اسرائیل کو حکم دے گا کہ صور پھونکو۔ لوگ اس کی آواز سن کر قبروں سے اٹھ اٹھ کر نکلے گیے۔ قبروں سے نکلیں گے تو اس کے جسم پر کوئی کپڑا نہ ہوگا، مار زدن لگے ہوں گے۔ قبروں سے نکل کر تمام انسان ایک بہت بڑے میدان میں جمع ہو جائیں گے، جہاں وہ ستر سال تک کھڑے رہیں گے۔ اللہ ان کی طرف دیکھے گا کہ ان کا کوئی فیصلہ کرے گا۔ آخر تک آجائیں گے تو کھڑے کھڑے رونا شروع کر دیں گے۔ حتیٰ کہ اس کی آنکھوں سے خون کے آنسو بہنے لگیں گے۔ رُئی کی شدت سے انھیں پسینہ آئے گا۔ یہ پسینہ بعض لوگوں کے منہ تک پہنچ جائے گا، درایہ معلوم ہوگا، جیسے من کے منہ میں لگام ڈال دی گئی ہو۔ اور بعض کی ٹھوڑی تک پہنچا ہوگا، یعنی گردن تک پسینہ من ڈوبے ہوں گے۔

پھر انھیں میدانِ محشر کی طرف جایا جائے گا۔ جب سب من و اس میدانِ محشر میں جمع

ہو جائیں گے تو اچانک آسمان کی طرف سے ایک شورتائی دے گا۔ آسمان اس طرح پھٹ جائے گا، جیسے بادل پختہ ہو کر پہلے آسمان کے فرشتے اتر کر زمین پر آجائیں گے، اور اس زمین کی مخلوق کے گرد گھیرا ڈال کر کھڑے ہو جائیں گے۔ انسان ان سے پوچھیں گے: کیا ہمارے لیے اللہ کا کوئی حکم ہے؟ فرشتے جواب دیں گے ہم تو کوئی پیغام یا حکم نہیں لائے، البتہ وہ خود ہی حساب پہنے کے لیے آئے والے ہیں۔ پھر دوسرے آسمان کے فرشتے اتر کر پہلے آنے والے فرشتوں کے پیچھے گھیرا ڈال کر کھڑے ہو جائیں گے۔ اس طرح ساتوں آسمانوں کے فرشتے اتریں گے اور اپنے سے پہلے آنے والوں کے پیچھے حلقہ بنا کر کھڑے ہو جائیں گے۔ اس طرح رُئی مخلوق (انسان، جن اور دیگر تمام مخلوقات) کو سات آسمانوں کے فرشتوں کی سات قطاریں اپنے گھیرے میں لیے ہوں گی۔ اہل زمین میں سے کوئی کسی طرف نکلنا چاہے گا تو اسے باہر جانے کا راستہ نہیں ملے گا۔ یہی مطلب ہے اس آیت کا۔

بِمَا مَغَشَّرَ الْحَيِّ وَالْإِنْسَانِ إِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُتُوا مِنْ أَفْطَارِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُتُوا لَا تَنْفُتُونَ إِلَّا بِسُطُورٍ (الرحمن ۳۲)

اے جنوں اور انسانوں کے گروہ اگر تم یہ طاقت رکھتے ہو کہ آسمان و زمین کی حدود سے باہر نکل جاؤ، تو نکلو۔ تم ہرگز نہیں نکل سکتے (جب تک کہ) (اللہ کی) مدد تمہیں حاصل نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کا اہل محشر سے خطاب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "اے خدائے اور انسانوں! میں نے تمہارے ساتھ پوری ہمدردی اور انصاف سے کام لیا ہے۔ تمہاری زندگی سے تمہارا کارنامہ (اعمال) تمہارے ان اعمال ناموں میں لکھے ہوئے ہیں، انھیں پڑھ کر کسی کے نیک عمل ہیں تو "الحمد للہ" کہتے ہوئے ہمارا شکر ادا کرے۔ اور اگر کسی کے اعمال برے ہیں تو اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔ تم اپنی ذات کو ہی برا بھلا کہہ سکتے ہو۔"

پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے جہنم کے در سے ایک کالی رنگت دان گردن نکلے گی اور اللہ انسانوں سے فرمائے گا: "اے آدم کی اولاد! (انسان) کیا ہم نے تم سے یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ تم شیطان کی پوجا (عبادت) نہیں کرو گے، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور صرف میری ہی

عبادت کرتے رہنا، یہی سیدھا راستہ ہے۔ لیکن اس (شیطان) نے تم میں سے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ کیا تمہیں سمجھ نہیں آتی؟ اب یہ جہنم ہے، جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ آج اپنی گمراہی اور حقیقت سے انکار کے نتیجہ میں اس میں داخل ہو جاؤ۔“

لوگ اس فیصلہ کو سن کر اللہ تعالیٰ سے حضور نیاز مندی اور عزیزی کا اظہار کرتے ہوئے ”رکوع“ کی حالت میں جھک جائیں گے۔ یہی مطلب ہے قرآن کریم کی اس آیت کا۔

وَنَرَى كُلُّ أُمَّةٍ حَائِلَةٌ تَذْعِي إِلَىٰ كِتَابِهَا (حالبہ ۲۸)

آپ دیکھیں گے کہ جب (قیامت کے دن) لوگوں کو ان کے اعمال نامے دینے کے لیے بلایا جائے گا تو وہ رکوع کی حالت میں جھک جائیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات (انسانوں) کے موعودت کا فیصلہ کرے گا۔ اس وقت دیگر مخلوقات (حیوانات وغیرہ) کے جھگڑوں کا فیصلہ بھی ہوگا۔ چنانچہ ایک بغیر سینک والی بھیڑ کا انعام (بد)۔ سینکوں والے جانور سے یہ جائے گا۔ اور پھر انھیں (حیوانات سے) کہا جائے گا ”مٹی ہو جاؤ۔“ اس فرمان کو سن کر کافر کہے گا: ”کاش میں بھی مٹی ہو جاتا۔“

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”قیامت کے دن لوگ اس طرح بٹے اٹھ جائیں گے، جس طرح اس کی ماؤں نے ان کو جنم دیا تھا۔“ یہ س کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (تعب سے) کہنے لگیں کیا مرد، عورت اکٹھے اٹھائے جائیں گے (وہ ایک ساتھ قبروں سے نکلیں گے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”ہاں“ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور وہ ایک دوسرے کی شرمگاہ کو بھی دیکھ رہے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے ان (حضرت عائشہ) کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا ”اے ابو بکر کی بیٹی! اس روز اتنا ہوش سے ہوگا؟ سب کی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی ہوں گی۔ اور اسی حال میں کھڑے کھڑے یہ بچیہ کچھ کھائے پئے انھیں چالیس سال گزر جائیں گے۔ گرمی کی شدت سے کوئی قدمور، کوئی پنڈلی، کوئی کمر تک پسینہ میں تر ہوگا اور کسی کا پسینہ اس کے ہونٹوں تک پہنچ کر منہ کی دھام بڑھ گیا ہوگا۔ کچھ خاص فرشتے اللہ کے عرش کے ارد گرد حلقہ بنا کر کھڑے ہو جائیں گے۔

اللہ ایک منادی (عدالت میں آواز دے کر بلانے والا) کو حکم دے گا ”فہاں کو بلاؤ“ منادی اس شخص کا نام لے کر آواز لگائے گا۔ لوگ گردنیں اٹھا کر اسے دیکھیں گے۔ آواز لگانے کے بعد منادی پھر اللہ کے عرش کے سامنے آ کر کھڑا ہو جائے گا۔ اللہ اسے حکم دے گا

فہاں حکم ہو گا۔ وہ حسب پیش سوگا، اس کی نیکیاں مظلوم کو دے دی جائیں گی و مظلوم کے ساتھ اس کے حساب میں اس دینے جائیں گے۔ اس طرح اس کی تمام نیکیاں مظلوموں کو دی جائیں گی اور ان کے ساتھ اس کے کھاتے میں درج ہوتے رہیں گے، حتیٰ کہ اس کے پاس ایک نیکی بھی نہیں بچے گی۔ کیونکہ وہ اس موعودت میں دینے کے لیے روپے پیسے نہیں ہوں گے، صرف نیکیوں سے بدلہ چکایا جائے گا۔ جب خام کی ساری نیکیاں ختم ہو جائیں گی، اسے حکم دیا جائے گا ”اب ہادیہ (جہنم) میں چلے جاؤ۔“

اس روز کسی سے نا انصافی نہ ہوگی اور اللہ جلد سے جلد سب کے حساب چکا دے گا، اور کوئی یہ نہ کوئی شبید بھی اللہ کے بے لگ حساب کو دیکھ کر اپنے بارے میں یہ گمان نہ کر سکے گا کہ وہ اللہ کے فضل و کرم کے بغیر نجات پا سکتا ہے۔

حساب کی سختی: حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”کوئی شخص اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ اٹھ سکے گا، جب تک کہ ان چار سوالوں کا جواب نہ دے گا (۱) تُو نے عمر کس طرح گزاری؟ (۲) جسم کی تندرستی (حالت) سے کیا کام لیا؟ (۳) علم پر کہاں تک عمل کیا؟ (۴) مال کس طرح کیا اور کہاں خرچ کیا؟“

قیامت کے دن کوئی کسی کے کام نہ آئے گا

حضرت مکرمہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں قیامت کے دن ایک شخص اپنے بیٹے سے کہے گا بیٹے! میں تیرا باپ ہوں۔ دنیا میں بڑی محبت سے میں نے تجھے پرورش کیا تھا۔ تُو بہت شریف۔ بچہ تھا۔ عرض کہ اس کی بہت تعریف کرے گا، اور پھر اس سے ایک نیکی مانگے گا، کیونکہ اپنی نجات کے لیے اسے ایک نیکی کی ضرورت ہوگی۔ مگر بیٹا ایک نیکی دینے سے صاف انکار کر دے گا۔ پھر وہ بیٹا بیوی کے پاس جائے گا اور دنیا میں اس سے پنا تعلق جتا کر ایک نیکی مانگے گا، مگر وہ بھی ایک نیکی دینے کے لیے تیار نہ ہوگی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اسے تنبیہ دے گا کہ تُو نے قرآن کریم کی یہ آیت یاد دلوائے گا۔

وَأَن تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ حِمْلِهَا لَا يَخْمَلُ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ

(العاطر ۸)

ترجمہ اگر کوئی بھاری بوجھ کے نیچے دبا ہوا شخص اپنے کسی رشتہ دار کو بھی بلائے گا

کہ اس کا کچھ بوجھ اٹھائے، وہ بھی اس کا بوجھ ہٹا کرنے سے انکار کر دے گا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس حویل (لبے) دن کی گرمی سے گھبرا کر جس میں جھڑکوں کا پسینہ سر تک پہنچ کر اس کے منہ کی لگام بن گیا ہوگا، کافر کہے گا پروردگار! مجھ پر رحم کر اور اس گرمی سے نکال، خواہ یہاں سے نکال کر جہنم میں ہی بھیج دے۔

قیامت کے دن لوگوں کی پریشانی اور شفاعت کرنے والے کی تلاش

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے ہر ہی کو ایک قبول ہونے والی دعا عطا فرمائی تھی۔ سب نبیوں نے اپنی اپنی دعا اس دنیا میں کی، جو ہر گاہ خداوندی میں قبول ہوئی۔ میں نے اپنی وہ دعا قیامت کے دن کے لیے بچا کر رکھی ہوئی ہے، تاکہ اس کے ذریعہ اپنی امت کی شفاعت کروں۔ میں آدم کی اولاد (انہ لوں) کا سردار ہوں اور اس میں کوئی فخر کی بات نہیں (صرف ایک حقیقت کا اظہار ہے)۔ سب سے پہلے میں ہی اپنی قبر سے اٹھوں گا، اس میں بھی کوئی فخر نہیں، حقیقت کا اظہار ہے۔ قیامت کے دن میرے ہی ہاتھوں میں سوائے حمد (حمدنا حسنا) ہوگا (یہ بھی ایک حقیقت کا بیان ہے، فخر نہیں ہے)۔ آدم ﷺ اور اس کی ساری اولاد (انہ لوں) اس جہنم کے سایہ میں ہوں گی۔"

قیامت کے دن اتنی سخت گرمی ہوگی کہ لوگ گھبرا کر حضرت آدم ﷺ کے پاس آ کر کہیں گے آپ اللہ سے سفارش کریں کہ وہ حد از جلد فیصلہ منادے اور ہمیں اس گرمی اور پریشانی سے نجات دے۔ وہ جواب دیں گے میں اپنی اس غلطی کی وجہ سے جس پر جنت سے نکالا گیا، اس قابل نہیں کہ سفارش کر سکوں، آج تو مجھے صرف اپنی فکر ہے کہ کسی طرح نجات ہو جائے۔ تم نوح ﷺ کے پاس جاؤ۔ حضرت نوح ﷺ بھی اسی طرح کا عذر کر کے کہیں گے ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ۔ وہ کہیں گے میں اپنی امت کے پاس آئیں گے اور ان سے سفارش کریں گے آپ اللہ سے سفارش کریں، وہ ہمارے فیصلے کر دے اور اس پریشانی سے رہائی دے۔ حضرت ابراہیم ﷺ جواب دیں گے "میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتا، کیونکہ میں

سے زندگی میں تیس مرتبہ ایسی باتیں کی تھیں، جن کو جھوٹ شمار کیا جاسکتا ہے۔ مجھے آج صرف اپنی فکر ہے، کسی طرح نجات پا جاؤں۔"

رسال اللہ ﷺ نے فرمایا "یہ مصلحت آمیز جھوٹ انھوں نے اسلام کی خاطر بولے تھے: (۱) ایک بار جب ان کی قوم کوئی تہوار منانے جا رہی تھی تو وہ بیماری کا بہانہ کر کے رک گئے۔ اس کو قرآن کریم میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

فَطَرُ مَظْرُوفٍ فِي السُّخُومِ لَا فَقَالَ اِنِّي لَفَتِمُ (الصافات ۸۸، ۸۹)

ابراہیم نے ایک نظر ستاروں کو دیکھا اور کہا میں بیمار ہوں۔

(۲) دوسری بار اس وقت جب ان کی قوم نے دیکھا کہ ان کے سارے بت ٹوٹے ہوئے ہیں، انھوں نے حضرت ابراہیم ﷺ سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا۔

مَنْ لَعَلَّه كَبُرَ لَهُمْ هَذَا (الانباء ۶۳) اس بڑے بت نے ان (چھوٹے) بتوں کو توڑا ہے۔

(۳) جب نبی خالم بادشاہ کے عہد سے بچنے کے لیے اپنی بیوی کے بارے میں کہہ دیا تھا یہ میری بہن ہے۔

حضرت ابراہیم ﷺ لوگوں کو حضرت موسیٰ ﷺ کے پاس بھیجیں گے۔ وہ یہ کہہ کر اپنا "امن پھیلے گا" میں نے ایک بے گناہ آدمی کو قتل کر دیا تھا، اس لیے مجھے اپنی فکر و امن گیر ہے۔ پھر وہ حضرت یحییٰ ﷺ کے پاس آئیں گے اور ان سے درخواست کریں گے۔ حضرت یحییٰ ﷺ بھی یہ عذر پیش کریں گے کہ کچھ گمراہ لوگوں نے اللہ کے ساتھ ساتھ مجھے اور میری ماں و مہی معبود بنالیا تھا۔ تم خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں لوگ میرے پاس آئیں گے۔ میں ان سے کہوں گا "ہاں میں تمہاری سفارش کرنے کو تیار ہوں، مگر اس وقت تک انتظار کرو، جب تک کہ اللہ خوش ہو کر خود سفارش کی اجازت دے۔" پھر کچھ عرصہ اسی حالت میں گزر جائے گا۔ آخر اللہ تعالیٰ اس بات کو منظور کر لے گا کہ اب قلوب قات کا فیصلہ کر دیا جائے۔ چنانچہ ایک منادی (آواز لگانے والا) دشت آواز دے گا "محمد اپنی امت کے ہمراہ تشریف لائے۔" ہم اگرچہ آخری امت ہیں مگر اللہ سے راہ سب سے پہلے ہمیں بلایا جائے گا۔ میں اپنی امت کو آگے بڑھوں گا۔ تو قلوب قات ہمارے لیے راستہ چھوڑ دے گی۔ ہمارے چپکتے ہوئے اعضاء وضو کو دیکھ کر لوگ

ہیں گے یہ مردہ تو سارا میں کا مردہ معلوم ہوتا ہے۔ میں سنت کا دروازہ کھلاؤں گا! اندر جا کر اپنے رب کے حضور سجدے میں گر جاؤں گا اور اس طرح اللہ کی تعریف و توصیف کروں گا، جس طرح نہ مجھ سے پہلے کسی نے کی ہوگی، نہ میرے بعد کوئی اس طرح اللہ کی تعریف و توصیف کر سکے گا۔

اللہ کی طرف سے عہد ہوگا سجدے سے نحو اور کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ آج تمہاری ہر بات سنی جائے گی۔ جو مانگو گے دیا جائے گا۔ جس کی سفارش (شعاعت) کرو گے، منظور کی جائے گی۔ میں سرانجاموں کا اور ہر اس شخص کی سفارش (شعاعت) کروں گا، جس کے دل میں جو کے واسطے جتنا یاد رہے برابر بھی ایمان ہوگا۔ یعنی جس نے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" دل سے پڑھا ہوگا۔

قیامت کے دن ہر شخص اپنی نجات کی فکر میں ہوگا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے ایک مرتبہ جب مسجد میں پہنچے تو وہاں کعب انور جہاں چھ درجہ حدیث دے رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے گزارش کی کچھ قیامت کے متعلق بتائیے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا بخدا اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں کہ جب سے انھیں پیدا کیا گیا ہے، اسی روز سے وہ اللہ کے سامنے ہاتھ باندھے (جیسے ہم نماز میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں) کھڑے ہوئے ہیں۔ ان کی کمر بھی نہیں تھکی۔ کچھ فرشتے سجدے میں پڑے ہیں، انھوں نے بھی سر نہیں اٹھایا۔ جب صور پھونکا جائے گا وہ یہ کہے ہوئے سراٹھا میں گئے، اللہ تیری ذات پر عیب سے پاک ہے اور تو ہی ہر طرح کی تعریف کے لائق ہے۔ ہم تیری عبادت و بندگی کا حق ادا نہ کر سکے۔ اور یہی بات یہ ہے کہ تیری عبادت اور بندگی کا حق کوئی بھی ادا نہیں کر سکتا۔ بخدا اس روز جہنم سے ایسی خودک آواز (پتنگڑ) بکھے گی، جسے سن کر نبی و رسل بھی اپنے گھٹنوں پر رکوع کی حالت میں خد جا میں گئے۔ اور ہر نبی، ہر صدیق اور ہر شہید یہ دعا کرے گا اے پروردگار! میں تجھ سے صرف اپنی نجات کی بحیب مانگتا ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ اس روز اپنی اس اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام کو بھول جائیں گے، اور صرف یہ کہتے ہوئے اپنی بخشش درخواست کریں گے "پروردگار! میں تیرا خلیل (دوست) ابراہیم ہوں، مجھے بخش دے۔"

اس کے بعد حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اب کتاب کے نیچے اس روز کسی کے پاس ستر ہیوں کے برابر بھی نیک عمل ہوں گے، تب بھی اسے یہ امید نہ ہوگی کہ نجات پا جائے گا۔" یہ سن کر تمام حاضرین دھمازیں مارتے ہوئے لگے۔ آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے گزارش کی کچھ اللہ کے رحم و کرم کی باتیں بھی بتا دیجئے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے بیان فرمایا "دنیا میں تم سو تیرہ برس ہو گزری ہیں۔ اگر کسی انسان نے ان میں سے کسی ایک پر بھی نیک عملی اور خلوص سے عمل کیا ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرما کر اسے جنت میں داخل کر دے گا۔ بخدا، اگر تمہیں اللہ کی رحمت کا اندازہ ہو جائے، تم عبادت میں سستی برتتے لگو گے۔"

دوستو! اس ہولناک دن کی ہلاکتوں سے بچاؤ کے لیے نیک اعمال کرتے رہو اور اللہ کی نافرمانی و نسیانہ کی باتوں سے بچتے رہو، کیونکہ قیامت ایک دن ضرور قائم ہوگی۔ اگر آج ہم اس کے لیے تیار نہ کی تو ہمیں اپنی زندگی کے ضائع ہونے پر رنج و افسوس کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

جس کی موت آگئی، اس کے لیے قیامت شروع ہوگئی

۱۔ انسان تجھے جس دن موت آگئی، تیرے لیے اسی دن قیامت آجائے گی۔ حضرت معمر رضی اللہ عنہ اس شعبہ کہتے ہیں "تم لوگ قیامت قیامت کی رٹ لگائے رکھتے ہو، تمہیں معلوم ہونا چاہیے، ہر شخص کی موت پر اس کی قیامت بھی سامنے آ جاتی ہے۔" اسی طرح حضرت منقر بن قیس کی ایک روایت ہے۔ ایک مرتبہ وہ ایک جنازہ میں شریک تھے۔ میت کو دفن کیا جانے لگا۔ انھوں نے اس قبر کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا "اس (مردے) کی قیامت تو آج آگئی۔" یہ انھوں نے اس مات کو سامنے رکھتے ہوئے فرمایا کہ جب انسان فوت ہو جاتا ہے قیامت کی باتیں اس کے سامنے آنا شروع ہو جاتی ہیں۔ وہ فرشتے، دروغ و جنت سب کچھ دیکھ پتا ہے۔ اب کوئی نیک عمل وہ نہیں کر سکتا۔ گویا جو کچھ عمل وہ زندگی میں کیا اس پر اس کی نجات و گرفت اور جنت یا دوزخ کا فیصلہ ہوگا۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ، جن نیک اعمال کرتے ہوئے موت آئے۔

خوش نصیبیاں تین ہیں، جسے حاصل

ہو جائیں، وہ خوش نصیب ہے

حضرت ابو بکر و سنی فرماتے ہیں خوش نصیبیاں تین ہیں، جسے یہ حاصل ہوں، وہ خوش نصیب ہے۔ (۱) وہ زندگی جو اللہ کی اطاعت اور فرماں برداری میں گزرے۔ (۲) موت آئے تو کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" زباں پر ہو۔ (۳) تیسری اور سب سے بڑی خوش نصیبی یہ ہے کہ قیامت کے دن جب قبر سے اٹھے، اسے فرشتے کی زبانی جنت کی خوشخبری مل جائے۔

قیامت کے روز نیک لوگوں کی عزت اور

برے لوگوں کی ذلت و رسوائی

حضرت شیخ ابن معاذ رازی نے ایک روز اپنی مجلس میں یہ آیت تلاوت فرمائی۔
يَوْمَ نَخْشِرُ الْمُغْتَفِينَ إِلَى الرِّحْلِ وَلَئِنْ لَمْ تَسْأَلِ الْمُتَجَرِّمِينَ إِلَى
جَهَنَّمَ رِزْقًا

(مریم ۸۵، ۸۶)

ترجمہ جس روز ہم متقیوں کو جس کی طرف مہمیں بنا کر جمع کریں گے اور مجرموں کو دوزخ کی طرف بچا سا نکلیں گے۔

اور اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا لوگو! صبر کرو، کل قیامت کے دن تمہیں حشر کے میدان میں ٹویوں اور جنہوں کی صورت میں لا کر جمع کیا جائے گا، اور اللہ کے سامنے ایک ایک کر کے پیش کیا جائے گا، اور تمہارے ہر قول و فعل کا تم سے حساب لیا جائے گا، اور اس کی بنیاد پر تمہارے واسطے جنت یا دوزخ کا فیصلہ ہوگا۔ یہ اس روز (قیامت کے دن) ہوگا، جس دن زمین کی سطح برابر کر دی جائے گی اور تمہارا پروردگار اس شان سے آئے گا کہ فرشتے اس کے استقبالیوں کے لیے قطار بنائے کھڑے ہوں گے۔

دوستو! اس خوفناک دن کے بارے میں سوچو، جو پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ یہ سخت مشکلات کا دن ہوگا۔ سب لوگ اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ اس روز ہر شخص سے اس کی زندگی اور اس میں کئے عملوں کا حساب لیا جائے گا۔

حضرت مقاتل ابن یمن کہتے ہیں، لوگ قیامت کے دن کی شدید گرمی میں سو سال تک اس حال میں کھڑے رہیں گے کہ ان کا پسینہ بہہ کر ان کے منہ تک پہنچ جائے گا اور یہ معبود ہوگا جیسے ان کے منہ میں کسی نے کام ڈال دی ہے۔ پھر سو سال تک اندھیرے میں کھڑے ہوں اور پریشان ہوتے رہیں گے۔ پھر ایک سو سال تک اپنے رب کے سامنے ایک دوسرے سے جھگڑتے اور الجھتے رہیں گے۔ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا، مگر مومن و متقی لوگوں پر وہ اس طرح گزر جائے گا، جیسے صرف ایک گھنٹے کا وقت گزرتا ہے۔ پس بے ہوشندہ (غفلت) انسان دنیا کے مصائب و مشکلات کی گھڑیوں پر صبر کر، تاکہ قیامت کے دن کی مشکلیں تیرے لیے آسان ہو جائیں۔

دوزخ

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخ کی آگ کو ایک ہزار سال تک دہکایا جاتا رہا، حتیٰ کہ وہ سرخ ہو گئی۔ اس کے بعد ہزار سال تک دہکایا جاتا رہا تو وہ سفید ہو گئی۔ پھر ہزار سال تک دہکایا گیا تو سیاہ ہو گئی اور اب وہ اندھیری رات کی طرح تاریک ہے۔ حضرت یرید بن مرجم کے متعلق مشہور ہے کہ وہ ہمیشہ روتے رہتے اور ان کے آنسو کبھی نہ تھمتے تھے۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ یہ ہے کہ آپ ہمیشہ روتے رہتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا اگر اللہ مجھ سے یہ کہتا "تو نے گرونی گناہ کی، تجھے ہمیشہ کے لیے ایک حمام (بند کونھڑی) میں قید کر دیا جائے گا۔" تب بھی وہ حق بجانب تھا، ورنہ میرے آنسو نہ رکتے۔ اب جبکہ گنہگار نے مجھے جہنم کی آگ میں جھونک دینے کی دھمکی دے رکھی ہے، جسے تم ہزار سال تک دہکایا جاتا رہا ہے، تو میں کیوں نہ روتا ہوں؟

جہنم کے خوفناک سانپ اور بچھو

حضرت مجاہدؓ کہتے ہیں جہنم کے اندر اتنے بڑے بڑے سانپ ہوں گے، جیسے اونٹ کی گردن ہوتی ہے۔ اور بچھو اتنے بڑے بڑے ہوں گے، جتنے بڑا سیاہ فخر ہوتا ہے۔ جہنمی لوگ جب جہنم سے بھاگنے کی کوشش کریں گے، یہ سانپ اور بچھو انھیں پکڑیں گے اور سر سے پاؤں تک ان کی کھال اتار ڈالیں گے۔

حضرت عبداللہ ابن جبر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جہنم کے اندر اونٹ کی طرح لمبی لمبی گردنوں والے بچھو ہوں گے۔ وہ جسے ایک دفعہ ڈس لیں گے، اسے چالیس سال تک اس زہری کی تکلیف محسوس ہوتی رہے گی۔"

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: دنیا کی آگ کی گرمی جہنم کی آگ سے ستر درجے کم ہے۔ جہنم کی آگ کی ایک چنگاری کو دو مرتبہ سمندر کے پانی میں بھجا کر بھی تم اسے اپنے استعمال میں نہیں لا سکتے (یعنی دو پھر بھی اتنی گرم ہوگی کہ انسان اسے برداشت نہیں کر سکتا)۔ حضرت مجاہدؓ کہتے ہیں "تمہاری دنیا کی آگ جہنم کی آگ سے پناہ مانگتی ہے۔"

دوزخ کا سب سے کم درجہ کا عذاب

نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جہنمیوں میں سے جس کو سب سے کم عذاب دیا جائے گا، وہ آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے، جس کی گرمی سے اس کا دماغ اس طرح کھوے گا، جیسے چوبیسے پر رکھی ہوئی ہندیا (پٹیلی) کھتی ہے۔ گرمی کی شدت سے اس کی داڑھیں چنگاری بن جائیں گی، اور کان تپنے لگیں گے۔ اور اس کی پٹکوں سے آگ کے شعلے نکلیں گے اور پیٹ کی نغریاں اس کے دونوں قدموں کے درمیان سے نکل کر نیچے گر جائیں گی۔ یہ سب سے کم تر درجہ کا عذاب ہے جو ایک جہنمی کو ہوگا۔"

دوزخیوں کی چیخ و پکار حضرت عبداللہ ابن عمرؓ و ابن عباسؓ کہتے ہیں سب سے زیادہ گھبرا کر دوزخ کے داروغہ کو پکاریں گے۔ وہ چالیس سال تک ان کی طرف توجہ ہی نہ دے گا۔ چالیس سال بعد صرف اتنی بات کہہ کر خاموش ہو جائے گا "تمہیں یہیں رہنا ہے۔" پھر وہ بدلتی کو پکاریں گے، اور کہیں گے۔

رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ (المومنون، ۱۰۷)
ترجمہ: پروردگار! ہمیں اس (جہنم) سے نکال۔ اگر ہم دوبارہ ایسے گناہ کریں تو ہم واقعی مجرم ہیں۔

اللہ تعالیٰ اتنے عرصہ تک اس کی طرف توجہ نہیں فرمائے گا، جتنے ہماری اس دنیا کا دو مرتبہ پیدا ہونے اور ختم ہونے کا عرصہ بنتا ہے۔ اتنے عرصہ کے بعد اللہ کی طرف سے ان کو یہ جواب ملے گا۔

اُخْسُوا لَهَا وَلَا تَنْكَمُونَ. (المومنون، ۱۰۸)

ترجمہ: اسیو اس میں پڑے رہو اور مجھ سے کوئی بات نہ کرو۔

(راوی) کہتے ہیں اس کے بعد وہ جہنمی خاموش ہو جائیں گے، صرف اس طرح کا شرجم سے سنائی دیتا رہے گا، جیسے گدھے کی آواز ہوتی ہے کہ پہلے بلند (تیر) ہوتی ہے اور آخر میں دھیمی پڑ جاتی ہے۔

حضرت قتادہؓ کہتے ہیں "لوگو! کیا تمہارے پاس اس مصیبت (جہنم) کا کوئی علاج ہے؟ اس پر برداشت کر سکتے ہو؟ بہتر ہے کہ اللہ کی اطاعت کرو، یہی آسان ہے۔"

کہا جاتا ہے کہ دوزخ واسے ہزار سال تک جیج و پکار کرتے رہیں گے، مگر ان کی آواز سننے والا کوئی نہ ہوگا۔ آخر خود ہی ایک دوسرے سے کہیں گے ہم دنیا میں صبر کیا کرتے تھے؟ مشکل آسان ہو جاتی تھی۔ پھر وہ یہ کہتے ہوئے۔

سواء علينا اجر غنائم صبرنا مال من فحيتي (سورہ بواہیم ۲۱)

برابر ہے ہم روئیں، جوئیں یا صبر کریں۔ ہمارا چھکارہ نہیں ہو سکتا۔

ایک ہزار سال تک خاموش رہیں گے۔ مگر جب گرمی کی شدت اور پیاس زیادہ ستاے گی تو پھر ہزار سال تک بند سے بارش کرنے کی دعا کریں گے۔ اب اللہ تعالیٰ جبرائیل سے پوچھے گا یہ کیا چاہتے ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام جواب دیں گے ”تو ان کی حالت مجھ سے بہتر چاہتا ہے۔ یہ بارش مانگ رہے ہیں۔“ اس کے بعد ایک سرخ بادل ان پر چھا جائے گا۔ وہ سمجھیں گے، اب پانی برسے گا۔ لیکن دل سے اتنے بڑے بڑے پھوٹیں گے، جتنا بڑا خچر ہوتا ہے۔ وہ انھیں ڈنک داریں گے تو ہزار سال تک اس کی تکلیف کم نہ ہوگی۔ پھر وہ اللہ سے بارش کی دعا کریں گے تو کانا بادل ان پر چھا جائے گا۔ وہ سمجھیں گے، اس میں سے ضرور بارش ہوگی۔ لیکن بادل سے اونٹ کی گردن کی طرح لمبے لمبے سانپ برسنے لگیں گے۔ وہ جنینوں کو ڈسیں گے، اور ان کے ڈسنے سے جو تکلیف ہوگی، وہ ہزار سال سے پہلے ختم نہ ہوگی۔ یہی مطلب ہے قرآن کریم کی اس آیت کا۔

ذُنَا هُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ (النحل ۸۸)

ہم ان کے فساد اور سرکشی کے مطابق ان کا عذاب بڑھاتے جائیں گے۔

لہذا جو لوگ چاہتے ہیں کہ جہنم کے عذاب سے محفوظ رہیں اور اللہ کی بخشش اور عنایت انھیں نصیب ہو، انھیں چاہیے، اللہ کی فرماں برداری کریں، دنیا کی مشکلات اور پریشانیوں پر صبر کریں، امن ہوں سے بچتے رہیں، دیا ہونے والی چیز کا خیال رکھیں، جائز طریقہ سے کمائیں، ناجائز طریقوں سے دور رہیں۔ یہاں کی مشکلات اور پریشانیاں برداشت کرنے کا اثر (پھل) جنت ہے۔ اور شہوات و مرغوبات کی طلب میں ناجائز طریقے اختیار کرنے کا نتیجہ جہنم ہے۔

ذیل کے چند اشعار (کاتر جملہ) ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) بلا حاپے کے آثار جب انسان کے چہرے سے ظاہر ہونے لگتے ہیں، وہ بچپن اور

جوانی کی ہے۔ اعتدایوں کو چھوڑنے لگتا ہے۔

(۲) میں دیکھتا ہوں، بعض لوگ اس وقت بھی عیش و عشرت میں مصروف رہتے ہیں، جب کہ ان کے جسم کا حسن ختم ہو چکا ہوتا ہے، جسم کی رگیں ور پٹھے کمزور پڑ جاتے ہیں، مگر زبان سے یہ کہتے نظر آتے ہیں ”میں رہنے دو ابھی“ سرخ و مینا سرے آگے

(۳) برے دوست سے دور رہنے کی کوشش کر اور جتنی جلدی ہو سکے، اس سے اپنا تعلق ختم کر۔

(۴) نیک اور پر خلوص آدمی کو دوست بنا، اس سے تجھے سچی محبت ملے گی۔

(۵) شریف اور با عزت لوگوں کے پڑوس میں رہ۔ اس سے تیری عزت میں اضافہ ہوگا۔

(۶) بد حصص آدمی پر احسان کرنا، تجھے لوگوں کو احسان سے محروم کرنا ہے۔ شیخ سعدی شیرازی بھی یہی کہتے ہیں۔

نگوئی با بدایاں کردن چنان است

کہ بد کردن بہ جائے نیک مردایاں

(۷) اللہ کی جنت بہت وسیع ہے۔ یعنی اتنی بڑی جتنی زمین اور آسمان کی وسعت ہے۔ مگر اس تک پہنچنے کے لیے مشکلات برداشت کرنا پڑتی ہیں۔

جنت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا جاؤ جنت کا معائنہ کر کے آؤ، اس میں اللہ جنت کی مہمانداری اور عیش و آرام کے لیے کیا کیا تیاریاں کی گئی ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام جنت کو، کچھ کر آتے ہیں اور عرض کرتے ہیں تیری عزت و جلال کی قسم، جو بھی اس کے بارے میں سنے گا، وہ ضرور اس میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا۔ اللہ کے حکم سے جنت کے گرد (چاروں طرف) مشکلات اور پریشانیوں کی بازھلکا کر اسے عام نگاہوں سے چھپا دیا جاتا ہے، اور پھر جبرائیل کو حکم دیا جاتا ہے: جاؤ دوبارہ دیکھ کر آؤ۔ جبرائیل دوبارہ جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ جنت کے چاروں طرف مشکلات اور مصیبتوں کے پہاڑ کھڑے ہوئے ہیں۔ واپس آ کر عرض کرتے ہیں میرا خیال ہے، اب کوئی مشکل پسند ہی اس کی طرف آئے کی کوشش کرے گا۔

دوزخ اس کے بعد حضرت جبرائیل کو حکم دیا جاتا ہے جاؤ! جسم کو دیکھ کر آؤ، اس میں جہیموں کی سز کے واسطے یہ کچھ سامان رکھا گیا ہے۔ جبرائیل واپس آ کر عرض کرتے ہیں تیری عزت و شان کی قسم! جو شخص بھی اس کے مارے میں سے گا، وہ کبھی اس کی طرف جانے کا خیال بھی دل میں نہ مارے گا۔ اس کے بعد اللہ کے حکم سے دوزخ کے ۱۱ میں مائیں اور آگ کے پیچھے ایسی چیزیں پھین دی جاتی ہیں، جن کی طرف ہر آدمی پلانی نظروں سے دیکھتا ہے، اور ایک خدا شناس انسان ہر چیز سے بے پروا ہو کر ان کی طرف بڑھتا اور اس سے لطف اندوز ہونے کی کوشش کرتا ہے، اور کہتا ہے۔

ع بارہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

ان تمام نظامات کے بعد جبرائیل کو حکم ہوتا ہے "جاؤ! اب دوبارہ جہنم کو دیکھ کر آؤ۔" جبرائیل علیہ السلام بارہ گئے اور دوزخ کے چاروں طرف عیش و عشرت کا یہ سامان دیکھا تو واپس آ کر عرض کیا "اے اللہ تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم! اب تو ہر شخص اس میں گھسنے کی کوشش کرے گا۔"

یہ کریم علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے "جہنم کی جس سزا کے متعلق بھی تم سوچو گے، دوسری اس سے بڑھ کر ہوگی۔"

حضرت یحییٰ ابن مہران روایت کرتے ہیں جب یہ آیت۔

وَأَن جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ (الحجر ۴۳) "اور جہنم ان سب کی قرار گاہ (عدہ کے مطابق مرنے کی جگہ) ہے۔" نازل ہوئی تو حضرت سلمان فارسی (وقتی طور پر) اپنے ہوش و حواس پر قابو نہ رکھ سکے اور سر پر ہاتھ رکھ کر جنگل کی طرف نکل گئے۔ تین دن کی کوششوں کے بعد مشکل سے انھیں واپس لایا جاسکا۔

جہنم کے درجات: حضرت انس علیہ السلام بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنے معمول کے خلاف ایسے وقت حضور ﷺ کے پاس آئے، جو ان کے آنے کا وقت نہ تھا، ان کے چہرے سے پریشانی جھلک رہی تھی۔ آپ ﷺ نے ان کی یہ حالت دیکھ کر اس طرح بے وقت آنے کی وجہ دریافت فرمائی۔ انھوں نے جواب میں بتایا "میں اس وقت اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کو مطلع کر دوں کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ کو دہکانے کا

حکم صادر فرمایا ہے، اور ہر شخص کو معلوم ہونا چاہیے کہ جہنم اور جہیم کی آگ ایک حقیقت ہے اور تہ کا مذہب بھی حقیقت ہے اور اللہ کا عذاب بہت بڑا عذاب ہے، کوئی اس سے نابل و بے پروا نہ رہے۔

یہ کریم علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا جہنم کے بارے میں کچھ تفصیل تو بتاؤ، دو اس طرح کی ہے۔

پہلے میں عرض کیا "ہاں (سنیے) اللہ نے جب جہنم کو پیدا کیا، اس کی آگ کو ایک ہزار سال تک دکھایا جاتا رہا، یہاں تک کہ اس کا رنگ سرخ ہو گیا۔ اس کے بعد پھر ایک ہزار سال تک دکھایا گیا تو اس کا رنگ سفید ہو گیا۔ پھر تیسری مرتبہ ایک ہزار سال تک دکھایا گیا تو اس کا رنگ سیاہ (کا) ہو گیا۔ اب اس کا وہی سیاہ رنگ ہے۔ اس کے شعلے کبھی جھمکنے پڑتے، نہ اس کے ٹکڑے بجھتے ہیں۔ اس خدا کے واحد کی قسم، جس نے آپ کو حق کا علم برابری بنا کر بھیجا ہے، اگر جہیموں کے لباس کا کوئی ایک کپڑا آسمان و زمین کے درمیان دکھایا جائے تو اس کی بدبو اور تیز گرمی کی وجہ سے زمین پر کوئی چاند اور مدہ نہ بچے گا۔ اور قسم سے اس خدا کے واحد کی، جس نے آپ کو سچی نبی بنا کر بھیجا ہے، اگر جہنم کی اس زنجیر کا (جس کا ذکر اللہ نے اپنی کتاب قرآن میں کیا ہے) ایک فنٹ کا ٹکڑا پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو پہاڑ اس کی گرمی سے پھسل جائے گا اور زنجیر کا وہ ٹکڑا پہاڑ اور پھر زمین کو پھٹا رہا ہوا ساتویں زمین تک پہنچ جائے گا۔

اور قسم اس خدا کے واحد و شریک کی، جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے، اگر کسی جسمی کو مغرب میں عذاب دیا جائے تو اس کی پیش سے مشرق والے مرجائیں گے۔ اس میں سخت گرمی ہے۔ اس کے گڑھے بہت گہرے ہیں۔ اس میں رہنے والوں کا زیور موت کی بیڑیاں (زنجیریں)۔ پینے کے لیے گرم کھولتے ہو پانی اور انسانی جسم سے بہنے والا خون اور پیپ سے ملا ہوا مواد ہے۔ اور وہاں کے لوگوں کا لباس آگ کے ٹکڑے ہیں۔ اور جیسا کہ قرآن کریم میں بتایا گیا ہے، اس کے سات دروازے (درجے) ہیں۔

جہنم کے سات دروازے ہیں

لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِّكُلِّ بَابٍ فِيهَا فِئَةٌ مِّنْهُمْ فَخُذُوا حُزْنَ مَّقْشُورًا (الحجر ۴۴)

ترجمہ اس کے سات دروازے (درجے) ہیں۔ (ان انسانوں میں سے) ہر

دروازے (درجے) کا حصہ مقرر کر دیا گیا ہے۔

آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: "کیا اس کے دروازے ایسے ہی ہیں جیسے ہمارے گھروں کے دروازے ہوتے ہیں؟" جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا: "نہیں، وہ نیچے اوپر تہہ جانوں کی طرح ہیں (برابر برابر نہیں)۔ سب درجوں کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ ہر دروازے کا ہر ستر سال کے سفر کے برابر ہے، اور ہر درجہ اپنے اوپر والے درجے سے ستر گنا زیادہ گرم ہے۔ کافروں کو چاروں درجوں کی طرف ہانک کر لایا جائے گا۔ جب وہ جہنم کے دروازے پر پہنچیں گے، جہنم کے دربان جتنی ہوئی ہو، کی زنجیریں اور طوق لے کر ان کے سامنے آ جائیں گے۔ بعض لوگوں کے منہ کے راستے پیٹ میں زنجیر ڈال جائے گی۔ جس کے منہ میں زنجیر ڈالی جائے گی، وہ اس کے پیروں کے راستے سے نیچے نکل جائے گی۔ اس کا پایاں ہاتھ گردوں میں لپیٹ دیا جائے گا اور دایاں ہاتھ سینے میں دھنسا کر دس تک پہنچا دیا جائے گا اور دونوں کندھوں کو (زنجیروں سے) جکڑ دیا جائے گا۔ ہر انسان کے ساتھ اس کی ساتھی شیطان بھی بندھا ہوا ہوگا۔ انھیں منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ جبکہ فرشتے ان کی کمرے لوہے کے گرز پر سارے ہوں گے۔

كُلُّمَا ارْذُوْا اِنْ يُّخَوِّجُوْا مِنْهُمْ مِنْ عَمَلٍ اَعْبَدُوْا لَهَا (لحج ۲۲)

وہ جب اس (عذاب) سے گھبرا کر وہاں سے نکلتا چاہیں گے تو پھر وہیں اسی میں دھکیل دیے جائیں گے۔

نبی کریم ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا: یہ بتاؤ اس دروازے (درجے) میں کون لوگ ہوں گے؟ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: سب سے نیچے والے درجے میں منافق، اور جن لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت پر ایمان لے کر اترنے والے دسترخوان پر ناشکر کی کتھی۔ ان کے ساتھ ہی فرعون اور اس کی قوم ہوگی۔ اس درجے کا نام "ہاویۃ" ہے۔ اس سے اوپر والے درجے میں مشرک لوگ ہوں گے، اس کا نام "عجیم" ہے۔ اس سے اوپر والے درجے میں مذہب کو نہ ماننے والے اور اللہ کے منکر ہوں گے، اس کا نام "مقور" ہے۔ اس سے اوپر والے درجے میں ایبیس (شیطانوں کا سردار)، اس کے پیروکار اور آتش پرست (مجوسی)، اس کا نام "لظی" ہے۔ اس سے اوپر والے درجے میں یہودی، اس کا نام "خطیہ" ہے۔ اس سے اوپر والے درجے میں نصرانی (مسیحی)، اس کا نام "معیر" ہے۔ اس کا نام "معیر" ہے۔

جبرائیل علیہ السلام خاموش ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل سے فرمایا: کیا سب سے اوپر والے درجے کے بارے میں نہیں بتاؤ گے، اس میں کون ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا: اس میں آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں، جنہوں نے بڑے بڑے (کبیرہ اعمال) کئے اور مرتے دم تک توبہ نہ کی۔

یہ سن کر آپ ﷺ بے ہوش ہو کر گر گئے۔ جبرائیل علیہ السلام نے آپ کا سر اپنی گود میں رکھ لیا۔ جب تھوڑی دیر کے بعد آپ کو ہوش آیا، آپ نے فرمایا: جبرائیل! میرے لیے توبہ بڑی پریشانی کی خبر ہے، اس نے تو مجھے بہت غمناک اور فکر مند کر دیا ہے۔ کیا واقعی میری امت کے لوگ بھی ایسے گناہ کریں گے، جن کی وجہ سے وہ جہنم میں چائیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا: ہاں! آپ کی امت میں بھی ایسے بڑے بڑے گناہ کرنے والے موجود ہوں گے۔ یہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ روئے اور جبرائیل بھی رونے لگے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ چپے حجرے میں چلے گئے، اور وہاں سے منہ چھوڑ دیا۔ صرف نماز کے اوقات میں حجرے سے نکلے، نماز پڑھا کر اور کسی سے کوئی بات کئے بغیر واپس حجرے میں چلے جاتے۔ نماز میں بھی آپ روتے اور اللہ کے سامنے گریہ و زاری کرتے رہتے۔

جب تین دن کی طرح گزر گئے، حضرت ابو بکر علیہ السلام سے ملاقات کے لیے آئے اور دروازے پر آ کر کہا: اے رحمت و برکت والے ہر کے رہنے والا! سلام عرض کرو۔ کیا رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہو سکتی ہے؟ اندر سے کوئی جواب نہ ملا تو وہ سر جھکائے ایک طرف بیٹھ کر رانے لگے۔ پھر حضرت عمر فاروقؓ آئے۔ انھوں نے اسی طرح سلام کیا اور ملاقات کی اجازت طلب کی۔ انھیں بھی کوئی جواب نہ ملا تو وہ بھی سر جھکائے ایک طرف بیٹھ کر رونے لگے۔ اس کے بعد حضرت سلمان فارسیؓ آئے۔ انھوں نے بھی اسی طرح سلام کیا اور ملاقات کی اجازت مانگی، مگر کوئی جواب نہ ملا۔ وہ روتے ہوئے کھلی کھڑے ہوتے، کبھی بیٹھ جاتے۔ آخر، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ان کے گھر سے اپنے ساتھ لے کر آئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے آپ ﷺ نے دروازہ کھلوادیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب آپ ﷺ کی حالت دیکھی، انھیں بھی رونا آ گیا۔ آخر انھوں نے خود پر قابو پاتے ہوئے آپ ﷺ سے پوچھا: آپ پر اللہ کی طرف سے کیا کوئی اہم حکم نازل ہوا ہے؟

فرمایا: میرے پاس جبرائیل آئے تھے اور مجھے جہنم کا تفصیلی حال بتا کر گئے ہیں، اور یہ

اللہ تعالیٰ اس سے پوچھتے گا انھوں نے کچھ اور بھی تم سے کہا ہے؟
جبرائیل کہیں گے انھوں نے کہا ہے حضرت محمد ﷺ ہمارا سلام کہتا اور انھیں ہماری
حالت بتا دیتا۔

اللہ حکم دے گا جاؤ جو کچھ کہا ہے وہ ان تک پہنچا دو۔

جبرائیل حضور ﷺ کے پاس آئیں گے۔ آپ جنت کی ایک خیمہ نما عمارت میں مقیم
ہوں گے، جو سفید موتیوں سے تعمیر ہوئی ہوگی۔ اس عمارت کے چار ہزار دروازے ہوں گے
اور ہر دروازے کے کواڑ سونے کے ہوں گے۔ جبرائیل حضور ﷺ سے عرض کریں گے آپ
کی امت کے شاہکار لوگوں سے مل کر آ رہا ہوں۔ انھوں نے آپ کو سلام کہا ہے اور کہا ہے
کہ میں آپ کو ان کی پریشان حال سے آگاہ کر دوں۔

حضور نبی کریم ﷺ اسی وقت آ کر اللہ کے عرش کے سامنے سجدے میں گر جائیں گے اور
اللہ کی حمد و ثنا اس انداز سے کریں گے جس انداز سے آج تک کسی نے شانہ کی ہوگی۔

اللہ آپ سے کہے گا سر اٹھا لو۔ جو مانگو گے دیا جائے گا۔ جس کی سفارش کرو گے منظور کی
جائے گی۔ آپ عرض کریں گے پروردگار! میری امت کے کچھ گناہگاروں کے واسطے تیرے
حکم ہوا تھا کہ انھیں جہنم میں ڈال کر عذاب دیا جائے۔ تیرے اس حکم کی تعمیل ہو چکی ہے۔
انھوں نے سزا بھگت لی ہے۔ میں ان کی ربائی کے لیے سفارش کرنے آیا ہوں۔ حکم ہو تو میں
سفارش کر دوں؟ اللہ کہے گا ہم نے تمہاری سفارش منظور کی۔ جاؤ! ہر اس شخص کو جہنم سے نکال
کر لے آؤ، جس نے "الذین" کہا ہو۔

حضور ﷺ دوزخ کے دروازے کے پاس تشریف لے جائیں گے۔ وہ آپ کو دیکھ کر
احتراماً کھڑا ہو جائے گا۔ آپ اس سے دریافت کریں گے میری امت کے ان بد نصیبوں کا
کیا حال ہے؟ وہ بتائے گا برا حال ہے اور سب ایک جگہ میں قید ہیں۔ آپ اسے حکم
دیں گے ان کے درجے کا دروازہ کھول دو اور پردے ہٹا دو۔ عذاب میں گرفتار لوگ آپ کو
دیکھ کر چیختے ہوئے کہیں گے حضور! آگ کے ہمارے جسم حلا دیئے اور ہمارے بچے بچے
دینے دیئے ہیں۔ آپ ﷺ سب کو ہاں سے نکالیں گے۔ ان کے جسم جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں
گے۔ آپ ان کو جنت کے دروازے کے سامنے پہنچا دیں۔ ان کی اس نہر پر لے جائیں گے، جس کا
نام "نہر" (آب حیات کی نہر) ہے۔ ان لوگوں کو اس میں نہلایا جائے گا، اور جب نہا کر

سے نکلیں گے تو بہت ہی حسین اور خوبصورت نوجوان ہوں گے، جن کی آنکھیں سرخیں
ہوں گی اور چہرے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ ان کی پیشانیوں (ماتھے) پر لکھا ہوگا، "اللہ
سے حکم پر جہنم سے رہائی پانے والے"۔ اور پھر یہ لوگ جنت میں چلے جائیں گے۔

دوسرے جہنمی ان کو اس طرح جنت میں جاتے ہوئے دیکھ کر کہیں گے کاش ہم بھی
مسلمان ہوتے، اور ان کی طرح ہم بھی اس عذاب (جہنم) سے چھوٹ جاتے۔ یہی مطلب
ہے قرآن کریم کی اس آیت کا۔

وَمَا يُوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ (الحجرات ۲)

ایک وقت آئے گا جب وہ لوگ جو کفر کرتے رہے، حسرت سے کہیں گے
کاش! وہ بھی مسلمان ہوتے۔

حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (قیامت کے فیصلے کے بعد) موت کو
ایک سیاہ سفید (خاکستری) رنگ کے مینڈھے کی شکل میں لا کر جنتیوں اور دوزخیوں کو دکھایا
جائے گا، اور ان سے کہا جائے گا دیکھو یہ موت ہے، اچھی طرح پہچان لو۔ اس کے بعد اسے
جنت اور دوزخ کے درمیانی میدان میں ذبح کر دیا جائے گا، اور دھواں کر دیا جائے گا جنتیوں!
اب تم ہمیشہ اسی بیش و آرام میں رہو گے اور تمہیں کبھی موت نہ آئے گی۔

اور اے جہنمیو! اب تم ہمیشہ اسی طرح جہنم کی آگ میں جتے رہو گے، موت کی تم بھی
کر دو گے تو موت نہیں آئے گی۔

وہی وقت ہے، جس کو قرآن کریم میں اس آیت میں بیان کیا گیا ہے۔

وَأَنذَرُكُمْ يَوْمَ الْحُسْرَىٰ إِذْ فَصَّي الْأُمُورَ (مریم ۲۹)

آپ اس (کافروں، منافقوں) کو اس دن سے ڈرائیں جب آخری فیصلہ کر
دیا جائے گا اور یہ لوگ حسرت اور افسوس کرتے رہ جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "کوئی شخص نعمت پا کر مغرور نہ ہو، ایک تیز نگاہ اسے
یکور ہی ہے، یعنی جہنم، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

نُكَلِّمُهُمْ صَبْرًا (ہی اسرائیل ۷۷)

ترجمہ جب بھی اس کے شعلے غنڈے پڑے، ہم نے انھیں زیادہ بھڑکا دیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں اللہ کی قسم! جس نے محمد ﷺ پر قرآن نازل کیا، اہل جنت کے حسن و جمال میں روز بروز اس طرح اضافہ ہوتا رہے گا، جس طرح دنیا کی زندگی میں انسان پر بڑھاپا چھتا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا دیدار: حضرت صہیبؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب جنتی جنت میں اور دورخی دورخ میں پہنچ جائیں گے، ایک احساں کیا جائے گا اسے جنت والو! اللہ نے تم سے ایک وعدہ کیا تھا، اب وہ وعدہ پورا کیا جائے گا۔ اہل جنت پوچھیں گے کیا؟ کونسا وعدہ؟ کیا ہمارے اعمال کا پلڑا جمع نہیں کیا تھا؟ ہمیں خوش نہیں کر دیا گیا تھا؟ کیا ہمیں جنت میں داخل نہیں دے دیا گیا، اور کیا تنہا گاروں کو (سرا دے کر) جہنم سے نکال کر نہیں لایا گیا؟ (اہل جنت یہی سوچ رہے ہوں گے کہ) روئے انور سے پر وہ اٹھے گا اور اہل جنت مسرت آمیز حیرت سے اس کی طرف نکتے رہ جائیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم، جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے، اس وقت اہل جنت کے لیے اس (دیدار) سے بڑھ کر کوئی چیز پسندیدہ اور محبوب نہ ہوگی۔“

جلوہ خداوندی: حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت جبرائیلؑ ایک صاف شفاف آئینہ (شیشہ) لے کر آئے اور حضور ﷺ کو پیش کیا۔ اس آئینہ کے درمیان ایک سیاہ نشان تھا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا اس آئینہ کے بارے میں اور اس کے درمیان جو سیاہ نشان ہے، اس کے متعلق کچھ بتائیں۔ جبرائیلؑ نے بتایا کہ یہ آئینہ جمعہ کا دن اور اس کے درمیان سیاہ نشان دعا کے قبول ہونے کی گھڑی ہے۔ یہ بخشش و برکت پہلی کسی امت کو نصیب نہیں ہوئی۔ یہ فضیلت آپ کو اور آپ کے طفیل آپ کی امت کو عطا ہوئی ہے۔ جمعہ کے روز اس گھڑی میں موسم جو بھی دعا کرے گا وہ قبول ہوگی۔ اور یہی ”یَوْمُ الْمُرِيدِ“ (زیادہ بخششوں اور عنایتوں کا دن) بھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یَوْمُ الْمُرِيدِ“ کی پوری تفصیل بتائیں۔

جبرائیلؑ نے عرض کیا جنت لہر دوس میں ایک وسیع میدان ہے، جس میں ایک مشک (کستوری) کا ٹیلہ (ڈھیر) ہے۔ جمعہ کے دن اس میدان میں نور سے بنی ہوئی کرسیاں لگادی جائیں گی، جن پر انبیاء کرام علیہم السلام تشریف فرما ہوں گے۔ ان کے پیچھے سونے سے بنی

کرسیاں ہوں گی، جن میں یہ قوت اور زبرد جیسے قیمتی جواہرات جڑے ہوں گے۔ ان پر صدیق، حمید اور صالحین (نیک بندے) بیٹھیں گے۔ اور دوسرے جنتی لوگ اپنے اپنے کمروں سے نکل کر اس مشک کے ٹیلہ (ڈھیر) پر بیٹھ جائیں گے، اور سب مل کر اللہ کی حمد و ثنا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا ”ماگو مجھ سے جو مانگنا ہو۔“ وہ لوگ کہیں گے، ”ہمیں تیری رضا (خوشنودی) چاہیے۔“

اللہ فرمائے گا ”میں تم سے خوش ہوں، تمہیں اپنے گھر (جنت) میں ٹھہرایا ہے۔ اس کے علاوہ اور مزید تم پر عنایتیں اور مہربانیاں کروں گا۔“ پھر انھیں اپنی ایک جھلک (جلوہ) دکھائے گا۔ لوگ اللہ کے حسن کی ایک جھلک دیکھ کر اتنے خوش ہوں گے کہ یہ جمعہ کا دن ان کا محبوب ترین (سب سے زیادہ پسندیدہ) دن بن جائے گا، کیونکہ اس دن ان پر اللہ کی خاص عنایت اور بخشش ہوتی ہے۔

اللہ کا دیدار: ایک دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا ”میرے دوستوں کو کچھ کھاؤ۔“ ان کے سامنے جو کھانے آئیں گے اور یہ لوگ کھائیں گے تو ہر لقمہ کا مزہ پہلے قدم سے مختلف اور زیادہ بہتر ہوگا۔ کھانے کے بعد اللہ فرشتوں کو حکم دے گا ”انہیں کچھ پلاؤ۔“ تو پینے کے لیے جو مشروبات دیئے جائیں گے، ان کے ہر گھونٹ کا مزہ پہلے گھونٹ سے مختلف اور زیادہ عمدہ ہوگا۔ جب کھانے پینے سے یہ لوگ فارغ ہو جائیں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا ”میں تمہارا رب ہوں۔ میں نے تم سے کیا ہوا ہر وعدہ پورا کیا ہے۔ اب پوچھو، میں تمہیں دوں گا۔“ لوگ (دو یا تین مرتبہ) کہیں گے، ”ہم تیری رضا (خوشی) چاہتے ہیں۔“ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ”میں تم سے خوش ہوں اور میرے پاس تمہیں دینے کے لیے اور بھی بہت کچھ ہے۔“ اس کے بعد اللہ اپنا دیدار کرائے گا۔ لوگ سجدے میں گر جائیں گے۔ کچھ دیر بعد اللہ حکم دے گا ”اپنے سر اٹھا لو، یہ عبادت کا موقع نہیں ہے۔“ اللہ کے دیدار کی نعمت پا کر لوگ چھپی ہر نعمت کو بھول جائیں گے۔ یہ دیدار کی دوستی ان کے لیے سب سے بڑی اور پسندیدہ نعمت ہوگی۔

جب یہ لوگ وہاں سے روانہ ہوں گے تو عرش کے نیچے سے ہوا کا ایک طیف جھونکا آئے گا اور اس سفید مشک کے ڈھیر کو قف میں اڑا دے گا، جو ان کے سروں اور ان کی ساریوں

کے ہاتھ پر جم جائے گی۔ جب یہ لوگ اپنے اہل و عیال میں پہنچیں گے تو ان کے اہل خانہ ان سے کہیں گے: ”تم تو پہلے سے بھی زیادہ حسین اور خوبصورت دکھائی دے رہے ہو۔“

اہل جنت کی عمر اور ان کا قد: حضرت عکرمہ ؓ کہتے ہیں اہل جنت مرد ہوں خواہ عورت، ایسے ہوں گے جیسے تینتیس ۳۳ سال کے جوان مرد و عورت (دنیا میں) ہوتے ہیں، اور ان کے قد حضرت آدم ؑ کے قد کے مطابق ساٹھ ۶۰ فٹ کے ہوں گے۔ وہ ہمیشہ جوان اور خوبصورت رہیں گے۔ ان کے پاس لباس کے ستر ستر جوڑے ہوں گے۔ اور ہر جوڑے کا رنگ مختلف ہوگا، اور ہر جوڑا ایک گھٹنے میں ستر رنگ بدلے گا۔ میاں بیوی کے چہرے اتنے روشن ہوں گے کہ ایک دوسرے کے چہرے میں اپنا عکس (اپنی شکل) دیکھ لے گا۔ وہ جنت کی ہر نعمت کھائیں گے، مگر انھیں عام انسانی ضروریات پیش نہ آئیں گی، نہ اس کے منہ میں کسی طرح رطوبت یا تھوک پیدا ہوگا۔

حضرت زید ابن ارقم ؓ کہتے ہیں ایک یہودی نے نبی کریم ﷺ سے کہا آپ کہتے ہیں کہ جنتی لوگ کھائیں گے بھی اور پیئیں گے بھی، جبکہ کھانے پینے سے فضلہ (گندگی) بھی پیدا ہوتا ہے، اور جنت میں گندگی کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اسے جواب دیا ”ہاں میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں (جس کے قبضہ میں میری روح ہے) جنت میں ایک مرد کی قوت ہاضمہ اتنی زیادہ ہوگی کہ وہ سو آدمیوں کے برابر خوراک کھا کر اسے ہضم کر لے گا، اور مردی قوت بھی سو مردوں کے برابر ہوگی۔ مگر اسے عام بشری حاجات پیش نہیں آئیں گی، کیونکہ اس کی ضرورت اس طرح پوری ہو جائے گی کہ فضلہ پسینہ کی شکل میں جسم سے نکل جائے گا، اور وہ پسینہ بھی مشک (کستوری) کی طرح خوشبودار ہوگا۔“

حضرت معتب ابن نعمتی آیت ”طوبی لہم و حسن مآب“ (الدعہ ۲۹) (طوبی ان کے لیے ہے اور کتنی اچھی قرار گاہ ہے) کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں طوبی جنت میں ایک درخت ہے، جس کی شاخیں جنت کی ہر رہائش گاہ (مکان) پر سایہ کئے ہوئے ہیں اور شاخوں میں مختلف لذتیں رکھے والے پھل لگے ہیں۔ اس پر بڑے بڑے پرندے بیٹھے ہیں۔ جب بھی کسی جنتی کا دل پرندے کا گوشت کھانے کے لیے چاہتا ہے، وہ مطلوبہ پرندے کو، وہ

دیتا ہے اور پرندہ اس کے دسترخوان پر آ جاتا ہے۔ اس کی ایک طرف کے گوشت کا مزہ خنک (بھنے ہوئے) گوشت کی طرح ہوتا ہے اور دوسری طرف کے گوشت کا مزہ شوربے دار گوشت جیسا ہوتا ہے۔ جنتی آدمی اپنی طبیعت کے مطابق اس میں سے گوشت لے کر کھالے گا اور پرندہ دوبارہ اپنی اصل حالت میں آ کر اڑ جائے گا۔

جنت میں داخل ہونے والے: حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کا جو پہلا گروہ (جماعت) جنت میں داخل ہوگا، ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ ان کے بعد آنے والوں کے چہروں کی چمک آسمان پر سب سے زیادہ چمکدار ستارے کی طرح نہوگی۔ اسی طرح درجہ درجہ سب لوگ داخل ہوتے جائیں گے، اور اپنی اپنی منزل (قیام گاہ) پر پہنچ جائیں گے۔ انھیں نہ پیشاب کی حاجت ہوگی نہ کوئی دوسری ضرورت پیش آئے گی۔ نہ وہ تھوکیں گے نہ انھیں ناک صاف کرنی پڑے گی۔ ان کے استعمال کی کنگھیاں سونے، اور عطر دان موتیوں کے بنے ہوئے ہوں گے۔ ان کے جسم کا پسینہ مشک (کستوری) کی طرح خوشبودار ہوگا۔ ان سب کی عادات اور اخلاق ایک جیسے ہوں گے۔ ان کا قد اپنے باپ آدم ؑ کی طرح ساٹھ فٹ ہوگا۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اہل جنت خوبصورت نوجوانوں کی طرح ہوں گے۔ سوائے سر بھنودوں اور پلکوں کے ان کے جسم پر کبھی بال نہیں ہوں گے۔ یعنی نہ ان کی ٹھوڑی پر بال (دڑھی) ہوں گے نہ بظلوں میں۔ ان کا قد حضرت آدم ؑ کی طرح ساٹھ فٹ ہوگا۔ ان کی عمر حضرت عیسیٰ ؑ کی طرح تینتیس ۳۳ سال ہوگی۔ جسم کی رنگت سفید ہوگی اور لباس بیز ہوگا۔“

اس کے سامنے کھانے کے وقت دسترخوان بچھایا جائے گا تو ایک پرندہ آئے گا اور اس سے کہے گا اے اللہ کے ولی (محبوب بندے)؛ دیکھ! میں نے جنت کی نہر مسلسیل کا پانی حبابوں کی شکل میں نیچے ریاض الجنۃ (جنت کے ایک باغ کا نام) میں چھتا رہا ہوں۔ میں نے فلاں فلاں پھل کھائے ہیں۔ میری ایک طرف کے گوشت میں بھنے گوشت کا مزہ ہے اور دوسری طرف کے گوشت میں ہنڈیا میں بکے گوشت کا۔ وہ شخص اپنی خواہش کے مطابق

پندے کے جسم سے گوشت لے لے گا۔

اس دلی کے پاس لباس کے سو جوڑے ہوں گے۔ ہر جوڑے کا رنگ مختلف ہوگا۔ ہاتھ کی انگلیوں میں دس انگلیوں ہوں گی۔ ہر انگلی پر لکھا ہوگا۔

(۱) مَلَأَ عَلَيْهِمُ بَنَاتٍ صَبْرَتُمْ (الرعد ۲۷)

ترجمہ تم نے زندگی میں وہ شکر سے گزاری، اب یہاں سکون و آرام سے رہو۔

(۲) اَدْخَلُوهَا بِسَلَامٍ اَمْنٍ

ترجمہ اس (جنت) میں بے فکر ہو کر داخل ہو جاؤ۔

(۳) تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي اُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (عرف ۷۴)

ترجمہ اپنے اعمال کی جزا (بدلے) میں تم اس (جنت) کے مالک بنادینے گئے ہو۔

(۴) رَفَعْتُ عَنْكُمْ الْاَحْزَانِ وَالْهُمُومِ

ترجمہ تمہیں ہر طرح کے رنج و غم سے آزاد کر دیا گیا ہے۔

(۵) اَلْبَاسُ لَكُمْ الْخَلْيَ وَالْخَلْلُ

ترجمہ ہم نے تمہیں عمدہ لباس اور زیورات پہنا دیئے ہیں۔

(۶) وَ زُوجَاهُمْ الْحُورُ الْبَجِي عَيْنٍ (الدخان: ۵۳)

ہم نے ایک خوبصورت آنکھوں والی حور کو تمہارا ساتھی بنا دیا ہے۔

(۷) وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَوِي الْاَنْفُسُ وَ تَلَذُّ الْاَعْيُنُ وَ اَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

(هم سجده: ۳۱)

اس (جنت) میں ہر وہ چیز موجود ہے، جس کے لیے (یہاں) کے رہنے والوں

کا دل چاہے، اور جسے (ان کی) آنکھیں دیکھنا پسند کریں۔

(۸) وَ اَلْفَتْحُ السَّيِّئِ وَالصَّلَاتِ

ترجمہ تم نیوں اور صدیقیوں کے ساتھ رہو گے۔

(۹) صَرْنُكُمْ شَبَابًا وَ لَا تَهْرَمُونَ

ترجمہ تم جوان بن کر رہو، اب تم پر بڑھاپا نہیں آئے گا۔

(۱۰) مَكْنُكُمْ فَنِي حَوَارِ مِنْ لَا يُؤْذِي الْجَبَرِ

ترجمہ تم ایسے لوگوں کے پڑوس میں رہو گے، جو اپنے پڑوسی کو پریشان نہیں کرتے۔

جنت کے انعامات سے فیض یاب ہونے کے پانچ طریقے

لہذا جو شخص اللہ تعالیٰ کے ان انعامات سے فیض یاب ہونا چاہتا ہے، اسے چاہیے کہ ہر طرح کے ثناء سے پرہیز کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

(۱) وَ يَهِي النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ

(النازعات: ۴۰: ۴۱)

جس نے خود کو خواہشات سے بچائے رکھا، اس کی منزل جنت ہے۔

(۲) دنیا میں جتنا اپنی محنت اور جائز کوشش سے حاصل ہو جائے، اس پر مہر کرے اور

دوسروں کے مال و دولت پر حرص اور لالچ سے نظر نہ ڈالے۔ حدیث میں آیا ہے

”جنت کی قیمت دنیا (کے لالچ) سے پرہیز ہے۔“

(۳) اپنے دنیاوی معاملات میں جائز طریقے اختیار کرے اور اللہ کی عبادت کرتا رہے۔

ممکن ہے یہ چیزیں نجات اور حصول جنت کا ذریعہ بن جائیں، جیسا کہ قرآن کریم

میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي اُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (عرف ۷۴)

یہ جنت ہے، جس کے تم اپنے اعمال کے صلہ میں وارث (مالک) بنائے گئے ہو۔

جَوَارِمُ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (السجده ۱۷)

یہ بدلہ ہے ان کے عملوں کا۔

(۴) نیک لوگوں سے تعلق پیدا کرے۔ ان کی نصیحت آ میر باتیں سنے اور ان سے محبت کا

رویہ رکھے، کیونکہ قیامت کے دن ان کی بخشش ہوگی تو وہ اپنے دوست احباب کی

سفارش کریں گے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

اَكْثَرُ الْاَخْوَانِ فَاِنَّ لِكُلِّ اَخٍ شَفَاعَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ (حدیث)

اتنے لوگوں کو کثرت سے بھائی بناؤ، قیامت کے دن ہر بھائی اپنے بھائی کی

سفارش کرے گا۔

(۵) کثرت سے اللہ سے دعا کرے کہ اللہ اسے جنت نصیب فرمائے اور ایمان پر موت آئے۔

قلوب کا کہنا ہے آخرت کے ثواب کا یقین ہوتے ہوئے دنیا کی رغبت بڑی نادانی

ہے۔ آخرت میں اعمال کی جزا کا علم ہوتے ہوئے عمل نہ کرنا بہت بڑی محرومی (بد نصیبی) ہے۔

جنت میں آرام و سکون ہے، مگر اسی کے لیے جو دنیا میں اس کے حاصل کرنے کے لیے محنت کر لے۔ جنت کی دولت اور بے فکری اسے میسر آئے گی، جو دنیا میں مشقت اور تکلیف اٹھا لے گا۔

ایک درویش کے بارے میں مشہور ہے کہ مکی بزی صرف نمک لگا کر بغیر روٹی کے کھالیا کرتے تھے۔ ایک شخص نے ان سے کہا تم نے صرف بزی کو اپنی خوراک بنا رکھا ہے، اور کچھ کیوں نہیں کھاتے؟ انھوں نے جواب دیا میں دنیا کو جنت تک پہنچنے کا ذریعہ بنانا چاہتا ہوں، جبکہ تم لوگ دنیا کو صرف پیٹ بھر کر کھانے کی جگہ سمجھ ہوئے ہو۔ یعنی میں ضرورت کے مطابق اتنا ہی کھاتا ہوں کہ زندگی قائم رہے اور اللہ کی عبادت کر سکوں۔ شاید اس طرح اللہ میری مغفرت فرما کر مجھے جنت میں داخل کر دے۔

حضرت ابراہیم ابن ادریس کے بارے میں مشہور ہے کہ ایک دن وہ نہانے (غسل) کے ارادے سے ایک حمام پر گئے، مگر حمام والے نے انھیں اجرت نہ ملنے کے خیال سے حمام میں غسل کرنے سے منع کر دیا۔ انھوں نے روتے ہوئے کہا پروردگار! یہاں تو مجھے فاسق و فاجر لوگوں کی جگہ بھی مفت میں نہیں جانے دیا جاتا۔ تیری جنت میں مجھے مفت میں کیسے داخل ہونے دیا جائے گا، جو انبیاء اور صدیقین کی جگہ ہے۔

سابق انبیاء میں سے ایک نبی کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی، جس میں فرمایا ”اے انسان! تو بڑی سے بڑی قیمت دے کر دوزخ خرید لیتا ہے، مگر جنت کو کم قیمت ہونے کے باوجود نہیں خریدتا۔“

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک فاسق و فاجر آدمی اپنے دوستوں کی دعوت پر ہزاروں روپے خرچ کر دیتا ہے (جو جہنم (دوزخ) خریدنے کے مترادف ہے)، لیکن ایک ضرورت مند یا محتاج کو ایک روپیہ دیتا بھی اسے گراں گزرتا ہے، جس سے جنت خریدی جاسکتی ہے۔

حضرت ابو حازم کہتے ہیں اگر دنیا کی تمام پسندیدہ چیزیں چھوڑ دینے پر ہی جنت مل جاتی، اور یہاں کے تمام مصائب اور مشکلات جمیل کر دوزخ سے نجات پا جاتے تو بہت ہی سست سودا تھا، مگر اللہ کا کرم دیکھئے، وہ کہتا ہے ”اگر تم اپنی مرغوبات (پسند کی چیزوں) کا ہزارواں حصہ بھی ترک کر دو تو جنت میں داخل ہو سکتے ہو۔ اور مصائب کا ہزارواں حصہ بھی برداشت کر لو تو دوزخ سے رہائی مل سکتی ہے۔“

حضرت یحییٰ ابن معاذ رازی کہتے ہیں ”دنیا سے منہ موڑ لینا واقعی مشکل ہے، مگر اس کے لیے جنت سے منہ پھیر لینا بہت ہی مہنگا سودا ہے۔“

تین مرتبہ جنت کی دعا اور تین مرتبہ

دوزخ سے نجات کی دعا

حضرت انس ابن مالک رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”جو شخص (دن میں) تین مرتبہ اللہ سے جنت مانگتا ہے، جنت (اس کے لئے) اللہ سے کہتی ہے اے اللہ اسے جنت میں داخل کر دے۔ اور جو شخص (دن میں) تین دفعہ دوزخ سے بچنے کی دعا کرتا ہے، دوزخ (اس کے لئے) کہتی ہے اے اللہ! اسے دوزخ کی آگ سے دور رکھ۔

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں، وہ ہمیں دوزخ کی آگ سے دور رکھے اور جنت میں داخل فرمائے۔ (آمین)۔ جنت میں اگر اتنی بات ہی ہوتی کہ دوست احباب کی ملاقات ہی ہو جاتی تو یہ بھی اللہ کا بہت بڑا احسان تھا۔ مگر وہاں تو اہل جنت کے لیے آرام و آسائش کا ہر سامان مہیا کر دیا گیا ہے۔

جنت کے بازار: حضرت انس ابن مالک رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”جنت میں بازار بھی ہیں، مگر وہاں لین دین یا خرید و فروخت نہیں ہوتی۔ وہاں لوگ حقوں اور حلقوں کی شکل میں جمع ہوتے ہیں اور آپس میں اس طرح کی باتیں کرتے ہیں، دنیا کیسی تھی۔ وہاں کس طرح لوگ اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ وہاں غریب کس طرح زندگی گزارتے اور مالدار لوگ کس طرح رہتے تھے۔ موت کے وقت کیا شواہد پیش آئیں اور ہم کن مشکلات سے گزر کر جنت تک پہنچے۔“

پل صراط سے گزر کر جنت میں

داخل ہونے والا آخری آدمی

حضرت عبداللہ ابن مسعود رحمہ اللہ کہتے ہیں سب لوگ پل صراط پر سے گزرنے کے لیے دوزخ سے پاس کھڑے ہوں گے۔ ہر شخص اپنے اعمال کے مطابق پل صراط کو پار کرے گا۔ کوئی کھلی کی چٹک کی طرح تیزی سے گزر جائے گا۔ کوئی ہوا کی طرح، کوئی اس طرح جیسے پرندہ اڑ جاتا ہے۔ بعض لوگ اس طرح گزریں گے، جیسے تیز رفتار گھوڑا سوار گزرتا ہے۔ کوئی اونٹ کی

رفقہ سے ادنیٰ اس طرف جیسے انسان دوڑتا ہے۔ آخری انسان اس پر سے اس طرف گزرے گا کہ پہلے اس پر مثل سے اپنے دونوں پیروں کے انگوٹھے رکھ سکے گا۔ پہلی نیزہ ہو چکا ہوگا اور اس کے تیر اندازانے کانوں کی اوپری طرف ابھرتے ہوں گے اور خود پہلے اس کا سر و گھوڑ کی دھڑکتے ہوئے ہوں گے۔ اس کے دونوں طرف فرشتے لوہے کے کانٹے سے کھڑے ہوں گے، جو دور خیوں کوں کانوں میں گھنٹی کی طرح پھنسا کر دوزخ میں پھینک رہے ہوں گے۔ اس طرح گنہگار دوزخ میں گرتے جائیں گے اور جنتی پہلے سے پار اتر کر جنت میں پہنچ جائیں گے۔

جب یہ آخری آدمی پہلے سے گزرے گا تو دونوں طرف کھڑے ہوئے فرشتے دعا کریں گے پروردگار! سے بھیجے۔ آخر وہ آدمی گزر جائے گا اور جنت میں داخل ہونے والے یہ آخری آدمی ہوگا۔ جب یہ آدمی پہلے سے پار اتر جائے گا، جنت کی چار دیواری کا پچھلے کھل جائے گا۔ وہ دیکھے گا، جنت میں اس کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا پروردگار! مجھے نہیں (دروازے پر) رہنے کی اجازت دے دے۔ اللہ فرمائے گا اگر تجھے یہاں رہنے کی اجازت دے دوں تو کچھ اور مانگے گا؟ وہ کہے گا تیری عزت اور تیرے جہاں کی قسم ابھر کچھ نہ مانگوں گا۔ اسے اجازت مل جائے گی۔ لیکن جب وہ جنت کی عمارات اور باغات کو دیکھے گا تو اسے اس طرف دروازہ پر پڑا رہنا کچھ اچھا نہیں لگے گا۔ وہ پھر اللہ سے عرض کرے گا پروردگار! مجھے وہاں تک پہنچا دے۔ اللہ فرمائے گا تجھے وہاں پہنچایا تو پھر وہ مانگے گا؟ وہ کہے گا تیری عزت کی قسم کچھ نہ مانگوں گا۔ چار مرتبہ وہ اسی طرح کہے گا اور اللہ ہر بار اس کی درخواست قبول کرے گا۔ جب چوتھی مرتبہ اسے اس کی مطلوبہ جگہ پر پہنچایا جائے گا تو گو کہ جنت کی منت ہی نعمتوں کو، کچھ کر اس کو یہ جگہ بھی حقیر اور معمولی لگنے لگے گی، مگر وہ خاموش رہے گا۔ آخر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا اب کچھ نہیں مانگے گا؟ وہ کہے گا اب مانگتے ہوئے شرم آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا "جہاں تجھے دنیا کی ساری دولت اور اس سے حریص گناہ دوست مٹا رہتا ہوں۔" یہ اہل جنت میں سب سے کم درجہ کا آدمی ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (راوی حدیث) کہتے ہیں جب نبی کریم ﷺ یہ حدیث بیان فرماتے آتا دیکھتے کہ آپ کا پورا منہ صل جاتا اور داڑھیں تک نظر آتے تھیں۔

اور حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے "جنت میں داخل ہونے والی عورتیں اپنے جمال کی بدولت عورتوں سے افضل درجہ پائیں گی۔"

اللہ سے رحم کی امید

اللہ کی رحمت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے اللہ نے رحمت کو سو ۱۰۰۰ حصوں میں تقسیم کیا۔ تاویس ۹۹ حصے اپنے پاس رکھے ایک حصہ زمین کی تمام مخلوقات میں بانٹ دیدے۔ یہ سی وار ہے، جس سے توکلات میں رحم ہوتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ گھوڑا (اور دیگر حیوانات) بھی اپنے پیچھے اپنے پیچھے سے پی کر رہتا ہے اس بارے کہ اسے کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی سو ۱۰۰۰ رحمتیں ہیں۔ اس میں سے ایک اس سے زمین پر مارل کی اور زمین کی تمام مخلوق پر تقسیم کر دی، جسے قیامت کے دن ۱۰۰۰ ہوں گے۔ نہ تو ۹۹ رحمتوں میں شامل کر کے پوری ۱۰۰۰ کر لے گا اور اس سورتموں کو اپنے فرمانروا اور عبادت گزار بندوں کے لیے مخصوص کر دے گا۔

امام شافعی (محدثی) کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے اہل بیت کے سامنے رحمت کا بیان اس لیے کیا کہ وہ اللہ کی حمد و ثناء کرتے رہیں۔ اس کی عطا کردہ نعمتوں پر اس کا خیر باد میں اور نیک عمل پر اللہ نیک عمل سے لوگوں پر اللہ کی خاص رحمت ہوتی ہے۔ جیسے وہ خود فرماتا ہے۔

ان رحمہ اللہ فریبت جن المصنفین۔ (الاعراف ۵۶)

اللہ کی رحمت نیک لوگوں کے قریب ہی ہے۔

فمن كان يرضى لقاء ربه فليعمل عملاً صالحاً۔ (الکہف ۱۱۰)

جو شخص اللہ کی ملاقات (اللہ سے قرب) سے طالب ہیں، اچھے چاہیے کہ نیک عمل (ایکے کام) کریں۔

رحمتی رحمت نیک شخص۔ (الاعراف ۵۶)

اللہ کی رحمت ہر شے پر پھیلی ہوئی ہے۔

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی، ہمیں ہوں کہ میں اپنے رب سے امید پیدا ہوئی، کیونکہ میں وہ بھی شامل تھا۔ اور جب اس آیت کا گنا

حصہ لسانہا للندین یشفون و یؤتون الزکوۃ و السنن فہم بایضا یؤمون (الاعراف ۱۵۶) "میں اس (رحمت) کو ان لوگوں کے لیے (مخصوص کر کے) لکھ دوں گا، جو حق فی اختیار کرتے ہیں، زکوۃ ادا کرتے ہیں اور ہماری آیات پر کامل یقین رکھتے ہیں۔" نازل ہوا، انیس مایوس ہو گیا، لیکن یہودی و نصرانی (عیسائی) کہنے لگے، ہم بھی اللہ سے ڈرتے ہیں، زکوۃ دیتے ہیں اور اس کی آیات پر ایمان بھی رکھتے ہیں، اس لیے ہم بھی اللہ کی رحمت ہوگی۔ لیکن اس سے گلی آیت اللہین یشفون الرسول النبی الامنی الدینی یحذونہ مکتوباً عند فہم فی التوراة و الانجیل (الاعراف ۱۵۷) "جو انبی ای کی پیروی کرتے ہیں، جس کا ذکر ان کی کتابوں توراۃ اور انجیل میں بھی ہے۔" تو یہودی اور نصرانی بھی اللہ کی رحمت سے مایوس ہو گئے (کیونکہ وہ نبی ای کی ہی امت نہیں کرتے)۔ اس طرح اللہ کی رحمت مومنین (مسلمانوں) کے لیے مخصوص ہو گئی۔ تنذیب ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اللہ کا شکر ادا کرے، اس کی حمد و ثناء کرے کہ اس نے ہمیں ان کی دوستی عطا کی، جس کی وجہ سے اس کی رحمت بھی ہمارے لیے مخصوص ہو گئی، اور ساتھ ہی اللہ سے یہ دعا بھی کرتا رہے کہ وہ ہماری غزشتوں اور کوتاہیوں (خطاؤں) کو معاف کرے۔

جنت کے حصہ دار صرف مسلمان ہیں

ایک مومن کے دلائل

یحییٰ بن معاذ روتی کہتے ہیں الہی 'تو نے ہم پر اپنی ایک رحمت اسلام کی شکل میں نازل فرمائی، اور قیامت کے روز اپنی سورتیں ہمارے لیے مخصوص فرما دے گا، تو ہم تم سے اپنی بخشش اور مغفرت کی امید کیوں نہ رکھیں۔ پروردگار! نیک اور فرما جہاں لوگوں کو توبہ عطا فرما دے گا۔ تب بکاروں پر حیرت ہوگی۔ میں اگرچہ تیرا مایوس واریس ہوں، امید رکھتا ہوں، تو مجھے بھی توبہ سے محروم نہ رکھے گا۔ تمہارا ہوں، مگر تیرے رحمت کی امید دار۔ پروردگار! تو نے جو جنت بنائی ہے، کافر پہنچے ہی اس سے مایوس ہیں۔ دشمنوں کو اس کی ضرورت نہیں۔ خود تجھے اس سے کوئی غرض ہے۔ تو پھر وہ جنت تو ہمیں دے گا تو کسے دے گا؟

اللہ کا خوف حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ایک یہ شخص بھی جنت میں داخل ہو جائے گا، جس نے کبھی کوئی نیک عمل نہ کیا ہوگا۔ اس کی وجہ اللہ کا خوف ہے۔ اس کی موت کا وقت جب قریب آیا، اس نے اپنے وارثوں (مگر والوں) کو وصیت کی میں جب مر جاؤں مجھے آگ میں جلا دینا اور ہڈیوں کا جوڑا ہنچا دینا، اسے ہاریک چیں کر آدھا ہوا میں ازا دینا اور آدھا سمندر میں بہا دینا۔ چنانچہ اس کے وارثوں نے ایسا ہی کیا۔ اللہ نے سمندر اور ہوا کو حکم دیا اس کے ذرات جمع کر کے ٹاؤں و ٹلوں نے جمع کر کے پیش کر دیئے۔ اللہ نے اس سے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا تھا؟ اس نے جواب دیا پروردگار! یہ سب کچھ میں نے تیرے ڈر اور خوف کی وجہ سے کیا تھا (کہ میرے پاس کوئی نیک عمل نہیں، تیرے سامنے پیش ہوں گا تو نہ جانے تو مجھے کتنی سخت سزا دے گا)۔ اللہ نے اس پر اس کی مغفرت فرما کر اسے جنت میں بھیج دیا۔

اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں

حضرت عطاء ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ (صحابی رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں ایک مرتبہ ہم چند آدمی ایک جگہ بیٹھے تھے مذاق میں مصروف تھے کہ نبی کریم ﷺ کا اس طرف سے گزر ہوا۔ ہمیں ہنستے ہوئے دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا "تم لوگ بے فکری سے ہنس رہے ہو، جبکہ اور تمہاری تاک میں ہے۔" یہ سن کر ہم پر ایسی شرمندگی اور مایوسی طاری ہوئی کہ ہم سر نہ اٹا سکے۔ کچھ اور جا کر آپ ﷺ واپس آئے اور فرمایا جبرائیل اللہ کا یہ فرمان لے کر آئے ہیں "میں سے بندوں کو کیوں مایوس کرتے ہو۔" اور ساتھ ہی یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

میں سے بندوں کو بتاؤ میں بہت معاف کرنے والا (اور) مہربان ہوں۔ اور یہ میں ایسا سمجھاؤ (میری گرفت سزا) بھی بہت سخت ہے۔

سوا آدمیوں کے قاتل کی توبہ

حضرت عبداللہ ابن یزید ابن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ کے سامنے کوئی گناہ اتنا بڑا نہیں، جسے وہ معاف نہ کر سکے۔ تم سے پہلی امت میں ایک شخص نانوے قتل کر کے ایک راہب (جس نبیوں کا مذہب ہی پیشوا۔ پارسی) کے پاس

پہنچا اور اس سے پوچھا میں بتاؤں گے قتل کر چکا ہوں اور اب توبہ کرنا چاہتا ہوں۔ کیا یہ کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس راہب (پادری) نے جواب دیا تم جیسے قاتل کی توبہ قبول نہیں ہو سکتی۔ اس نے اس (پادری) کو بھی قتل کر دیا۔ اب وہ سب قتل کا مجرم تھا۔ دوسرے راہب (پادری) سے جا کر پوچھا سو قتل کر چکا ہو، میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس راہب (پادری) نے جواب دیا تمہارے توبہ بہت بڑا ہے، مگر ہم حال نا امید نہ ہو۔ یہاں قریب ہی وہ بستیاں ہیں۔ ایک کا نام "بھری" (ابلی بھیرت اور نیک لوگوں کی آبادی) ہے اور دوسری بستی کا نام "کفرہ" (کافروں کی آبادی) ہے۔ بھری کے باشندے نیک لوگ ہیں۔ اچھے کام کرتے ہیں۔ وہاں کوئی برا کام کرنے والا نہیں رہ سکتا۔ اور کفرہ والے نافرمان اور بد عمل لوگ ہیں۔ وہاں کوئی نیک آدمی نہیں رہ سکتا۔ تم اگر بھری چلے جاؤ اور وہاں رہ کر نیک عمل کرو تو ممکن ہے تمہاری توبہ قبول ہو جائے۔

وہ شخص وہاں (بھری) جانے کے ارادے سے چلا، مگر وہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی راستہ میں اس کی موت ہو گئی۔ اس پر رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں بحث شروع ہو گئی کہ اسے کون لے کر جائے۔ آخر فرشتوں نے اللہ سے پوچھا۔ اللہ نے فرمایا زمین کی پیمائش کر لو۔ جدھر کا قاصد کم ہو، اس میں شامل کر دو۔ فرشتوں نے دونوں طرف کا قاصد ناپا۔ بھری کا قاصد دوسری طرف سے ایک انچ کم تھا، اسے وہیں کے باشندوں میں شمار کر لیا گیا۔

پھر راہب باتیں حضرت عبداللہ ابن مسعود سے کہتے ہیں تین باتوں کی سچائی پر ہم قسم کر سکتے ہیں اور چوتھی پر قسم کھا کر بھی میں سچائی رہوں گا۔

(۱) اللہ جسے دنیا میں اپنا دوست بنائے، قیامت کے دن بھی وہ اس کا دوست ہی رہے گا۔
(۲) اللہ کافر کو مسلمان کا ہم پلہ (برابر) نہیں کرے گا۔
(۳) دنیا میں جو شخص جن لوگوں (قوم) کو پسند کرتا ہے، قیامت کے دن انہیں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

(۴) اللہ نے دنیا میں جس کے جہوں پر پردہ ڈال دیا، قیامت کے روز بھی انہیں چھپائے رکھے گا۔

قرآن کریم کی چار آیتیں ایک مسلمان کے لیے کتنی قیمتی ہیں
حضرت عبداللہ ابن مسعود سے کہتے ہیں مسلمان کے لیے سورہ نساء کی یہ چار آیتیں دنیا کی ساری دولت سے قیمتی ہیں۔

(۱) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ ۚ وَ مَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ افْتَرٰى اِثْمًا عَظِيْمًا۔ (النساء ۴۸)

ترجمہ اللہ اس بات کو معاف نہیں کرے گا کہ اس کا شریک بنایا جائے۔ اس کے علاوہ وہ جس گناہ کو چاہے، معاف کر دے گا۔ جس نے اللہ کا شریک بنایا۔
۱۔ بہت بڑا جہنم (جہنم الارم) پانہ جا ہے اور بڑا گناہ کیا ہے۔

(۲) وَلِوَيْتٰنِیْۤ اِذْ ظَلَمْتُۤ اَنْفُسِیْۤہُمْ جِآءَ زَکٰی فَاسْتَغْفِرُوْا لِلّٰهِ وَالنَّصُوْرَ لَہُمْ لِرَسُوْلٍۭ لَّوْ حٰذِلُوْا اللّٰہُ فُوْا بَا رَحِیْمًا۔ (النساء ۶۴)

ترجمہ اگر یہ دو گناہ اس وقت جب ان سے تائب و سزا ہوا تھا، آپ کے پاس آجاتے۔ اللہ سے (اپنے گناہ پر) معافی چاہتے اور رسول بھی ان سے یہ معاف کی دعا کرتے تو یقیناً اللہ کو توبہ قبول کر سکتے۔ (اور) یہ بیان پاتے۔

(۳) لِّلْحَسْبِۤہٗۤ اَکْبَارُ مَا تَلٰہُوْنَ عَنْہُ یُکْفِرُ عَنْکُمْ سِیِّئَاتِکُمْ وَ یَغْفِرُ لَکُمْ مٰلَکُمْ خَلَاۓَکُمْ۔ (النساء ۴۱)

ترجمہ اگر تم ان بڑے گناہوں (بڑے گناہوں) سے بچے رہو، جن سے تمہیں دعا (معاف) کیا ہے، ہم (اللہ) تمہارے چھوٹے گناہ معاف کر دیں گے۔ اور تمہیں بڑے گناہ (جنت) تک پہنچائیں گے۔

(۴) وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْۤءًاۤ اَوْ یُظْمِرْ نَفْسَہٗ لَہٗ یَسْتَعْمِرْ اللّٰہُ بِخُد اللّٰہِ عَفُوْرًا خَفِیًّا۔ (النساء ۴۲)

ترجمہ اگر جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی بات پر ظلم کرے (اس سے کوئی گناہ) اللہ سے اللہ سے معافی کا شکر ہو (معافی چاہے)، وہ اللہ کو خوف کرنے والا ہوگا۔ (اللہ) ہم ہر برائی سے پالتے گا۔

مٹا کر دیتا ہے اور جس جج سے وہ خوف کھاتا ہے اس سے اسے بچا لیتا ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص صرف اپنے عمل کی بنا پر نجات نہ پاسکے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا حضور! آپ بھی نہیں؟ فرمایا: ”ہاں میں بھی نہیں، مگر یہ کہ مجھ پر اللہ کی رحمت ہو جائے۔ آپس میں اتفاق رکھو۔ اپنی اجتماعی قوت کو قائم رکھو۔ صبح شام اور کچھ وقت رات کی تاریکی میں عبادت سے بعد دعا کرتے ہوئے اپنے مقصد کے لیے کوشش کرتے رہو، کامیاب ہو جاؤ گے۔“

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں! سامنے آئی کو آسان کر کے پیش کرو۔ انھیں سختی اور مشکل (باتوں) میں نہ پھنساؤ۔ انھیں خوشخبری سناؤ، نفرت نہ دل دو۔“

حضرت عبداللہ ابن حواریہ کہتے ہیں قیامت سے روز اللہ کی طرف لوگوں پر اس قدر رحمت ہوگی اور اس کثرت سے ایک لوگ اپنے دوست احباب کی سفارش کریں گے کہ انھیں ملعوں بھی سر نہا کر دیکھیے گا کہ شاید میری بھی بخشش ہو جائے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن عرش کی جانب سے ایک اعلان کرے گا: اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ کے جو حقوق تمہارے ذمے تھے، وہ اس نے معاف کر دیئے ہیں۔ اب تمہارے آپس میں ایک دوسرے پر جو حقوق ہیں، انھیں معاف کر دو۔ معاف کرو اور میری رحمت سے جنت میں چلے جاؤ۔“

حضرت عیسیٰ ابن عیساں کہتے ہیں اللہ کا خوف بہتر ہے، جب وہ مرض موت میں مبتلا ہو جائے اور انہم میں کڑوری پیدا ہو جائے، اس وقت اس سے بڑھ کر اللہ سے رحمت کی امید کا نامناسب اور افضل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ میں وہ خوف خدا کی عبادت سے محبت کر سکتا ہے، اور مرض کی حالت میں چونکہ کڑوری پیدا ہو جاتی ہے، عبادت نہیں کر سکتا، اس لیے اس وقت امید افضل ہے۔

حضرت ابو ذرؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو اس کے در پر عرش کا کاروں کو خوشخبری سناؤ اور صدیقین (نبی پر بلا پتوں) کو ایمان لانے والے (مؤذراؤں) حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا: تمہارے کاروں کو کس طرح خوشخبری

سنائے اور صدیقین کو کیسے ڈراؤں؟ فرمایا: ”تمہارے کاروں کو بتاؤ میری بخشش کے سارے کوئی گناہ برا نہیں (ہم گناہ معاف کر سکتے ہیں) اور صدیقین کو سمجھاؤ اپنے عمل پر غرور اور ٹھنڈ نہ کریں۔ میں اگرچہ کسی کے عمل کو ضائع نہیں کروں گا، لیکن حساب لیا تو میرا حساب بڑا سخت ہے۔“

یعنی (ابو ذرؓ) ایک دوسری روایت بیان کرتے ہیں اہل کتاب کے ایک عالم نے کہا اللہ فرماتا ہے: ”میں تمام حکمرانوں کا حکمران ہوں۔ ان کے دل میرے قبضے میں ہیں۔ جب میں کسی قوم سے خوش ہوتا ہوں، اس قوم کے حکمرانوں کے دلوں کو نرم کر دیتا ہوں، وہ اپنی رعایا کے ساتھ نرمی اور رحم کا برتاؤ کرتے ہیں۔ اور جب میں کسی قوم سے ناخوش ہوتا ہوں، اس کے حکمرانوں کے دلوں کو سخت کر دیتا ہوں، وہ رعایا پر ظلم و تشدد کرتے ہیں۔ ایسے وقت پر حکمرانوں کو گالیاں نہ دو، بلکہ اپنے گناہوں سے توبہ کرو اور مجھ سے دعا کرو۔ میں ان کے دلوں کو نرم کر دوں گا۔ وہ تم پر مہربان ہو جائیں گے۔“

اللہ کی گرفت اور اس کی رحمت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اگر مومنوں کو مظلوم ہو جائے کہ اللہ کی گرفت (پکڑ) کتنی سخت ہے تو وہ جنت میں جانے کی امید چھوڑ بیٹھیں۔ اور کافروں کو اس کی رحمت کا اندازہ ہو جائے تو وہ اپنی بخشش سے مایوس نہ ہوں۔“

حضرت احمد ابن حنبل کہتے ہیں میں نے بھی اس انکم کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا۔ پھر اللہ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ انھوں نے بتایا اللہ نے مجھے اپنے دربار میں بلایا، اللہ نے مجھ سے دریافت فرمایا: کیا بتایا تھا تجھے میری طرف سے؟ میں نے عرض کیا: مجھے عبد الرزاق، انھیں معمر، انھیں ربیع، انھیں حضرت عمار اور انھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، انھیں نبی کریم ﷺ نے اور آپ ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا تھا کہ تو نے (اللہ) کہا ہے: ”ایک مسلمان اگر اسلام کی حالت میں کفر سے لوٹے، تو اسے اللہ نے کفر سے توبہ کرنے کا سبب دیا، اس کا گناہ (توبہ کر) دیا، اسے اللہ نے توبہ کرنے کا سبب دیا۔“ (یعنی شرم کی وجہ سے اسے سزا نہیں دیتا)۔ میں بھی یہی عرض کرتا ہوں۔ اللہ نے فرمایا: ”عبد الرزاق، معمر، ربیع، عائشہ رضی اللہ عنہا،

نبی ﷺ اور جبریل علیہ السلام سب نے حج کیا ہے اور میں نے بھی حج کیا تھا۔ یہی اس اہم آیت جس پر مجھے یہ دوا میں طرف کھڑے ہو کر فرشتے کے ساتھ جنت میں بھیج دیا گیا۔

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں میں ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ سے ملاقات کے لیے گیا تو آپ کو بدلتے ہوئے پایا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ کیوں رہ رہتے ہیں؟ فرمایا "جبرائیل آئے تھے اور یہ بتا کر گئے ہیں اللہ ایسے مسلمان کو سزا دیتے ہوئے شرما تا ہے جو حالت اسقام میں بوزھا ہو گیا ہو۔ (میں اس بات پر انہوس کرتے ہوئے رہا ہوں) پھر یہ بوزھے مسلمان گنہگار کرتے ہوئے کیوں نہیں شرما تے۔"

لہذا ضروری ہے خصوصاً بوزمے آدمی کے لیے کہ وہ اللہ کی طرف سے اس عزت افزائی پر اس کا شکر ادا کرے، اللہ سے اور سنا کاتیں (ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے جو اس کے اہل نکلتے رہتے ہیں) سے شرمائے۔ اللہ کی نافرمانی نہ کرے اور اس کی طاعت و عبادت میں مصروف رہے، کیونکہ اس کا آخری وقت قریب آچکا ہوتا ہے۔ جس طرح بھٹی پک جانے پر کالٹ لی جاتی ہے اور تانچہ نہیں کی جاتی، اسی طرح کچھ پتہ نہیں کہ موت کا فرشتہ کب اس کی روح قبض کرنے آجائے۔ بوزمہ آدمی اللہ کی عبادت کرتے ہوئے اس دنیا سے جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا، جبکہ کہیں سایہ نہ ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ قیامت کے روز جب اس کے عرش کے علاوہ کہیں سایہ نہ ہوگا، اس سات مے آدمیوں کو اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔"

(۱) انصاف پسند حکمران۔ (۲) دونو جوان جس نے اللہ کی عبادت میں اپنی جوانی بھائی (صرف کی)۔ (۳) وہ آدمی جس کا دل مسجد میں انکار ہے (ایک وقت کی نماز جماعت سے پڑھ کر آئے تو دوسرے وقت کی نماز باجماعت کا انتظار رہے)۔ (۴) وہ دوا دہست جن کی باہمی محبت صرف اللہ کے لیے ہو (ور کوئی دنیاوی غرض نہ ہو)۔ (۵) وہ آدمی جسے تہا کی میں اللہ کی یا آلہ و اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ (۶) وہ شخص جس نے اتنی خاموشی اور رازداری سے صدقہ دیا کہ اس کے اپنے بانیں ہاتھ کو یہ محسوس نہ ہوا کہ وہ اس میں ہاتھ نے کیا کام خرچ کیا ہے۔ (۷) دونو حوالہ جسے ولی حسین و خلیل عورت و محبت کہہ دوے اور دوسرے اللہ کے خوف سے اس فعل سے انکار کرے۔

بھلائی کے لیے کہتے رہو اور برائی سے روکتے رہو

حضرت اسماعیل ابن ابی حکیم روایت کرتے ہیں حضرت عمر ابن عبدالعزیزؓ نے فرمایا اللہ بڑے دلوں کے جرائم (گناہوں) کی وجہ سے عام لوگوں پر عذاب نہیں بھیجتا، مگر جب اپنی عام ہو جائے اور گناہ سے روکنے کا کسی کو خیال نہ آئے اور لوگ گنہگار سمجھنا چھوڑ دیں (جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے) تو پوری قوم پر اللہ کا قہر (عذاب) نازل ہوتا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے بیان کیا اللہ تعالیٰ نے یوشع ابن نون علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ اطمینان دیا کہ میں تجھ ہی قوم کے چالیس ہزار نیک لوگوں اور ساٹھ ہزار بدکاروں کو ہلاک کر دوں گا۔ حضرت یوشع علیہ السلام نے عرض کیا بدکاروں کو ہلاک کر دینا تو ٹھیک، مگر نیک لوگوں کو کیوں ہلاک کیا جائے؟ اللہ نے فرمایا اس لیے کہ ان لوگوں نے بڑے لوگوں کو برائی سے نہیں روکا، انھیں میرا خوف دلایا، بلکہ ان کے ساتھ عام معاشرتی تعلقات قائم رکھے اور ان کے ساتھ کھانے پینے میں بھی شریک رہے۔

حالاتِ ابھری ہوئے روایت کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بھلائی کے کام کرنے کے لیے کہتے رہو، خواہ تم خود بھلائی کا کام نہ بھی کرتے ہو۔ اور برائیوں سے روکتے رہو، خواہ تم ان سے نہ رک سکتے ہو۔“

حضرت اس بن مالک عجم روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ لوگ بھائی کی چابی ہوتے ہیں۔ وہ بھائی کے دروازوں کو کھولتے ہیں اور برائی کے دروازوں کو بند کرتے ہیں۔ اور کچھ لوگ برائی کی چابی ہوتے ہیں، جن کے ہاتھوں میں برائی کے دروازے کھولنے اور بھائی کے دروازوں کو بند کرنے کی چابیاں ہوتی ہیں۔ مبارک ہیں وہ جن کے ہاتھوں میں اللہ نے بھائی کے دروازوں کو کھولنے اور برائی کے دروازے بند کرنے کی چابیاں دی ہیں۔ اور یہ وہ لوگ جن کو اللہ نے برائی کے دروازے کھولنے اور بھائی کے دروازے بند کرنے کی کنجیاں (چابیاں) تمہا دیں۔

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ بھلائی پر آمادہ کرتے رہتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، وہ بھلائی کے دروازوں کو کھولنے اور برائی کے دروازوں کو بند کرنے کی کنجشیں (چابیاں) ہیں۔ وہ مومن ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ (العنکبوت: ۷۱)

ترجمہ مومن (مسلمان) ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ (یہ) اچھے کاموں کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔

اور جو لوگ دوسرے لوگوں کو برائی پر آمادہ کرتے ہیں اور بھلائی کے کاموں سے روکتے ہیں، وہ منافق ہیں، اور قرآن کریم میں منافقوں کا اس طرح تعارف کرایا گیا ہے۔

وَالْمُنافِقُونَ وَالْمُنافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ ۚ (العنکبوت: ۲۷)

ترجمہ منافق مردوں اور منافق عورتوں کا آپس میں گٹھ جوڑ ہے۔ وہ لوگوں کو برائی پر آمادہ کرتے ہیں اور بھلائی کے کاموں سے روکتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بہتر عمل بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہے، اور یہی بات ایک منافق کو ناگوار گزرتی ہے۔ جو شخص بھلائی کے لیے کہتا ہے، وہ مومن کی مدد کرتا ہے۔ اور جو برائی سے روکتا ہے، وہ منافق کو زسوا اور ذلیل کرتا ہے۔

سب سے اچھا عمل:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (اس وقت کہ ابھی نبی اکرم ﷺ نے ہجرت نہیں فرمائی تھی اور مکہ ہی میں تھے) ایک شخص نے آ کر آپ ﷺ سے پوچھا کیا آپ ہی اللہ کے رسول ہیں؟ فرمایا "ہاں" اس نے پوچھا کون سا عمل سب سے اچھا ہے؟ فرمایا "اللہ پر (یقین کامل سے ساتھ) ایمان لانا" اس سے دوسرا سوال کیا اس کے بعد؟ فرمایا "رحمہ" (رشتوں کا لحاظ رکھنا)۔ اس کا تیسرا سوال تھا اس کے بعد؟ فرمایا "لوگوں کو اچھے کاموں کی ترغیب دینا اور برے کاموں سے روکنا۔"

اس سے بعد اس شخص نے پوچھا کون سا عمل اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟

فرمایا "شرک" اس نے پوچھا اس کے بعد؟ فرمایا "قطع رحمی" (رشتوں کا لحاظ نہ رکھنا)۔ اس نے تیسرا سوال کیا اس کے بعد؟ فرمایا "لوگوں کو بھلائی کرنے پر آمادہ کرنا اور برائی سے منع کرنا چھوڑ دینا۔"

یہ وہی میں اچھا کہلاتا:

حضرت عیینہ ثوری کہتے ہیں جب دیکھو کسی عالم کی اس کے مسائل تعریف کرتے ہیں مگر وہ (عالم) انہیں غلط کاریوں سے نہیں روکتا اور اس کے گناہوں سے چشم پوشی کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن جریر رحمہ اللہ اپنے والد کے واسطے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس قوم میں کوئی شخص کھلے عام اللہ کی نافرمانی کرتا ہو اور لوگ منع کرنے کی طاقت رکھتے کے باوجود اسے منع نہ کریں، اللہ اس پوری قوم کو دنیا ہی میں عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔"

حدیث میں قدرت (طاقت) کی شرط ہے، لہذا جہاں اچھے لوگوں کا غلبہ ہو، وہاں برائی کو طاقت کے ذریعہ روکنا ضروری ہے، کیونکہ "خیر امت" ہونے کی حیثیت سے یہ ان کا فرض ہے۔ اس حدیث کی تائید قرآن کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے۔

نَحْنُ نَحْمِلُ ثَمَرَهُمْ إِنَّمَا نَعْلَمُ أَنَّ لَهُمْ أَلْفَوْزًا بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (ال عمران: ۱۱۰)

تم (وہ) بہترین امت ہو، جو ان لوگوں کی بھلائی کے لیے جہاد کی گئی ہے۔ تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔

آیت میں "معروف" اور "منکر" دو لفظ ہیں، جن کی تشریح یہ ہے۔

معروف وہ کام (عمل) جو قرآن و سنت اور عقل کی زد سے اچھا ہو۔

منکر وہ کام (عمل) جو قرآن و سنت اور انسانی عقل کے خلاف ہو۔

یہ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلْيُحْكَمْ مِثْلُكُمْ نَفَقَةً يُلْغَوْنَ إِلَى الْحَيْرِ ۚ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ ۚ (ال عمران: ۱۰۴)

تم تمہاری (مسلمانوں کی) ایک جماعت ضرور ایسی ہونی چاہیے جو (لوگوں کو) بھلائی کی طرف بلاتے اور برائی سے روکے۔ اور یہی لوگ غلات پانے والے ہیں۔

بعض مفسرین نے اس آیت میں "منکم" کو رائد مانا ہے۔ اب اس کا مطلب یہ ہوگا پوری مسلمان امت کا جماعتی حیثیت سے یہ فرض ہے کہ وہ دنیا کو برائی سے روکے اور بھلائی کی دعوت دے۔

اللہ نے سابقہ امتوں کی اس بنا پر مذمت کی ہے کہ انھوں نے برائی سے روکنا اور بھلائی کا حکم دینا چھوڑ دیا تھا۔

كَانُوا لَا يَتْلُوْنَ مِنْ مُّكْتَبٍ لَّعَلَّهُمْ

ترجمہ وہ (اپنے اندر کے بدکاروں کو) ان برائیوں سے نہیں روکتے تھے، جو وہ کر رہے تھے۔

اور ایک دوسری آیت ہے۔

لَوْ لَا تَنْهَيْهُمْ الرُّسُلُ وَالْأَنْبِيَاءُ عَنْ قَوْلِهِمْ

لَئِنْ هُمْ إِلَّا يَفْعَلُوْنَ (العنکبوت ۲۵)

ترجمہ ان کو مشائخ اور علماء گناہ کی بات کہنے سے اور حرام مال کھانے سے کیوں نہیں منع کرتے۔ یہ جو کچھ کر رہے ہیں، ان کے حق میں بہت برا ہے۔

گناہگار کو تنہائی میں سمجھایا جائے

کسی گناہگار کو تنہائی میں خاموشی سے سمجھانا زیادہ مناسب ہے، تاکہ وہ عام لوگوں کے سامنے شرمندگی سے بچ جائے۔

حضرت ابو درداء رحمہ اللہ کا قول ہے جس نے اپنے کسی بھائی کو لوگوں کے سامنے نصیحت کی، اس نے اسے زسوا کر دیا، اور جس نے تنہائی میں اسے سمجھایا، اس نے اسے زسوانی سے بچ لیا۔ اگر وہ مارتا آئے تو نیک لوگ اسے بلا کر ڈانٹ ڈپٹ کر کے بے معصیت زندگی چھوڑ دینے پر مجبور کریں۔ اگر انھوں نے ایسا نہ کیا، یہ گناہ عام ہو جائے گا۔ یہ لوگ مجبور ہو جائیں گے اور گناہوں کے بڑھتے سید ب کو نہ روک سکیں گے۔

سر چشمہ بابہ گرفتن بہ میل

جو پرشد نہ شاید گرفتن بہ بیل

(سید) کے دہانے کو ابتدا میں معمولی کوشش سے بند کیا جاسکتا ہے۔ اگر بڑھ کر وہ دریا بن گیا تو پھر کوئی بڑی کوشش بھی اسے روکنے میں کامیاب نہ ہوگی۔

غلط کار کو روکنا ضروری ہے

حضرت نعمان بن بشیر رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "حقوق اللہ میں چشم پوشی کرنے والوں، حقوق کانظ نہ رکھنے والوں اور حقوق کی حفاظت کرنے والوں کی مثال ان تین آدمیوں کی ہے، جو ایک مہد ۳ منزل کشی سے اندر سمندر میں سفر کر رہے ہوں۔ تینوں ایک ایک منزل تقسیم کر رہے ہیں۔ پہلی منزل والا پانی امیرالائے ن تھیف سے بچنے کے لیے کشی کے اپنے حصہ (بچے حصہ) میں سوراخ کر رہا جاتا ہے۔ دوسری منزل والے جب اسے یہ کرتے دیکھتے ہیں تو ان میں سے ایک کہتا ہے دفع کر، اپنے حصہ میں سوراخ کر رہا ہے، ہمیں کیا۔ مگر دوسرا کہتا ہے نہیں اسے روکو اس نے کشی کی تہہ میں سوراخ کر دیا تو ساری کشی میں پانی بھر جائے گا اور ہم سب غرق ہو جائیں گے۔ ایسی صورت میں اگر انھوں نے اسے روک دیا تو سب بچ جائیں گے۔ اور نہ روکا تو سب غرق ہوں گے۔"

حضرت ابو درداء رحمہ اللہ کہتے ہیں بھائی کی طرف بلا تے رہو اور برائی سے روکتے رہو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ تعالیٰ تم پر ظالم حکمرانوں کو مسلط کر دے گا، جو تمہارے بدوں کی عزت کریں گے نہ تمہارے چھوٹوں پر رحم کھائیں گے۔ پھر تمہارے نیک لوگ بھی دما دیں گے تو قول نہ ہوگی۔ دد مانگو گے، مگر کوئی تمہاری مدد کو نہیں آئے گا۔ اللہ سے اپنے گناہ معاف کرو گے، مگر وہ معاف نہیں کرے گا۔ تمہیں چاہیے کہ برائیوں سے روکتے ہو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اپنا عذاب تم پر نازل کر دے گا۔ اس وقت تم اسے پکارو گے، چہاں ان دعا قبول نہیں کرے گا۔

حضرت علی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے جو لوگ غلام کہنے سے ڈرتے نہیں، ان سے الگ ہو جاؤ۔"

حضرت ابو حنیفہ رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی شخص کی برائی کو دیکھے، اسے ہاتھ سے روکے ورنہ کرے تو اس سے منع کرے۔" (مشکوٰۃ میں اسے) اس کیجئے اور یہ سب سے مہاجر ائمہ کی امت ہے۔

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ۚ
 اللَّهُ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ كُلَّهَا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (الرعد ۵۳)
 (اے غنیمت مند!) کہو! میں اس میرے بندوں کی تمہاری تپاخیز سے
 بچے (گناہ کر سکتے ہو) اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں گے۔ اللہ مہربان ہے۔
 معاف کر دے گا۔ وہ بہت معاف کرنے والا (اور) مہربان ہے۔

اس آیت میں کوئی شرط نہیں۔ چنانچہ ناشی عیثیٰ مدت مدید کے اور مسلمان ہو سکے۔
 توبہ کب تک قبول ہو سکتی ہے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے
 ساتھ بیٹھا تھا۔ ان اس کا میں سے ایک شخص نے کہا میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے
 سنے جس نے اپنی موت سے آگے دن پہلے توبہ کر لی، اللہ اس کی توبہ قبول کرے گا۔
 (راوی کہتے ہیں) میں نے اس سے پوچھا کہ تم نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ
 نے جواب دیا "ہاں" اسی وقت ایک دوسرے شخص نے کہا میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے
 سنا ہے "جو شخص اپنی موت سے ایک گھنٹہ پہلے توبہ کر لے، اس کی توبہ اللہ قبول کرے گا۔"
 پھر ہی مجھ میں ایک تیسرے شخص نے کہا میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے "جو شخص
 سانس اٹھانے سے پہلے توبہ کر لے، اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔"

حضرت محمد ابن طریف کہتے ہیں اللہ فرماتا ہے "اے انسان! پر توبہ کر، گناہ مٹا دے گا۔"
 مجھ سے معاف کرنے کے یہ بتاتا ہے۔ میں معاف کر دیتا ہوں۔ وہ چمکا دیتا ہے۔
 پھر معاف کر دیتا ہوں۔ حیرت ہے، وہ نہ تو پھوڑتا ہے نہ میری رحمت سے مایوس
 ہے۔ میرے فرشتوں میں چھپیں، وہ دیکھتا ہوں، میں نے اسے بخش دیا ہے۔"

حضرت سفیث بن ھیثم کی بیان کرتے ہیں اسلام سے پہلے یہ مدت میں ایک
 ایک عادی چور تھا۔ ایک مرتبہ جب وہ چوری کے ارادے سے چلا، راستہ میں اپنی
 زندگی کے بارے میں ۲ چنے کا (پتلی) کہ اس نے یہی نہ معصیت زندگی کر رہی ہے۔
 اللہ! یا جواب دے گا) یہ ۲ چنے تھے۔ اس نے تمہیں مرحمت کیا "اللہ معاف کر دے گا۔"
 مٹے ہی اس کی موت واقع ہوئی۔ اللہ نے اسے معاف کر دیا۔

حضرت انیس بیان کرتے ہیں میں نے اسے حضرت یدایم حبیبیؓ سے سنا ہے۔ جب آسمان
 کی برکت کے لیے اسے جایا جا رہا تھا، اٹھائے راہ انھوں نے ایک آدمی کو زنا کرتے دیکھا۔ اس
 کے لیے مردمانی، دو مرتبہ۔ پھر ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا۔ اس کے لیے مدافعی۔
 وہ بھی مدافعی ہو گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ایدا ایم میرے بندوں کو ان کی
 حالت پر چھوڑ دو۔ میرے ہر بندے کی تمہیں حالتیں ہوسکتی ہیں۔ (۱) وہ توبہ کرے میں
 سے معاف کر دوں گا۔ (۲) اس کی نسل میں یہ ایک وگ پیدا ہو جائے گی، جو میرے مہربان
 کر رہوں اور (۳) اس کی بدعتی اسے جہنم تک پہنچا دے۔"

اللہ کی رحمت سے کافر بھی مایوس ہو سکتا ہے
 "اے یہاں کردہ روایت اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ اللہ کی رحمت سے کسی حالت میں
 مایوس نہیں ہونا چاہیے، ورنہ قرآن کریم میں اللہ کو فرماتا ہے۔

لَا يَسْتَسْقِئُ مِنَ دُخَانِ الْكَاثِرِينَ (سجۃ ۸۷)
 یہ شب اللہ کی رحمت سے کافروں کے ملاوہ والی مایوس نہیں ہوتا۔
 قرآن کی ایک دوسری آیت ہے۔

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ (سجۃ ۲۵)
 وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور غلطی میں معاف کر دیتا ہے۔
 یہ وہ وہو چاہیے، وہ اللہ کی توبہ کرتا رہے اور گناہ پر اصرار نہ کرے، کیونکہ توبہ کرنے والا
 گناہ پر شرمندہ ہوتا ہے۔

حضرت ابو بکر صید روایت کرتے ہیں "نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جو شخص توبہ کرتا ہے،
 وہ گناہ پر صبر نہیں کرتا، خواہ وہ گناہ اس سے ستر مرتبہ ہو جائے۔" (دوم دفعہ توبہ کرے)۔

ایک دوسری روایت میں سے آپ ﷺ نے فرمایا "بخدا! میں ایک دن میں سو مرتبہ اللہ
 سے آگے رہا ہوں۔" حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب بھی میں نے حضور ﷺ سے کوئی بات سنی،
 اس سے مجھے اللہ نے نفع ہی بخشا۔ اگر کوئی دوسرا شخص میرے سامنے حضور ﷺ سے منسوب
 کرے وہی بات کہتا، میں اسے حیرا کرتا۔ اگر وہ قسم کا لیتا، میں اس کی بات کو صحیح مان لیتا تھا۔
 حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت ابو بکر صید نے مجھے یہ حدیث سنائی رسول اللہ

نے فرمایا: اس شخص سے کوئی گناہ ہو پاوے گا، یہ صحیح طریقے سے امور کے دو رکعت، (مطل) پڑھ کر اللہ سے (اپنے لئے) پڑھو۔ (یعنی مالک سے اللہ سے مالک و معاف کرو جائے۔ کسی کے بعد آپ شیخ نے یہ بات تمام فرمائی۔

وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ عَمْرًا
رَاحِمًا ج (توبه: ۱۰)

(14. 4. 1972)

جو شخص دن خدا یا گناہ کر بیٹھے، پھر وہ اللہ سے معافی چاہے تو وہ اللہ کو معاف کرنے والا مہربان ہی پائے گا۔

ایک اور روایت میں ہے آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَنُّوا أَنَّهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَلَا تَتَعَفَّرُونَ
لِلذُّنُوبِ وَمَنْ يُغْمِزِ الذُّنُوبَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُسِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ
يَعْلَمُونَ أَلَيْسَ لَكَ خَوَاتِمُ مَعْمُورَةٍ مِنْ ذُنُوبِهِمْ وَحَتَّى تَغْرِبَ مِنْ تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَبِمِثْلِ الْحَامِلِ

ترجمہ اور وہ لوگ کہ جب وہ کوئی بڑی برائی کی بات کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جان کو (تباہی میں پھنسنے پر) مصیبت میں اس بیٹھتے ہیں اور انھیں اندھا دیکھنا ہے اور وہ (اس سے) اپنا منہ پر مٹاتی کے غلبہ کار ہوتے ہیں۔ اور اپنے منہ پر اصرار نہیں کرتے (بلکہ خاموش ہوتے ہیں) کیونکہ انھیں معلوم ہے کہ اللہ کے سوا کون ہے جو ہمارے منہ کو مٹا کرے۔ یہی لوگ ہیں جن کے سینے کے رے کی طرف سے (گناہوں سے) مٹا دیے اور (احم میں) کسی جنت میں ہیں جن کے نیچے سہریں آتی ہیں۔ یہ لوگ ان صفوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور (ایکھو) کیا چھوڑو (جز) یہ انہیں حاصل کرنے والوں کا۔

حضرت حسن بصریؒ کی روایت کرتے ہیں: ”میں نے فرمایا: ”جب انہیں معلوم ہو
 اللہ نے جنت سے نکالا، اس وقت میں نے کہا: اللہ اتیری عظمت و تیرے عزت کی قسم!
 میں آدمؑ کی اولاد (انسان) کا اس وقت تک پہچان نہ پھوڑوں گا، جب تک اس کی روح اس
 کے جسم سے نہ نکل جائے (یعنی مرے)۔“ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا تھا:
 ”مجھے بھی اپنی عزت و عظمت کی قسم! میں مٹی اپنے بندے پر توبہ کا دروازہ بند نہیں کروں گا،

دب بند کہ موت کے وقت اس کی سانس نہ اٹھنے لگے۔" (جن کی غریب حالت تھیں)۔

حضرت امام باقر علیہ السلام روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کر لیا کرتیں (انہوں نے ساتھ چلی مدی سمنے والے فرشتے) میں سے وہ میں
جانب والے فرشتے یا میں جانب والے فرشتے کا فرست۔ بندہ جب کوئی نیک کام کرے یا میں
جانب والے فرشتے ایک کی بھائی کے نیک کام کرتا ہے۔ اور جب بندہ کوئی بدی کرتا ہے اور
میں جانب والے فرشتے اسے لکھتا ہے تو وہ میں جانب والے فرشتے اسے لکھتا ہے۔ وہ
چھ یا سات گھڑی (گھنٹہ) تک اسے نہیں لکھتا۔ اگر بندہ اس عرصہ میں اپنی اس غلطی
پر اپنی اپنی اللہ سے معافی مانگتا ہے تو یہ نہیں لکھا جاتا اور معافی نہ مانگی تو اس بندے
کے اعمال اسے میں ایک غلطی لکھ دی جاتی ہے۔

انسان اگر توبہ کر لے تو ایسا ہو جاتا ہے

جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں

سہ ماہی کا ارشاد ہے: ”الضائف من الذئب کفین لأدب لہ“ (حدیث)۔

گناہ سے توبہ کرے وہاں ایسا ہے، جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔

ایک دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: "بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے وہ اس وقت تک نہیں کھاتا جب تک وہ کوئی اور گناہ نہ کرے۔ جب دوسرا گناہ کرتا ہے وہ کھانے سے باز نہیں رہتا۔ پھر تیسرا گناہ بھی نہیں کھاتا۔ یہاں تک کہ پانچ گناہ ہوتے ہیں۔ ان پانچ گناہوں کے علاوہ کوئی نیک عمل کر لیتا ہے تو اس کی دس نیکیاں میں سے پانچ گناہوں کے مقابلہ میں نیکو کر دیتے جاتے ہیں اور پانچ نیکیاں اس کے اعمال سے مٹ کر نکل جاتی ہیں۔ اس وقت ہمیں ملوں (شیطان) چلتا ہے جس نشان پر کیسے توڑ پاتا۔ جس بڑی محنت و کوشش کے بعد اس سے پانچ گناہ آتا ہوں مگر اس کی ایک نیکی اس سے پانچوں گناہوں کو ختم کر دیتی ہے (اور میری ساری محنت پر پانی پھر جاتا ہے)۔"

یہ کارنامہ حضرت صنواں اہل محافل مدنی عیرویت کرتے ہیں تو کریم اللہ نے
 "مغرب کی جاسٹیف درازو ہے، جس کی چوڑائی چالیس یا ست سال کے سفر کے
 سے جس کا نام ہے" تو یہ کارنامہ روز رکھا ہے۔ وہ ہر وقت کھل رہتا ہے اور اس وقت

تک بندہ ہوگا جب تک قیامت سے قبل سرج مشرق کی بجائے مغرب سے نہ نکلے سکے۔
حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: (بی اسرائیل - ۲۵) (بے شک وہ قیامت کرنے والوں کی خطائیں معاف کر دینے والا ہے) کی تفسیر یہاں کرتے ہوئے کہتے ہیں: یہ آیت اس قوم کے بارے میں ہے جو بار بار گناہ کرتے اور بار بار توبہ کرتے ہیں۔

تک اسان کی پہچان کی بزرگ کا قول ہے: اللہ کے نیک بندے کی پہچان یہ چھ باتیں ہیں (۱) اللہ کا ذکر سن کر اسے خوش ہوتی ہے۔ (۲) اپنی تعریف کو وہ پسند نہیں کرتا۔ (۳) اللہ کی آیات پر غور و فکر کرتا ہے اور اس سے ہیرت پکڑتا ہے۔ (۴) دل میں گناہ کے خیال کو نہیں آتے۔ (۵) اللہ کی طرف سے معافی کا ذکر سن کر خوش ہو جاتا ہے۔ (۶) اپنے گناہوں پر اللہ سے معافی مانگتا ہے۔

چکی توبہ حضرت امام ربی بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا کیوں رو رہے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: آپ کے دروازے کے باہر ایک نوجوان کو زار و قطار روئے دیکھ کر مجھ پر رقت طاری ہوئی۔ اس نوجوان نے دیکھ کر مجھے بھی رو دیا آ گیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اندر لے آؤ۔ نوجوان اندر آ گیا تو آپ نے اس سے پوچھا: کیا کیوں رو رہے ہو؟ اس نے جواب میں کہا: حضور! میرے گناہ مد سے بڑھ گئے ہیں اور اب ڈر رہا ہوں کہ اللہ مجھ پر راض ہوگا۔

آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا: کیا تو نے کوئی شرک کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: نہیں۔

آپ ﷺ نے پوچھا: کسی وقت کیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ معاف کر دے گا، خواہ وہ ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں سے بھی بڑا ہو۔

اس نوجوان نے عرض کیا: حضور! یہ اس رات آسمانوں، سات زمینوں اور اونچے اونچے پہاڑوں سے بھی بڑا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: یا تبارک و تعالیٰ اس کی کرسی سے بھی بڑا ہے؟

اس نے کہا: میرا گناہ کرسی سے بھی بڑا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تبارک و تعالیٰ اسے یا اللہ! عرش؟

اس نے کہا: میرا گناہ عرش سے بھی بڑا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تبارک و تعالیٰ اسے یا تبارک و تعالیٰ؟ (اللہ معنی اللہ کی معافی کی حالت)

اس نے کہا: اللہ بلند و برتر (بڑا) ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ گناہ کو رب عظیم ہی معاف بھی کر دے گا۔" عظیم سے

آپ ﷺ کا خطاب تھا، وہ "بڑا" جس کی بڑائی سب پر پھیلی ہوئی ہو۔

پھر آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: تبارک و تعالیٰ! تبارک و تعالیٰ کیا ہے؟

اس (نوجوان) نے عرض کیا: میں ایک کفن چور ہوں۔ سات سال سے میرا بیک پیٹھ

بے سہارے مرنے والوں کی قبر کھول کر ان کے کفن نکال لیتا ہوں۔ ابھی پچھلے دنوں ایک

عسائی نوجوان بچی فوت ہوئی تھی۔ میں نے اس کی قبر کھول کر کفن کھینچ لیا اور وہاں سے

نکل آیا۔ چرمجھ پر شیطان سوار ہو۔ دایک گیا اور اس مردہ لڑکی سے بد فعل (رہا) کی۔

فارغ ہو کر تھوڑی سی دور چلا تھا کہ وہ لڑکی زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی اور مجھے کہا: افسوس ہے

نوجوان! تجھے قیامت کے دن فیصلے کرنے والے (اللہ) سے حیا نہ آئی، جو خاں سے مظلوم کا

مردہ کا۔ تو مجھے اس مردہ کی بھینٹ میں نکال کر کے چھوڑ دیا ہے اور مجھے زندہ (پاپا) کی

جگہ سے۔ اب میں قیامت کے دن اللہ کے سامنے اسی حالت میں پیش ہوں گی۔

یہ کہہ کر اس نوجوان نے اس نوجوان پر جھپٹے اور اسے گردن سے پکڑ کر یہ کہتے ہوئے

وہ نکال دیا۔ مدہ رتھ سے بڑا جہنمی کوں ہوگا، چل دفع ہو یہاں سے۔

نوجوان چلا گیا اور چالیس دن تک رات کی تاریکی میں توبہ واستغفار کرتا رہا۔ چالیس دن

سے توبہ واستغفار کے بعد اس نے آسمان کی طرف متوجہ کر دیا۔ دعا کی اس کھڑا ہوا اور حوا

سے معافی مانگنے لگا اور تو نے میری معافی کر دیا ہے تو محمد ﷺ اور ان کے اصحاب رضی اللہ

عنہم کی اطلاع پہنچے کہ یہ چار آسمان سے آگ بھیج دے جو مجھے جلا کر جسم کر دے

"مجھے اوزغ کے خطاب سے بچالے۔

اور اللہ نے لیتا ہے۔ اس آدمی میں مک جاتا ہے، اس کا اللہ نے علم دیا ہے۔ جس شخص سے عذر چاہیں خیر آ میں سمجھو، اس کی توبہ قبول ہوگئی ہے۔ یہی لوگ ہیں۔ یہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ النَّوَّاسِ وَيُحِبُّ الْمُطَهِّرِينَ (غور۔ ۲۲۲)

اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور صاف رستے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص گناہ سے توبہ کر کے نیکی کی راہ اختیار کر لے تو عام لوگوں کو چاہیے کہ اسے پرانے گناہ یاد دلانا کر شر مند نہ کریں۔ عام لوگوں کو چاہیے اپنے شخص سے حقائق میں چار چیزوں کا خیال رکھیں۔

(۱) اس سے ساتھ محبت سے پیش آ میں، کیونکہ اللہ اس سے محبت کرتا ہے۔

(۲) دعا کریں کہ اللہ اسے توبہ پر قائم رکھے۔

(۳) اسے پرانے گناہ یاد دلانا کر شر مند نہ کریں۔

(۴) اس نے ساتھ عام معاشرتی تعلقات قائم رکھیں۔ اس کے ساتھ منہیں، مات چیت کریں اور اس کی مدد کریں۔

ایسے شخص کو اللہ بھی ان چار انعامات سے نوازتا ہے۔

(۱) اللہ اسے گناہ سے اس طرح پاک کرتا ہے، جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہ ہو۔

(۲) اللہ اس سے محبت کرتا ہے۔

(۳) اس پر شیطان طعن نہیں کر سکتا، اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔

(۴) موت سے پہلے اسے آخرت کے عذاب سے مومن (بے خوف) کر دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَنْزِلَ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ اَلَا يَخْفَوْنَ اَوْ اَنْشُرُوْا بِالْحِجَةِ الْاُتْنِ كُمْ تَوَاعِظُوْنَ (ہم کو۔ ۳۰)

ان پر فرشتے نازل ہوتے اور خوشخبری دیتے ہیں کہ خوف نہ کرو، ظہر مند نہ ہو (تمہارے دانے) ات (میں دانے) کی خوشخبری ہے، جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کہتے ہیں ایسے لوگ جن کی توبہ قبول ہو چکی ہوگی، جنت میں داخل ہوتے وقت کہیں گے ہمیں تو اللہ نے کہا تھا کہ تمہیں دوزخ سے نزار کر جنت میں لے جائے گا۔ اس کے جواب میں نہیں بتایا جائے گا تم لوگ دوزخ سے گزرتے ہو، اس وقت دوزخ کی آگ ٹھنڈی ہو چکی تھی۔

اللہ تعالیٰ جس شخص کو توبہ کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کو (زنا کی سزا میں اراحدہ) سزا دے کر اور پھر اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ یہی پروردگار نے عرض کیا ہے اسے تم ایسے اور پھر اس کی نماز جنازہ پڑھو گی؟

نبی کریم ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا "اس نے ایسی توبہ کی ہے، جس سے ایسے عورتوں کو عذاب ہو سکتے ہیں۔" (یعنی اس کی توبہ حقیقی توبہ تھی اور حقیقی توبہ کرنے والا گناہ سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے، جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو)

مومن کو اس کے پچھلے گناہ پر شر مند نہ کرو

ورنہ تم بھی اس گناہ میں پھنس جاؤ گے

یہ بات ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جس نے کسی مومن کو اس کے پچھلے گناہ پر شر مند کیا، اس کی مثال ایسی ہے، جیسے اس نے خود یہ گناہ کیا ہو، اور اللہ تعالیٰ اس کو عذاب میں مبتلا کرے گا، ورنہ اسے اس وقت تک موت نہ آئے گی، جب تک اس کو دیکھیں کہ مام نہ ہو جائے۔"

مومن دانستہ کسی گناہ کا مرتکب نہیں ہوتا، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَكُرْهُ الْيُحْكُمُ الْكُفْرُ وَالْفُسُوقُ وَالْعُصْيَانُ (نجات۔ ۷)

توبہ میں (اللہ) نے کفر، بے حیائی کی باتوں اور گناہ کو تہرے (مومنین)

سے لے کر اور شے بنا دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ دانستہ اور بھول چوک میں کسی گناہ میں پھنس جاتا ہے، لہذا اسے اس پر شر مند نہ ماننا سہ نہیں۔ اور پھر جب وہ اس سے توبہ کرے، اس کے بعد سے شر مند کرنا اور اس کی بدنامی بات ہے۔

حقیقت این عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں جب بندہ گناہ سے توبہ

کر لیتا ہے اور اللہ کے ہاں توبہ قبول ہو جاتی ہے، انسان کا اعمال نامہ جسے واسے فرشتے (کرنہ کاتیں) اس کے کوٹھوں جاتے ہیں۔ اس کے اپنے مسکنی اعصاب اسے بھرنے جاتے ہیں۔ زمین کی وہ جگہ جہاں اس نے یہ گناہ کیا وہاں کے جس جگہ کے پیچھے یہ سب اسے بھرنے جاتے ہیں، تاکہ قیامت کے روز اس کے غم کے خلاف کوئی گواہی ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:
 قُلُوبُكُمْ كَالْبُيُوتِ يَدْخُلُ فِيهَا مِنْ شَرِّ مَا فِي الْأَرْضِ (چاروں طرف) یہ لکھا ہوا تھا
 وَاللَّيْلِ لَعَنَ لَمَنْ لَابَ وَأَمْسَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا ثُمَّ أَحْدَى (اور ۸۴)
 ترجمہ اور ہے ملک میں اس نے گناہ و معاف کر اس کا، جنہوں نے توبہ کی ایمان
 اسے، اچھے فعل (کار) کرتے رہے اور بدایت نہ راہ (پر) چلتے رہے۔

توبہ کا دروازہ

حضرت بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے باب توبہ (توبہ کا دروازہ) کا ذکر فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا باب توبہ کیا اور کہاں ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: جہاں سورج غروب ہوتا ہے، اس کے پیچھے ہے، اس کے دائیں کو اس کے تین، چپ پر موتی اور یا قوت جڑے ہوئے ہیں۔ دونوں کو انہوں نے کہیں ۱۵ صد (اور وہ کی چوڑائی) اتنی ہے کہ ایک تیز رفتور سو روپا بیس سال میں اسے طے کر سکتا ہے۔ یہ اس روز سے کھلا ہے، جس روز اللہ نے قلوب کو پیدا کیا تھا۔ اور اس دن اس کے ایک ملک کھلا رہے گا جس دن (قیامت سے قبل) سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ جو شخص اس توبہ کرتا ہے، اس کی توبہ اس میں داخل ہو جاتی ہے۔

حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ نے یہ کہتے ہوئے کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ ﷺ سے پوچھا یہ کجی توبہ (توبۃ النصوح) کیا ہے؟ فرمایا گناہگار اپنے گناہ پر شرمندہ ہو، اللہ سے معافی پا لے۔ مہمہ کرے کہ آئندہ یہ گناہ نہیں کرے گا۔

توبہ کا دروازہ بند ہونے کے بعد کسی کی توبہ

اسلام قبول کرنا یا ایمان لانا قبول نہ ہوگا

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا جس دن سورج اور چاند اس دروازہ کے اندر غروب ہوں گے اس کے بعد دروازہ اس کے وہ خوب بند ہو جائے گا جس کے وہ یہ دروازہ بند ہو جائے گا۔ اس کے بعد کسی کی توبہ قبول نہ ہوگی (لیکن ان کو توبہ کی نیکیاں قبول کی جاتی ہیں کی، جو اس دور کے بند ہونے سے پہلے ایمان کی بات میں تھیں۔ یہ رہے ہوں گے) نہ اس کے بعد کسی کا اسلام قبول کرنا اور یہاں تک کہ یہاں تک جیسے کہ قرآن کریم میں اللہ نے ارشاد فرمایا ہے۔

مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَتَحْنَا لَهُ ابْوَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمَّا نَحْنُ امْسُ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَفَتْ فِى اِيْمَانِهَا حَبْرًا
 (۵۸-م)

ترجمہ جس دن تیرے رب کی مجلس نکلیا (آثار قیامت ص ۳۸) یا میں
کی کسی (فصل) لوگوں کا ایمان مانا فائدہ دے گا یا جس سے (ن ۳۴)
قیامت سے) پہلے ایمان کی حالت میں کوئی بھلا کام نہ کیا ہوگا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود ؓ فرماتے ہیں ”توبۃ الصوح“ (جی توبہ) یہ ہے کہ توبہ
کر کے پھر وہ گناہ نہ کیا جائے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود ؓ فرماتے ہیں توبہ کا اردو ترجمہ جب تک کھڑے رہے گا
فصل کی توبہ قبول ہوتی رہے گی، سوائے اس قسم افراد کے۔

(۱) اٹھیں، جو کافروں کا سرفروہ ہے۔

(۲) قاتل ابن آدم، جس نے انسانی قتل کی بنیاد ڈالی۔

(۳) اور وہ شخص جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہو (بنی اسرائیل میں ایسا ہوگا کثرت سے یہ

اس کے بعد فرمایا توبہ کرنے والوں کے لیے مغرب کی جانب تادسیع وخریش (

چوڑا) دروازہ کھلا ہوا ہے (جس کے درمیانی فاصلہ کو ایک تیز رفتار سوار چالیس سو سال میں

کر سکتا ہے) اور اس وقت تک کھلا ہے، جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہونے لگے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”توبہ فضل میں ہے“

(لنگی سوئی) ہے اور ان رات یہ اعلان کرتی رہتی ہے جو مجھے اختیار کرے گا اسے۔

نہیں ہوگا۔ اس کی طرف سے یہ اعلان اس وقت تک ہوتا رہے گا، جب تک سورج مغرب

سے طلوع نہیں ہوگا۔ جس دن سورج مغرب سے طلوع ہو، اسے فضل سے ہٹا دیا جائے گا۔

اس حدیث میں دو توبہ پر آمادہ کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی یہ حدیث بھی دلیل ہے۔

کہ وہ جب بھی توبہ کرے گا قبول کر لی جائے گی۔ اور قرآن کریم میں اللہ نے اس

توبہ کی طرف رغبت کیا ہے۔

تُؤْتُوا إِلَى اللَّهِ حُنِيئًا يُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَنَ اللَّهُ الَّذِينَ

ترجمہ سے مسلمانوں اتم سب ہی اللہ کے حضور (سامنے) توبہ کر دیتا کہ تمہیں

کامیابی نصیب ہو۔

کیونکہ توبہ ہر بھلائی کی چابی ہے اور مومن کی کامیابی بھی توبہ ہی میں ہے۔

دوسری آیت میں اللہ اس طرح توبہ کی طرف بلاتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا
ترجمہ اے اہل ایمان اللہ کے سامنے جی توبہ کرو۔
پھر فرماتا ہے۔

عَسَىٰ وَرُبَّمَا أَنْ يُكْفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ
تحتها الأنهارُ (توبہ ۷)

ترجمہ (اس طرح) امید ہے تمہارا رب تمہارے گناہ معاف کرے۔ اور تمہیں
ایسی جنتوں میں پہنچا دے، جن میں نہریں جاری ہیں۔

یعنی موت کے بعد (آخرت میں) تمہیں وہ جنتیں عطا کرے گا، جن کی عمارتوں اور پل
منازل (دراشت گاہوں) اور درختوں سے نیچے سے نہریں جاری ہیں۔

توبہ کرنے والوں کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا ذَنْبًا وَاطْمَأَنَّنُوا إِلَى اللَّهِ ذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَضَعُوا
لِلَّهِ لَدُنْهُمْ وَيَكْفُرُوا بِالذُّنُوبِ الَّتِي كَانُوا يَعْمَلُونَ
وَهُمْ يَخْشَوْنَ اللَّهَ عَظِيمًا (آل عمران ۱۳۵)

ترجمہ اور وہ لوگ جب کوئی بڑا یا چھوٹا گناہ کر بیٹھتے ہیں، فوراً انہیں اللہ یاد آتا

ہے اور وہ اللہ سے اپنے گناہوں پر معافی مانگتے ہیں (کیونکہ انہیں یقین ہوتا

ہے) اللہ کے عطا کردہ کوئی گناہوں کا خشے والا نہیں ہے۔ وہ اپنے سے (گناہ) پر

معاف نہیں کرتے (گناہ پر جتن نہیں رہتے) کیونکہ انہیں معلوم ہے (کہ گناہ

معاذ گناہ ہے، جسے اللہ سے بخشوانا ضروری ہے)۔

حضرت سعید ابن ابی بردہ اپنے والد کے واسطے سے روایت کرتے ہیں نبی

ﷺ نے فرمایا ”میں اللہ سے اس میں سحر جہ توبہ واستغفار کرتا ہوں۔“

ایسی روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ”لوگو! اللہ سے توبہ کرتے رہو۔ (دیعو)

میں اس سن میں اس میں سحر جہ توبہ واستغفار کرتا ہوں۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ دن میں سحر جہ توبہ واستغفار کرتے تھے، جن سے اللہ

سے کلمہ پڑھتا رہتا رہتا معاف کر دیتے تھے تو پھر وہ اسان جس کو معلوم نہیں کہ اس کی

توبہ کی کیا حالت ہے۔ وہ یوں کہ اللہ سے توبہ واستغفار کرے۔ اسے تو چاہیے کہ ہر وقت اللہ

سے توبہ و استغفار کا ہے۔

بل یوبد لا انسان لفسح امره (توبہ: ۵)

”خدا انسان کو (اللہ) کے سامنے بھی نہ رستہ میں رستہ میں جتا رہتا ہے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کے بارے میں کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ (انسان) مروت نہ پر آتا اور نہ ہی توبہ میں تاخیر کرتا رہتا ہے اور جتا رہتا ہے۔ میں بس اب توبہ کر لوں گا۔ یہ کہتے کہتے آخر موت آجاتی ہے اور سارے کاموں کا پوچھ لے کر قبر میں چلا جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”مومنوں کو پاک ہو گئے۔“ ”مومن“ کے معنی ہیں وہ شخص جو کھتا رہتا ہے ”سوف اثوب“ میں توبہ (مندی) توبہ کر لوں گا۔

خدا انسان کو چاہیے کہ وہ ہم گمراہی اللہ سے توبہ کرتا رہے، تاکہ موت آئے تو وہ توبہ کرے گا۔ اس سے پاک ہو چکا ہو، کیونکہ اللہ کا فرمان ہے۔

و هو الذي يقبل التوبة عن عباده ويعفو عن السيئات (الشوری: ۴۰)

وہ (خدا) ہے بندوں کی توبہ قبول کرتا رہتا ہے اور ان کی خطا میں معاف کر دیتا ہے۔

توبہ یہ ہے کہ انسان اپنے اس میں گناہ پر توبہ کرے اور رمان سے استغفار کرے اور آئندہ کے لیے عہد کرے کہ وہ یہ گناہ کبھی نہیں کرے گا۔

حضرت عید بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جو شخص توبہ کرتا ہے وہ پناہ پاتا ہے، اس کے توبہ سے معاف ہو جاتا ہے، خواہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ دعا استغفر اللہ لعظیم لدی لا الہ الا هو الحي القيوم واثوب اللہ۔ (معانی چوتھا) میں اس خدا سے برتر نہ ہوں۔ دعا دوونی معبود نہیں۔ جو ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ رہتا رہے گا۔ وہی تمام مخلوق کی مدد کو توبہ کرتا رہتا ہے۔ اور اس سے سامنے (اپنے گناہوں) سے توبہ کرتا ہوں۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو قرار دے کر رحمت سے نوازا، اس نے مہلت مانگی۔ اللہ نے مہلت دے دی۔ ایمان والے نے کہا (اے اللہ!) ہم نے مہلت اور تجھے تعالیٰ کی قسم میں تیرے بعد۔ (انسان) کے پیچھے سے اس وقت تک کہ

میں آؤں گا، جب تک کہ اس کی جان نہ کھل جائے۔

اللہ نے فرمایا ”مجھے بھی اپنی عزت اور اپنے جلال کی قسم! میں بھی اس کے آخری رشتہ تک اس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں کروں گا۔“

اللہ کا کرم اور اس کی مہربانی دیکھئے، وہ گناہگار انسان کو بھی مومن جیسے پیار سے غلط سے خطاب فرماتا ہے۔

توبوا إلى الله جميعاً أيها المؤمنون لعلكم تفلحون (۲۴۰-۲۴۱)

”مومنو! تم سب (ایک جا جمع ہو کر) توبہ کرو تاکہ تمہیں کامیابی نصیب ہو۔“

و توبہ کے بعد اللہ اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔

ان الله يحب التوابين ويحب المتطهرين (البقرہ: ۲۲۲)

لہذا توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

توبہ سے گناہ ختم ہو جاتا ہے

تفسیر کا ارشاد ہے ”انسان من الذنب لمن لا ذنب له“ گناہ سے توبہ کرنے والا

توبہ کے بعد اس طرح گناہ سے پاک ہو جاتا ہے، جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مدنی ہے ایک شخص نے ان سے عرض کیا مجھ سے گناہ ہو گیا

تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا توبہ کر لے۔ اس نے کہا توبہ کی تھی، مگر پھر گناہ

ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا پھر توبہ کر لے اور عہد کر کہ آئندہ یہ گناہ نہیں کروں گا۔ اس نے

دعا یا اللہ تک اس طرح کرتا رہوں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا شیطان کے قید ہونے تک۔

تو شیطان تیرے پیچھے چھوڑا ہے۔

انما التوبة على الله للذين يعملون السوء بجهالة ثم يتوبون من قبل ان ياتهم

بما كانوا يعملون (النساء: ۱۷)

”اللہ تعالیٰ کی توبہ قبول کرتا ہے، جو نادانگی میں گناہ کر بیٹھے ہیں اور (بہوش) اس پر عہد کر لیتے ہیں۔“

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جہالت سے مراد غیر ارادی طور پر گناہ ہو جاتا ہے اور قریب سے مراد موت سے پہلے تمام زندگی یعنی زندگی میں جب بھی توبہ کر لے گا، قریب ہی شکار ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "بندے سے گناہ ہو جاتا ہے اور پھر وہ اللہ سے کہتا ہے پروردگار! میں نے گناہ کیا ہے۔ یا آپ ﷺ نے فرمایا (مصلحت دینا) مجھ سے گناہ ہو گیا، تو مجھے معاف کر دے۔"

اللہ کہتا ہے "میرے بندے سے گناہ ہو گیا ہے، لیکن اسے معلوم ہے کہ اس کا رب گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور (چاہے تو) گرفت بھی کر لیتا ہے۔ میں نے اسے معاف کر دیا۔"

امامت محمدؐ کے لیے رعایت

یہ سب مہربانیاں حضور نبی کریم ﷺ کے احترام میں ہیں۔ ورنہ پہلی امت والوں کے ساتھ یہ معاملہ ہوتا تھا کہ اگر کسی نے کوئی گناہ کر لیا، اس کے لیے عدل چیز حرام کر دی جاتی تھی۔ اس کی پشت پناہی پر لکھ دیا جاتا تھا کہ فلاں ابن فلاں نے یہ گناہ کیا ہے۔ صبح اس کے گھر کے دروازہ پر اس گناہ کی تفصیل لکھی ہوئی ہوتی، جس سے وہ شخص تمام آبادی میں بدنام ہو جاتا تھا۔ لیکن امت محمدیہ کے واسطے نرمی لڑی گئی اور ارشاد ہوا۔

وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجْعِدِ اللَّهُ غُفْرَانًا لَّهِ (النساء ۱۰۰)

ترجمہ: اور جو شخص کوئی برائی کر بیٹھے یا اس سے کوئی گناہ ہو جائے، پھر وہ اللہ سے معافی چاہے تو اللہ کو معاف کرنے والی مہربان بنی پائے گا۔

لہذا ایک مسلمان کو پاپیے کہ وہ صبح و شام اللہ کے سامنے عاجزی و نیاز مندی کا ثبوت کرتے ہوئے توبہ کرتا رہے۔

پانچ وقت کی نماز سے گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں جو شخص (کم از کم) صبح و شام اپنے گناہوں سے توبہ کرے، وہ بہت بڑا مجرم (گناہگار) ہے۔ ورنہ ایک بندے کے لیے مناسب توبہ یہ ہے کہ ہر وقت توبہ کرتا رہے، اور پانچوں وقت کی نمازوں کی پابندی کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ سے پانچ وقت کی نماز کو سناہوں سے پاک ہونے کا درجہ بتایا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود ؓ روایت کرتے ہیں ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا حضور! میں مجھے ایک عورت ملی۔ میں اس سے بخل کیا ہو گیا۔

اس کا بوسہ لیا۔ اس کے جسم سے کھینٹا رہا۔ مگر میں نے اس سے جماع (مخصوص فعل) نہیں کیا۔ اس کی بات سن کر حضور ﷺ خاموش رہے۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَالَّذِينَ الْعُشْلُوةَ طَرَفِي الشَّهَادَةِ وَالَّذِينَ الْبَيْتِ الْاَلِ الْاَلِ الْحَسَاتِ يَنْهَضُ السَّبَاتِ
ذَلِكَ ذِكْرِي لِلذَّاكِرِينَ (ہود ۱۱۴)

ترجمہ: وہ جن کے دونوں کناروں اور رات کا کچھ حصہ گزارنے پر نذر کی پابندی رہے۔ نیکیاں برائیاں کو مٹا دیتی ہیں۔ یہ (اللہ) کو یاد رکھنے والوں کے لیے ایک نصیحت ہے۔

اس آیت میں نماز کے پانچوں وقت آگے ہیں۔ یعنی دن کے اوقات فجر، ظہر اور عصر، رات کے وقت، مغرب اور عشاء۔

حضور ﷺ نے سائل کو بلا کر فرمایا "ان پانچ اوقات کی نمازیں پابندی سے پڑھا کرو، تیرا گناہ معاف ہو جائے گا۔" حضرت عمر ؓ نے آپ ﷺ سے دریافت کیا یہ رعایت صرف ان شخص کے لیے ہے یا عام مسلمانوں کے لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ رعایت تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔"

نیک عمل جلد نیکو لیا جاتا ہے

برا عمل دیر سے لکھا جاتا ہے

حضرت حسن ؓ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: انسان کے اعمال (اس کے اعمال لکھے والے) دو فرشتے ہیں۔ ان میں ایک بائیں جانب والا فرشتہ ہے اور دوسرا دائیں جانب والا۔ جب انسان کوئی گناہ کرتا ہے، بائیں جانب والا فرشتہ دائیں جانب سے پوچھتا ہے کیا تم لوگوں میں میں بائیں جانب والا فرشتہ اسے روک دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی پانچ گناہیں گن لیتا ہے۔ دائیں جانب والا فرشتہ اب بھی اسے لکھنے سے منع کرتا ہے اور کہتا ہے اسے کوئی اچھا کام بھی کر لینے دے۔ یہاں تک کہ بائیں جانب والا فرشتہ اسے روک دیتا ہے۔ اس میں بائیں جانب والا فرشتہ بائیں جانب والے سے کہتا ہے: یہیں بتایا گیا تھا کہ یہ آدمی نیکیوں سے بھرپور ہے۔ (ایک کی جگہ اس) نہیں جانتے گا۔ تو ہم اس میں سے پانچ گناہیں (انسان) کے پانچ گناہوں کی جگہ لکھ کر گناہوں کو ختم دیتے ہیں اور نیکیوں

کے خانے میں پانچ نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ سے فرمایا یہ: ”کیونکہ شیطان بیچارہ ہے۔“ میں کہاں انسان پر قابو پاسکتا ہوں؟“

توبہ کرنے والوں کے گناہ اچھائیوں میں بدل جاتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں میں ایک شب حضور ﷺ سے پیچھے مشاعرہ نماز پڑھ کر مسجد سے نکلا۔ راستہ میں ایک نکاب پوش عورت گھڑی موٹی ملی۔ اس سے عورت سے مسئلہ پوچھا۔ اس کا سوال تھا میں رات کی مرتکب ہوئی ہوں، جس سے میرے دین و دھرم بھی متاثر ہو گیا ہے۔ اب میں توبہ کرنا چاہتی ہوں۔ کیا میری توبہ قبول ہوتی ہے؟

(ابو ہریرہ کہتے ہیں) میں نے اسے جواب دیا تو نے بہت بڑا آواز کیا اور ایسا کہ کونسل کر دیا۔ یہی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ یہ سن کر اس نے نیچے ماری اور بے ہوش ہوئی۔ میں نے دوسری صبح نماز فجر کے بعد آپ ﷺ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ وانا لہ راجعون۔ ابو ہریرہ تو نے بہت برائی کی تیرے سامنے یہ بات نہ تھی۔

وَلَذِينَ لَا يَذْعُرُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ أَنْفُسَ اللَّهِ حُرْمَ اللَّهِ
الْبَاطِلِ وَالْأَبْرَارِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُحْلَلْ فِيهِ مِنْهَا أَلَا مِنْ لَدُنْ وَأَمِنْ وَعَمَلٌ مِثْلَ الْقَالِينَ
فَأُولَئِكَ يَنْزِلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسْبُ وَكَانَ اللَّهُ عَفُورًا رَحِيمًا

(سورہ قلم: ۶۸-۷۰)

ترجمہ اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسری ہستی کو نہیں پارتے (شرک نہیں کرتے) نہ کسی شخص کو ناحق قتل کرتے ہیں اور نہ رونا رتے ہیں۔ (لیکن) جو ایسا کرے وہ گناہ میں پڑ گیا۔ ایسے لوگوں کو قیامت کے روز دو گنا عذاب ہوگا اور اس (عذاب) میں ہمیشہ دہشت کے ساتھ رہیں گے۔ مگر جس نے توبہ کر لی، ایمان لے آیا اور نیک عمل کرتا رہا ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ نیکیوں میں بدل دے گا۔ اور اللہ بہت معاف کرنے والا مہربان ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اسی وقت اس عورت کی تلاش میں نکلا۔ ”غزوات کے وقت“ عورت مجھ مل گئی۔ میں نے اسے بتایا یہی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ وہ خوشی سے چیخ مچی۔ اس خوشی میں اس نے اپنا باغ اس گناہ کے گھر میں خیرات کر دیا۔

انسان گناہ سے توبہ کر لے تو گناہ نیکی میں بدل جاتا ہے

ہی لم بیتے ہیں انسان جب گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے تو پچھلے سارے گناہ نیکیوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح کی ایک روایت منقول ہے۔ کہتے ہیں قیامت کے روز جب ایک ایسے انسان کو اس کا اعمال نامہ دیا جائے گا، وہ دیکھے گا، وہاں نامہ کے شروع میں گناہ لکھے ہیں اور آخر میں نیکیوں درج ہیں۔ لیکن جب دوبارہ پلٹ شروع سے دیکھنا شروع کرے گا تو وہاں بھی اسے نیکیاں ہی لکھی نظر آئیں گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت اسی طرح منقول ہے۔ توبہ کے بعد جب کسی شخص کے گناہ نیکیوں میں تبدیل ہوتے ہیں تو نہ توفیق عطا ہے اور نہ گناہ چھوڑ کر نیک اعمال کرنے لگتا ہے۔

برادر آپ کو معلوم ہونا چاہیے، کفر سے بڑا کوئی گناہ نہیں، لیکن اس کے لیے بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ لِلَّهِ كُفْرُوا أَنْ يُسْتَفْزَأَ يُغْفَرُ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ (سورہ نعل: ۳۸)

ترجمہ آپ ان کافروں سے کہیں اگر وہ کفر چھوڑ دیں، ان کی سب پچھلی خطائیں معاف کر دی جائیں گی۔

جب اللہ تعالیٰ کفر جیسے گناہ کو معاف کر سکتا ہے، دوسرے گناہوں کو تو وہ بدرجہ اولیٰ معاف کرے گا۔ بشرطیکہ انسان سچے دل سے اپنی بے گناہ زندگی سے تائب ہو کر اللہ کی اطاعت و عبادت کی طرف راغب ہو جائے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم میں سے کسی نے گناہ کیا، جس سے اسے آمان کے درمیان کا خدا پڑے ہو جائے اور پھر وہ توبہ کر لے، اللہ اس کے سارے گناہ معاف کر دے گا۔“

قیامت کے روز آدم علیہ السلام سے معذرت

حضرت زید رقاشی بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے منبر رسول پر فرمایا: تم سے خطاب کرتے ہوئے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے

اللہ کی بارگاہ میں آدم علیہ السلام تمام انسانوں سے باعزت ہیں۔ اللہ قیامت کے دن ان کے سامنے تین عذر پیش کرے گا

(۱) اگر میں مھوئے لوگوں پر اُخت نہ بھیج چکا ہوتا درجہ بڑے نزدیک بدترین جہنم نہ ہوتا اور اس پر میری یہ وعید نہ ہوتی وَاَكُنْ حَقِّي الْقَوْلُ مَنْ لِي لَأَغْلِبَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّاسِ الْخَاسِ الْخَمِصِ (الاحقہ ۱۳) میری (یہ) بات ایک نفل حقیقت ہے۔ میں لازمی طور پر جہنم کو جنوں اور انسانوں سے بھروں گا۔ میں تیری اولاد پر رحم کرتا۔

(۲) میں تیری اولاد میں سے صرف اسے جہنم میں بھیجوں گا، جس کے بارے میں پوری طرح جانتا ہوں کہ اگر اسے وہ بارہ زندگی اے کر دیاں، تو اسے جہنم میں بھیج دوں، تب ہم وہی نافرمانوں والی زندگی گزارے گا، اس سے باز نہیں آئے گا، نہ یہاں کے ہوتے و نہ وہ پر قائم رہے گا۔

(۳) آدم اٹھ تھوڑی سی والد اور اپنے درمیان "عقلم" (فیصلہ کرنے والا) بناتا ہوں۔ میزان کے پاس کھڑے ہو جاؤ وردیختے رہو، جس کی نیکیوں کا پلڑا تھوڑا سا بھی جھٹ گیا، میں اسے جنت میں داخل کر دوں گا۔ تمہیں خود معلوم ہو جائے گا، میں کسی کو بردستی و دشمنی میں نہیں ڈالتا۔ صرف اسے دوزخ میں ڈال جاتا ہے، جس کے دل میں ظلم و تشدد چھوڑ کر کسی بدعتی اور نیکی کا خیال تک نہ آیا ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ سے روایت کرتی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا "گناہ کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) شرک و گناہ جسے اللہ قطعاً معاف نہیں کرے گا۔
اللہ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَا فِيهَا (الاحقہ ۲۰)
اللہ اسے معاف نہیں کرے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے۔
بے شک جس نے اللہ کا شریک بنایا، اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا گناہ جہنم ہے۔

(۲) وہ گناہ جس کا شر بندہ کی اپنی ذات تک محدود ہے، اور اس کا علم صرف اللہ کو ہوتا ہے ایسے گناہ کو اللہ معاف کر دے گا۔

(۳) وہ گناہ جس کا تعلق حقوق العباد (بندوں کے حق) سے ہے، وہ اس وقت تک معاف نہیں کیا جائے گا، جب تک بندہ معاف نہ کر دے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن سب کے حقوق دلائے جائیں گے، حتیٰ کہ ایک بے سینگ بھینز کو بھی سینگوں والی بھینز سے اس کے علم، سینگ مارنے کا بدلہ دلا دیا جائے گا۔

بندہ بندے کے لیے ضروری ہے کہ آپس کی دشمنیاں ختم کر دیں اور کسی پر ظلم نہ کرے تو معاف کرالیں یا کوئی حق ہو تو اسے ادا کر دیں اور مظلوم کو راضی کر لیں۔ اللہ اپنا حق معاف کر دے گا، مگر کسی بندے کا جو حق کسی پر ہے، وہ استغفار سے نیکی معاف نہ ہوگا، جب تک صاحب حق معاف نہ کر دے۔

قیامت کے دن کا مفلس:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جانتے ہو میری امت کا مفلس کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم تو مفلس اسے کہتے ہیں، جس کے پاس اہل رحم و دینار (روپیہ پیسہ) نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا "قیامت کے دن میری امت کا وہ مفلس مفلس ہوگا، جس کے اعمال میں روزہ بھی ہوگا اور نماز بھی۔ مگر اس نے کسی کو (دینا) میں گالی دی ہوگی، کسی پر مھوٹی تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال غصب کیا ہوگا، کسی کا خون (گھون) کیا ہوگا، کسی کو ظلم مارا ہوگا۔ ایسے سب لوگ اپنا بدلہ لینے آئیں گے۔ ایسے سب تو اس کو اس کی نیکیاں دے کر بدلہ چکایا جائے گا۔ اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی مگر بدلہ لینے اسے بھی دینی ہوں گے۔ اب اس بدلہ مانگنے والوں کے گناہ اس کے کھاتے میں ڈال کر مردہ بنایا جائے گا۔ چنانچہ اس کے پاس گناہوں کے سوا کچھ نہ ہوگا اور جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔"

توبہ پر قائم رہنا توبہ کر لینے سے زیادہ مشکل ہے
نہ اللہ سے دعا کرتے ہیں وہ ہمیں توبہ کی توفیق دے اور اس توبہ پر ثابت قدم رہیں۔
توبہ پر قائم رہنا توبہ کر لینے سے زیادہ مشکل ہے۔

حضرت محمد اکبر میرین کہتے ہیں اچھا عمل کر رہے ہو تو اسے ترک نہ کرو۔ توبہ پر ثابت قدم رہنا اس کے لیے ضروری ہے کہ موت کا خیال دل میں رہے۔ جو دوزخ کے دراب

کے بارے میں سوچتا ہے، وہ گناہوں سے چاہتا ہے۔ آخرت میں ثواب پانے کے لیے اچھے عمل کرنا ضروری ہے۔

چھ باتیں حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں کی کچھ باتیں بتائیں۔ فرمایا اس کی یہ چھ باتیں یاد رکھو۔

(۱) تعجب ہے دوزخ پر یقین رکھنے والا دنیا میں کس طرح ہنستا رہتا ہے۔

(۲) تعجب ہے جسے موت کا یقین ہے وہ کیسے خوشیاں مناتا ہے۔

(۳) تعجب ہے یوم حساب (قیامت) کو برحق ماننے والا گناہ پر کیسے آمادہ ہو جاتا ہے۔

(۴) تعجب ہے تقدیر پر یقین رکھنے والا مایوس کیوں ہوتا ہے۔

(۵) تعجب ہے دنیا کی بے ثباتی کو دیکھتے ہوئے لوگ مطمئن رہتے ہیں۔

(۶) تعجب ہے جنت کو ماننے والے اچھے اعمال کیوں نہیں کرتے۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں)

نیک آدمی کی بات کا اثر

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ ایک مرتبہ کوفہ کی ایک قریبی بستی سے گزر رہے تھے۔ دیکھ کر ایک جگہ بہت سے لالہ لالی نوجوان جمع ہیں اور ان کے درمیان ایک شخص عود (ایک بچہ) لے کر بڑی خوش الحانی سے گارہا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے اس کی آواز سن کر فرمایا: "کاش اس آواز میں قرآن پڑھا جاتا" اور آگے بڑھ گئے۔ گویے نے یہ آواز سن لوگوں سے پوچھا یہ کون تھے؟ بتایا گیا کہ مشہور صحابی عبداللہ ابن مسعودؓ تھے۔ گویا سب کچھ جہاں چھاڑ ان کے پیچھے بھاگا اور سامنے پہنچ کر رونے لگا اور گانے بجانے کے دھندے سے قہقہہ کر لی۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے اسے گلے لگالیا۔ اس نے ان سے قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کی۔ بعد میں یہ شخص اپنے وقت کے امام کہلائے اور امام زائدان کے نام سے مشہور ہوئے۔ انھوں نے بہت سی احادیث عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت کی ہیں۔

ایک فاحشہ عورت کی توبہ

حکایت مشہور ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک حسین وجمیل طوائف تھی۔ اس کا دروازہ وقت بوقت کھلا رہتا اور دروازے کے بالکل سامنے ایک مریض تخت پر بیٹھی رہتی۔ جو بھی دروازہ

نے گزرتا، اس کی نظر اس پر پڑتی اور حیرت سے ٹکٹا رہ جاتا۔ اگر کوئی اس سے ملتا چلتا، دروازے پر بیٹھے اس کے ملازم دس دینار فیس لے کر اسے اندر پہنچا دیتے۔ ایک عابد نے گزرا۔ اس کی نظر بھی اس پر پڑ گئی۔ اس کے حسن وجمال نے اس سیدھے سادھے عابد کو بھی مسحور کر دیا۔ بہت ضبط کیا، مگر کسی طرح اسے قرار نہ آیا۔ آخر اس نے اپنا کبیل بچ کر اس دینار حاصل کئے اور اس سے ملاقات کے لیے پہنچ گیا۔ دروازے پر بیٹھے ہوئے ملازم کو دس دینار دے کر اندر چلا گیا۔ اس کے پاس بیٹھے بات چیت کرتا رہا۔ جب اس سے بے تکلف ہونے کی کوشش کی، فورا عابد کے دل میں خیال آیا "اللہ دیکھ رہا ہے۔ اگر میں اس وقت اس گناہ میں ملوث ہو گیا، میری عمر بھی کی عبادت ضائع ہو جائے گی۔ یہ سوچ کر اس پر ایسی شرمندگی طاری ہوئی کہ رنگ پیلا پڑ گیا۔ اس عورت نے اس سے پوچھا کیا بات ہے؟ بولے مجھے اللہ سے ڈر لگ رہا ہے۔ میں جارہا ہوں اور جو رقم میں نے تجھے دی ہے، وہ بھی تجھے معاف کرتا ہوں۔ اس عورت نے پوچھا تم نے کبھی ایسا کام نہیں کیا؟ انھوں نے جواب دیا نہیں۔ عورت نے کہا: اچھا جاسکتے ہو، مگر اپنا نام دیتے بتاتے جاؤ۔ انھوں نے اسے اپنے پتہ بتا دیا اور فورا وہاں سے نکل آئے۔ عورت پر اس بات کا بڑا اثر ہوا۔ اس نے سوچا: یہ شخص سبلی مرتبہ ایک گناہ کرنے پر آمادہ ہوا تھا، مگر اللہ کے خوف نے اسے گناہ سے بچالیا۔ اور میں اتنے عرصے سے یہ گناہ کر رہی ہوں، کیا مجھے اللہ نہیں دیکھ رہا؟ مجھے بھی اس سے ڈرنا چاہیے۔ یہ سوچتے ہی اس نے دروازہ بند کر دیا، شریف لوگوں کی طرح شریفانہ لباس پہنا اور اللہ کی عبادت میں مصروف ہو گئی۔ آخر ایک دن یہ سوچ کر کہ مجھے بھی شریف عورتوں کی طرح شریفانہ زندگی گزارنی چاہیے، اس عابد کی تلاش میں اس کے دیئے ہوئے پتہ پر پہنچ گئی۔ عابد نے جب اسے دیکھا، وہ ایک نیچے مار کر بے ہوش ہو گئے اور اسی حالت میں ان کی موت ہوئی۔ ان کے کفن ودفن کے بعد عورت نے ان کے رشتہ داروں کا پتہ کیا۔ عابد کے وارثوں میں ان کے ایک بھائی تھے، مگر بہت غریب۔ عورت نے ان سے نکاح کر لیا۔ ان کے ہاں سات بیٹے پیدا ہوئے، جو سب کے سب بنی اسرائیل کے نبیوں میں شمار ہوئے۔

والدین کے حقوق

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: جس مسلمان کے والدین موجود ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے، اللہ اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھول دیتا ہے۔ اور اگر والدین میں سے کوئی ناراض ہو تو اللہ بھی اس سے ناراض ہو جاتا ہے، اور اس وقت تک ناراض رہتا ہے، جب تک وہ اپنے والدین کو راضی نہ کر لے۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ ایسے شخص کے واسطے جہنم کے دو دروازے کھول دیتا ہے۔ اگر والدین میں کوئی ایک (والد یا والدہ) ناراض ہے تو جہنم کا ایک دروازہ اس کے لیے کھولا جاتا ہے۔

ایک نبی کو والدین کی خدمت کرنے کا حکم

حضرت عطاء کہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے عرض کیا: مجھے نصیحت فرمائیں۔ اللہ نے حکم فرمایا: میری اطاعت کا حق ادا کر۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کوئی اور حکم؟ فرمایا اپنی ماں کی خدمت کر۔ عرض کیا کوئی اور حکم؟ فرمایا اپنی ماں کی خدمت کر۔ عرض کیا کوئی اور حکم؟ فرمایا اپنے باپ کی خدمت کر۔

والدین کی خدمت بھی جہاد ہے

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے درخواست کی میں جہاد میں شریک ہونا چاہتا ہوں۔

آپ ﷺ نے اس سے دریافت کیا "تیرے والدین زندہ ہیں؟" اس شخص نے جواب دیا ہاں۔

فرمایا "ان کی خدمت کر، یہی تیرا جہاد ہے۔"

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ والدین کی خدمت کرنا جہاد سے بھی بہتر ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے اس شخص کو جہاد میں شریک ہونے کی بجائے والدین کی خدمت کا حکم فرمایا تھا۔ اسی لیے بعض فقہاء کہتے ہیں: والدین کی اجازت کے بغیر جہاد میں شرکت ناجائز ہے۔ لیکن خلیفہ وقت کی طرف سے اگر عام جہاد کا حکم ہو جائے تو ہر صحت مند شخص پر جہاد فرض ہو جاتا ہے۔

والدین میں سے خدمت کا کون زیادہ حقدار ہے

حضرت بنہز ابن حکیمؒ اپنے والد اور دادا کے واسطے سے روایت کرتے ہیں: وہ (دادا) کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا خدمت کا کون زیادہ مستحق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تیری ماں۔"

میں نے عرض کیا اس کے بعد؟

فرمایا "تیری ماں۔"

میں نے عرض کیا اس کے بعد؟

فرمایا "تیری ماں۔"

میں نے عرض کیا اس کے بعد؟

فرمایا "تیرا باپ۔ اور اس کے بعد درجہ بدرجہ تمام رشتہ دار۔"

حضرت زید ابن علیؒ اپنے والد اور دادا کے واسطے سے روایت کرتے ہیں وہ (دادا) کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اگر اللہ کے علم میں والدین سے ناراضگی کے اظہار سے "اف" سے بھی کم تر درجہ کا کوئی لفظ ہوتا تو اس کے استہلال (کہنے) سے بھی منع کیا جاتا۔ والدین کا نافرمان کتنے ہی (نیک) عمل کر لے، وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ ان طرح والدین کا فرمانبرداری کوئی بھی (برا) عمل کر لے، وہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔"

"والدین کی عزت اور ان کا احترام ایسی شے ہے کہ اگر اللہ اپنی کتاب (قرآن کریم) میں اس کا حکم نہ بھی دیتا، تب بھی عقل کی زد سے یہ بات سمجھ میں آ جاتی کہ ان کی عزت و احترام کرنا ضروری ہے اور ہر شخص کو اپنے والدین کا احترام کرنا چاہیے۔ اب جبکہ اللہ نے

اپنی تمام کتابوں، توریت، زبور، انجیل اور قرآن میں ان کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا، قدم غیوں کو وحی کے ذریعہ والدین کی عزت کرنے اور ان کے حقوق کا یاد رکھنے کا خاص طور پر حکم دیا ہے، اپنی رضا کو والدین کی رضا کے ساتھ اور اپنی ناراضگی کو والدین کی ناراضگی سے مشروط کر دیا ہے تو کیوں نہ ہم والدین کو خوش رکھ کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں۔

تین عمل اس وقت تک نامقبول ہیں، جب تک اس کے ساتھ والے تین عمل نہ کئے جائیں

تین عمل اس وقت تک قبول نہیں کئے جائیں گے، جب تک ان کے ساتھ والے تین عمل نہ کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

(۱) **وَأَطِيعُوا الصُّلُوٰةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ** (البقرہ: ۴۳) نذر کی پابندی کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اگر کوئی شخص نماز پڑھتا ہے اور (اگر اس پر فرض ہے) زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، اس کی نذر بھی قبول نہیں ہوگی۔

(۲) **وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُوْلَ** (المائدہ: ۹۲) اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی بات مانو۔ جو شخص اللہ کی اطاعت کا دعویدار ہے، مگر رسول ﷺ کی اطاعت نہیں کرتا، اس کا اللہ کی اطاعت کا دعویٰ بھی منظور نہیں۔

(۳) **إِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ** (النہل: ۱۳) میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا احسان مانو۔ والدین کو خوش رکھے بغیر اللہ کا شکر بھی قبول نہیں ہوگا۔ اس کی دلیل یہ حدیث ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "أَنَّ لُغَةَ الْوَالِدَيْنِ تَبْرُ" والدین کی ناراضگی (اولاد کو) ہرگز کر دیتی ہے۔

جس نے والدین کو راضی رکھا، اس نے اپنے خالق (اللہ) کو راضی کر لیا اور جس نے والدین کو ناراض کر دیا، اس نے اللہ کو ناراض کر دیا۔

والدین کی نافرمانی دوزخ میں لے جائے گی

جس کے والدین زندہ ہوں یا ان میں سے کوئی ایک زندہ ہو، اور اولاد اس کی خدمت نہ کرے، وہ دوزخ میں گیا اور اللہ نے بھی اسے دھتکار دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ سے ایک شخص نے دریافت کیا

یٰ لَا عَمَالَ الْفُصْلٰی؟ (کونسا عمل سب سے اچھا ہے؟)

آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: "وقت پر نماز داکرنا۔ اس کے بعد والدین کی خدمت، اس کے بعد جہاد فی سبیل اللہ۔"

حضرت فرقہ بنی کہتے ہیں میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے والدین کے سامنے ان کی اجازت کے بغیر بولنا مناسب نہیں۔ اس کے سامنے، دائیں بائیں بے ادبی سے نہ جییں۔ ہمیشہ ان کے پیچھے غلاموں کی طرح چلیں۔

والدین کی تھوڑی سی خدمت پر بھی بڑا اجر و ثواب ہے

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا میری ماں بہت بوڑھی ہو گئی ہیں۔ میں انہیں اپنے ہاتھ سے کھانا کھاتا ہوں، پانی پاتا ہوں، وضو کراتا ہوں۔ کہیں جانا ہو تو انہیں اپنے کندھے پر بٹھا کر لے جاتا ہوں۔ کیا میں نے اس کی خدمت کا حق ادا کر دیا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: "تو نے سو میں سے ایک حصہ ادا کیا ہے۔ لیکن تو اچھا کرتا ہے، لہٰذا تجھے اس تھوڑی سی خدمت پر بھی بڑی جزا (ثواب) دے گا۔"

حضرت عروہ کہتے ہیں علم و دانش کی کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے۔

(۱) والدین کی نافرمانی کرنے والے پر اللہ کی لعنت۔

(۲) لوگوں کے عام راستے میں رکاوٹ کھڑی کرنے والے پر اللہ کی لعنت۔

(۳) اندھے دلی کو غلط راہ پر ڈالنے والے اور لوگوں کو راستہ سے ہٹانے والے پر اللہ کی لعنت۔

(۴) قصہ بغیر اسم اللہ پڑھے ذبح کرنے والے پر لعنت۔

(۵) کسی کا حق مارنے والے پر اللہ کی لعنت۔

والدین کو گالی دینا: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین کو گالی دے۔"

میں ہر نبی اللہ عنہم نے دریافت کیا حضور! اپنے والدین کو کس طرح گالی دی جاسکتی ہے؟

فرمایا: "وہ اس طرح کہ ایک شخص کسی کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے، دوسرا شخص پلٹ کر اس کے باپ اور ماں کو گالی دیتا ہے۔"

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے وقت عقرب نامی

ایک نوجوان تھا۔ سخت محنت تھا۔ محنت مزدوری کر کے جو کما تا، اس میں سے جی کھول کر صدقہ بھی کرتا تھا۔ وہ بیمار ہوا اور بیماری کی شدت نے اسے موت کے قریب پہنچا دیا۔ آخری وقت آیا تو اس کی زبان بند ہو گئی اور کلمہ پڑھنا مشکل ہو گیا۔ اس کی بیوی نے حضور اکرم ﷺ کو بتایا۔ حلقہ کا آخری وقت ہے، مگر نہ اس کی زبان پر کلمہ آتا ہے نہ اس کا دم نکلتا ہے۔

آپ ﷺ نے حضرات بدل، علی، سلمان اور عمار رضی اللہ عنہم کو بھیجا کہ دیکھ کر آؤ، حلقہ کا کیا حال ہے۔ یہ حضرات گئے اور کوشش کی کہ حلقہ کی زبان سے کلمہ ادا ہو جائے، مگر ناکام رہے۔ آخر انھوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بھیج کر حضور ﷺ کو حالات سے آگاہ کیا۔ آپ نے معلوم کرایا کہ اس کے والدین زندہ ہیں یا نہیں؟ معلوم ہوا کہ ماں زندہ ہے۔ آپ نے اس کی ماں کو بلایا۔ معلوم ہوا وہ اپنے بیٹے (حلقہ) سے ناراض ہے اور اس بات پر ناراض ہے کہ بیٹا ماں کے مقابلہ میں بیوی کی بات کو ترجیح دیتا اور مانتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ماں کی ناراضگی کی وجہ سے اس سے آخری وقت میں کلمہ نہیں پڑھا رہا۔ آخر حضور ﷺ نے ماں کی بیٹے سے ناراضگی ختم کرائی، تب اس کی زبان کھلی اور اس نے آخری وقت میں کلمہ پڑھ لیا۔

حضور ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کے بعد اس کی قبر کے پاس کھڑے۔ لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "جس نے اپنی ماں کو ناراض کر کے بیوی کی بات مانی اور بیوی کو اپنی ماں پر ترجیح دی، اس پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔ اس کی فرض عبادت قبول ہوتی ہے نہ نفل عبادت اسے کچھ فائدہ دے سکتی ہے۔"

قرآن کریم میں اللہ کا حکم

والدین سے حسن سلوک کا برتاؤ رکھو

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِنَّكَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ لَكَبِيرٌ ۚ أَحْلَهُمَا أَوْ كَلَاحْمَهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا آفٌ وَلَا تُهْزِمْهُمَا وَفِي لُحْمِهِمَا قَوْلٌ لَّا كَرِيمٌ ۚ وَأَخْفِضْ لَهُمَا حَاحَ الدُّلِّ مِنَ الرِّحْمَةِ ۚ وَفِي زُبِّنِ أَحْمَهُمَا كَمَا رِيَانِي صَبُورًا ۚ

(نہی اسرائیل۔ ۲۳)

ترجمہ: تیرے رب نے یہ اہل فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ

کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک (کا رویہ) رکھو۔ اگر تیرے سامنے وہ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں (ان میں سے کوئی) ایک یا دونوں، تو ان سے نامواری لہجے میں بات نہ کرو، نہ ان سے سخت کلامی کرو (بالکے) ان سے نرم لہجے میں گفتگو کرو۔ (ان کی خدمت کے لیے نیاز مندی سے) اپنے بازو پھیلائے رکھو اور ان سے مہربانی سے پیش آؤ۔ اور (یہ دعا کرو) اے پروردگار! ان پر مہربان رہ، جس طرح یہ میرے بچپن میں مجھ پر مہربان رہے ہیں۔

اولاد کو والدین کا احسان مند بن کر رہنا چاہیے

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ الْيُ الْغَفِيرِ ۚ

(النہل۔ ۱۴)

ترجمہ: (اے انسان!) تو میرا شکر ادا کر اور اپنے والدین کا احسان مند بن کر رہ۔ تمہیں بوٹ کر میرے پاس ہی آنا ہے۔

اللہ کا شکر یہ ہے کہ اس کی فرض کردہ پانچ وقت کی نماز پابندی سے ادا کی جائے۔ اور والدین کے شکر یہ اور احسان مند ہونے کا حق اس طرح ادا کیا جاسکتا ہے کہ ان کے واسطے دس میں پانچ مرتبہ دعا کی جائے۔

والدین سے صرف زبانی ہمدردی کافی نہیں؛ بلکہ غلوں دل سے ان کی خدمت کرنا، اللہ کی طرف سے عائد کردہ ایک فرض ہے، جس کا ادا کرنا ضروری ہے۔ اور اللہ سے کسی کے دل کی حالت پوشیدہ نہیں ہے۔

رَبُّكُمْ أَغْلَمُ بِمَا فِیْ نُفُوسِكُمْ إِنِ تَكُونُوا صَالِحِينَ فَإِنَّكَ كَانَ لِّإِلَٰهِكُمْ غَفُورًا ۚ

(نہی اسرائیل۔ ۲۵)

ترجمہ: تمہارا رب تمہارے دلوں کی حالت کو اچھی طرح جانتا ہے۔ اگر تم نیک اور سعادت مند ہو (اور تم سے والدین کی خدمت میں کوئی بھول چوک ہو گئی ہے) تو یہ کر لو (وہ تو یہ کرنے والوں پر مہربان ہے) وہ معاف کر دے گا۔

اولاد پر والدین کے دس حقوق

اس آیت کا مطلب بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اولاد پر والدین کے

یہ دل حق ہیں:-

(۱) کھانے کے وقت پر انھیں کھانا کھلائے۔

(۲) ان کے لباس کا خیال رکھے۔

(۳) انھیں کوئی ضرورت ہو تو وہ پوری کی جائے۔

(۴) وہ ہارنیں تو فوز ان کے پاس حاضر ہو۔

(۵) جو حکم دیں اسے پورا کرے (بشرطیکہ اس میں اللہ کی نافرمانی نہ ہوتی ہو)۔

(۶) ان سے نرم لہجے میں بات کرے۔

(۷) ان کو ان کا نام لے کر مخاطب نہ کرے، بلکہ ادب و احترام سے رشتہ کا لحاظ رکھے۔

(۸) راستے میں ان سے آگے نہ چلے۔ گھر میں ان کے سامنے بے ادبی سے نہ پھرتا رہے۔

(۹) جو چیز اپنے واسطے پسند نہ ہو، وہ انھیں نہ دے۔

(۱۰) ان کے لیے دعائے مغفرت کرتا رہے۔

بڑے بڑے نبیوں نے بھی اپنے والدین کے لیے دعائے مغفرت کی ہے:-

حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کی

رب غفر لی و لوالدی (نوح-۱۸)

پروردگار! میری اور میرے والدین کی بخشش فرما دے۔

حضرت یرہیم علیہ السلام نے یہ دعا کی

ربنا اغفر لی و لوالدی و للمؤمنین یوم یقوم الحساب (یرہیم-۴۷)

اے ہمارے پروردگار! جس دن حساب لیا جائے (قیامت کے دن) میری،

میرے والدین اور تمام مومنوں (مسلمانوں) کی بخشش فرما دیں۔

جو شخص والدین کے لیے دعا نہیں کرتا

اس کی زندگی تلخ ہو جاتی ہے

بعض مسیحی پادری اللہ عنہم سے منقول ہے، وہ فرماتے ہیں جو شخص اپنے والدین کے

لیے دعائے مغفرت نہیں کرتا، اس کی روزی تنگ ہو جاتی ہے۔ اسے زندگی میں مشکلات

پیش آتی رہتی ہیں۔

والدین کی وفات کے بعد انھیں خوش رکھنے کا طریقہ

اگر والدین وفات پا چکے ہوں تو کس طرح انھیں خوش کیا جائے؟ انھیں خوش کرنے کا طریقہ یہ ہے:-

(۱) اولاد نیک بن کر زندگی گزارے، کیونکہ والدین کی سب سے بڑی خواہش یہ ہوتی ہے کہ ان کی اولاد نیک ہو۔

(۲) والدین کے رشتہ داروں اور ان کے دوست احباب سے اچھا برتاؤ رکھے۔

(۳) والدین کے واسطے دعائے مغفرت کرتا رہے اور ان کی طرف سے صدقہ و خیرات کرتا رہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "انسان کی موت کے ساتھ اس کے اعمال کا سلسلہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ مگر تین چیزوں کا ثواب اسے موت کے بعد بھی ملتا رہتا ہے:-

(۱) صدقہ جاریہ زندگی میں کوئی یہ کام کر جائے کہ عام لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں۔

(۲) کوئی ایسا عملی کام کر جائے، جو عام لوگوں کی رسائی (پہنچ) میں ہو اور وہ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

(۳) نیک ورد ہو، جو اس کے لیے دعائے مغفرت کرتی رہے اور ممکن ہو تو اس کی طرف سے صدقہ و خیرات بھی کر دیا کرے۔"

ایک روایت میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جن لوگوں سے تیرے والد کا تعلق تھا، اسے منقطع نہ کر (نہ توڑ)۔ اس سے تیری عزت ختم ہو جائے گی۔ تیری دوستی ان کے لیے تیرے والد کی دوستی ہی کی طرح ہے۔"

ایک روایت ہے نبی سلمہ (ایک قبیلہ کا نام) کا ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے پوچھا میرے والدین فوت ہو چکے ہیں، کیا میں اب بھی ان کی کوئی خدمت کر سکتا ہوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں۔ ان کے واسطے دعائے مغفرت کرتا رہو۔ انھوں نے کسی سے اپنی وعدہ کیا ہو، اسے پورا کر۔ ان کے دوستوں کی عزت کر۔ ان کی رشتہ داریوں کا لحاظ رکھو، کیونکہ وہ انھیں کے تعلق سے قائم رہ سکتی ہیں۔"

والد پر اولاد کا حق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: والد پر اولاد کے تین حق ہیں۔

(۱) بچہ پیدا ہو تو اس کا اچھا نام رکھے۔ (۲) ہوشیار ہو تو اسے قرآن کی تعلیم دلاے۔ (۳) بالغ ہونے پر اس کی شادی کر دے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص اپنے لڑکے کو لے کر آیا اور شکایت کی یہ مافرمایں ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لڑکے سے کہا: تجھے اللہ سے خوف نہیں آتا والد کی مافرمائی کرتے ہوئے۔ تیرے لیے ضروری ہے کہ والد کا حکم مانے اور اس کی فرمانبرداری کرے۔ لڑکے نے عرض کیا: امیر المؤمنین! کیا بیٹے کا بھی کوئی حق والد پر ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں۔ (۱) اس کی ماں کوئی شریف عورت ہو، یعنی کوئی کم درجہ کی عورت نہ ہو کہ لوگ اس کا نام لے کر بچہ شرمندہ کریں۔ (۲) بچہ کا اچھا نام رکھے۔ (۳) ہوشیار ہونے پر اسے قرآن کی تعلیم دلائے۔ لڑکے نے بتایا اس شخص (میرے والد) نے جس عورت سے شادی کی اور جو میری ماں بنی، وہ کوئی شریف عورت نہیں ہے، بلکہ ایک معمولی درجے کی باندی ہے، جو میرے والد نے چار سو درہم (روپے) میں خریدی تھی۔ اس سے میرا نام بھی خفاش (چمکاؤں) رکھا۔ اور تعلیم کے سلسلہ میں قرآن کی ایک آیت بھی نہیں پڑھائی۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ والد کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تو آج شکایت کر رہا ہے کہ میرا بیٹا مافرمایں کرتا ہے۔ تو نے تو خود ہی اسے مافرمایں بنایا ہے۔ چادفع ہو یہاں سے۔ حضرت ابو حفص کے پاس آ کر ایک شخص نے شکایت کی کہ اس کے بیٹے نے مارا ہے۔ انھوں نے تعجب سے کہا: جلد مینا باپ کو مار سکتا ہے؟ اس شخص نے کہا جی ہاں۔ اس نے تو مجھے بڑی بے دردی سے مارا چڑھا ہے۔ انہوں نے اس سے پوچھا تو نے اسے تعلیم دلائی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ انھوں نے پوچھا بچہ کو قرآن پڑھایا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ انھوں نے پوچھا وہ کیا کام کرتا ہے؟ اس شخص نے بتایا کاشکاری (کھیتی باڑی) انھوں نے اس سے پوچھا تجھے کچھ پتہ ہے اس نے تجھے کیوں مارا؟ اس شخص نے ج

نہیں مجھے تو کچھ معلوم نہیں۔ حضرت ابو حفص نے اس سے فرمایا: تو نے اسے قرآن پڑھا نہیں سکھایا کہ صبح قرآن پڑھ سکتا۔ وہ کوئی گانا گارہا ہوگا۔ گدھے پر سوار تھا۔ بیٹوں کی جوڑی آگے تھی، پیچھے کتا آ رہا تھا۔ ایسے میں تو اس کے سامنے آ گیا۔ شاید تجھے بھی اس نے کوئی جانور سمجھا اور دو چار چھڑیاں مار دیں۔ شکر کر اس نے تیرا سر نہیں پھاڑا۔

باپ کا مافرمایں بیٹے سے مار کھا رہا تھا

کہتے ہیں ایک جگہ ایک بیٹا اپنے باپ کی پٹائی کر رہا تھا۔ لوگوں نے اسے منع کیا۔ باپ نے کہا: اسے کچھ نہ کہو۔ بالکل اسی جگہ میں نے اپنے باپ کی پٹائی کی تھی۔ آج میرا بیٹا میری پٹائی کر رہا ہے۔

ایک دانشور کا قول ہے جو اپنے باپ کا حکم نہیں مانتا، اس کی اولاد اس کا حکم نہیں مانتی۔ جو کسی سے مشورہ نہ لے، وہ اکثر ناکام رہتا ہے۔

جو گھر کا خیل نہیں رکھتا، اس کی زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔

امام شافعی نے ایک روایت نقل کی ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ اس شخص پر رحم فرمائے، جو اپنے بیٹے کو فرمانبرداری بننے کی تعلیم دیتا ہے۔“ یعنی اسے ایسے کام کے لیے نہیں کہتا، جس میں اس کی طرف سے انکار کر دینے کا شک ہو۔

ایک بزرگ کے متعلق مشہور ہے، وہ اپنے بیٹے کو کبھی کسی کام کے لیے نہیں کہتے تھے۔ کوئی کام کرانا ہوتا تو کسی دوسرے آدمی سے کر لیتے۔ جب ان سے اس کی وجہ معلوم کی گئی، انھوں نے جواب دیا: بات یہ ہے کہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ بیٹے کو کوئی حکم دوں اور وہ اس پر عمل نہ کرے۔ اس حکم بددلی اور مافرمائی کی وجہ سے وہ جہنم میں جائے گا اور میں شرافت حاصل کروں گا کہ میرا بیٹا جہنم کی آگ میں جلتا ہے۔

حضرت فضیل ابن عیاض کہتے ہیں: سب سے بڑی مروت و شرافت یہ ہے کہ غلامان کی خدمت کی جائے۔ رشتہ داریوں کا خیال رکھا جائے۔ اپنے اہل و عیال اور دیگر متعلقین و ملازمین وغیرہ سے حسن اخلاق کا برتاؤ کیا جائے۔ اپنے دین کی حفاظت کی جائے۔ مال جائز طریقہ سے کمایا جائے۔ ضرورت سے زیادہ مال محتاج و مستحق لوگوں پر خرچ نہ کیا جائے۔ اپنی زبان کو بے کار باتوں سے بچایا جائے۔ اپنے کام سے کام رکھا جائے۔ دوسروں کے غیر پسندیدہ دعووں کے ساتھ نہ بیٹھا جائے۔

خوش نصیب انسان ایک روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چار چیزیں جس شخص کو میسر ہیں، وہ خوش نصیب ہے۔“

(۱) نیک بیوی (۲) فرمانبردار اولاد (۳) نیک لوگوں سے دوستی اور (۴) ہر روز (روزگار) اپنے شہر میں ہو۔“

حضرت یزید رضاؒ حضرت انسؓ مالکؓ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں سات عمل ایسے ہیں، جن کا ثواب انسان کو موت کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔

(۱) مسجد۔ جب تک کوئی ایک نماز بھی اس میں نماز پڑھتا رہے گا، بنانے والے کے اعمال نامہ میں اس کا ثواب لکھا جاتا رہے گا۔

(۲) نہر۔ جب تک اس میں پانی چلتا رہے گا اور لوگ اس سے نفع اٹھاتے رہیں گے بنانے والے کو ثواب ملتا رہے گا۔

(۳) اچھی کتاب۔ جس نے کوئی اچھی کتاب لکھی اور لوگ اسے پڑھ کر اس سے نفع اٹھاتے رہے، لکھنے والے کو ثواب ملتا رہے گا۔

(۴) کنوئیں یا چشمہ۔ جس نے کوئی پانی کا چشمہ جاری کیا یا کنواں بنایا، اس جاری کرنے والے اور بنانے والے کو اس وقت تک ثواب ملتا رہے گا، جب تک اس کے پانی سے لوگ فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔

(۵) باغ یا باغ لگانے والے کو اس وقت تک ثواب ملتا رہے گا، جب تک اس کے باغ کھائے جاتے رہیں گے۔

(۶) درس گاہ۔ جس نے علم کی اشاعت کے لیے کوئی مدرسہ یا درس گاہ بنائی، جب تک اس میں پڑھتے رہیں گے، بنانے والے کو ثواب ملتا رہے گا۔

(۷) نیک اولاد۔ جب تک نیک عمل کرتی رہے گی، اس وقت تک اسے ثواب ملتا رہے گا۔ اسی طرح اگر کسی والد نے اپنی اولاد کو قرآن و حدیث کی تعلیم دینے کے لیے دوسری غیر اخلاقی تعلیم دی تو اس کا عذاب اسے بھگتنا ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا موت کے ساتھ ساتھ

کا سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے، مگر تین چیزوں کا ثواب ملتا رہتا ہے: (۱) صدقہ جاریہ (۲) علم (۳) نیک اولاد، جو اس کے لیے دعائے مغفرت کرتی رہے۔

رشتہ داریوں اور معاشرتی تعلقات کو بحال رکھنا

حضرت ابو ایوبؓ روایت کرتے ہیں ایک مرتبہ سفر کے دوران ایک دیہاتی رہنے سے آیا اور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی کی ٹیلہ قحط کر کے لگا لگا کر رسول اللہ ﷺ کو بھی کوئی اپنا عمل بتائیں جو مجھے جنت تک پہنچا دے اور دوزخ سے بچا دے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کو معبود مان، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ مان، نماز پڑھ، زکوٰۃ دو، اگر آپس کی رشتہ داریوں اور معاشرتی تعلقات کو قائم رکھ۔“

حضرت ابن ابی اوفیؓ روایت کرتے ہیں ہم یوم عرفہ (۹ ذی الحجہ) کی شام نبی کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا جس شخص نے آج کا دن کسی رشتہ دار کو ناراض کر کے گزر رہا ہے، وہ ہماری مجلس سے اٹھ جائے۔ یہ سن کر ایک شخص جو مجلس کے بائیں طرف کھڑا تھا، اٹھ کر چلا گیا، لیکن تھوڑی دیر کے بعد واپس آ گیا۔

آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا: ”کیا بات تھی کہ تم اٹھ کر چلے گئے تھے؟“

میں نے جواب میں بتایا میں آپ کا فرمان سن کر اپنی خاتون کے گھر گیا تھا، جو مجھ سے ناراض تھیں۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا کیوں آئے ہو؟ میں نے انھیں آپ کا فرمان سنایا۔

میں نے انھوں نے مجھے معاف کر دیا، میں نے اپنی ناراضگی ختم کر دی۔

آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”بیٹھ جاؤ، تم نے اچھا کیا۔“

اس سے بعد آپ نے فرمایا جس مجلس میں کوئی یہ شخص بیٹھ ہو، جس کا کوئی رشتہ دار اس سے ناراض ہو، اس مجلس پر اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی۔“

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کسی رشتہ دار کا (یا کسی چارہ رچہ کے) ناراض نہ رہنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اور جس مجلس میں کوئی ایسا آدمی بیٹھ ہو، وہ مجلس اللہ کی رحمت سے محروم رہتی ہے۔ لہذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ ایسے تعلقات کو قائم رکھے اور اتحاد قریہ و خویش پر عمل کرے۔

اللہ سے اس گناہ کی معافی چاہیے اور رشتہ کے تعلق کو بحال رکھے۔

قطع رحمی کی سزا دنیا و آخرت دونوں جگہ ملتی ہے

ایک روایت میں ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”صلہ رحمی کا ثواب (پہل) بہت جلد مل جاتا ہے اور قطع رحمی (رشتہ داری توڑنے) کی سزا دنیا میں بھی بہت جلد مل جاتی ہے اور آخرت میں وہ سزا سے نہ بچ سکے گا۔“

حضرت عمر و ابن شعیب اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں ایک شخص حضور ﷺ سے شکایت کی میرے کچھ رشتہ دار ہیں، جن سے میں مل کر رہنا چاہتا ہوں، مگر مجھ سے دور بھاگتے ہیں۔ میں درگزر کرتا ہوں، وہ مجھے ستاتے ہیں۔ میں ان پر احسان کرتا ہوں، وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں۔ کیا میں بھی ان کی برائیوں کا بدلہ برائی سے دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”نہیں! پھر تو تم بھی انہیں کی طرح گناہگار ہو جاؤ گے۔ تم بہتر رویہ اختیار کرو اور ان سے تعلقات بحال رکھنے کی کوشش کرتے رہو، اللہ تمہاری مدد کرے گا۔“

جنتی لوگوں کی عادتیں: اہل جنت کی تین عادتیں جو ایک شریف آدمی میں پائی جاتی ہیں: (۱) دشمن پر احسان کرنا (۲) ظالم کو معاف کر دینا (۳) ایسے شخص کی مدد کرنا جو ضرورت کے وقت اس کی مدد سے جی چراتا ہے۔

صلہ رحمی سے عمر میں اضافہ ہو جاتا ہے

يَمْخُوا لِلَّهِ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ، (الرعد-۳۹)

اللہ جسے چاہے، مٹا دے اور جسے چاہے قائم رکھے۔

حضرت ضحاک ابن مزاحم اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں، جو شخص صدمہ (رشتوں اور تعلقات کو قائم رکھنا) کرتا ہے، اللہ اس کی عمر بڑھا دیتا ہے۔ وہ اس طرح کہ جب اس کی عمر کے صرف تین دن باقی رہ جاتے ہیں، اللہ انہیں تیس سال میں تبدیل کر دیتا ہے۔ جو شخص قطع رحمی (رشتہ توڑ دینا) کرتا ہے، اس کی زندگی کے تیس سال گھٹا کر تین دن کر دیتا ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

(۱) دعا سے (تقدیر میں کمی ہوئی) آنے والی بدائل جاتی ہے۔

(۲) نیکی سے عمر میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

(۳) ”گناہ سے روزی نکل ہو جاتی ہے۔“

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں تقویٰ اختیار کرنے اور صلہ رحمی قائم رکھنے دے کی عمر بڑھا دی جاتی ہے۔ اس کے مال میں برکت ہوتی ہے۔ اس کے گھر کا سکون قائم رہتا ہے (گھر والے آپس میں پیار محبت سے رہتے ہیں)۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اللہ سے ڈرتے رہو، صلہ رحمی قائم رکھو۔ اس سے دنیا میں تمہاری نیک نامی قائم رہے گی اور آخرت میں اس کا اجر و ثواب ملے گا۔“

قطع رحمی کیا ہے قطع رحمی کی شرح اس طرح کی جاتی ہے انسان اپنے قریبی رشتہ دار سے ملنے کے لیے نہ مل کر جائے نہ ضرورت کے وقت مال سے اس کی مدد کرے۔ بعض معیوں (آسانی کہوں) میں لکھا ہے اے انسان اپنی رشتہ داری کے تعلق کو قائم رکھ، خواہ اس کے لیے تجھے اپنا مال خرچ کرنا پڑے۔ اگر مال کم ہے یا تو مال دینے میں بخل (کنجوسی) کرتا ہے تو اس سے ملاقات کے لیے اپنے پیروں سے چل کر ہی چلا جایا کر۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے ”رشتوں کے تعلق کو قائم رکھو، خواہ آپس میں ایک دوسرے کو سلام ہی کر لیا کر۔“

حضرت میمون ابن مہران کہتے ہیں تین باتوں میں مسلم و غیر مسلم کی کوئی تمیز نہیں ہونی چاہیے۔

(۱) جب کسی سے کوئی معاہدہ (یا وعدہ) کر دو تو اسے پورا کرو، خواہ جس سے معاہدہ کیا، وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔

(۲) جس کی کوئی امانت تمہارے پاس ہو اسے دے دو، وہ مسلم ہو خواہ غیر مسلم۔

(۳) جس کا تم سے کوئی قریبی تعلق ہے، اس کو قائم رکھو، تعلقہ ارخواہ مسلم ہو خواہ کافر۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس خدائے واحد کی قسم، جس نے موسیٰ اور بنی اسرائیل کے لیے دریا (نیل) کو پھاڑ دیا تھا، تو ریت میں لکھا ہے اے انسان! اپنے رب سے ڈر، والدین کی خدمت کر اور رشتوں کے تعلق کو قائم رکھ۔ میں (اللہ) تیری عمر میں برکت دوں گا، خوشحالی میں اضافہ کر دوں گا اور تیری شکل سنی (غریبی) دور کر دوں گا۔

صلہ رحمی قائم رکھنے کے لیے اللہ کا حکم

قرآن کریم میں متعدد جگہ صدمہ رحمی کا حکم دیا گیا ہے۔ سورہ نساء میں ارشاد ہوا ہے
وَ اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَالَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ
اس اللہ سے ڈرو جس کا وہاں دوسرے سے اپنی حاجات کے لیے
سوال کرتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو۔

سورہ روم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاتَّذَا الْقُرْبَىٰ حَقُّهُ (الروم۔ ۳۸) اہل قرابت (رشتہ دار) کا حق ادا کرو۔
سورہ نعل میں ارشاد ہوا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ (نعل۔ ۹۰)
اللہ حکم دیتا ہے عدل (انصاف) و احسان کا اور اہل قرابت (رشتہ دار) کو (اس
کا حق) دینے کا۔

اوپر کی آیات میں اللہ نے تین باتوں کا حکم دیا ہے۔

(۱) عدل (۲) احسان (۳) اہل قرابت کا لحاظ رکھنا۔

دلیل کی آیت میں تین چیزیں سے منع فرمایا ہے۔

وَسُيِّئَاتٍ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَفْظَكُم لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

(نعل۔ ۹۰)

اور (اللہ) روکتا ہے (تم کو) کھلی بے حیائی، خلاف شرع و خلاف عقل باتوں۔

اور ظلم سے باز رہنے کا حکم دیتا ہے، تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

مندرجہ بالا آیات میں صدمہ رحمی قائم رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

ذیل کی آیت میں قطع رحمی کرنے والوں کو تنبیہ کی جا رہی ہے، ارشاد ہوتا ہے۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُصَلُّوا فِي الْأَرْضِ وَتَقَطُّوا أَرْحَامَكُمْ

أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ عَصَايُهُمْ وَاعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ (محمد ۲۲)

تو پھر کیا (تمہارا یہ ارادہ ہے) کہ (یہاں سے) پیٹ کر زمین میں فساد پھیلاؤ

اور اپنے رشتے ناخوش تہذیب دو (یا رکھو) یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی

ہے۔ انھیں سننے کی طاقت سے محروم اور س کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔

کہ جاتا ہے جب اللہ تعالیٰ نے ”رحم“ (رشتوں کا سلسلہ) کو پیدا کیا، اس وقت فرمایا
تھا۔ میں ”رحمان“ ہوں اور تو ”رحم“ ہے۔ جو تجھے توڑے گا، میں اسے توڑ دوں (برباد
کردوں) گا۔ اور جو تجھے قائم رکھے گا، میں اس پر مہربانی کروں گا، اسے قائم رکھوں گا۔
کتاب قدیم میں مذکور ہے: ”رحم“ عرش سے لٹکا ہوا ہے اور دن رات دعا کرتا ہے۔
(اے اللہ) جو مجھے قائم رکھے تو اسے قائم رکھ، اور جو میرا سلسلہ منقطع کرے، تو اس سے
تعلق توڑ کر اسے برباد کر دے۔

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں جب انسانوں میں علم بڑھ جائے اور عمل گھٹ
جائے، زبان سے دوستی کا اظہار کریں اور دل میں عداوت (دشمنی) رکھیں، اور رشتوں
کا لحاظ برقرار نہ رہے، اللہ ایسے انسانوں پر لعنت بھیجتا ہے۔ انھیں سعادت (سننے کی
طاقت) سے محروم اور آنکھوں سے اندھا کر دیتا ہے۔

حکایت حضرت یحییٰ ابن سلیم کہتے ہیں کہ میں ہمارے بڑوں میں ایک خراسانی بزرگ
رہتے تھے۔ نیک آدمی تھے، لوگ ان کے پاس اپنی امانتیں بھی رکھا کرتے۔ ایک شخص نے
اس کے پاس دس ہزار دینار امانت رکھے اور وہ اپنے کسی کام کے سلسلہ میں شہر سے باہر چلا
گیا۔ جب واپس آیا تو معلوم ہوا، خراسانی بزرگ وفات پا چکے ہیں۔ اس نے اپنی امانت
کے بارے میں ان کے گھر والوں سے پوچھا۔ انھوں نے جواب دیا ہمیں اس کے بارے
میں کوئی علم نہیں ہے۔

رات رکھنے والے نے کہ کے علاوہ سے اس سلسلہ میں رابطہ کیا اور ان سے پوچھا کیا
”یقیناً حقیر کروں کہ میری امانت مجھے واپس مل جائے۔“

انھوں نے جواب دیا ہمارا خیال ہے کہ خراسانی جنت میں گیا ہوگا۔ تم ایسا کرو کہ آدمی
اتنے دنوں کے بعد چارو و حریم پر جاؤ اور اس میں اس طرح آواز دو۔ ”اے خراسانی! میں
تم کے کنوئیں میں اس طرح آواز دی، مگر وہاں سے اسے کوئی جواب نہ ملا۔ پھر وہ ان

سے پاس پہنچا اور انھیں بتایا کوئی جواب نہیں ملا۔ انھوں نے ”اے اللہ وانا الیہ راجعون“
کہہ کر معلوم ہوتا ہے، بے چارہ خراسانی جہنم میں پہنچ گیا۔ تم یکن جاؤ، وہاں ”برہوت“

نہا کر دیکھو۔ اس جنگل میں ایک کنواں ہے۔ اس پر پہنچ کر اسی طرح آواز دو۔
پھر اس نے آج رات کے وقت اس کنوئیں میں اسی طرح آواز دی اے خراسانی! میں

نے تیرے پاس امانت رکھی تھی۔ اسے پہلی ہی وار پر جواب دے میرے گھر جاؤ اور لڑکے سے اجازت لے کر اندر چلے جاؤ اور گھر کے فلاں کونے میں دفن ہے۔ زمین کھود کر وہاں سے نکال لو۔ میں نے اس سے پوچھا حیرت ہے آپ یہاں جہنم میں کیسے پہنچ گئے، حالانکہ آپ تو بہت نیک اور عبادت گزار آدمی تھے۔

انھوں نے جواب دیا خراسان میں اپنے گھر والوں سے ناراض ہو کر چلا آیا تھا اور پھر میں نے ان سے کوئی تعلق اور واسطہ نہ رکھا اور ہر طرح سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ اب مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے اس گنہگار کی وجہ سے یہاں جہنم میں بھیج دیا اور میں اس قطع رحم (رشتہ داری قائم نہ رکھنے) کی سزا بھگت رہا ہوں۔

اس حکایت سے ہمیں عبرت پکڑنی چاہیے کہ اپنے گھر والوں سے تعلق قائم نہ رکھنے کی بنا پر ایک نیک اور عبادت گزار شخص کو جہنم میں بھیج دیا گیا۔ لہذا ہمیں چاہیے کہ اپنے رشتہ داروں اور دوست احباب سے میل ملاقات کا سلسلہ قائم رکھیں اور حالات اجازت دیں تو انھیں ویتنا وقتاً کوئی تحفہ بھی پیش کر دیا کریں۔ اگر مالی امداد نہ کر سکیں تو ان کے کام میں جتنی ممکن ہو مدد کر دیا کریں۔ اور کچھ نہیں تو ان سے سلام و کلام کا سلسلہ بہر حال قائم رکھیں۔

صلہ رحمی کے دس فائدے: صلہ رحمی کے دس فائدے ہیں:-

- (۱) اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے، کیونکہ اس نے خود صلہ رحمی کا حکم دیا ہے۔
- (۲) لوگوں کی خوشی و مسرت کا سبب ہے۔ ایک حدیث میں ہے ”سب سے بہتر عمل ایک مسلمان کو خوش رکھنا ہے۔“

(۳) صلہ رحمی سے فرشتے بھی خوش ہوتے ہیں۔

(۴) صلہ رحمی سے عام لوگ بھی خوش ہوتے ہیں اور ایسے شخص کی تعریف کرتے ہیں۔

(۵) صلہ رحمی سے انہیں ملعون کو دکھ ہوتا ہے (وہ انسان کا دشمن ہے، انسان کو چاہیے اسے دکھ دے)۔

(۶) صلہ رحمی سے عمر میں برکت ہوتی ہے۔

(۷) صلہ رحمی سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔

(۸) صلہ رحمی سے وفات پا جانے والے بزرگ بھی خوش ہوتے ہیں، کیونکہ یہ تو عام دستور ہے، رشتہ داریاں قائم ہونے سے باپ دادا کو زیادہ خوشی ہوا کرتی ہے۔

(۹) صلہ رحمی سے آپس میں محبت بڑھتی ہے۔

(۱۰) صلہ رحمی کرنے والے کی وفات کے بعد اس کے اجر و ثواب میں اضافہ ہو جاتا ہے، کیونکہ اس کے حق میں لوگ دعا کرتے ہیں۔

صلہ رحمی کرنے والے کو قیامت کے

روز عرش کا سایہ نصیب ہوگا

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ آدمیوں کو اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔

(۱) صلہ رحمی کرنے والا۔ دنیا میں بھی اس کی عمر میں برکت ہوتی ہے، رزق میں تنگی نہیں ہوتی اور موت کے بعد اس کی قبر میں وسعت پیدا کر دی جاتی ہے۔

(۲) وہ عورت جس کا خاوند چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر فوت ہو گیا اور اس نے بچوں کو پرورش کیا۔

(۳) وہ آدمی جو اپنے کھانے میں سے یتیموں اور محتاجوں کو دے دیتا ہے۔

حضرت حسن روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اللہ کو انسان کا دو جگہ چل کر جانا بہت پسند ہے، (۱) فرض نماز ادا کرنے کے لیے مسجد جانا۔ اور (۲) قرہی رشتہ دار سے ملاقات کے لیے جانا۔“

پانچ عمل کہتے ہیں، جس نے ان پانچ باتوں پر عمل کیا، اس کے اجر و ثواب میں اونچے اونچے پہاڑوں کے برابر اضافہ ہو جاتا ہے اور اس کے رزق میں برکت ہوتی ہے۔

(۱) صدقہ جس قدر بھی ممکن ہو (تھوڑا یا زیادہ) صدقہ دیتے رہنا۔

(۲) رشتہ داری یا تعلق رشتہ داری چھوٹی ہو یا بڑی، تعلق (جائز) تھوڑا ہو یا زیادہ، اسے قائم رکھنا۔

(۳) جہاد: اشاعت دین کے لیے عملی جہاد اور محنت و کوشش (جس میں زبانی اور قلبی محنت بھی شامل ہے) کرتے رہنا۔

(۴) وضو: نماز کے لیے وضو کرنا، مگر اس میں ضرورت سے زیادہ پانی نہ بہانا۔

(۵) اطاعت والدین: والدین کی خدمت کرنا اور کبھی ان کا حکم نہ نالانہ۔

پڑوسی کا حق

حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سات آدی ایسے ہیں کہ قیامت کے روز اللہ نہ ان سے بات کرے گا نہ ان کے گناہ معاف کرے گا، بلکہ انہیں سیدھا جہنم میں بھیج دے گا۔"

(۱) فعل لوط (اغتلام) کرنے اور کرانے والا۔

(۲) اپنے ہاتھ سے مادہ تولید (منی) مناع کرنے والا۔

(۳) چوپائے (چانور) سے بد فعل کرنے والا۔

(۴) عورت سے فطری راستہ کی بجائے دوسرے راستہ سے صحبت کرنے والا۔

(۵) ماں اور اس کی بیٹی کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنے والا۔

(۶) پڑوسی کی عورت سے ناجائز تعلقات قائم کرنے والا۔

(۷) اپنے پڑوسی کو اتنا تنگ کرنے والا کہ دوسرے لوگ بھی اس پر لعنت بھیجنے لگیں۔

ہاں! بہت یہ بگ اگر سچے دل سے اپنے فعل بد سے توبہ کر لیں اور اس پر قائم رہیں تو

معافی کی امید ہے۔"

حقیقی مسلمان اور حقیقی مومن

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس دین برحق (اللہ) کی قسم! کوئی انسان اس وقت تک مسلمان کہلانے کا حق دار نہیں، جب تک کہ وہ ۴ بگ اس کے دل و زبان اور ہاتھ سے سمیٹتی محسوس نہ کریں (خود کو محفوظ نہ سمجھیں)۔"

کوئی انسان اس وقت تک مومن نہیں کہلا سکتا، جب تک اس کا پڑوسی اس کی دھوکہ دہی اور ظلم سے امن نہ پائے۔"

پڑوسی کی عزت حضرت سیدنا ابی سہیل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "پڑوس کے گھر کی عورتوں کی عزت کی حفاظت ایک پڑوسی پر اسی طرح لازم ہے جس

طرح وہ اپنے گھر کی عورتوں کی عزت کی حفاظت کرتا ہے۔"

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے ملازم کو حکم دیا بکری ذبح کر دو اور اس میں سے کچھ گوشت اپنے یہودی پڑوسی کو بھی پہنچا دینا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر اس سے کہا: یہودی پڑوسی کو گوشت ضرور پہنچاتا۔

ملازم نے (تنگ آ کر) کہا آپ نے تو ہمیں اس پڑوسی کی وجہ سے پریشان کر دیا ہے۔ حضرت عمرو ابن العاص نے اسے تنبیہ کرتے ہوئے کہا: بھلے آدمی! شاید تجھے معلوم نہیں، حضور اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ پڑوسی کا خیال رکھنے کی اس قدر تاکید فرمائی تھی کہ ہمیں شب ہونے لگا، شاید آپ پڑوسی کو وراثت میں شریک کر دیں گے۔

مہمان کی مہمان داری تین دن تک ہوتی ہے

تین دن کے بعد اس پر خرچ صدقہ شمار ہوگا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"مسلمان بات کرے تو کوئی اچھی بات کہے، ورنہ خاموش رہے۔"

مسلمان اپنے پڑوسی کی عزت کرے۔

مسلمان مہمان کی عزت کرے اور اس کی مہمانداری کرے۔ مہمانداری تین دن تک

ہوتی ہے۔ اس کے بعد اس پر خرچ صدقہ شمار ہوگا۔"

پڑوسی کے حقوق آپ ﷺ نے فرمایا: "(۱) اگر وہ تم سے قرض مانگے، اسے قرض دے

دو۔ (۲) بجائے تو اس کے پاس جاؤ۔ (۳) بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی کرو۔ (۴) مدد چاہے

تو اس کی مدد کرو۔ (۵) اسے کوئی تکلیف پہنچے تو اس سے بھر دینی کرو۔ (۶) خوشی پر اسے

مبارک باد دو۔ (۷) فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرو۔ (۸) اس کی غیر

موجودگی میں اس کے گھر کی حفاظت کرو۔ (۹) ممکن حد تک اپنی طرف سے تکلیف نہ ہونے

والی۔ (۱۰) سوال حق یہ ہے کہ اس کی اجازت (اجازت میں زبردستی یا جبر نہ ہو) کے بغیر اپنا

مکان اس کے مکان سے اونچا نہ بنائے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جبرائیل علیہ السلام

ہمیشہ مجھے پڑوسی کا خیال رکھنے کی تاکید کرتے رہتے تھے، حتیٰ کہ مجھے گمان ہوا، شاید وہ اسے

بتا دیں گے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تقویٰ اختیار کرو، تم سب سے بڑے عبادت گزار ہو جاؤ گے۔
 قناعت (صبر) اختیار کرو، تم سب سے بڑے شکر گزار ہو جاؤ گے۔
 جو اپنے لیے پسند کرتے ہو، وہی دوسروں کے لیے بھی پسند کرو، تم مومن بن جاؤ گے۔
 اپنے پڑوسی سے حسن سلوک کا رویہ رکھو، مسلمان بن جاؤ گے۔
 کم ہنس کرو، زیادہ ہنسی دل کو کمزور کر دیتی ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاغْلُظْوا لِلّٰهِ وَلَا تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي
 الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْغُيُوبِ وَ
 الصَّاحِبِ بِالْغُيُوبِ وَابْنِ السَّبِيلِ۔ (النساء۔ ۳۶)

اللہ کی عبادت کرو۔ کسی شے کو اس کا شریک نہ قرار دو (نہ بناؤ)۔ والدین،
 رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، ساتھ والے پڑوسیوں، ساتھ بیٹھنے والوں، قریبیوں،
 غریبوں، ضرورت مندوں اور مسافروں سے حسن سلوک کا رویہ رکھو۔

پڑوسی کی قسمیں اور ان کے حقوق

ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پڑوسی تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ان
 میں سے کسی کے تین حق ہیں، کسی کے دو اور کسی کا صرف ایک حق ہے۔
 (۱) پڑوسی جو رشتہ دار اور مسلمان ہے۔ اس کے تین حق ہیں۔ ایک رشتہ داری کا حق
 دوسرا مسلمان ہونے کا حق اور تیسرا پڑوسی کا حق۔

(۲) غیر رشتہ دار مسلمان پڑوسی کے دو حق ہیں۔ ایک مسلمان ہونے کا حق، دوسرا پڑوسی
 ہونے کا حق۔

(۳) غیر مسلم پڑوسی اس کا صرف پڑوسی ہونے کا حق ہے۔
 مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے پڑوسی کے حق کا لحاظ رکھے، خواہ وہ غیر مسلم

نہ کیوں نہ ہو۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے میرے دوست محمد ﷺ نے تین باتوں کی
 وصیت فرمائی تھی۔

- (۱) (مسلم) حاکم وقت کی اطاعت کرو، خواہ تاک کن (بدنظم) ہی کیوں نہ ہو۔
 - (۲) جب تم اپنے گھر میں شور بہ دار سالن بناؤ تو شور بہ زیادہ بناؤ اور پڑوسی کو بھی سامن
 بھیج دو۔ اور
 - (۳) نماز وقت پر پڑھا کرو۔
- جس شخص کے تین پڑوسی ہوں اور وہ تینوں اس سے خوش ہوں، ایسی حالت میں اس
 کی موت ہو جائے، اللہ اس کی مغفرت فرمادے گا۔

پڑوسی سے کوئی تکلیف ہو تو صبر کرو

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے پڑوسی کی شکایت کی۔ آپ نے اس سے فرمایا
 ”تو اسے تکلیف نہ دے، اس کی ایذا رسانی پر صبر کر، آخر ایک نہ ایک دن موت تم دونوں کو
 اٹک کر ہی دے گی۔“

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ پڑوسی سے حسن اخلاق میں بھی کافی نہیں کہ اسے
 پریشان نہ کیا جائے، بلکہ اس سے کوئی تکلیف ہو تو اس پر صبر کرنا چاہیے۔

حضرت عمرو ابن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: دوست سے دوستی رکھنا کوئی بڑی بات نہیں، بلکہ بڑی
 بات اور حسن اخلاق یہ ہے کہ آپ دشمن کو دوست بنالیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں دو وجاہت میں تین باتیں اچھی تھیں، بہتر ہے
 مسلمان بھی انہیں اپنائیں۔

- (۱) مہمان سے حسن اخلاق سے پیش آتے اور اس کی مہمانداری کرتے تھے۔
- (۲) عورت بوڑھی ہو جاتی تو اسے طلاق دے کر گھر سے نہیں نکالتے تھے کہ وہ بے چاری
 پریشان نہ ہو۔

(۳) پڑوسی پر قرض چڑھ جاتا اور وہ خود قرض ادا کرنے کے قابل نہ ہوتا تو سب مل کر کوشش
 کرتے اور اسے قرض سے نجات دے دیتے۔

قیامت کے دن پڑوسی اللہ سے شکایت کرے گا

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "قیامت کے دن پڑوسی اپنے پڑوسی کا دامن گیر ہو کر اللہ سے شکایت کرے گا پروردگار! تو نے میرے اس بھائی کو رزق کی فراخی عطا فرمائی تھی اور مجھے تنگدست رکھا تھا۔ میں بھوکا سو جا رہا کرتا تھا اور یہ پیٹ بھر لیتا۔ اس سے پوچھا اس نے اپنا دروازہ بند کر کے مجھے رزق پہنچا دیا کیوں محروم رکھا تھا، جبکہ تو نے اسے دولت اور خوش حالی بھی عطا کی تھی۔

دس گناہ حضرت سفیان ثوریؒ کہتے ہیں یہ دس باتیں ظلم (گناہ) میں شامل ہیں۔

- (۱) کوئی مرد یا عورت اپنے واسطے اللہ سے دعا کرے اور اپنے والدین کے واسطے دعا نہ کرے۔
- (۲) ایک شخص قرآن پڑھ سکتا ہے، مگر پورے دن میں وہ قرآن کی سو آیتیں بھی نہیں پڑھتا۔

(۳) ایک شخص مسجد میں جائے اور وہاں دو رکعت نماز بھی نہ پڑھے۔

(۴) ایک شخص قبرستان سے گزرے اور قبرستان والوں (مردوں) کو سلام نہ کرے۔

(۵) ایک شخص جمعہ کے روز شہر میں ہو اور جمعہ نہ پڑھے۔

(۶) جس بستی میں کوئی عالم ہو اور لوگ اس سے علم نہ سیکھیں۔

(۷) دو شخص راہ چلتے ہوئے میں اور ایک دوسرے کا نام بھی نہ پوچھیں۔

(۸) ایک شخص کی دعوت کی جائے اور وہ دعوت قبول نہ کرے۔

(۹) ایک نوجوان بیکار رہ کر اپنی جوانی گزار دے اور علم دین نہ سیکھے۔

(۱۰) ایک شخص پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا سو جائے۔

اچھے پڑوسی کی چار باتیں اچھے پڑوسی کے لیے یہ چار باتیں ضروری ہیں۔

- (۱) پڑوسی سے ہمدردی کا رویہ رکھے۔ ضرورت کے وقت اس کی امداد بھی کر دے۔
- (۲) پڑوسی کے مال پر لالچ نہ کرے۔
- (۳) پڑوسی کو اپنی طرف سے کوئی تکلیف نہ دے۔
- (۴) پڑوسی سے کوئی تکلیف پہنچے تو اس پر مہربان رہے۔

شراب پینے کی ممانعت

شرابی کی نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں قیامت کے روز شرابی کو اس حال میں لایا جائے گا کہ اس کے چہرے پر سیاہی (کالک) ملی ہوگی، آنکھیں نیلی ہوں گی، زبان سینے تک لٹکی ہوگی اور منہ سے دال بہہ رہی ہوگی، جس سے بہت ہی ناگوار بدبو اٹھ رہی ہوگی۔ لوگ اسے دیکھ کر نفرت سے منہ پھیر لیں گے۔ لوگوں کو چاہیے کہ شرابی کو سلام نہ کریں۔ بیمار پڑے تو اس کی بیماری پوری نہ کی جائے۔ اور مر جائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھیں۔

حضرت مسروقؒ کہتے ہیں جو شخص شراب کو حلال سمجھ کر پئے، اس کی مثال بت پرست کی سی ہے۔ یعنی جس طرح ایک مسلمان بت کے پیاری سے نفرت کرتا ہے، اسی طرح اسے شرابی سے بھی بے تعلق اور الگ رہنا چاہیے۔

حضرت کعب بن احبارؒ کہتے ہیں اگر مجھے دو پیالے دیئے جائیں، جن میں سے ایک میں شراب ہو اور دوسرے میں آگ بھری ہو تو میں آگ کا پیالہ پینا پسند کروں گا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ہر نشہ پیدا کرنے والی چیز شراب ہے، اور ہر وہ چیز جو نشہ پیدا کرے، حرام ہے۔ جو زندگی بھر شراب پیتا رہا اور توبہ نہ کی، وہ جنت کی شراب سے محروم رہے گا۔"

حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس چیز سے زیادہ مقدار میں پینے سے نشہ ہو، اس کا قہوڑی مقدار میں پینا بھی حرام ہے اور ایک اہت میں سے۔" جس چیز کا ایک فرق (تقریباً سولہ گلاس) پینے سے نشہ ہو جاتا ہو، اس کا ایک کھونٹ پینا بھی حرام ہے۔"

شراب کو حلال سمجھ کر پینے والا کافر ہے

نصیبی طور پر پکا کر تیار کی جانے والی شراب کا پینے والا زیادہ بڑا گناہگار ہے، بہ نسبت کہ شراب پینے والے کے، گو کہ گناہ اور شریعت کے حکم کی خلاف ورزی وہ بھی کرتا

ہے، لیکن خصوصی طور پر پکا کر تیار کی جانے والی شراب پینے والے کے بارے میں غور ہے کہ وہ کافر نہ ہو جائے، کیونکہ ہنسی شراب پینے والا اسے حرام سمجھ کر پیتا ہے۔ لیکن خصوصی طور پر پکا کر (یا فیکٹری میں تیار شدہ) تیار کی جانے والی شراب کا پینے والا اسے نشہ کے سینے اور حلال سمجھ کر پیتا ہے، اور اس بات پر علمائے (فقہائے) امت کا اجماع ہے کہ نشہ دینے والی چیز چہا حرام ہے، چاہے تھوڑی پی جائے یا زیادہ۔ اور جو حرام کو حلال سمجھ کر پئے، وہ کافر ہے۔

امام زہریؒ نے ایک روایت نقل کی ہے، ایک مرتبہ حضرت عثمانؓ نے ابن عفان سے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا لوگو! شراب نہ پیو، یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ پھر ایک قصہ سنایا کہ ایک آدمی نے ایک نہایت متقی و پرہیزگار آدمی تھا۔ وہ ایک روز مسجد کی طرف چارہ تو کہ راستہ میں ایک بدکار عورت نے اسے اپنے گھر بلایا۔ وہ سیدھا سادہ آدمی گھر کے اندر چلا گیا۔ اندر پہنچ گیا تو عورت نے گھر کا دروازہ بند کر لیا اور اس سے کہا یہ شراب ہے، یہ ایک بچہ ہے اور میں ہوں۔ تم اس وقت تک باہر نہیں نکل سکتے، جب تک کہ شراب پی کر یہی خواہش پوری نہ کر دو۔ یا پھر اس بچہ کو قتل کر دو، ورنہ میں شور مچا دوں گی کہ تم زبردستی میرے گھر میں گھس آئے ہو۔ تیرا کوئی حمایتی نہیں، سب میری بات پر یقین کر لیں گے۔ وہ بچہ مجبور ہو کر کہنے لگا میں تیری خواہش تو پوری نہیں کر سکتا، نہ بچہ کو قتل کر سکتا ہوں، بس شراب پی لیتا ہوں۔ عورت نے اسے شراب کا ایک گلاس بھر کر دے دیا۔ ایک گلاس پی کر اس نے کہا اور وہ آخر وہ شراب پی کر اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکا۔ نشہ میں اس نے وہ دونوں جرم بھی ڈالے، جن سے پہلے انکار کر رہا تھا۔ یعنی عورت سے زنا کیا اور بچہ کو بھی قتل کر ڈالا۔

یہ قصہ بیان کرنے کے بعد حضرت عثمانؓ نے فرمایا لوگو! شراب سے بچو، یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اور خدائے واحد کی قسم ایمان اور شراب ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ نشہ میں آدمی کی زبان سے کفریہ کلمات بھی نکل جاتے ہیں اور پھر زبان ایسی باتوں کی نالی ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ موت کے وقت بھی کلمہ نہیں پڑھتا۔ کافر ہو کر دین سے جانا ہے اور ہمیشہ جہنم میں جلتا رہے گا۔ کثرت سے گناہ کرنے والے کو موت کے وقت کلمہ نصیب نہیں ہوتا اور آخرت میں اسے حسرت و ندامت کے سداوہ کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

حضرت ضحاکؒ کہتے ہیں جس نے عمر بھر شراب پی اور توبہ نہ کی، وہ قیامت کے دن بھی نشہ کی حالت میں اٹھایا جائے گا۔

حضرت قتادہؒ کہتے ہیں ہمیں بتایا گیا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”چارہ آہستہ آہستہ کی خوشبو نہ پائیں گے، حالانکہ اس کی خوشبو پانچ سو برس کے سفر کے برابر فاصلہ محسوس کی جاسکے گی۔“

(۱) انجیل (کنجوس) (۲) معان (کسی پر احسان کر کے جتانے والا)

(۳) ہمیشہ شراب پینے والا (جو توبہ نہ کرے) اور (۴) والدین کی نافرمانی کرنے والا

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں شراب سے تعلق رکھنے والے ن آدمیوں

نعت (۱) کشید کرنے والا (۲) جس کے واسطے کشید کی جائے (۳) پینے والا (۴) پلانے

(۵) خاک کر لے جانے والا (۶) منگوانے والا (۷) اس کی تھوک تجارت کرنے والا

خوردہ فروش (۹) بیچنے والا (۱۰) خریدنے والا اور (۱۱) اس کے خام مال کی کاشت کرنے والا

شرابی کی سزا ایک روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”قیامت کے دن شرابی

قبر سے اس حال میں اٹھے گا اس (کے جسم) سے مردار کی بدبو آتی ہوگی۔ صراحی (بوتل)

اس کے گلے میں لگی ہوگی۔ پیالہ (گلاس) ہاتھ میں ہوگا۔ سانپ اور بچھو اس کے جسم

چھنے ہوں گے۔ اسے آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے، جن کی گرمی سے اس کا د

کھولنا (اہل) ہوگا۔ موت کے بعد اس کی قبر بھی آگ کا گڑھا ہوگی۔ اور دوزخ

فرعون اور ہامان کا ساتھ ہوگا۔

توریت، انجیل اور قرآن، تینوں آسمانی کتابوں

میں شراب کو حرام قرار دیا گیا ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس

شرابی کو ایک لقمہ کھانا بھی کھلایا، اللہ اس کے جسم پر سانپ اور بچھوؤں کو مسلط کر دے گا۔ جس

سے اس کی کوئی ضرورت پوری کر دی، اس نے اسلام کی بنیاد ڈھانے (کمزور کرنے) کی

معاذت کی ہے۔ جس نے اسے قرض دیا، اس نے ایک مسلمان کے قتل میں مدد کی ہے

جس نے اس کی ہم نشینی (ساتھ بٹھانا، دوستی کرنا) اختیار کی، قیامت کے روز اللہ اسے اپنے

سے الگ کرے گا اور اس کی کوئی بات نہیں سنی جائے گی۔ شرابی سے شادی بیاہ کا رشتہ

وہ۔ بیمار ہو تو اس کی عیادت مت کرو۔ کسی بات میں اس کی گواہی قبول نہ کی جائے۔ ا

خداے برحق کی قسم! جس نے مجھے سچا نبی بنا کر بھیجا ہے، شراب وہی لوگ پیتے ہیں، جن کو (تینوں مشہور آسمانی کتابوں) توریت، انجیل اور قرآن میں ملعون کہا گیا ہے۔ جو شراب پیتا ہے، وہ ان تمام احکام اور کتابوں کا منکر ہے، جو اللہ نے اپنے نبیوں پر نازل کیں۔ شراب کو حلال سمجھ کر پینے والا کافر ہے۔ جو شراب کو حلال سمجھ کر پئے، اس کا مجھ سے (میری امت سے) کوئی تعلق نہیں۔ میرا اس سے دنیا و آخرت میں کوئی تعلق نہیں۔“

توریت میں شراب کی حرمت۔ حضرت کعب احبارؓ سے ایک شخص نے پوچھا کیا ”توریت“ میں بھی شراب کو حرام کہا گیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں! یہ آیت ”انما الخمر و المیسر“ توریت میں بھی لکھی ہوئی ہے، اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے ہم نے حق نازل کیا تاکہ باطل کو مٹا دے اور فضول ابو و سب کی چیزوں و ذھول تاشوں اور دیگر کانے بجانے کی چیزوں کو ختم کر دے۔ شرابی پر خدا کی لعنت۔ خداوند تعالیٰ اپنے عزت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہے جس نے شراب کو حلال سمجھ کر پیا، میں اسے قیامت کے روز پیاسا رکھوں گا۔ اور جس نے میری طرف سے شراب کو حرام قرار دیئے جانے کے بعد اسے چھوڑ دیا، میں اسے جنت کی نہر سے سیراب کر دوں گا۔ مطلب یہ کہ جنت میں داخل کر دوں گا۔

شراب سے انسان میں دس برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں

مصنف ابوالہیثؒ فرماتے ہیں شراب سے بچو، اس کے پینے والے میں یہ دس برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

(۱) وہ ہنسل و ہوش کھو بیٹھتا ہے اور پاگلوں جیسی حرکتیں کرتا ہے، جس سے بچے اس پر جتنے ہیں اور کوئی عقلمند آدمی اسے اچھی نظر سے نہیں دیکھتا۔

حضرت ابی الدنیا کہتے ہیں ایک مرتبہ بغداد میں ایک شرابی کو دیکھا، ایک گلی میں بیٹھا پیٹاب کر رہا تھا اور پیٹاب کو خلو میں بھر کر سر اور چہرے پر ڈال رہا تھا، ساتھ ہی یہ دعا بھی پڑھ رہا تھا ”اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَ اجْعَلْ لِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ“ (اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں میں شامل فرما) (یہ وضو کے بعد کی دعا ہے)۔

انھوں نے ہی یہ قصہ بھی لکھا ہے کہ ایک شرابی سڑک پر بے ہوش پڑا تھا۔ ایک کتا آتا اور اس کا منہ چاٹنے لگا۔ شرابی نشہ میں بڑبڑایا حضرت اپنا رد مال خراب نہ کریں۔

(۲) اس سے مال ضائع ہوتا ہے اور پینے والا عقل سے بے گانہ ہو جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہمیں شراب کے بارے میں کچھ بتائیں۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ اس میں مال کا ضیاع (نقصان) اور عقل کی بربادی ہے۔ (۳) شراب پینے سے اکثر اوقات دوستوں حتیٰ کی بھائیوں میں دشمنی ہو جاتی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے۔

اِنَّ الشَّيْطَانَ اَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِى الْخَمْرِ
(المائدہ-۹۱)

شیطان چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تم میں دشمنی اور تاراشگی پیدا کر دے۔

(۴) شراب پینے والا اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-
و بَضَلْتُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهَوْنَ۔ (مائدہ-۹۱)
تمہیں ذکر الہی سے روک دیتی ہے اور نماز سے غافل کر دیتی ہے۔ کیا تم اس سے باز نہیں آ سکتے؟

جب یہ آیت نازل ہوئی، حضرت عمرؓ نے فرمایا پروردگار! ہم باز آ گئے۔

(۵) شراب انسان کو زنا میں مبتلا کر دیتی ہے۔ وہ نشہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے بیٹھتا ہے اور اسے پتہ بھی نہیں چلتا کہ میں بیوی کو طلاق دے چکا ہوں۔ اس طرح غیر دانستہ طور پر وہ زنا کا مرتکب ہوتا رہتا ہے۔

(۶) شراب ہر برائی کی بڑ ہے۔ آدمی شراب پی کر ہر گناہ کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

(۷) شراب پینے کی وجہ سے اس کے ساتھ رہنے والے فرشتوں کو بھی شراب کے نشہ اور بدبو سے تکلیف پہنچتی ہے، اور یہ کوئی عقلمندی ہے کہ جو ہمیں پریشان نہیں کرتے، انھیں پریشان کیا جائے۔

(۸) شرابی کی سزا شریعت میں اسی ۸۰ کوڑے ہیں۔ اگر دنیا میں وہ ان سے بچ گیا تو آخرت میں اسے دوزخ کی آگ کے کوڑے مارے جائیں گے۔

(۹) مرنے کے بعد شرابی کی روح کو آسمان میں داخل نہیں ہونے دیا جائے گا۔ کیونکہ اوپر تو انھیں کی روحیں جاسکتی ہیں، جن کے عمل نیک ہوں اور اس نے تو کوئی نیک عمل کیا ہی

ہیں۔ اور دنیا کی زندگی میں بھی چالیس دن تک اس کی کوئی دعا قبول نہیں ہوتی۔
(۱۰) شرابی آدمی خود اپنی ذات اور اپنی ردت کے لیے بھی مستحقِ خطرہ ہے، کیونکہ پت نہیں
اسے موت کے وقت کلمہ پڑھنے کی توفیق نصیب ہوگی یا نہیں۔

یہ دس نصیحتیں وہ ہیں جو اسے دنیا میں پیش آتے ہیں۔ اور آخرت میں اسے جو سزا
دی جائے گی، اس کا کوئی شخص اندازہ نہیں کر سکتا۔

شراب سے پرہیز کرنے والے لوگوں کا جنت میں داخلہ

يَوْمَ نَخْشِرُ الْمَشْجُونَ إِلَى الرَّحْصِ وَفْدًا لَا رُدَّ الْمُجْرِمِينَ إِلَى
جَهَنَّمَ وَرِدًا. (مریم۔ ۸۵، ۸۶)

جس روز ہم متقیوں کو رخصت کی طرف مہمان بنا کر جمع کریں گے اور مجرموں کو
دوزخ کی طرف پیا سا ہانکیں گے۔

حضرت مقاتل ابن سیمانؓ کہتے ہیں اس آیت میں غلط "وردا" یہ معنی "معتدلاً"
استعمال ہوا ہے، جس کا مطلب ہے "نیاس کی حالت میں"۔

جنت کے دروازے پر ایک درخت ہے، جس کے نیچے سے دو نہریں گزرتی ہیں۔ جنتی
لوگ ایک نہر سے پانی پئیں گے تو ان کا پیٹ تمام غیر پسندیدہ چیزوں سے پاک ہو جائے
گا۔ دوسری نہر میں وہ غسل کریں گے تو ان کے جسم کا میل وغیرہ صاف ہو جائے گا۔ پھر ان
کو اس طرح جنت میں داخلہ کی اجازت دی جائے گی۔

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طَبَقًا فَاذْخُلُوا خَالِدِينَ

تم پر سلامتی (اور امن و رحمت) ہو۔ تم خوش نصیب ہو۔ اب اس (جنت)

میں ہمیشہ رہو۔

ان کی سواری کے لیے اونٹ پیش کئے جائیں گے، جن کی رنگت سرخ یا قوت کی
طرح، پاؤں سونے کے، جن پر یا قوت و رموزی جڑے ہوں گے۔ ان کی مہاریں
خوبصورت موتیوں سے بنی ہوئی ہوں گی۔ ہر سوار کے جسم پر دو اتنی صاف اور خوبصورت
چادریں ہوں گی کہ ان میں سے کوئی ایک دنیا کی طرف لٹکائی جائے تو اس کی چمک سے
پوری دنیا روشن ہو جائے۔ ہر جنتی کے ساتھ دو فرشتے مقرر کر دیے جائیں گے، جو جنت میں
ان کی قیام گاہوں تک انھیں پہنچائیں گے۔

جب یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے سامنے ایک چاندی کا محل آئے گا،
جس کے کنگورے سونے سے تیار کئے گئے ہوں گے۔ جب یہ جنتی اس محل کے قریب پہنچے
گا، عہد و قسم کے ریورات پہنچے اور ہاتھوں میں چاندی کی صراحیاں اور سونے کے گلاس لیے
بہت سے خوبصورت خادم اور فرشتے اس کے سامنے سلام پیش کرتے ہوئے آئیں گے۔ یہ
ان کے سلام کا جواب دے گا۔

جب محل کی آرائش اور خوبصورتی دیکھ کر یہ وہاں ترنا چاہے گا، ساتھ والے محافظ
فرشتے اس سے پوچھیں گے کیا ارادہ ہے؟
"میں یہاں قیام کرنا چاہتا ہوں۔"

فرشتے نہیں گے یہاں نہیں آگے چلے۔ آپ کے لیے اس سے ابھی قیام گاہ آگے
ہے۔ آگے ایک محل آئے گا، جس کی عمارت سونے سے بنی ہوئی اور اس کے کنگورے
موتیوں سے بنائے گئے ہیں۔ یہاں بھی پیچھے محل کی طرح خوبصورت ملازمین مسلم کریں
گے۔ یہ ان کے سلام کا جواب دے گا اور اس میں داخل ہونا چاہے گا۔ یہی فرشتے اس سے
کہیں گے یہاں نہیں آگے آپ کے قیام کے لیے اس سے بھی بہتر محل تیار کیا گیا ہے۔

کچھ دور چلیں گے تو سامنے ایک سرخ یا قوت سے تعمیر شدہ محل ہوگا، جس کی دیواریں
تین شفاف ہوں گی کہ باہر سے ہی اندر کا سارا منظر نظر آ جائے گا۔ اس میں داخل ہوگا۔
ایک خوبصورت نگہبوں والی حور اس کا استقبال کرے گی۔ اس نے مختلف رنگ کی چادریں
اور ہر رنگی ہوں گی۔ اس کے لباس کی خوشبو ایک سو سال کی مسافت سفر تک محسوس ہوگی۔
اس کا چہرہ اتنا خوبصورت اور شفاف ہوگا کہ سامنے سے دیکھنے والا اس میں اپنے چہرے کا
عکس دیکھ سکے گا۔ سینہ پر نظر ڈالے گا تو اس کا دل اور ہیکر تک نظر آ جائے گا۔ پنڈلی کی ہڈی
سے سارے اس کا ٹوڑا دکھائی دے گا۔

اس کے کمرے کی وسعت ایک فرسخ (تین میل) کے برابر ہوگی۔ اس کی بلندی بھی اسی قدر
ہے۔ اس میں چار برابر دروازے ہوں گے، جن میں سونے کے کواڑ لگے ہوں گے۔ فرش یا قوت اور
تخت بست بنا ہوا ہوگا۔ غرض کہ آراستہ و پیراستہ ہر ہوگا۔ اس کی ہر مہر پر ستر یا تخت خانے ہوں
گے۔ جب یہ ان میں چلنے کا اور کوئی پھل کھانا چاہے گا، وہ پھل خود اس کے پاس آ جائے گا، یا اس
کا شستہ گا۔ اس پھل کی شستہ تک پہنچ جائے گی اور یہ پانی حسبِ وقت پھل کھائے گا۔ یہ سب کچھ

ان متقی لوہ پر ہیزگار لوگوں کے لیے ہوگا۔ جو دنیا میں شراب سے بچتے رہے۔

اور شرابیوں کو دھور دھوروں کی طرح ہانک کر جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ جس وہ جہنم کے قریب پہنچیں گے، ایک دم ان کے واسطے جہنم کے دروازے کھلیں گے اور فرشتے ہاتھوں میں لوہے کے گرز اور ہتھوڑے لیے ان کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ جب یہ جہنم کے اندر پہنچیں گے، ان کے جسم کے ہر جواز سے کوئی نہ کوئی عذاب چمٹا ہوگا۔ کسی جواز کو (بڑا سانپ) ڈس رہا ہوگا۔ کسی کو آگ کے شعلے چھلکا رہے ہوں گے اور کسی پر فرشتوں نے ہتھوڑے یا گرز پڑ رہے ہوں گے۔

جب کوئی فرشتہ اس کے سر پر گرز مارے گا، وہ جہنم کی آگ میں اتنی گہرائی تک جا جائے گا، جس کی مسافت چالیس سال کے سفر کے برابر ہوگی۔ اس کی تہہ میں پہنچنے سے پہلے ہی آگ کے شعلے درمیان سے پھر اوپر لے آئیں گے۔ جو بھی اس کا سرا بھرے، فرشتہ پھر اس پر گرز مارے گا۔ اسی طرح جب ان کے جسم کی کھال جل کر ختم ہو جائے گی ان کے جسم پر نئی کھال چڑھا دی جائے گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

كُلَّمَا مَضَىٰ جُذُودًا هُم بِذُلٍّ اَوْ اَعْوٰی اَعْوٰی مَا لَیْذُوْنَ الْعَذَابِ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِیْزًا حَكِیْمًا
(اسماء-۵۶)

جب ان کی کھال جل کر ختم ہو جائے گی، ہم ان کو دوسری کھال پہنا دیں گے، تاکہ یہ لوگ اچھی طرح عذاب کا مزہ چکھ لیں۔ بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

اس طرح روزانہ ستر مرتبہ ان کی کھالیں جل جل کر ختم ہوں گی اور ستر مرتبہ انھیں نئی کھالیں پہنائی جاتی رہیں گی۔ عیاس کی شدت سے پانی مانگیں گے تو انھیں پینے کے لیے اس قدر تیز کھول دیا جائے گا، جس کی گرمی سے ان کے چہرے کا گوشت پکھل کر نیچے گر جائے گا۔ منہ میں جائے گا تو داڑھیں اور مسوڑھے پکھل کر گر جائیں گے۔ پیٹ میں باستریاں پھڑدے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

یَضْحَكُوْنَ بِهٖ مَا هُمْ بِمُطْمَئِنِّیْنَ وَالْخُلُوْذُ وَ لَہُمْ مَقَامٌ مِّنْ حٰدِیْدٍ (ج-۲۰-۲۱)

اس سے ان کے پیٹ کے اندر کی ساری چیزیں پکھل جائیں گی اور ان کے مردوں پر لوہے کے گرز برس رہے ہوں گے۔

شراب پینے والے سے تمام مخلوق اور خود اللہ تعالیٰ

اظہار بیزاری اور نفرت کرتا ہے

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ جب کوئی پہلی بار شراب پیتا ہے اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ دوسری مرتبہ پیتا ہے تو اس کے محافظ فرشتے الگ ہو جاتے ہیں۔ تیسری دفعہ پیتا ہے تو ملک الموت (موت کا فرشتہ) اس سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ چوتھی مرتبہ شراب پینے والے کا تعلق نبی کریم ﷺ سے ٹوٹ جاتا ہے۔ پانچویں مرتبہ شراب پینے والے سے صحابہ کرم رضی اللہ عنہم بے تعلق ہو جاتے ہیں۔ چھٹی مرتبہ شراب پینے والے سے جبرائیل علیہ السلام بیزار ہو جاتے ہیں۔ ساتویں مرتبہ شراب پینے والے سے اسرائیل علیہ السلام کو نفرت ہو جاتی ہے۔ آٹھویں بار شراب پینے والے سے میکائیل علیہ السلام بیزار ہو جاتے ہیں۔ نویں مرتبہ شراب پینے والے سے آسمان نفرت کرتا ہے۔ دسویں دفعہ شراب پینے والے سے زمین بیزار ہو جاتی ہے۔ گیارہویں مرتبہ شراب پینے والے سے سمندر کی مخلوقات اپنا تعلق ختم کر دیتی ہیں۔ بارہویں مرتبہ شراب پینے والے شخص سے چاند اور سورج اپنا تعلق قائم نہیں رکھتے۔ تیرہویں مرتبہ شراب پینے والے سے آسمان کے ستارے اپنا تعلق قائم نہیں رکھتے۔ چودھویں مرتبہ شراب پینے والے سے تمام زمینی مخلوق بیزار ہو جاتی ہے۔ پندرہویں مرتبہ شراب پینے والے پر جنت کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ سولہویں مرتبہ شراب پینے والے کے واسطے دوزخ کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ سترہویں بار شراب پینے والے سے عرش کے اٹھانے والے فرشتے منہ پھیر لیتے ہیں۔ اٹھارہویں مرتبہ شراب پینے والے سے اللہ تعالیٰ کی کرسی نفرت کرتی ہے۔ انیسویں مرتبہ شراب پینے والے سے عرش بے تعلق ہو جاتا ہے اور جو بیسویں مرتبہ شراب پیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر لعنت بھیجتا ہے۔

شراب پینے کے نقصانات، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بخت یزید کہتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے ”جس نے ایک مرتبہ شراب پی (کم مقدار میں کہ ہوش و حواس پر غالب نہ آئے) اس کی سات نمازیں قبول نہ ہوں گی۔ اور اگر شراب اس کی عقل پر غالب آگئی (ہوش و حواس پر قابو نہ رہا) تو چالیس دن تک اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوگی۔ اگر اسی حالت میں مر گیا، اس کی موت کافر کی موت ہوگی۔ البتہ اگر اس نے توبہ

کر لی، اللہ اسے معاف کر دے گا۔ اور اگر اس نے (توبہ کے بعد) پھر شراب پی تو پھر اللہ لازمی طور پر دوزخ کی نالیوں میں بہنے والا گندہ پانی پلائے گا۔“

ایک دوسری حدیث میں یہ اغاظ ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا ”جس نے ایک مرتبہ شراب پی، چالیس روز تک اس کی نماز روزہ وغیرہ کوئی بھی عمل قبول نہیں ہوگا۔ دوبارہ شراب پی تو اتنی روز تک اس کی نماز روزہ وغیرہ کوئی عمل قبول نہ ہوگا۔ تیسری دفعہ پی تو ایک سو بیس دن تک اس کی نماز روزہ اور کوئی بھی نیک عمل قبول نہ ہوگا۔ اور جو چوتھی مرتبہ شراب پی لے، اسے (حکومت وقت) قتل کر دے۔ وہ کافر ہے۔ اور لازمی طور پر جہنم کی گندہ نالیوں کا کچڑ ملا پانی پلائے یا جاگا۔“

ایک حدیث میں ہے ”ہر طرح کے گناہ اور خطائیں ایک گھر میں جمع کر دی گئی ہیں، جس کی چابی شراب نوشی ہے۔“

گویا شراب پینے والا نشے کی حالت میں ہر گناہ کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

ایک صحابی رحمہ اللہ کا قول ہے، جس کسی نے شرابی سے اپنی بیٹی کی شادی کی، اس نے اپنی بیٹی کو زنا کاری کے لیے بھیجا ہے۔ کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ شراب پینے والا نشے کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے بیٹھتا ہے، جس کا اسے احساس تک نہیں ہوتا۔ اس طلاق پھر دونوں میں بیوی زنا کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔

بعض حضرات کہتے ہیں شراب پینے والے اور بتوں کی پوجا کرنے والے (شرک) میں کوئی فرق نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شراب کو رخص (گندگی) کہا ہے، جبکہ وہ بت پرستی کو بھی رخص سے ہی تعبیر کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُوْنَ (المائدہ ۹۰)

شراب، جو، تیبوں کے رعبہ تقسیم اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا، گندگی اور شیطان کے کام ہیں۔ ان سے پرہیز کرنا کہ تم کامیاب رہو۔

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ (الصبح ۳۰) بت پرستی کی گندگی سے پرہیز کرو۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رحمہ اللہ کہتے ہیں جس نے دن کے وقت شراب پی اور اسی حالت میں اسے شرم ہو گئی، اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے اس نے اللہ کے ساتھ شرک

دو۔ اور اگر اس نے رات کے وقت شراب پی ہو اور اسی حالت میں اسے صبح ہو گئی، اس کی مثال ایسی ہے، جیسے اس نے رات بھر شرک کیا ہو۔

مرنے کے بعد شرابی کا رخ قبلہ سے پھر جاتا ہے

اور عہد اللہ ابن مسعود رحمہ اللہ سے یہ بھی مروی ہے، کہتے ہیں کوئی شراب پینے والا فوت ہو جائے، اسے دفن کر دو اور مجھے قید میں رکھو۔ مرنے والے شرابی کی قبر کھول کر دیکھو اس کا رخ قبلہ سے پھر گیا ہوگا۔ اگر میری یہ بات صحیح نہ ہو تو مجھے قتل کر دینا۔

حضرت انس ابن مالک رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”اللہ نے مجھے اہل دنیا کے واسطے ہدایت و رحمت بنا کر بھیجا ہے اور اس لیے بھیجا ہے کہ (رقص و سرود) اور گانے بجانے کے آلات اور دور جاہلیت کی بت پرستی کو ختم کر دوں۔ اور اللہ نے اپنی عزت کی قسم کھا کر فرمایا ہے ”میرے بندوں میں سے جو بندہ (انسان) شراب پئے گا، میں سے قیامت کے روز (جنت کی شراب سے) محروم کر دوں گا۔ اور میرا جو بندہ دنیا میں شراب سے پرہیز کرے گا، میں اسے جنت کی خصوصی خیر قدس سے سیراب کر دوں گا۔“

یعنی یہاں شراب پینے والا جنت میں داخل نہ ہوگا اور جنت کی دیگر نعمتوں سے محروم رہے گا۔ اور جو شخص دنیا میں شراب سے بچے گا، وہ جنت میں داخل ہوگا اور وہاں کی نعمتوں سے فیضیاب ہوگا۔

توریت اور شراب حضرت اوٹ ابن سمعان نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، اس بت پرستی (اللہ) کی قسم، جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے، شراب کو توریت میں بھیجیں مقامات پر حرام نہ کیا ہے۔ بلاکت ہے شراب پینے والے کے لئے۔ اور اللہ اسے دوزخ کی گندگی نالیوں کا کچڑ ملا ہوا پانی پلانے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔

حضرت محمد ابن منکدر کہتے ہیں اللہ قیامت کے روز فرمائے گا کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے دنیا میں اپنے دل اور کانوں کو فضول کھیل کود اور راگ رنگ کی شیطانی محفلوں میں گزارا انہیں مشک کی خوشبو سے مہکتے ہوئے جنت کے باغوں میں پہنچا دو۔ اس کے بعد انہیں صمد اسے گا انہیں میری حمد و ثناء کے نغمے سننا اور بتا دو کہ اب تم یہاں (جنت) میں اس بات کی سزا رہو۔

حضرت ابن سلیم کو ایک ولیمہ کی دعوت میں بلایا گیا۔ وہ جب وہاں پہنچے، دیکھا کہ گانے بجانے کا سامان رکھا ہے۔ وہیں لوٹ آئے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ گانے بجانے میں مشغول رہنے سے دل میں اس طرح نفاق پیدا ہوتا ہے، جیسے پانی سے گھاس اور سبزہ پیدا ہوتا ہے۔

شراب کی سزا اتنی کوڑے

حضرت عبدالرحمن سلیمی بیان کرتے ہیں شام کے کچھ لوگوں نے شراب پی اور ان کے لیے اس آیت کو دلیل بنایا۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعَمُوا (مائدہ-۹۳)
جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، وہ جو چیز کھانے پینے میں استعمال کریں، اس میں کوئی گناہ نہیں۔

شام کے گورنر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ (خلیفہ) کو اس کی اطلاع دی۔ انھوں نے لکھا ان لوگوں کو میرے پاس بھیج دو۔ جب وہ آئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے ان کے بارے میں مشورہ کیا۔ سب نے یہ مشورہ دیا کہ ان لوگوں نے چونکہ اپنی طرف سے گمراہی کی طرف ایسی بات منسوب کی ہے، جس کا انہوں نے حکم نہیں دیا، لہذا ان کو قتل کر دیا جائے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ دیا کہ ان سے نہ جائے کہ اس بات سے توبہ کر لیں۔ توبہ نہ کریں تو پھر انھیں قتل کر دیا جائے۔ انھوں نے توبہ کر لی اور خلیفہ نے شراب کی حد (سزا) میں انھیں اتنی اتنی کوڑے مارے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا جب شراب کی حرمت والی آیت نازل ہوئی، بعض لوگوں نے یہ سوال کیا کہ شراب بھائی تحریم شراب (حرام قرار دیئے جانے) سے قبل شراب پیتے تھے اور وہ وفات پا چکے ہیں، ان کا کیا ہوگا؟ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعَمُوا (مائدہ-۹۳)
ایسے لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، وہ (شراب کی حرمت کا حکم آنے سے پہلے) جو کچھ کھاتے پیتے رہے، ان پر کوئی گناہ نہیں۔

جھوٹ پر تنبیہ

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "سچ بولو، کیونکہ سچ بھلائی کی راہ دکھاتا ہے اور بھلائی جنت میں پہنچا دیتی ہے۔ جو آدمی ہمیشہ سچ بولے اور سچ کو پسند کرتا ہے، اللہ کے دفتر میں اسے "صدیق" لکھا جاتا ہے۔ جھوٹ سے بچو۔ جھوٹ بے حیائی اور گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم میں پہنچا دیتا ہے۔ جو شخص ہمیشہ جھوٹ بولتا رہے اور جھوٹی باتوں کو پسند کرتا رہے، وہ اللہ کے دفتر میں "کذاب" (جسم جھوٹ) لکھا جاتا ہے۔"

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: منافق کی پہچان یہ تین چیزیں ہیں:
(۱) ہر بات میں جھوٹ بولتا ہے۔ (۲) وعدہ پورا نہیں کرتا۔ (۳) عہد کر کے توڑ دیتا ہے۔ اور اس کی تصدیق ان آیتوں سے بھی ہوتی ہے:-

وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ لِلَّهِ لَنْ اَتَا مَا فِي فِطْرِهِ لَتَصُنَّكَ وَ لَتَكُونَنَّ مِنْ الصَّالِحِينَ فَلَمَّا اَتَاهُمْ مِنْ فَضْلِهِ بَحَلُّوا بِهِ وَ تَوَلَّوْا وَ هُمْ مُنْغَرَضُونَ فَاعْلَبَهُمْ دَعَاؤُهُمْ فَلْيُؤَيِّدْهُمْ اِلٰى يَوْمٍ يَلْقَوْنَهُ بِمَا اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَ بَمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ (توبہ-۷۵، ۷۷)

ان میں سے بعض وہ ہیں، جنہوں نے اللہ سے عہد کیا کہ اگر اللہ نے ہمیں اپنے فضل سے نوازا (ہمیں دولت دی)، ہم ضرور صدقہ (خیرات) کریں گے اور نیک لوگوں میں شامل ہو جائیں گے۔ (لیکن) جب اللہ نے انھیں دیا، وہ کجروی کرنے لگے اور (اپنے عہد سے) پھر گئے۔ اس (بدعہدی اور جھوٹ) کے نتیجہ میں اللہ نے ان کے دل میں قیامت کے لیے نفاق (آپس کی دشمنی) ڈال دیا۔

حضرت امام مالک فرماتے ہیں حضرت لقمان سے کسی نے پوچھا: آپ اس مقام تک بہت پہنچے؟ فرمایا: تمہیں باتوں کے ذریعہ۔

(۱) قول کی سچائی (۲) امامت داری اور (۳) فضول باتوں سے پرہیز۔

مومن جھوٹ نہیں بولتا حضرت صفوان ابن سلیم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے دریافت کیا

(۱) کیا مومن بڑا دل ہو سکتا ہے؟ فرمایا "ہاں" (ہو سکتا ہے)

(۲) کیا مومن بخیل (کنجوس) ہو سکتا ہے؟ فرمایا "ہاں" (ہو سکتا ہے)

(۳) کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے؟ فرمایا "نہیں" یعنی مومن (مسلمان) جھوٹ نہیں بول سکتا حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "تم مجھے

اپنی طرف سے ان باتوں کی ضمانت دے دو۔ میں تمہیں جنت میں داخلہ کی ضمانت دوں گا (۱) بات کرو تو سچی کرو۔ (۲) وعدہ پورا کرو۔ (۳) کسی کی امانت ہو تو اسے واپس کر دو۔ (۴) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ (۵) نگاہیں نیچی رکھو (غیر محرم عورت کی طرف نظر نہ اٹھاؤ)۔ (۶) کسی پر ظلم نہ کرو۔

ان چھ باتوں میں نبی کریم ﷺ نے تمام خلائق کو جمع کر دیا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ان فور سے پڑھیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

حضرت حذیفہ ابن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کوئی یہ خلاف شرع بات کہنے سے متعلق کہلاتا تھا۔ اور آج میں دیکھتا ہوں کہ لوگ ایسی باتیں کر گزرتے ہیں جنہیں نفاق کی علامت کہا جاسکتا ہے۔ مثلاً اگر ایک آدمی بار بار جھوٹ بولتا رہے، وہ اللہ کے نزدیک منافق شمار ہوتا ہے۔ اس کا گناہ اس پر اور جو شخص اس کی پر عمل کرے گا، اس کا گناہ بھی اس پر ہوگا۔

حضور ﷺ کا ایک خواب

موت کے بعد کے مختلف منظر ملاحظہ فرمائے

حضرت سرہ ابن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نماز فجر کے بعد ہم سے دریافت فرماتے: کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ اگر کسی خواب دیکھا ہو تو وہ بیان کر دیتا۔ ایک روز حسب معمول ہم سے آپ ﷺ نے خواب

متعلق دریافت کیا۔ ہم نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا "آج میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ دو آدمی میرے پاس آئے اور مجھے اپنے ساتھ لے کر چل دیئے۔ ہم ایک ہموار میدان میں پہنچے۔ وہاں دیکھا، ایک آدمی لیٹا ہوا ہے اور ایک دوسرا آدمی پتھر لیے کھڑا ہے۔ وہ پتھر مارتا ہے۔ لیٹے ہوئے آدمی کا سر کھل جاتا ہے اور پتھر لڑھک کر دور چلا جاتا ہے۔ جب تک وہ پتھر لے کر آتا ہے، اس آدمی کا سر پہلے کی طرح صحیح سالم ہو جاتا ہے۔ مسلسل سے کھلتا ہے اور یہ صحیح ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا سبحان اللہ یہ کیا ماجرا ہے؟ میرے ساتھیوں نے کہا آگے چلو۔ کچھ آگے گئے۔ میں نے دیکھا، ایک آدمی زمین پر چٹ لیٹا ہے اور دوسرا آدمی لوہے کا آنکڑا اس کے گلے میں ڈال کر مگہ کی ٹک چر دیتا ہے۔ پھر دوسرا کلا اسی طرح چر دیتا ہے۔ اتنی دیر میں پہلا بھی اپنی اصل حالت میں آ جاتا ہے۔ یہ عمل مسلسل دہرایا جا رہا تھا۔ میں نے پھر پوچھا سبحان اللہ یہ کون ہے؟ میرے ساتھیوں نے پھر مجھے آگے بڑھا دیا۔ پھر ہمارے سامنے ایک عمارت آئی، جس کا نیچے کا حصہ کافی کشادہ، مگر اوپر کا حصہ تنور کی طرح گول تھا۔ اس میں بہت سے مرد اور عورتیں تنگ دھڑنگ بند تھیں۔ نیچے سے آگ کے شعلے اٹھتے ہیں تو یہ لوگ چیختے ہیں۔ میں نے پوچھا، سبحان اللہ یہ کون ہیں؟ میرے ساتھیوں نے کوئی جواب نہ دیا اور ہم آگے بڑھ گئے۔ آگے دیکھا، ایک آدمی ایک آدمی تیر رہا ہے اور ایک دوسرا آدمی بہت سے پتھر جمع کئے کنارے پر بیٹھا ہے۔ جب تیرنے والا کنارہ کے قریب آتا ہے، منہ کھولتا ہے اور کنارے پر بیٹھنے والا ایک پتھر اس کے منہ میں ڈال دیتا ہے۔ میں نے کہا سبحان اللہ یہ کون ہیں؟ میرے ساتھی پھر مجھے لے کر آگے بڑھ گئے۔ ہمارے سامنے ایک باغ تھا، جس میں ایک قد آور آدمی کھڑا تھا اور بہت سے بچے اس کے گرد جمع تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ میرے ساتھیوں نے کوئی جواب نہ دیا اور ہم آگے بڑھ گئے۔ اب ہم ایک بہت بڑے سایہ دار درخت کے پاس پہنچے۔ اس کے سائے میں چلتے ہوئے ہم ایک شہر کے قریب پہنچے، جس کی عمارتوں کی تعمیر میں ایک اینٹ سونے اور ایک اینٹ چاندی کی استعمال ہوئی تھی۔ ہم شہر کا پچھلے حصہ گزرنا شروع ہوئے۔ میرے ساتھی مجھے ایک خوبصورت عمارت کے احاطہ میں لے گئے۔

اس کے بعد ایک دوسرا خوبصورت مکان دکھایا، جو پہلے مکان سے زیادہ خوبصورت تھا اور آخر میں ایک انتہائی عمدہ اور ہر طرح سے آراستہ عمارت سامنے آئی، جس کے بارے میں میرے ساتھیوں نے مجھے بتایا: یہ آپ کے واسطے ہے۔ میں نے کہا کیا میں اس کے اندر جاسکتا ہوں؟ انھوں نے کہا: ابھی نہیں۔ میں نے ان سے کہا: یہاں آتے ہوئے میں نے اور بھی بہت سی عجیب چیزیں دیکھی ہیں۔ کیا ان کے بارے میں کچھ بتاؤ گے؟ انھوں نے کہا: سب سے پہلے جو آپ نے دیکھا کہ ایک شخص پتھر سے کچلا جا رہا ہے، وہ ایک حافظ قرآن ہے، جس نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا اور فرض نماز سے بھی سستی برتتے ہوئے سو جایا کرتا تھا۔ اور دوسرا شخص جس کی بانٹھیں (کھلے) چیری جا رہی تھیں، وہ ایک ایسا شخص تھا، جو صبح گھر سے نکلتے ہی جھوٹ بولنا شروع کرتا اور اس کا یہ جھوٹ پوری دنیا میں پھیل جاتا (ہمارے دور کے ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات وغیرہ میں جھوٹا پروپیگنڈا کرنے والے افراد کے لیے دعوتِ فکر ہے)۔ جن لوگوں کو آپ نے اس خورنہ عمارت کے اندر آگ میں جلتے دیکھا ہے، وہ زنا کار مردوں اور عورتوں کا گروہ تھا۔ جس کو آپ نے نہر میں تیرتے اور پتھر چباتے دیکھا، وہ ایک سودخور تھا۔ باغ میں طویل قامت (لے قد والے) شخص جن کے پاس بہت سے بچے جمع تھے، وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے، اور بچے وہ تھے جو دینِ فطرت پر پیدا ہوئے اور یوغ سے پہلے ہی فوت ہو گئے۔ جنت میں پہلا گھر جو آپ نے دیکھا، وہ آپ کے عام امتی کے واسطے، دوسرا شہید کے لئے۔ (آخر میں تعارف) میرا نام جبرائیل اور میرے ساتھی کا نام میکائیل (دونوں فرشتے ہیں) ہے۔

ایک شخص نے دریافت کیا: مشرکین کی جو اولاد کم سنی (بچپن) میں فوت ہو جاتی ہے وہ کہاں رکھی جاتی ہے؟ فرمایا: وہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس رکھی جاتی ہے۔ مشرکین کی اولاد کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ وہ اہل جنت کی خدمت پر مامور کئے جائیں گے۔ بعض نے کہا ہے، وہ بھی دوزخ میں جائیں گے۔ صحیح علم اللہ ہی کو ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں:-

سب سے زیادہ سچا کلام اللہ کا کلام (قرآن) ہے۔

سب سے بہتر ذکر اللہ کا ذکر ہے۔

سب سے برا اللہ کا پناہ دل کا اللہ کا پناہ ہے۔

دو تھوڑا رزق جو ضرورت پوری کر دے، اس زیادہ سے بہتر ہے جو اللہ کی یاد سے حاصل کر دے۔

سب سے بڑی شرمندگی (رسوائی) قیامت کے دن کی شرمندگی ہوگی۔

بہترین دولت دل کی بے نیازی (صبر) ہے۔

بہترین زاد سفر (آخرت کے لئے) تقویٰ ہے۔

شراب تمام گناہوں کا مرکز ہے۔

عورت شیطان کا پھندا ہے۔

جوانی دغاگی کا ایک حصہ ہے۔

سب سے بری کمائی سودی کاروبار کی کمائی ہے۔

سب سے بڑا گناہ زبان کو جھوٹ کے لیے استعمال کرنا ہے۔

حضرت سفیان ابن حصین رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے ایک روایت نقل کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جھوٹ کسی حال میں اچھا نہیں۔ مگر تین مواقع پر اس کی گنجائش ہے (۱) جنگ کے وقت (کیونکہ جنگ میں کامیابی حسن تدبیر پر موقوف ہے)۔

(۲) دوسرے اس وقت جب دو مسلمانوں میں صلح صفائی کرانی ہو۔

(۳) تیسرے اس وقت جب میاں بیوی کے درمیان ناچاقی ختم کرانی ہو۔

سچائی اولیاء اللہ کا زیور ہے ایک تائیدی کا قول ہے سچائی اولیاء اللہ کا زیور ہے۔ جیسا کہ اللہ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے:-

هَذَا يَوْمٌ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ (نور-۱۱۹)

یہ (قیمت کا دن) ہے، جس دن سچ بولنے والوں کو ان کا سچ فائدہ دے گا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (توبہ-۱۱۹)

اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کا ساتھ دو۔

وَالَّذِينَ هُمْ بِالصَّدَقِ بِهٖ أَزْلَمُوا لَهُمْ مَّا

بَشَانُوا عَنْهُمْ (زمر-۳۳-۳۴)

اور جو سچی کی تائید کرتے ہوئے ہمیں کے ساتھ ہو جائے، ایسے ہی لوگ ہیں جو متقی (اللہ سے ڈرنے والے) کہلا سکتے ہیں۔ ان کے واسطے ان کے رب کے پاس ہر وہ چیز موجود ہے جو وہ چاہتے ہیں۔

جھوٹ بد بختوں کی پہچان ہے، اور جھوٹ بد بختوں اور برے لوگوں کی نشانی ہے۔ اللہ نے ایسے لوگوں کی مذمت کی اور ان پر لعنت بھیجی ہے۔

فَقِيلَ الْخَوَاصُّونَ. (ذاریات۔ ۱۰) جھوٹے لوگ مارے گئے (بر باد ہوئے)۔
وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعَىٰ إِلَى الْإِسْلَامِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (مف۔ ۷)

اس سے بڑا ظالم (مجرم) کون ہوگا جو اللہ کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرے، جبکہ اسے قبول، سلام کی دعوت مکی دی جا رہی ہو۔ (سچ ہے) اللہ ایسے بڑے باقرمانوں کو سیدھا راستہ نہیں دکھایا کرتا۔

غیبت

کسی کی پیٹھ پیچھے برائی کرنا

غیبت کیا ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بانتے ہو، غیبت کیا ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: "غیبت یہ ہے کہ تم اپنے کسی بھائی سے منسوب کر کے ایسی بات کہو، جو اسے ناگوار ہو۔" ایک شخص نے پوچھا اگر میں اپنے بھائی کے متعلق ایسی بات کہوں، جو اس میں موجود ہے؟ فرمایا: "یہی تو غیبت ہے کہ تم وہ بات اس کی پیٹھ پیچھے کہو، جو اس میں موجود ہے۔ اور اگر تم نے وہ بات کہی جو اس میں موجود نہ ہو، وہ بہتان ہوگا۔"

ہمارے سلف صالحین (بزرگ حضرات) کسی کے بارے میں اتنی بات کہنے کو بھی غیبت سمجھتے تھے۔ "قلاں شخص کا لباس تنگ ہے یا قلاں شخص کھلا لباس پہنتا ہے۔" لہذا کسی کی شخصیت کے بارے میں کوئی بات کہنا یا اس کی غیر موجودگی میں اس پر تبصرہ کرنا تو اور بھی زیادہ بری بات ہے۔

حضرت ابن ابی شیبہ کہتے ہیں ہمیں معلوم ہوا ہے، نبی کریم ﷺ کے پاس ایک پستہ قد عورت آئی اور واپس چلی گئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: "کتنے چھوٹے قد کی عورت ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا (عائشہ!) تو اس کی غیبت کیوں کرتی ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: "(حضور!) میں نے تو وہی بات کہی ہے، جو اس میں موجود ہے۔" فرمایا: "تو نے اس کے پستہ قد کو اس کی ایک برائی سمجھتے ہوئے یہ بات کہی ہے۔"

آخرت میں غیبت کی سزا: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "معراج کی شب جب مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی، میں نے دیکھا، کچھ لوگ ایک جگہ جمع ہیں۔ ان کے پہلو سے گوشت کاٹ کر انہیں کھلایا جا رہا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا جاتا ہے: "کھاؤ، یہ وہی گوشت ہے جو تم اپنے بھائی کے پہلو سے نوچ کر کھایا کرتے تھے۔"

میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں، جو لوگوں کی غیبت کیا کرتے تھے۔

مصنف (ابولیف سرقدی) کہتے ہیں میرے والد محترم نے مجھ سے بیان کیا ایک مرتبہ کا واقعہ ہے نبی کریم ﷺ اپنے حجرے میں تشریف فرما تھے اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ کو تعلیم دے رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ گوشت آیا۔ اصحاب صفہ نے حضرت زید کو نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا اور گزارش کی، ہم نے کافی دنوں سے گوشت نہیں کھایا، کچھ عنایت ہو جائے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ ان کا یہ پیغام لے کر گئے تو انھوں نے حضرت زید کے متعلق آپس میں کہا یہ زید بھی اسی طرح آپ ﷺ کے پاس آئے تھے، جس طرح ہم آئے ہیں۔ جب حضرت زید نے ان کا پیغام آپ تک پہنچایا، آپ نے فرمایا: ”ان سے کہو ابھی ابھی تو تم نے گوشت کھایا ہے۔“

حضرت زید نے ان سے جا کر کہا تو پھر انھوں نے یہی بات دہرائی ”ہم نے اسے دن سے گوشت نہیں کھایا۔“

حضرت زید نے ان کا جواب آپ ﷺ تک پہنچایا۔

دو تین مرتبہ زید رضی اللہ عنہ آئے گئے۔ آپ ﷺ کا فرمان ان کو پہنچایا اور ان کا جواب آپ سے بیان کیا۔ آخر وہ (اصحاب صفہ) خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی بات دہرائی۔ آپ نے ان سے فرمایا ”تم نے ابھی اپنے بھائی کا گوشت کھیا ہے، تمہارے دانتوں میں گوشت کا اثر موجود ہے۔ تم کلی کرو، اس کا اثر نظر آ جائے گا۔“

انھوں نے کلی کی تو تم سے خون آیا۔ انھوں نے اسی بہت توبہ کی اور آپ سے معافی چاہی۔

غیبت کی بدبو سے ہوا بھی بدبودار ہوگئی

حضرت جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک مرتبہ بڑی بدبودار ہوا چلی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”کچھ منافق لوگوں نے مسلمانوں کی غیبت کی ہے۔ اس کی بدبو سے ہوا بھی بدبودار ہوگئی ہے۔“

ایک مسلمان فلسفی سے لوگوں نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں غیبت کی بدبو محسوس ہو جاتی تھی، آج کیوں محسوس نہیں ہوتی؟

فلسفی نے جواب دیا ہمارے دور میں غیبت عام ہوگئی اور اس کی بدبو ہمارے دماغ میں رچ بس گئی ہے۔ جس طرح کہ ایک گندگی کا کام کرنے والے کے دماغ میں گندگی کی بدبو مانتا جاتی ہے اور بو اسے محسوس نہیں ہوتی، وہ بے تکلفی سے اپنا کام کرتا رہتا ہے، یہی حالت ہماری ہے کہ غیبت ہماری زندگی کا حصہ بن چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے برے اثرات سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

ایک روایت ہے، ایک سفر میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے بڑے بڑے صحابہ آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ایک منزل پر پہنچ کر خیمے لگائے اور کھانا وغیرہ تیار کرنے لگے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو نیند آگئی، وہ سو گئے۔ کچھ لوگوں نے کہا: ”یہ لڑکا پڑ کر سو گیا ہے اور کھانا تیار ہوگا تو آ کر کھانے بیٹھ جائے گا۔“ جب سلمان آئے، کھانے کی تیاری کی جارہی تھی۔ لوگوں نے سلمان سے کہا جاؤ حضور ﷺ کے پاس سے سالن لے آؤ۔ سلمان آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے فرمایا ”انہیں جا کر بتاؤ، تم نے ابھی تو سالن کھایا ہے۔“ انھوں نے کہا ہم نے تو کوئی سالن نہیں کھایا۔ لیکن حضور ﷺ بھی جھوٹ نہیں کہہ سکتے۔ چنانچہ سب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

آپ نے ان سے فرمایا ”جب تم نے اپنے اس بھائی کے متعلق وہ باتیں کہیں، جو تم کہہ چکے ہو، اس وقت تم نے اس کا گوشت کھایا تھا۔“ اور اسی آیت نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اخْتَنُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ.

(العنکبوت: ۱۲)

اے اہل ایمان! (مسلمانو!) بدگمانیوں سے پرہیز کیا کرو۔ بعض بدگمانی گناہ ہوتی ہے۔

حضرت سفیان کہتے ہیں ظن (گمان) کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ظن (گمان) جو دل میں کسی کے متعلق پیدا ہو، مگر کسی سے اس کا ذکر نہ کیا جائے اور جھڑپا جائے۔ اس میں گناہ نہیں، نہ یہ قابل مواخذہ ہے۔

(۲) ظن (گمان) جو کسی کے متعلق دل میں پیدا ہو اور اسے لوگوں کے سامنے بیان کر دیا جائے۔

کسی کی غیبت کرنا ایسا ہی قابل نفرت فعل ہے

جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا

وَلَا تَحْنُوزُوا (حجرات-۱۲) لوگوں کے عیب نہ ذمہ داری پھرو۔

وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم مِّنْ بَعْضٍ اِنْ يَتَّخِذْ لِحُومِهِ مِثْقًا
فَكَرْهُتُمْوَهُ (المحجرات: ۱۲)

(تم میں سے) کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی بھی یہ (بات) پسند کرے گا کہ کوئی شخص اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ تم تو اس سے نفرت کرو گے۔

لہذا تم کو غیبت سے اور غیبت کرنے والے سے بھی ایسی ہی نفرت کا اظہار کرنا چاہیے جیسے تم اس سے نفرت کر سکتے ہو جو اپنے مردہ بھائی کا گوشت نوچ نوچ کر کھا رہا ہو۔

اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں "ایک سفر میں نبی کریم ﷺ نے دو خوشحال آدمیوں کے ساتھ ایک غریب و نادار آدمی کو گایا تھا کہ وہ ان کے خیمہ وغیرہ لگانے کا کام کر دیا کرے اور دوسری کوئی خدمت کر دیا کرے گا۔ اس کے عوض ان کے ساتھ کھانا کھالیا کرے گا۔ حضرت سلمان بیٹہ اسی طرح دو آدمیوں کے ساتھ تھے۔ قافلہ جب ایک منزل پر پہنچا، حضرت سلمان بیٹہ کسی وجہ سے (تھکن وغیرہ) کوئی کام نہ کر سکے۔ کھانے کا وقت ہوا تو انھوں نے حضرت سلمان کو حضور ﷺ کے پاس بھیجا کہ سامنے آؤ۔ وہ چلے گئے تو یہ دونوں حضرت سلمان کے بارے میں کہنے لگے یہ شخص کسی کنویں پر بھی جائے تو اس کا پانی بھی خشک ہو جائے گا (مطلب یہ تھا کہ اس شخص کو ہم کب تک کھلائیں گے)۔ حضرت سلمان نے ان کا پیغام (سامنے لانے کا) حضور ﷺ کو پہنچا دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا "ان سے جا کر کہو تم نے ابھی تو سامنے کھایا ہے۔" حضرت سلمان وہیں آئے اور اسی طرح ان سے کہہ دیا، جس طرح حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔ انھوں نے انکار کرتے ہوئے کہا ہم نے تو کوئی سامنے نہیں کھایا اور ساتھ ہی وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا حضور! ہم نے تو کوئی سامنے نہیں کھایا۔ آپ نے فرمایا "مجھے تمہارے منہ کے اندر گوشت کی سرخی دکھائی دے رہی ہے۔" انھوں نے کہا ہمارے

پاس تو آج کھانے کی کوئی چیز نہ تھی، نہ ہم نے آج گوشت کھایا ہے۔ آپ نے فرمایا "تم نے اپنے بھائی (سلمان) کی غیبت کی تھی، وہ اس کا گوشت کھانے کے برابر تھی۔ تمہیں چاہیے کہ جس طرح تم مردار کا گوشت کھانے سے نفرت کرتے ہو، اسی طرح غیبت سے بھی نفرت کرو۔ کیونکہ جو شخص اپنے کسی بھائی کی غیبت کرتا ہے، وہ اس کا گوشت کھاتا ہے۔" اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم مِّنْ بَعْضٍ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کیا کرے۔ حضرت حسن بصری بیان کرتے ہیں کسی نے ایک شخص کی غیبت کی۔ اس شخص نے عمدہ کھانا تیار کرایا اور قہال بھر کر اس (غیبت کرنے والے) کے گھرانے شکر یہ کے الفاظ کے ساتھ بھیج دیا۔ معلوم ہوا ہے تم نے اپنی کچھ نیکیاں مجھے بدیہ کے طور پر دی ہیں۔ میں چاہتا تھا تمہارے اس احسان کا بدلہ دوں۔ لہذا یہ معمولی سا کھانا حاضر خدمت ہے۔ قبول کر لو گے تو بندہ کی عزت افزائی ہوگی۔ میں کسی طرح بھی تمہارے اس احسان کا بدلہ نہیں دے سکتا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم نے کچھ لوگوں کی دعوت کی۔ لوگ آ کر بیٹھے تو ایک فیر موجود شخص کی غیبت کرنے لگے۔ حضرت ابراہیم بن ادھم نے ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا لوگ روٹی کے ساتھ سامنے کھایا کرتے ہیں، تم نے بغیر روٹی کے ہی سامنے گوشت کھانا شروع کر دیا۔ یعنی غیبت شروع کر دی، جو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ہے۔ حضرت امام باطل کہتے ہیں قیامت کے روز جب ایک ایسے شخص کے سامنے اس کا اعمال نامہ آئے گا، جس نے زندگی میں کبھی کوئی نیک عمل نہ کیا ہوگا، لیکن اس کے اعمال نامہ میں نیکیاں لکھی ہوں گی، وہ تعجب سے کہے گا پروردگار! یہ کیسے ہوا؟ اللہ تعالیٰ اسے بتائے گا یہ ان لوگوں کی نیکیاں ہیں، جو تیری غیبت کرتے تھے اور تجھے ان کے متعلق کچھ علم نہ تھا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم نے کسی غیبت کرنے والے شخص سے کہا بھلے آدمی تو دنیا میں اپنے دوستوں کو اپنی سقاوت (بخشش و دوست) سے محروم رکھتا ہے (جس کے لیے تجھے معذور نہیں سمجھا جاسکتا) اور آخرت میں اپنے دشمنوں پر دولت نازل ہوا ہے۔ یعنی تیری ساری نیکیاں تیرے دشمن کے کھاتے میں لکھی جا رہی ہیں۔ یہ کوئی عقل مندی نہیں، نہ کوئی قابل تعریف فعل ہے۔

چار باتیں انسان کے نیک اعمال کو برباد کر دیتی ہیں

حضرت انس ابن مالک رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”چار باتیں جن سے روزہ دار کا روزہ با وضو شخص کا وضو ٹوٹ جاتا ہے اور نیک عمل کو برباد کر دیتی ہیں۔

(۱) غیبت (پس پشت کسی شخص کی برائی کرنا)۔ (۲) جھوٹ بولنا۔

(۳) چغلاؤری۔ اور (۴) غیر محرم عورتوں کو شہوت کی نظر سے دیکھنا۔

یہ چاروں باتیں برائی (گناہ) کی اس طرح پرورش کرتی ہیں، جیسے درخت کی جڑوں میں پانی ڈالا جاتا ہے اور وہ جلدی تک ایک بڑا اور تناور درخت بن جاتا ہے۔ اور شراب نوشی گناہ پر حوصلہ بخشتی ہے۔

بعض قدیم آسمانی کتابوں میں لکھا ہے۔

(۱) غیبت سے توبہ کرنے والا سب کے بعد جنت میں داخل ہوگا۔

(۲) غیبت سے توبہ نہ کرنے والا سب سے پہلے جہنم میں جھونکا جائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے احباب سے فرمایا اگر تم دیکھو، ایک آدمی سویا ہوا ہے اور ہوانے اس کے جسم کے ایک حصے سے کپڑا اڑا کر اسے برہنہ کر دیا ہے، تم کیا کرو گے؟ انھوں نے کہا: ہم اس کے برہنہ حصہ کو ڈھک دیں گے۔

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا لیکن تم بعض لوگوں کے پوشیدہ حصوں کو بھی برہنہ کر دیتے ہو۔ ساتھیوں نے پوچھا ہم کس طرح اسے برہنہ کر سکتے ہیں؟ فرمایا تم ایک شخص کے عیب بیان کرتے ہو، یہ اس کو برہنہ کرتا ہی تو ہے۔

حضرت خالد ربیعؓ کہتے ہیں، میں مسجد میں بیٹھا تھا۔ کچھ لوگوں نے وہاں ایک شخص کی غیبت شروع کر دی۔ میں نے انھیں منع کیا۔ انھوں نے میری بات مان لی اور دوسری باتوں میں لگ گئے۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد پھر انھوں نے وہی پرانی باتیں یعنی ایک شخص کی غیبت شروع کر دی۔ اس دفعہ میں بھی ان کی باتوں شریک ہو گیا۔ میں رات کو سویا تو خواب میں دیکھتا ہوں، ایک سیاہ رنگت و بد صورت آدمی ایک تھل میں سور کا گوشت لے کر آیا اور مجھے کہا کھا۔ میں نے اسے جواب دیا میں یہ سور کا گوشت کیوں کھاؤں؟ اس نے زبردستی گوشت میرے منہ میں ٹھونسنا شروع کر دیا۔ گھبرا کر میری آنکھ کھل گئی، مگر وہ خواب کا منظر

میں نہ بھول سکا۔ تمیں چالیس روز تک میں جب بھی کھانا کھانے بیٹھا، مجھے وہ یاد آ جاتا اور اب محسوس ہوتا، جیسے میرے منہ سے سور کے گوشت کی بو آ رہی ہے۔

حضرت سفیان ابن حصین کہتے ہیں میں ایسا ابن معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا۔ سامنے سے ایک شخص گزرا۔ میں نے اس کے بارے میں کچھ کہا۔ ایساؓ نے مجھے خاموش کر دیا اور پوچھا سفیان! تم نے روم کے خلاف جہاد میں شرکت کی ہے؟ میں نے جواب دیا: نہیں۔ پھر پوچھا تم نے ترکوں کے خلاف جہاد کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ ایساؓ ابن معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تو نے ترکوں اور رومیوں کو اس دے رکھا ہے، مگر تیرا ایک مسلمان بھائی تیرے مملوں سے محفوظ نہ رہ سکا۔

حضرت حاتم زاہدؓ کہتے ہیں جس محفل میں یہ تین باتیں ہوں، وہ اللہ کی رحمت سے محروم رہتی ہے۔

(۱) صرف دنیاوی معاملات کا ذکر۔ (۲) بے ربط گفتے۔ اور (۳) لوگوں کی غیبت۔ حضرت یحییٰ ابن معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر تیرے اندر یہ تین خصلتیں پیدا ہو جائیں، تو محسنین (نیک لوگوں) میں شامل ہے۔

(۱) اگر کسی کو فائدہ نہ پہنچا سکے تو اسے نقصان بھی نہ پہنچا۔

(۲) کسی کو خوشی نہ دے سکے تو اسے رنج بھی نہ دے۔

(۳) کسی کی تعریف نہ کر سکے تو اس کی برائی بھی نہ کر۔

اللہ نے تیرے عیوب پر پردہ ڈال رکھا ہے

تو لوگوں کے عیب کیوں کھولتا ہے

حضرت مجاہدؓ کہتے ہیں ہر انسان کے ساتھ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ فرشتے ہوتے ہیں۔ جب کوئی شخص اپنے کسی دوسرے مسلمان بھائی کی کوئی خوبی بیان کرتا ہے، فرشتے کہتے ہیں اللہ تم دونوں کو اس کی جزا دے۔ اور جب وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کا عیب بیان کرتا ہے، فرشتے کہتے ہیں اے انسان! تو دوسرے کے عیبوں کی پردہ کشی کر رہا ہے، اپنے گریبان میں بھی جھانک لی کر۔ اللہ نے نہ جانے تیرے کتنے عیب پہنچائے ہوئے ہیں۔

حضرت ابراہیم ابن ادھم ایک دعوت میں گئے۔ وہاں ایک شخص نے کسی غیر موجود شخص کی غیبت شروع کر دی۔ وہ بغیر کچھ کھائے، کچھ کر چلے آئے اور تین روز تک کھانا نہ کھایا۔

ایک بزرگ کا قول ہے۔

(۱) اگر تم بھلائی نہ کر سکو تو برائی بھی مت کرو۔

(۲) اگر تم لوگوں کو نفع نہ پہنچا سکو تو انہیں نقصان بھی نہ پہنچاؤ۔

(۳) اگر تم روزہ نہیں رکھ سکتے تو لوگوں کا گوشت بھی نہ کھاؤ، یعنی ان کی غیبت نہ کرو۔

حضرت وہب کئی کہتے ہیں۔

(۱) اگر میں غیبت سے بچ جاؤں، یہ میرے لیے دنیا کی ساری دولت سے بہتر ہے۔

(۲) اگر میں اپنی نظر کو اللہ کی طرف سے حرام کردہ چیزوں سے بچ لوں، یہ میرے واسطے

دنیا و فیہا سے زیادہ فائدہ مند ہے۔

پھر انھوں نے یہ آیت تلاوت کی۔

وَلَا يَغْتَابُ الْغَضَبُ غَضًا (حجرات-۱۲) تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔

فَلْيَنْفُضْ يَدَيْهِ يُغْضُ مِنْ أَنْصَارِهِمْ (نور-۳۰)

آپ مومنوں (مسلمانوں) کو حکم فرمائیں، وہ اپنی ٹکائیں نیچی رکھا کریں۔

ایک عادی مجرم کے جرم کا ظاہر کر دینا جائز ہے

تاکہ لوگ اس سے بچ کر رہیں

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ایک فاجر (علی الاحسان اور بے خوفی سے گمراہ) جرم (کرم)

(۱۱۰) کی ان برائیوں کو واضح طور پر بیان کرو، جو اس کے اندر ہیں، تاکہ لوگ اس سے

بچاؤ کر سکیں۔“

مصنف (ابو ایلینہ سرقدی) کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے سنا پہلے انبیاء

پاس فرشتہ واضح طور پر وحی لے کر نہیں آتا تھا۔ کسی کو صرف آواز سنائی دیتی تھی اور کسی

خواب میں دکھا دیا جاتا تھا اور بیداری میں وہ چیز اسی طرح سامنے آ جاتی تھی جیسے

میں دیکھا تھا۔ ایک نبی نے خواب دیکھا، اس سے کہا گیا۔

(۱) جو چیز سب سے پہلے نظر آئے، اسے کھا لینا۔

(۲) جو دوسری چیز نظر آئے، اسے چھپا دینا۔

(۳) جو تیسری چیز نظر آئے، اسے لے لینا۔

(۴) جو چوتھی چیز نظر آئے، اسے مایوس نہ کرنا۔

(۵) جو پانچویں چیز نظر آئے، اس سے دور رہنا۔

صبح ہوئی۔ سب سے پہلے اسے ایک اونچی پہاڑ نظر آیا اور جی ان ہو کر سوچنے لگا یہی چیز

کے کھانے کا حکم ہے۔ میں اس (پہاڑ) کو کیسے کھاؤں؟ پھر سوچا میرے رب نے مجھے یہ حکم تو

نہیں دیا کہ جو چیز میں کھا نہ سکوں، اسے بھی کھاؤں۔ یہ سوچتے کے بعد جب آگے قدم

بڑھایا۔ پہاڑ نے سکر کر ایک قہر کی شکل اختیار کر لی۔ اس نے اسے کھایا، وہ شہد سے زیادہ ٹٹٹھا

تھا۔ اس پر اس نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد آگے بڑھا تو سونے سے بھرا ایک قہار نظر

آیا۔ سوچا، دوسری چیز کے چھپانے کا حکم ہے۔ ایک گڑھا کھود کر طشت کو اس میں دفن کر دیا۔

تھوڑی دور چلا تھا کہ وہ طشت پھر سامنے تھا۔ اس نے پھر گڑھا کھود کر اسے چھپا دیا۔ اس طرح

تین یا چار مرتبہ کیا، مگر وہ ہر بار سامنے آ جاتا۔ آخر اس نے سوچا، جو حکم تھا، میں نے کر دیا۔

آگے بڑھا۔ سامنے سے ایک پرندہ (جس کے پیچھے بار (شکاری پرندہ) لگا ہوا تھا) یہ کہتا ہوا

آیا اللہ کے نبی! مجھے بچاؤ۔ اس نے اسے پکڑ کر اپنی چادر میں چھپا لیا۔ پھر باز آیا اور کہنے کا

اسے اللہ کے نبی! میں بھوکا ہوں اور تو نے میرے شکار کو پکڑ کر چھپا لیا ہے۔ مجھے بھوکا کیوں

ماتے ہو؟ سوچا، حکم تھا چوتھی چیز کو مایوس نہ کروں۔ اپنی ران سے گوشت کا ایک ٹکڑا اتارا اور باز کو

کھلا دیا اور پرندہ کو چھوڑ دیا۔ آگے بڑھا، دیکھا، ایک مردہ پڑا ہے، جس میں سے بوائٹھ رہی ہے۔

سوچا، پانچویں چیز سے دور بھاگنے کا حکم تھا۔ چنانچہ وہاں سے کچھ دور جا کر اللہ سے دعا کی

پھر دیکھا، جو حکم تو نے مجھے دیا تھا، میں نے وہ پورا کر دیا۔ اب مجھے ان باتوں کا مطلب سمجھ دیں۔

اس نے پھر دوسری شب خواب دیکھا۔ اسے بتایا گیا۔

(۱) پہلی چیز جو تو نے کھائی، وہ غصہ تھا۔ جو پہلے پہاڑ کی طرح نظر آیا تھا، مگر جب تو نے

میرا کیا اور ہلکا ہوتا گیا، حتیٰ کہ شہد کا نوالہ بن گیا۔ تو نے اسے آرام سے بختم کر دیا۔

(۲) دوسرا (سونے کا قہار) نیک عمل ہے، جو چھپانے سے بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔

(۳) تیسرا (پرندہ) امانت ہے، اسے ضائع نہ کر۔

(۴) چوتھا (باز) حاجت مند ہے۔ اگر سوال کرے تو اسے مایوس نہ کر۔

(۵) پانچویں چیز جو مردہ تھی، وہ غیبت ہے۔ اس سے پرہیز کر۔

چغلیخوری

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: "چغلیخور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا "جانتے ہو تم میں سب سے برا کون ہے؟" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا "تم میں سب سے برا آدمی دوہرے چہرے والا ہے۔ جو ان کے پاس ایک چہرہ لے کر آتا ہے اور ان کے پاس دوسرا چہرہ لے کر پہنچتا ہے۔" یعنی چغلیخور ایک جگہ کچھ شکل بنا کر آتا ہے اور دوسری جگہ پہنچتا ہے تو کچھ اور شکل بنا لیتا ہے۔

پیشاب کی چھینٹوں سے نہ نیچنے اور چغلیخوری

کی وجہ سے قبر میں عذاب ہوگا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ دو نئی قبروں کے پاس سے گزرے۔ فرمایا ان دونوں (مردوں) کو عذاب ہو رہا ہے، اور یہ عذاب کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں۔ ان میں سے ایک کو صرف اس لیے عذاب ہو رہا ہے کہ پیشاب کرتے وقت احتیاط نہیں کرتا تھا (یعنی پیشاب کی چھینٹیں اس کے کپڑوں پر پڑ جاتیں) طہارت (استنجا) نہیں کرتا تھا۔ اور دوسرے کو "چغلیخوری" کی بنا پر عذاب ہو رہا ہے (کہ وہ چغلیوں کے ٹوکوں کا آپس میں جھگڑا کر دیتا تھا)۔ آپ ﷺ نے ایک ہری شاخ لی اور اسے چیر کر اس کے دو حصے کئے اور دو قبروں پر گاڑ دیئے اور فرمایا: "جب تک یہ شاخیں ہری رہیں گی ان کے عذاب میں کچھ نرمی ہو جائے گی۔"

آپ ﷺ کا یہ فرمانا "ان کو کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا" اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی کم مہمی یا نادانی کی وجہ سے جن باتوں کو معمولی سمجھ کر اپنا پر توہ نہایت ہی بے توقیری اللہ کی نظر میں اس کا بہت بڑا جرم (گناہ) ہوتی ہے۔ یعنی پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنا اور انہیں معمولی بات سمجھنے کی وجہ سے قبر کا عذاب ہوتا ہے۔ ہمیں چاہیے

کہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظر انداز نہ کریں۔ کیونکہ اسلامی تعلیم کی رو سے طہارت (صفائی و پاکیزگی) آدھا ایمان ہے۔ پیشاب کی چھینٹیں جسم یا کپڑوں پر پڑ گئیں اور ہم نے ان سے بے توقیری نہ کی تو آدھے ایمان سے محروم ہو گئے۔

اسی طرح اس سے پہلی حدیث "چغلیخور جنت میں داخل نہ ہوگا" ظاہر ہے جس کو جنت میں داخل نہ ملا، دوزخ ہی اس کا ٹھکانہ ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ ان باتوں پر دھیان دیں، طہارت میں احتیاط کریں اور چغلیخوری وغیرہ جیسی غلط باتوں سے توبہ کریں۔ اللہ توبہ قبول کریتا ہے۔ ویسے بھی چغلیخور کو دنیا میں کوئی اچھی نظر سے نہیں دیکھتا۔ قبر میں اس کی وجہ سے عذاب ہوگا اور قیامت کے بعد دوزخ کا عذاب جہنم ہوگا۔

چغلیخور: حضرت حسن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں لوگوں میں بڑی برائی دوہرے چہرے والا ہے، جو یہاں ایک شکل بنا کر آتا ہے اور وہاں دوسرا چہرہ لے کر جاتا ہے۔ اور جو دنیا میں دو زبانوں والا ہوگا، قیامت کے روز اس کے لیے (منہ میں) آگ کی دو زبانیں پیدا کر دی جائیں گی۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لوگوں میں یہ تین آدمی سب سے برے ہیں۔

(۱) طے دینے والا۔ (۲) لعنت کرنے والا۔ اور (۳) چغلیخور۔

قبر کا عذاب: کہا جاتا ہے قبر کا عذاب تین وجہ سے ہوتا ہے اور اس کے تین حصے ہیں (۱) ایک تہائی ۱/۳ غیبت کی وجہ سے۔ (۲) ایک تہائی ۱/۳ پیشاب کی چھینٹوں کی وجہ سے اور (۳) ایک تہائی ۱/۳ چغلیخوری کی وجہ سے۔

چغلیخوری کی کارستانی اور دو خاندانوں

میں مستقل دشمنی

حضرت حماد ابن سلمہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے ایک غلام فروخت کیا اور خریدار کو بتایا یہ "چغلیخور" ہے۔ اس کے باوجود خریدار نے اسے خرید لیا۔ غلام نئے مالک سے گھر لے گیا۔ ایک روز اس نے مالک کی بیوی سے کہا تیرا خوند دوسری شادی کر رہا ہے، غلام اسے اب تجھ سے محبت نہیں رہی۔ تو اگر اسے اس بات سے روکنا چاہتی ہے تو آج

رات کو جب وہ سو جائے، اس کی داڑھی موٹہ دے۔ تجھے اس کی محبت مل جائے گی۔ بیوی اس کے لیے آمادہ ہوگئی۔ دوسری طرف خاوند سے کہا تیری بیوی بے وفائی پر اتر آئی ہے۔ اس نے ایک شخص سے دوستی کر لی ہے اور اب تجھے قتل کر دینا چاہتی ہے۔ تو رات کو احتیاط سے سونا۔ رات کو بیوی اپنے منصوبے کے مطابق خاوند کی داڑھی موٹہ نے کی غرض سے استرا (ریزر) لے کر آئی۔ خاوند نے اس کے ہاتھ میں استرا دیکھا تو اسے خیال آیا۔ غلام نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ یہ استرا لے کر مجھے قتل کرنے آئی ہے۔ اس نے بیوی کے ہاتھ سے استرا چھین کر اسے ہی قتل کر دیا۔ بیوی کے رشتہ دار یہ خبر سن کر آئے اور خاوند کو قتل کر دیا۔ پھر خاوند کے طرفدار آ گئے۔ انھوں نے بیوی کے رشتہ داروں سے بدلہ کے لیے ان سے مقابلہ شروع کر دیا۔ اس طرح دو خاندانوں میں جنگ کی آگ بھڑک اٹھی۔

چغلیور کا طریق عمل شیطان سے زیادہ خطرناک ہے

حضرت یحییٰ ابن اسلمؒ کہتے ہیں چغلیور جاوگر سے بھی برا اور خطرناک ہے۔ جاوگر جو کام ایک مہینہ میں کرے گا، چغلیور ایک گھنٹہ میں کر دیتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں چغلیور کا طریقہ شیطان کے عمل سے بھی زیادہ نقصان دہ ہے شیطان کا عمل خیال اور دوسرے تک ہوتا ہے، جبکہ ایک چغلیور آنکھوں سے دیکھتے ہوئے آدمیوں کو دھوکہ دے کر آپس میں لڑا دیتا ہے۔

سات سوال اور ان کے جواب

حضرت ابو سعید اللہ قرشی بیان کرتے ہیں ایک شخص ان سات سوالوں کا جواب معلوم کرنے کے لیے سات سو فرسخ (تقریباً سوا دو ہزار میل) کا سفر طے کر کے ایک کے پاس پہنچا اور عرض کیا اللہ نے آپ کو علم سے نوازا ہے۔ مجھے ان سات سوالوں کا جواب عطا فرمادیں۔

سوال

جواب

(۱) آسمان سے زیادہ ٹھیک (بھاری) چیز کسی بے گناہ پر جمو؟ بہتان کا۔ کیا ہے؟

(۲) زمین سے زیادہ کشادہ (وسیع) کون سی چیز ہے؟ حق (سچائی)۔

(۳) پتھر سے زیادہ سخت کون سی چیز ہے؟ کافر کا دل۔

(۴) آگ سے زیادہ گرم کون سی شے ہے؟ حرص (لاالچ)۔

(۵) زمہریر (برف۔ سرد ترین مقام) سے قریبی رشتہ دار کی ضرورت جو پوری نہ ہو۔ زیادہ ٹھنڈی کون سی چیز ہے؟

(۶) سمندر سے زیادہ گہری کون سی چیز ہے؟ صبر کرنے والا دل۔

(۷) جہنم سے زیادہ کمزور کون ہے؟ چغلیور، جب اس کی قلعی کھل جائے اور ہر آدمی اس پر لعنت کرنے لگے۔

آٹھ افراد جو جنت میں نہیں جائیں گے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ نے جنت میں آنے کے بعد اس سے کہا تیری کچھ خواہش ہے تو بول، جنت نے عرض کیا میرے اندر صرف ایک لوگ آئیں۔ اللہ نے فرمایا مجھے اپنی عزت و شان کی قسم! تیرے اندر ان آٹھ آدمیوں کو نہیں آنے دوں گا۔

(۱) زندگی بھر شراب پینے والا۔

(۲) ماہی رونا کار۔

(۳) چغلیور۔

(۴) یوٹ (برکی سے چشم پوشی کر لینے والا)۔

(۵) سب بچہ و بچوں پر ظلم کرنے والا۔

(۶) منٹ (تجزیہ) جو فعل لوط میں موٹ ہو۔

(۷) قطع رحمی کرنے والا (رشتہ نامیوں کا لحاظ نہ رکھنے والا)۔

(۸) بد مہم۔ اللہ کی قسم کھا کر کوئی وعدہ کرے، پھر اسے پورا نہ کرے۔

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں جو شخص کسی دوسرے شخص کی بات تم سے کہہ دے، تمہاری بات بھی دوسرے سے جا کر کہے گا۔

حضرت عمر ابن عبدالعزیزؒ سے ایک شخص نے ایک بات کہی۔ انہوں نے اس سے فرمایا ہم تمہاری بات کی تحقیقات کرا رہے ہیں۔ اگر جھوٹی ہوئی، تمہارا شمار ایسے لوگوں میں ہوگا۔

ان جاء نكتم فامسق بيا فتبينوا (حجرات-۲)

اگر کوئی بد کردار آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے، اس کی تحقیق کر لیا کرو۔

اور تمہاری بات سچ ہوئی، تب ایسے لوگوں میں گنے جاؤ گے۔

فما في مشاء بسمين (لوگوں پر) کچھ اچھا لئے والا، چغلاں کھانے والا۔

ایسی صورت میں چاہو تو ہم تمہیں معاف بھی کر سکتے ہیں۔ اس شخص نے کہا امیر المومنین معاف کر دیں۔ آئندہ ایسی حرکت نہیں کروں گا۔

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ فرماتے ہیں: معدوم المنسب (جس کے خاندان کا نام نہ ہو) راز کو چھپا کر نہیں رکھ سکتا۔ وہ تمہاری بات کو جگہ جگہ کہتا پھرے گا۔ اور شریف المنسب (خاندانی) اپنے پڑوسیوں کو شک نہیں کیا کرتا۔

حضرت کعب احبارؓ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ بنی اسرائیل قحط میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام تین مرتبہ ان کو لے کر نکلے اور اللہ سے بارش کی دعا کی، مگر بارش نہ ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے عرض کیا پروردگار! میں تین مرتبہ دعا کے لیے نکلے اور دعا کی، مگر تو نے دعا قبول نہ کی، اس کی کیا وجہ ہے؟ اللہ نے انہیں وحی کے ذریعہ اطلاع دی، تمہارے اندر ایک چغھور ہے۔ اس کی وجہ سے تمہاری دعا قبول نہیں ہو رہی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا وہ کون ہے؟

اللہ نے فرمایا میں نے تمہیں چغھوری سے منع کیا ہے۔ اگر میں نے اس کا نام نہ لیا تو میں خود چغھور بن جاؤں گا۔ نام نہ پوچھو۔ تم سب مل کر اپنے گناہوں سے توبہ کرو اور دعا کرو۔ چنانچہ پوری قوم نے توبہ کی اور پھر بارش کی دعا کی تو بارش ہو گئی۔

امیر المومنین سلیمان ابن عبدالملک نے ایک شخص کو بلا کر پوچھا تو نے میرے متعلق باتیں کی ہیں؟ اس شخص نے جواب دیا میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔ سلیمان نے

اس شخص نے مجھے بتایا ہے، وہ ایک سچی آدمی ہے۔ امام زہریؒ (حدوہاں بیٹھے تھے) نے یہاں چغھور چپا نہیں ہو سکتا۔ یعنی جس نے اس شخص کی پٹنی تم سے کی ہے، وہ سچا نہیں جھوٹا ہے۔ امیر المومنین سلیمان نے تسلیم کیا "آپ ٹھیک کہتے ہیں" اور اس شخص کو عزت کے ساتھ رخصت کر دیا۔

یہ فلسفی کا قول ہے جس نے تم سے کہا: "فلاں شخص تمہیں گالی دے رہا تھا" اس نے خود تمہیں گالی دی ہے۔

حضرت وحب ابن مدینہؒ کہتے ہیں جس نے تمہاری تعریف کی، وہ کسی وقت تمہاری ن بھی کرے گا۔

قابل حافظ نصیحت: اگر کوئی شخص آپ سے کہے کہ اس شخص آپ کے بارے میں ایسی باتیں رہ رہا تھا، اس وقت آپ درج ذیل چوب باتوں پر عمل کریں۔

(۱) اسے سچ نہ سمجھیں، کیونکہ چغھور کی گواہی نہیں قبول نہیں کی جاتی۔ قرآن کریم میں باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

يا ايها الذين آمنوا ان جاء نكتم فامسق بيا فتبينوا ان تضلوا قوما

بجھالو! فتضلوا على ما فعلتم بادمين (الحجرات-۲)

اے مسلمانو! اگر کوئی بد کردار شخص تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے، اس

(خبر) کی تحقیق کر لیا کرو۔ (ایسا نہ ہو) تم کسی قوم پر بے خبری میں ملے کرو اور

(جہد میں) اپنے گنے پر پھپھتاؤ۔

یعنی اس کی بات کو سچ سمجھ کر فوری طور پر عمل نہ کریں، بلکہ اس خبر کی پوری تحقیق کریں تاکہ بعد میں تمہیں ندامت نہ ہو۔

(۲) اس شخص کو تنبیہ کرو کہ آئندہ وہ ایسی جھوٹی بات نہ کرے، کیونکہ غلط بات سے روکنا مسلمان پر فرض ہے۔

نكتم خير امة اخرجت للناس تاقرؤن بالمعروف و تنهون عن المنكر (آل عمران-۱۱۰)

تم (مسلمان) ایک بہترین امت ہو۔ بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہو۔

(۳) اے اللہ کا خوف دلائیں کہ ایسی باتیں نہ کیا کرے ورنہ اللہ ناراض ہوگا، اور اسے اپنے قریب نہ آنے دیں۔

(۴) اپنے اس مسلمان بھائی کے متعلق کسی غلط خیال کو اپنے دل میں جگہ نہ دیں، جس کی بابت اس پخلخوڑ نے آپ سے کوئی بات کہی ہے، کیونکہ بدظنی سے منع کیا گیا ہے۔

بعض گمان گناہ ہیں۔ (حجرات-۱۲) **لَا تَقْصُصْ السَّيْرَ إِلَّا بِالْحَقِّ** (۵) اپنے اس مسلمان بھائی کے متعلق (اس پخلخوڑ کی کہی ہوئی بات کی وجہ سے) کسی طرح کے تجسس اور کھود کرید میں نہ پڑ جائیں۔ اس سے روکا گیا ہے۔

وَلَا تَجَسَّسُوا۔ لوگوں کی جاسوسی مت کرو۔
(۶) اس پخلخوڑ کی جو بات آپ کو ناگوار گزری ہے، اس پر توجہ نہ دیں، نہ کسی سے اس کا تذکرہ کریں۔

حسد

کینہ اور حسد نیکیوں کو کھاجاتے ہیں

حضرت حسن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کینہ اور حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتے ہیں، جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔“

حضرت عبدالرحمن ابن معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ان تین چیزوں سے بچنا بہت مشکل ہے، بدگمانی، حسد اور بدظالی۔“

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ان سے بچاؤ کی کوئی صورت بھی ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ”(ہاں اس طرح اس سے بچ سکتے ہو) دل میں کسی کے متعلق حسد پیدا ہو، اسے زبان پر نہ لاؤ۔ کوئی بدگمانی ہو تو اسے حقیقت نہ سمجھو۔ کوئی بدشگونی ہو تو اس کی طرف توجہ نہ دو، بلکہ جو کام کر رہے ہو، اسے پورا کرو۔“

حسد اور بدگمانی سے بچنے کا طریقہ

اس کا مطلب یہ ہے، دل میں حسد پیدا ہو تو زبان سے یا اپنے کسی فعل سے اس کا ظہار مت کرو۔ کسی کے متعلق دل میں بدگمانی پیدا ہو، اسے حقیقت مت سمجھو، تاہنیکہ کوئی بات سامنے نہ آجائے۔ بددلی نہ پکڑو۔ مثلاً کالی بلی راست کاٹ جائے تو اس سے یہ مطلب نہ ناسو کہ جس کام سے نکلے ہو، وہ پورا نہ ہوگا۔ یہ چھینک آ جائے تو اس کی وجہ سے کام نہ پھوڑو بلکہ کام کرتے رہو۔

ایک روایت میں ہے: حضور ﷺ خوش فالی (نیک فال) کو پسند فرماتے تھے۔ لیکن بابائے بدشگونی آپ کو ناپسند تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بدشگونی جاہلیت کی یادگار اور برائی منہ جیسے کفار مکہ مسلمانوں سے کہا کرتے تھے۔“

فَالُوا طَيِّرًا بَكَ وَبَنَى مَعَكَ (نمل-۴۷)

(کافر) کہتے تھے (اے محمد) ہم تو آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو اپنے لیے بدشگونی سمجھتے ہیں۔

ایک دوسری آیت ہے۔

(یس۔ ۱۸)

قَالُوا أَتُطِيزُنَا بِكُنْهٍ

(کافروں نے) کہا ہم تمہیں اپنے حق میں بدشکون تصور کرتے ہیں۔

بدشکونی سے بچنے کی دعا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ کہتے تھے جب تم دوران سفر یا سفر شروع کرتے وقت کسی پرندے (مثلاً الو وغیرہ) کی آواز سنو، یہ دعا پڑھ لیا کرو ”اے اللہ یہ پرندہ بھی تیری مخلوق ہے اور جلدی نہ صرف وہ ہے جو تیری طرف سے آئے۔ ہر طرح کی طاقت و قوت صرف اللہ ہی حاصل ہے۔“ اور پھر اپنے مقصد کی طرف قدم بڑھا دو، کیونکہ دنیا کی کوئی بھی چیز اللہ کے حکم کے بغیر تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”(مسلمانو!) آپس میں بغض نہ رکھو۔ ایک دوسرے پر حسد نہ کرو۔ (تجارت کے وقت ہوا بڑھانے کے لئے) اپنے بھائی کے مقابلہ پر بولی نہ دو۔ اللہ کے (نیک) بند اور بھائی بھائی بن رہو۔“

حسد خود حاسد کو زیادہ نقصان دیتا ہے

حضرت امیر معاویہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا ”بیٹے! حسد نہ کرو، یہ (تمہارے) دشمن سے تمہیں نقصان پہنچا سکتا۔“

حسد سے خود حاسد پر پانچ مصیبتیں پڑ جاتی ہیں۔

(۱) غم جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔

(۲) ایسی مصیبت جس کا کوئی علاج نہیں۔

(۳) ایسی بری عادت جسے کوئی اچھا نہیں کہہ سکتا۔

(۴) اللہ کی ناراضگی۔

(۵) اسے اللہ کی طرف سے کسی بھلائی کی توفیق نصیب نہیں ہوتی۔

ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”خبردار! بہت سے لوگ اللہ کی نعمتوں کے دشمن ہیں۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اللہ کی نعمتوں کے دشمن کون ہیں؟ آپ نے فرمایا ”یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی دی ہوئی دولت پر تو

حسد کرتے ہیں۔“

ابن دین رُحما کے بارے میں کیا کہتے ہیں

حضرت مالک ابن دینار کہتے ہیں میں دوسرے کے بارے میں قراء (علماء) کی شہادت (گواہی) کو جائز سمجھتا ہوں، مگر میرے نزدیک ان کی آپس میں ایک دوسرے کے حق میں شہادت (گواہی) جائز نہیں ہے۔ کیونکہ میں نے دیکھا ہے، ان میں سے اکثر ایک دوسرے سے حسد کرتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”چھ قسم کے افراد قیامت کے روز حساب کے بغیر ہی چھ وجودات سے جہنم میں جائیں گے۔“

۱۔ جس پر اللہ عنہم نے عرض کیا حضور! وہ کون سے لوگ ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا۔

(۱) میرے بعد آنے والے ظالم حکمران۔

(۲) عرب، اپنے قوی تعصب کی وجہ سے۔

(۳) دیہاتی، اپنے غرور و تکبر اور جہالت کی وجہ سے۔

(۴) تاجر، خیانت کی وجہ سے۔

(۵) درہماء حسد کی وجہ سے۔

(۶) یعنی وہ علماء جو دنیا طلبی کی وجہ سے ایک دوسرے کے حسد میں مبتلا رہتے ہیں۔ ان کا

وہ علم بھی حسد کی وجہ ہوتا ہے، جو یہ لوگ دنیا کمانے کے لیے حاصل کرتے ہیں۔ اگر

یہ لوگ اس غرض سے علم حاصل کریں کہ اس کے ذریعہ عام لوگوں کی اور اپنی آخرت

سودھاریں گے تو یہ اس مصیبت سے نجات پا سکتے ہیں۔

اسی دنیا طلبی کی بنا پر قرآن کریم میں یہودی علماء کی مذمت کی گئی ہے۔

فَيَحْسَدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ (انعام۔ ۵۴)

کیا یہ (یہودی علماء) لوگوں سے اس لیے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے انہیں

اپنے فضل و کرم (کی دولت) سے نوازا ہے۔

بعض دانشور علماء کا قول ہے حسد سے بچو! اس کی وجہ سے پہلا جرم آسان پر ہوا۔

یعنی یہی (شیطان) نے آدم علیہ السلام سے حسد کی بنا پر مجبور کرنے سے انکار کیا۔ اور

بارگاہِ خداوندی سے محزون قرار دے کے نکالا گیا۔ اور زمین پر پہلا قتل بھی حسد ہی کی وجہ سے ہوا۔ آدم علیہ السلام کے ایک بیٹے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو حسد کی وجہ سے ہی قتل کیا تھا۔ قرآن کریم میں یہ دونوں واقعات تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔

چھ آدمی: حضرت اخف ابن قیس کا قول ہے:-

- (۱) حسد کرنے والا کبھی چین سے نہیں بیٹھ سکتا۔
- (۲) کبھوں سے وعدہ پورا کرنے کی امید فضول ہے۔
- (۳) جو خود مرہ بسورے پھرتا ہو اسے کون دوست بنائے گا۔
- (۴) جھوٹے آدمی میں مروت (شرافت) نہیں ہوتی۔
- (۵) ہر دیانت آدمی کی بات میں کوئی وزن نہیں ہوتا۔
- (۶) بد اخلاق آدمی سردار (لیڈر) بنانے کے قابل نہیں۔

ایک فلسفی کا کہنا ہے حسد کرنے والے پر جب ہر طرف سے لعنت پڑتی ہے، اس کا کوئی بھرو نہیں ہوتا۔

حضرت ابن میرین کہتے ہیں میں کبھی کسی سے حسد نہیں کرتا، کیونکہ اس کے پاس جو کچھ ہے وہ اللہ کی عطا و بخشش ہے۔

تین آدمیوں کی دعا قبول نہیں ہوتی:-

- (۱) حرام کی روزی کھانے والا۔
- (۲) غیبت کرنے والا۔
- (۳) حسد کرنے والا۔

دو چیزوں پر حسد جائز ہے، مگر اس طرح کہ

جو کچھ وہ کرتا ہے، میں بھی کروں

حضرت سام اپنے والد کے واسطے سے روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "دو آدمیوں پر حسد کیا جاسکتا ہے:-

- (۱) وہ شخص جسے قرآن کا علم حاصل ہو اور وہ دن رات اسی شخص میں مصروف رہتا ہو۔
 - (۲) وہ شخص جسے اللہ نے دولت دی ہو اور وہ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرتا رہتا ہو۔"
- یعنی قرآن کا عالم اس علم کی اشاعت اور تعلیم کے مشاغل میں مصروف رہتا ہو اور دولت مند ہونے سے دولت اللہ کی راہ میں صرف کرنے سے دریغ نہ کرتا ہو، ان پر اس نیت سے حسد کیا جاسکتا ہے

کہ مجھے بھی ایسا علم حاصل ہو جائے تو میں بھی اس علم کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے ایسی ہی کوشش کروں، اور دولت میرے پاس ہو تو میں بھی اسے راہِ خدا میں اسی طرح خرچ کروں۔ لیکن یہ حسد کرنا کہ اس کا علم میرے پاس آ جائے اور وہ اس نعمت سے محروم ہو جائے، ناجائز ہے۔ قرآن کریم میں اسی طرح کے حسد سے منع کیا گیا ہے:-

وَلَا تَتَّبِعُوا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ وَاسْتَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ

تم اس (دولت) کی تمنا مت کرو، جس میں اللہ نے تم کو ایک دوسرے پر فضیلت (برتری) دے رکھی ہے۔ (البتہ اس کی تمنا کرنے کی بجائے) تم اللہ سے (ایسی ہی دولت اور) اس کا فضل طلب کر سکتے ہو۔

ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ حسد سے پرہیز کرے، کیونکہ حسد اللہ کی مرضی و مشاء کی مخالفت ہے۔ اس لیے اللہ بھی حسد کرنے والے سے ناراض ہو جاتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا ہے: "دین نصیحت ہے۔"

یعنی مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے لیے ناصح کی حیثیت رکھتے ہیں، اور ناصح کسی کو نصیحت کرتا ہے تو اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ جس کو نصیحت کر رہا ہوں، اس کا بھلا ہو جائے۔ لہذا ایسے لوگوں کے لیے آپس میں ایک دوسرے سے حسد کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔

مسلمان کا مسلمان پر حق، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا مسلمان کا مسلمان پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "مسلمان پر مسلمان کے چھ حق ہیں:-

- (۱) جب وہ تمہیں ملے، اس سے سلام کرو۔
- (۲) جب وہ تمہیں عدو کے لیے پکارے، اس کی مدد کرو۔
- (۳) اگر وہ تم سے کوئی اچھی بات (نصیحت) پوچھے، اسے بتا دو۔
- (۴) اسے چھینک آئے اور وہ "الحمد للہ" کہے، تم اس کے جواب میں "یرحمک اللہ" کہو۔
- (۵) وہ کسی وقت بیمار ہو، اس کی عیادت کرو۔
- (۶) فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرو۔"

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں جب حضور ﷺ کی خدمت میں آیا تھا، اس

وقت میری نہ آٹھ سال تھی۔ حضور ﷺ نے سب سے پہلی تعلیم جو مجھے دی، وہ یہ تھی کہ میں نے فرمایا: "اُس اُتار کے یہ وضو (اس کے تمام فرض اور سنتوں کا لحاظ رکھ کر) اچھی طرح کیا کرو، تمہارے محافظ فرشتے تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہاری عمر میں ازراہ (برکت) ہوگا۔ اُس اُٹھل جنت پوری طرح (مبادلہ کے ساتھ) کیا کرو۔" اُس نے اس میں نے عرض کیا حضور! مبادلہ کا مطلب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اپنے جسم اور اس کے بالوں کو سختی سے ٹوک بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے، کیونکہ ہر مال کی جڑ میں جنابت کا اثر ہوتا ہے۔ اس طرح غسل کر کے جب تم غسل خانہ سے باہر آؤ گے، تمہارے قدم (صغیرہ) گناہ معاف ہو چکے ہوں گے۔ اُس! چاشت کی نماز کو نہ چھوڑنا، یہ بندہ برگزیدہ (نیک) بندوں کی نماز ہے۔ رات اور دن میں کثرت سے نماز پڑھا کرو۔ جس تک تم نماز میں مصروف رہو گے، فرشتے تمہارے واسطے رحمت کی دعا کرتے رہیں گے۔ اُس! نماز کی نیت باندھ لو تو اپنے دل کو اللہ کی طرف متوجہ رکھو۔ رکوع کرو تو اپنی ہتھیلیاں گھٹنے پر رکھ لو اور ہاتھ کی انگلیاں کھلی رکھو۔ بازوؤں کو پہلو سے اٹک رکھو۔ رکوع سے نماز ہو تو اس طرح سیدھے کھڑے ہو جاؤ کہ جسم کا ہر جوڑ اپنی جگہ پر پہنچ جائے۔ سجدہ کرتے وقت اپنا چہرہ زمین سے پوری طرح ملا کر رکھو۔ اس طرح جلدی سجدہ نہ کرو جس سے ٹھونگیں مارتا ہے۔ (سجدہ کرتے وقت) اپنے بازو و لمبڑی کی طرح زمین پر نہ بچھاؤ۔ سجدہ سے اٹھو تو اس طرح (بیرکھڑے کئے ہوئے) نہ بیٹھو، جیسے کتا بیٹھتا ہے، بلکہ دو قدموں کا ایک حصہ زمین پر بچھا کر ان پر بیٹھ جاؤ۔ کیونکہ اللہ اس نماز کو قبول نہیں کرتا، جس کے رکوع و سجدہ ٹھیک نہ ہوں۔ ممکن ہو تو دن رات با وضو رہو۔ اگر اس حالت میں موت آگئی شہادت کا درجہ پاؤ گے۔

اُس گھر میں داخل ہوتے وقت اہل خانہ کو سلام کرو۔ اس سے تمہاری زندگی اور گھر میں برکت ہوتی۔ کسی ضرورت سے گھر سے باہر جاؤ تو راستہ میں جو مسلمان بھی ملے، سلام کرو۔ اس سے ایمان کی خوبیاں تمہارے دل تک پہنچ جائیں گی اور راستہ میں کوئی (صغیرہ) سداقت سے ہو گیا ہو، وہ معاف ہو جائے گا۔ اُس! (تمہاری زندگی میں) کوئی شام یا کوئی شام ایسی نہ آئے کہ تمہارے دل میں کسی مسلمان کی طرف سے کینہ (حسد، بغض) ہو۔ یہ میرا طریقہ (سنت) ہے، جس نے میرا طریقہ اپنا لیا، وہ جنت میں میرے ساتھ

ہوگا۔ اُس! اگر تم نے ان باتوں پر عمل کیا اور میری اس نصیحت کو یاد رکھا، تجھے دنیا میں الٹی شہادت سے زیادہ پیاری نہ ہوگی کیونکہ اس میں تیرے واسطے آرام ہی آرام ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے دل کو کینہ سے پاک رکھنا اپنی سنت بتایا ہے۔ لہذا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے دل کو کینہ و حسد سے پاک رکھے، کیونکہ یہ ایک بہت بڑا نیک عمل ہے جو مسلمان کسی مسلمان سے کینہ و حسد نہ رکھے، وہ جنتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ہم نبی کریم ﷺ کی مجلس اقدس میں بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "(ابھی تمہارے سامنے) ایک جنتی آدمی آئے گا، جس نے اپنے جوتے بائیں ہاتھ میں اٹھائے ہوں گے" کہ اچانک اسی بیت کا ایک آدمی آیا اور سلام کر کے مجلس میں بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے دوسرے دن بھی اسی طرح فرمایا اور وہی شخص سامنے آیا۔ آپ نے تیسرے دن بھی اسی طرح فرمایا اور وہی شخص سامنے آیا۔ جب مجلس برخاست ہوئی اور حضور ﷺ کھڑے ہوئے، حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن حاتم رضی اللہ عنہ، نے اس آدمی کے ساتھ چلتے ہوئے کہا میرے والد صاحب اور میرے درمیاں کچھ رنجش ہوئی ہے اور میں تم کھا بیٹھ ہوں کہ تین روز تک گھر نہ جاؤں گا۔ اگر تم مناسب سمجھو تو تین دن مجھے اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دے دو۔ اس نے بخوشی اجازت دے دی۔ عبداللہ ابن عمرو ابن حاتم رضی اللہ عنہ، دن کرتے ہیں میں نے اس کے گھر رات گزاری۔ وہ شخص بھی رات بھر سوتا رہا۔ ہاں البتہ اتنا ضرور کیا کہ جب بستر پر لیٹا، اس نے کچھ اللہ کا ذکر کیا اور "اللہ اکبر" کہتا ہوا سو گیا اور فجر کے وقت اٹھا۔ اس وقت اس نے اچھی طرح وضو کیا اور نماز ادا کی۔ صبح ہوئی، ناشتہ کیا (یعنی روزہ بھی نہ تھا)۔

عبداللہ ابن عمرو ابن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اس شخص کے گھر تین رات رہا۔ میں نے اس کے علاوہ اس کا کوئی اور عمل نہ دیکھا۔ ہاں ایک بات دیکھی کہ اس کے منہ سے ہمیشہ ایسی بات ہی سنی (یعنی کسی کی نیبت یا عیب جوئی کی کوئی بات اس کی زبان سے نہ نکلتی) اور قریب تھا کہ میں اس سے بدگمان ہو جاتا (کہ یہ تو کوئی بڑا عمل نہیں، جس سے بدگمانی نہیں) تیسرے دن میں نے اس سے کہا میرے والد صاحب کے درمیان کوئی رنجش (رغبت) نہیں ہے۔ میں تمہارے ساتھ رہ کر یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تمہارا دلو کون سا

عمل ہے، جس کی بدولت حضور ﷺ جنسی کہہ رہے ہیں، تاکہ میں بھی وہ عمل کروں۔ مگر مجھے تو تمہارا کوئی ایسا بڑا عمل نظر نہیں آیا۔ آخر وہ کون سی بات ہے، جس کی وجہ سے حضور ﷺ نے تمہارے لیے یہ (جنسی ہونا) فرمایا ہے؟

اس نے کہا: جو کچھ میں کرتا ہوں، وہ تم نے دیکھ ہی لیا۔ میں رخصت ہو کر چل دیا۔ اس نے مجھے آواز دے کر بلایا اور کہا میں جو عمل کرتا ہوں وہ تم نے دیکھ لیا۔ اس کے علاوہ اتنی بات ہے، میرے دل میں کسی مسلمان کے لیے کوئی برا خیال نہیں، نہ میں کسی سے اللہ کی عطا کردہ دولت پر حسد کرتا ہوں۔

میں نے اس سے کہا اسی چیز نے تو تمہیں اس مقام تک پہنچایا ہے کہ حضور تمہیں "جنسی" ہونے کی خوشخبری دے رہے ہیں اور کچھ چیز ہے جو میں نہ کر سکا۔

ایک بزرگ کا قول ہے حاسد پانچ طریقہ سے اللہ کی نافرمانی کرتا ہے۔

(۱) دوسرے شخص کی نعمت و دولت کو دیکھ کر اس سے جلتا اور حسد کرتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی تقدیر پر راضی نہیں ہوتا۔

(۳) اللہ نے جو کچھ دے رکھا ہے، اس میں سے راہِ خدا میں خرچ کرنے سے سنجوسی کرتا ہے۔

(۴) اللہ نے کسی دوسرے کو جو کچھ اپنے فضل و کرم سے دیا ہے، حاسد اس سے دشمنی کرتا ہے اور اس کی نعمت کے زوال کی کوشش کرتا رہتا ہے۔

(۵) اور اس طرح وہ شیطان ملعون کو خوش کرتا ہے۔

حسد کا انجام: حسد کرنے والے کو اس کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

(۱) عام دنیاوی مجالس میں ذلت و رسوائی۔

(۲) فرشتوں کی طرف سے لعنت و ناراضگی۔

(۳) تنہائی میں گودھنا اور غم میں مبتلا رہنا۔

(۴) عام معاملات میں خسارہ و نقصان۔

(۵) دوزخ میں آگ کی تپش اور گری برداشت کرنا۔

غرور و تکبر

غرور و تکبر کرنے والے: حضرت کعب احبار ؓ کہتے ہیں قیامت کے روز تکبر (غرور کرنے والے) لوگ اس طرح حقیر بنا کر اٹھائے جائیں گے کہ ان کی شکلیں انسانوں جیسی ہی ہوں گی، مگر قد چوٹیوں جیسے چھوٹے چھوٹے ہوں گے۔ ان پر ہر طرف سے لعنت اور پھینکا رہتی ہوگی۔ انہیں جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ پیاس کے وقت انہیں دوزخ کی تالیوں میں بہتا ہوا گنداکچڑ ملا پانی پلایا جائے گا، جس میں دوزخیوں کے جسم سے بہتا ہوا میل اور پینہ بھی شامل ہوگا۔

غریب پر در لوگ: حضرت حسین ؓ ایک مرتبہ چند غریب لوگوں کے پاس سے گزرے، جو روٹی کے سوکھے ٹکڑے کھا رہے تھے۔ انہوں نے حضرت حسین ؓ کو بھی کھانے کی دعوت دی۔ وہ ان کے ساتھ بیٹھ کر ان ٹکڑوں میں شریک ہو گئے اور فرمایا میں اس لیے تمہارے ساتھ بیٹھ گیا ہوں کہ اللہ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ میں نے تمہاری دعوت قبول کی اور تمہارے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھ لیا۔ اب تم کو میں دعوت دیتا ہوں۔ سب کو اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئے اور گھر میں جو کھانا تیار تھا، وہ انہیں کھلا دیا۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے روز تین آدمیوں کی طرف اللہ نہ توجہ دے گا نہ ان سے کوئی بات کرے گا۔ ان کے لیے جہنم کا خزانہ عذاب تیار ہوگا (اور وہ اس میں جھونک دیئے جائیں گے)۔

(۱) یوز حازنا کار۔ (۲) جھوٹا سربراہ حکومت۔ (۳) عیال دار مفرد فقیر۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین ایسے آدمی مجھے دکھائے گئے جو جنت میں جائیں گے:-

(۱) شہید، جو راہِ خدا میں جہاد کرتے مارا گیا ہو۔

(۲) وہ غلام (ملازم) جسے دنیا کا کوئی لالچ اپنے مالک سے بے وفائی پر آمادہ نہیں کر سکا۔

(۳) یوز صاف فقیر (جس پر اہل خانہ کی ذمہ داری ہو اور وہ اسے محنت کر کے پوری کرتا ہو)۔

اور تین آدمی ایسے دکھائے گئے جن کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

(۱) وہ حکمران جو قوم کی مرضی کے خلاف زبردستی حکمران بن بیٹھے۔

(۲) وہ دولت مند جو زکوٰۃ نہ دے۔

(۳) وہ مغرور فقیر جو بھوکا ہوتے ہوئے بھی تکبر کرے۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تین آدمیوں سے ناراض ہوتا ہے۔

(۱) بدکار۔ اگر بوزھا ہو تو اس پر بہت زیادہ ناراض ہوتا ہے۔

(۲) بخیل۔ اگر وہ دولت مند ہو تو اس پر اللہ کا غصہ بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔

(۳) تکبر کرنے والا، اگر تکبر کرنے والا فقیر ہو، اس پر اللہ کی ناراضگی بہت بڑھ جاتی ہے۔

تین آدمی جن سے اللہ خوش ہوتا ہے۔

(۱) متقی (پرہیزگار) اگر جوانی میں تقویٰ اختیار کیا ہے، اللہ اس سے بہت خوش ہوتا ہے۔

(۲) سخی۔ اگر خود محتاج اور غریب ہے اور پھر جو کچھ اس کو ملتا ہے اس میں سے سخاوت کرتا ہے، اللہ اس سے بہت خوش ہوتا ہے۔

(۳) متواضع اور متسار آدمی۔ اگر مال دار ہوتے ہوئے کوئی شخص انکساری، تواضع اور

متساری اختیار کرتا ہے، وہ اللہ کی بہت زیادہ خوشنودی حاصل کر لیتا ہے۔

حضرت یحییٰ ابن جبہ رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”وہ شخص جنت

میں داخل نہ ہوگا، جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی غرور ہو۔“

حضرت حسن رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے جوئے

کی خود مرمت کر لیتا ہے، اپنے کپڑوں میں پوند لگا لیتا ہے اور اللہ کے سامنے مجھ سے ملنے

سرزمین پر رکھ دیتا ہے، وہ غرور سے پاک ہو گیا۔“

ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص حسب توفیق جو لباس پہن

آتا ہے، لیکن لیتا ہے، مرمت کیا ہوا جوتا استعمال کر لیتا ہے، جو سواری میسر ہے، اس

سوار ہو کر اپنی ضرورت پوری کر لیتا ہے، اہل و عیال کی ذمہ داری پوری کرتا ہے اور ان

کے ساتھ بیٹھ کر کھاتا ہے، غریب لوگوں کے ساتھ بیٹھنے میں مار محسوس نہیں کرتا۔ اللہ

اس کا تکبر ختم کر دیا۔

بد بخت آدمی کی پہچان: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا

پروردگار! بد بخت آدمی کی پہچان کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بد بخت وہ ہے، جس کے

دل میں غرور و تکبر ہو، زبان میں سختی (یعنی بد اخلاقی) ہو، آخرت پر اسے یقین نہ ہو اور

بخش (سنبھوس) ہو۔

تواضع شرافت کی نشانی: حضرت عروہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں عزت و شرافت کی ایک

بڑی نشانی تواضع (نکساری، خوش اخلاقی، متساری) ہے۔ ہر نعمت پر ہوگ صد کرتے ہیں،

تواضع پر کوئی حسد بھی نہیں کرتا۔

ایک فلسفی کا قول ہے صبر کا پھل آرام اور تواضع کا پھل محبت ہے۔

ایک مرتبہ مہلب ابن ابی صفراء (حجاج ابن یوسف کا سپہ سالار) حضرت مطرف ابن

مہد اللہ کے سامنے سے منکبرانہ انداز میں اگڑا ہوا گزرا۔ حضرت مطرف نے اس سے کہا

تو کہ ”مہد سے اس طرح نہ چل۔ یہ چال اللہ اور اس کے رسول کو ناپسند ہے۔“

مہلب نے کہا: جانتے ہو، میں کون ہوں؟

حضرت مطرف نے کہا: اچھی طرح جانتا ہوں۔ تو شروع میں رحم مادر کے اندر نطفہ اور

گوشت کا ایک تھوک تھا۔ اور آخر میں مردار گوشت کا بکھرا ہوا ہیر ہوگا۔ (اور تیرا گوشت قبر کے

بناؤں کی خوراک بن جائے گا)۔ کہتے ہیں یہ بات من کر مہلب نے اگڑ کر چلن چھوڑ دیا تھا۔

”مہلب“ کی عزت اور اس کا فخر: ایک مسلمان کو اپنے اللہ پر فخر ہوتا ہے اور اس کی

عزت اپنے دین پر عمل کرنے سے ہوتی ہے۔ جبکہ ایک منافق اپنے خاندانی حسب نسب اور

اس دولت کو اپنی عزت کا ذریعہ سمجھتا ہے۔

مغرار کے سامنے غرور کرنا جائز ہے: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: رسول

خدا ﷺ نے فرمایا: ”جب تمہارا سامنا باخلاق لوگوں سے ہو، ان سے حسن اخلاق سے پیش

آؤ اور جب کوئی مغرور تمہارے سامنے آئے، تم بھی اس کا غرور توڑنے کے لیے مغرور بن

جائے۔ (یہ ان کو نیچا دکھانے اور جھکانے کی نیت سے ہو) اس پر تمہیں ثواب ملے گا۔“

تواضع (خوش اخلاقی) سے عزت ملتی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص جب تواضع (خوش اخلاقی) کو اپنی عادت بنا لیتا ہے، اللہ لوگوں کی نگاہوں میں اس کی عزت بڑھا دیتا ہے۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خوش اخلاقی اور تواضع یہ ہے تمہیں جو مسلمان ملے، اسے پہلے تم سلام کرو۔ مجلس میں جہاں جگہ ملے، وہاں بیٹھ جاؤ۔ کوئی شخص تمہاری دیداری اور شرافت کی تعریف کرے، اس پر خوش نہ ہو۔

تکبر و غرور کافروں کا شیوہ ہے

تکبر اور غرور فرعون، ہامان اور قارون جیسے کافروں کا شیوہ ہے۔ قرآن کریم میں باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ (سافات-۲۵)

یہ (کافر) وہ لوگ تھے کہ جب ان سے کہا جاتا تھا اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ تکبر کے ساتھ منہ پھیر لیتے تھے۔

وَقَارُونَ وَفِرْعَوْنُ وَهَامَانَ إِذْ جَاءَهُمْ مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا سَابِقِينَ (المکوت-۳۹)

قارون، فرعون اور ہامان کے پاس (حضرت) موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر آئے۔ لیکن انھوں نے زمین میں اپنا بڑا اپنا دکھایا (تکبر کیا) اور (ایسا کرنے والے) یہ کوئی پہلے (غرور کرنے والے) لوگ نہ تھے (ان سے پہلے بھی ایسے لوگ گزرے ہیں)۔

غرور کرنے والوں کی سزا

إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ ذَٰلِجَرِينٍ (المؤمن-۶۰)

جو لوگ تکبر کرتے ہوئے میری عبادت سے انکار کرتے ہیں، ایسے لوگ عقریب (بڑی ذلت و رسوائی کے ساتھ) جہنم میں داخل ہوں گے۔

أَدْخُلُوا أَبْوََابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا قَبْلُ الْفُتُورِ (زمر-۷۲)

جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ اس میں ہمیشہ رہو گے۔ غرور کرنے والوں کا یہ ٹھکانہ کتنا برا ہے۔

إِنَّهُ لَا يُعِيبُ الْمُسْتَكَبِرِينَ (نمل-۲۳)

وہ (اللہ) غرور کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

تواضع پسند اور با اخلاق لوگوں کی تعریف

تواضع (خوش اخلاقی، مٹھاری) اللہ کے بندوں کا شیوہ ہے۔ اللہ ان کی اس طرح تعریف کرتا ہے۔

وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا (فرقان-۶۳)

اور رحمن کے بندے جو ہیں وہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔

اللہ اپنے نبی ﷺ کو حکم دیتا ہے: ایسے لوگوں سے بے توجہی نہ برتن، بلکہ خوش اخلاقی سے پیش آئیں۔

وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (حجر-۲۵)

اہل ایمان آپ کا اتباع کرتے ہیں۔ ان کے واسطے اپنے بازو پھیلائے رکھئے۔ حضور ﷺ کے حسن اخلاق کی قرآن کریم میں اس طرح تعریف کی گئی ہے۔

انک اعلیٰ خلق عظیم (قلم-۳) بے شک آپ حسن اخلاق کی بلند یوں پر فائز ہیں۔ یعنی آپ ﷺ نے اخلاق کی بہت اعلیٰ مثالیں قائم کی ہیں۔ آپ ﷺ نے معاشرتی زندگی کا ایسا سادہ اور آسان طریقہ اختیار کیا تھا، جو عام انسان کی دسترس (پہنچ) سے باہر نہ تھا۔ آپ ایک گدھے پر سواری کرتے، جو اس دور میں ہر شخص کے پاس ہوتا تھا۔ اور عام آدمی بلکہ قدامتوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیا کرتے تھے۔ یہ تواضع، انکساری اور مٹھاری کی عام سادہ لیکن اعلیٰ ترین مثالیں ہیں۔ اور آپ کی امت میں جو علمی اور اصلاحی شخصیات گزری ہیں، ان کے اخلاق و عادات میں بھی تواضع اور انکساری (مٹھاری) جیسی صفات شامل تھیں۔ لہذا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر ایک کے ساتھ تواضع، انکساری، مٹھاری اور خوش اخلاقی سے پیش آئے۔

ایک دفعہ امیر المومنین حضرت عمر ابن عبدالعزیز کے پاس رات کے وقت ایک مہمان بیٹھا تھا۔ امیر المومنین اس وقت چراغ کی روشنی میں کچھ کام کر رہے تھے۔ چراغ میں تیل ختم ہونے سے روشنی کم ہو گئی۔ مہمان نے کہا مجھے بتائیے، تیل کہاں رکھا ہے۔ میں چراغ میں تیل ڈال دوں۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے اس سے کہا یہ کوئی چھی بات نہیں کہ مہمان سے اپنا کام کروں۔ مہمان نے کہا تو پھر میں آپ کے غلام (ملازم) کو بلا کر لے آتا ہوں۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے فرمایا نہیں اوہ ابھی ابھی سیہ ہوگا۔ کسی کو جکی نیند سے بیدار کرنا چھی بات نہیں ہے۔ پھر خود اٹھے اور چراغ میں تیل ڈال دیا۔ مہمان نے کہا امیر المومنین امیر سے موجود ہوتے ہوئے آپ خود تیل ڈالنے کے لیے اٹھے، اچھا نہیں کیا۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے فرمایا یہ کام کرنے سے میری ذات میں تو کوئی فرق نہیں آیا۔ جب کام کے لیے اٹھا تب بھی عمر تھا، اب کام کر کے پھر اپنی جگہ بیٹھ گیا ہوں، اب بھی عمر ہوں۔ بھلا آدمی وہ ہے، جو متواضع، متسار اور بااخلاق ہو۔

حضرت قیس ابن حازم بیان کرتے ہیں خلیفہ وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابن خطاب جب شام کے دورے پر گئے، وہاں کے مہتممین حکومت نے ان کا استقبال کیا اور کہا یہاں کے یہ مذہب (عیسائی) کے بڑے بڑے لوگ آپ سے ملاقات کے لیے آئیں گے۔ آپ اپنا لباس تبدیل کر لیں اور اس عمدہ گھوڑے پر سوار ہو کر گئے تشریف لے چکے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”تم اس زمین کی شان و شوکت کو دیکھ رہے ہو، حالانکہ عزت دینے والا آسمان پر ہے۔“

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ اسی سفر میں ان کا غلام (ملازم) بھی ان کے ساتھ تھا۔ سواری ایک اونٹنی اور سوار دو۔ چنانچہ طے ہوا کہ ایک فرخ (تقریباً تین میل) ایک شخص سوار ہوگا اور دوسرا اونٹنی کی مہار پکڑ کر پیدل چلے گا۔ چنانچہ جب سفر کا آخری مرحلہ آیا، ملازم اونٹ پر سوار تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونٹنی کی مہار پکڑ کر پیدل چل رہے تھے۔ راستہ میں ایک پانی کی نہر تھی۔ حضرت عمر نے جوتے اتار کر ہاتھ میں لیے در پانی سے گزر گئے۔ سامنے سے حضرت ابو سعید خدری (شام کے گورنر) آئے اور ان سے عرض کیا امیر المومنین شام کے بڑے بڑے لوگ آپ کے استقبال کے لیے آ رہے ہیں۔ آپ کو اس حال میں دیکھ کر

ان پر کچھ اچھا اثر نہیں ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”میں اللہ نے اسلام کی عزت بخشی ہے۔ لوگ یہ کہتے ہیں، ہمیں اس کی پروا نہیں۔“

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (جب مدینہ کے گورنر تھے) ایک بازار میں گشت کر رہے تھے۔ ایک امیر آدمی نے بہت سا سامان خریدا اور حضرت سلمان کو ایک مزدور سمجھ کر ان سے کہا یہ سامان میرے گھر تک لے کر چلو۔ وہ سامان اٹھا کر خاموشی سے اس کے ساتھ چل دیئے۔ راستہ میں ان کو پہچاننے والے جو لوگ ملتے، وہ کہتے امیر المومنین! اللہ آپ کو سلامت رکھے، لایئے یہ سامان ہم لے چکے ہیں۔ لیکن حضرت سلمان نے ہر ایک کو منع کر دیا اور وہ سامان خود اس شخص کے گھر تک پہنچایا۔ وہ شخص بعد میں معذرت کرنے لگا معاف فرمادیں، میں آپ کو پہچان نہ سکا تھا۔ انھوں نے کہا ”کوئی بات نہیں“ اور واپس آ گئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب بحرین کے گورنر ہو کر گئے، شہر میں داخل ہوئے۔ کوئی ملازم ساتھ نہ تھا۔ لوگوں کی بھیڑ میں سے یہ کہتے اور اپنے لیے راستہ بناتے گزر گئے امیر (گورنر) کو راستہ دو۔ امیر (گورنر) کو راستہ دو۔

یہ تھے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم تواضع، انکساری، نرمی و خوش اخلاقی ان کا شیوہ تھا۔ یہ لوگ دنیا میں باعزت رہے۔ فرشتے ان کا احترام کرتے تھے اور اللہ ان پر مہربان تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”صدقہ سے ماں میں کی نہیں آتی اور جو آدمی اپنے اوپر ہونے والے ظلم کو معاف کر دیتا ہے، اللہ اس کی عزت بڑھا دیتا ہے۔“

حضرت حسن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ کی طرف سے زمین میں کلی اختیار دیا گیا اور یہ بھی اختیار دیا گیا کہ میں چاہوں تو ایک عام بندہ کی حیثیت میں نبی بن جاؤں یا شہنشاہ نبی بنوں۔ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے مشورہ کے مطابق بندہ نبی بننا منظور کیا، جو مجھے بتا دیا گیا۔ پور قیامت کے دن میں ہی سب سے پہلے اپنی قبر سے نکلوں گا۔ اور اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کا شرف سب سے پہلے مجھے ہی حاصل ہوگا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کی موت اس حالت میں ہوئی کہ وہ تکبر، خیانت اور قرض سے پاک ہو، وہ جنت میں جائے گا۔

صحابہ کا اپنے غلاموں (ملازموں) کے ساتھ حسن سلوک

حضرت عبداللہ ابن ابی جعفر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ بازار سے دو قمیضیں خرید کر لائے اور اپنے غلام (ملازم) اسود سے کہا: "ان دونوں میں سے جو تمہیں پسند ہو، وہ لے لو۔ اس نے اپنی پسند سے ایک قمیض لے لی۔ دوسری قمیض حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے رکھ لی۔ پہنا تو اس کی آستینیں بڑی تھیں۔ پٹا نیچے جتنی بڑی تھیں اتنی کاٹ دیں اور قمیض پہن لی اور اسی کو پہن کر جمعہ کا خطبہ دیا۔ ایک شخص کو سامنے سے آتے دیکھا۔ اس کا تہبند زمیں سے ٹکسٹ رہا تھا۔ حضرت علی نے اس سے فرمایا: "کپڑا اوپر کر لو، ورنہ گندا ہو جائے گا۔"

تکبر اور غرور صرف اللہ کو زیب دیتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: عظمت (بڑائی) میرا ازار (تہبند) ہے اور کبریائی (شان) میری چادر ہے۔ جس نے ان میں سے کسی ایک کو بھی مجھ سے چھیننے کی کوشش کی، میں اسے جہنم کا ایندھن بنا دوں گا۔"

ذخیرہ اندوزی

یعنی اشیائے ضروریہ کو مہنگا بیچنے کی نیت سے چھپا کر رکھنا

حضرت معمر ابن عبداللہ عدوی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے: "ذخیرہ اندوزی وہی شخص کرتا ہے، جو گنہگار ہے۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے چالیس روز تک اشیائے ضروریہ (غلو وغیرہ) کو روک کر رکھا، اس نے اللہ سے اپنا رابطہ ختم کر دیا اور اللہ نے اس سے اپنا تعلق توڑ لیا۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "باہر سے لا کر غلو (دوسری ضروری اشیاء) فروخت کرنے والے کو رزق ملتا ہے اور (اشیائے ضروریہ کے) ذخیرہ اندوز پر (لنڈ کی) لعنت ہوتی ہے۔"

حضور ﷺ کے اس ارشاد گرامی کا مطلب یہ ہے کہ جو تاجر اشیاء کی کیا بی یا قحط کے زمانہ میں غلو اور دوسری ضرورت کی چیزیں باہر سے شہر میں لا کر مناسب بھاؤ پر فروخت کرے، اس کے مال میں برکت ہوتی ہے اور تجارت میں نفع ہوتا ہے۔ اور جو تاجر ایسے وقت میں غلو اور دوسری ضروریات زندگی مہنگا بیچنے کی نیت سے چھپ کر یا ذخیرہ کر کے رکھے، تو ان پر اللہ کی لعنت پڑتی ہے۔ مال میں برکت نہیں ہوتی، پیسے کی بھوک بڑھ جاتی ہے اور بھوک زہر جیسی علاج بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

غلو کا تاجر، چا نور ذبح کرنے والا اور کفن فروش

حضرت شعبہؓ نے ایک روایت نقل کی ہے، ایک شخص نے اپنے بیٹے کو ملازم رکھائے۔ سب سے پہلے میں حضور ﷺ سے مشورہ کیا۔ آپ نے اسے مشورہ دیا: "اسے غلو بیچنے والے، مالور ذبح کرنے والے اور کفن بیچنے والے کے پاس ملازم نہ رکھنا۔" پھر فرمایا: "اس غلو بیچنے والے کی بہ نسبت جو قحط یا کیا بی کے وقت چالیس روز تک غلو کو مہنگا بیچنے کی نیت سے

ذخیرہ کر کے رکھے، یہ کہیں بہتر ہے کہ آدمی زمانہ شب اپنے کا مجرم ہو کر اللہ کے رو برو پیش ہو۔ چالور ذبح کرنے والے کے دس سے چار سو ذبح کرتے کرتے رم اور شفقت کا جذبہ بڑھتا ہو جاتا ہے۔ اور کفن بیچتے والے میرے امتوں کے مرنے کی دعا کرتا رہتا ہے، جبکہ مجھے امت کا ایک ایک بچہ دنیا کی ساری دولت سے زیادہ پیارا ہے۔“

ذخیرہ اندوزی یہ ہے کہ غلہ کا کوئی بڑا تاجر ستے زمانہ میں اپنے شہر یا علاقہ کا سارا غلہ خرید کر اس نیت سے اپنے گودام بھر لے کہ قحط یا نند کی کیا بی کے زمانے میں اسے بیگے داسوں بیچے گا۔ ایسا کرنا ایک شرعی (قانونی) اور اخلاقی جرم ہے۔ اگر لوگوں کی ضرورت کے وقت، سیانا تاجر اپنا غلہ بازار میں لا کر فروخت نہ کرے، حکومت وقت اسے غلہ فراہم کرنے پر مجبور کر سکتی ہے۔

ایک روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”میں بھاد مقرر نہیں کرا سکتا۔ بھاد مقرر کرانا اللہ کے اختیار میں ہے۔“

ایک دوسری روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا ”مہنگائی درست ہونا اللہ کے وہ لکھ ہیں ان میں سے ایک کا نام رغبت (اشیاء کی طلب) اور دوسرے کا نام رحمت (خوف خدا) ہے۔ جب اللہ چاہتا ہے کہ یہ چیز دنیا میں عام اور سستی ہو، وہ لوگوں (خصوصاً بڑے تاجروں) کے دل میں اپنا خوف پیدا کر دیتا ہے اور وہ اشیاء کو گوداموں سے نکال کر بازار میں لے آتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں چیزیں سستی ہو جاتی ہیں۔

اور جب وہ چاہتا ہے (اور یہ عموماً اہل دنیا میں خدا خوفی ختم ہو جانے اور اس کی نافرمانی پر ہوتا ہے) کوئی چیز مہنگی ہو جائے تو لوگوں کے دل میں ان چیزوں کی رغبت اور محبت ڈال دیتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں لوگ ان چیزوں کو سمیٹ سمیٹ کر ذخیرہ اندوزی شروع کر دیتے ہیں۔

ایک حدیث میں ہے، بنی اسرائیل کے دور میں ایک عابد (اللہ کا نیک بندہ) قحط کے زمانے میں ایک ریت کے ٹیلے کے پاس سے گزرا۔ اسے خیال آیا، اگر یہ ریت کا ٹیلہ آٹا بن جائے تو میں یہ سارا قحط سے پریشان بھوکے لوگوں کو کھلا دوں۔

اللہ نے اس زمانے کے نبی کو وحی کے درجہ حکم دیا، میرے فداں بندے کو بتا دو، میں

نے اس کی نیت کے مطابق اس کے واسطے اجر (ثواب) لکھ دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ بندہ اگر کسی اچھے کام کی نیت کرے، اگر وہ کام اس کی طاقت سے باہر ہے اور وہ نیت و کوشش کے باوجود سے نہ کر سکے، تب بھی اللہ سے اس کام کا ثواب عطا کر دیتا ہے۔

اس لیے ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ اس کے دل میں ہر انسان بلکہ ہر جاندار کے لیے شفقت و محبت کا جذبہ موجود ہو اور ہر ایک کی تکلیف کو اپنی تکلیف محسوس کرے۔

ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا مجھے کوئی نصیحت کریں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا ان چھ باتوں کو یاد رکھو۔

(۱) جس رزق کا وعدہ اللہ نے تجھ سے کیا ہے، وہ تجھے ضرور ملے گا۔ اس پر یقین رکھتے ہوئے اپنی کوشش جاری رکھو۔

(۲) ہر ضروری کام اس کے مقررہ وقت پر کر۔

(۳) زبان سے اللہ کا ذکر کرتا رہو۔

(۴) شیطان کی بات نہ مان۔ وہ انسان کا دشمن ہے۔

(۵) ہر وقت دنیا سمیٹنے میں نہ لگا رہو۔ اسے بہر حال ختم ہو جاتا ہے۔

(۶) انسانوں کو سیدھی راہ پر لانے کی کوشش کرتا رہو۔

لہذا ہر ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر انسان سے بھرداری رکھے۔ یہ سعادت مندی کی علامت ہے۔

سعادت مندی کی علامات کسی انسان کی سعادت مندی کی درج ذیل گیارہ علامات ہیں۔

(۱) دنیا میں اتنی اختیار کرنا اور آخرت کی فکر میں لگا رہنا ہے۔

(۲) اس کی زیادہ توجہ عبادت اور قرآن کی تلاوت کی طرف ہوتی ہے۔

(۳) غیر ضروری باتوں سے پرہیز کرتا ہے۔

(۴) نیک وقت نماز کی پابندی کرتا ہے۔

(۵) اپنی میسر روزی پر قناعت کرنا اور حرام سے پرہیز کرتا ہے۔

(۶) اس کا تعلق اور دوستی نیک لوگوں سے ہوتی ہے۔

(۷) خوش خلاق اور ملسار ہوتا ہے۔ اس میں تکبر نہیں ہوتا۔

(۸) دو ٹوٹ اور مہربان ہوتا ہے۔

(۹) اس کے دل میں اللہ کی مخلوق کے واسطے بھرداری اور رحم ہوتا ہے۔

(۱۰) وہ ہمیشہ عام مخلوق کے ٹانگے کی بات سوچتا ہے۔

(۱۱) موت کا خیال ہر وقت اس کے دل میں رہتا ہے۔

بد بخت آدمی کی علامتیں: بد بخت آدمی کی گیارہ علامات۔

(۱) ہر وقت (چاند و تاج) کا طریقہ سے (دولت سمیٹنے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔

(۲) شہوت پرست ہوتا ہے (اس کے دل میں محرم و غیر محرم عورت کی کوئی تیز نہیں ہوتی)۔

(۳) بات بات میں گالی بکاتا ہے۔

(۴) نماز کی پابندی سے جی چراتا ہے۔

(۵) اس کی آمدنی کے ذرائع حرام ہوتے ہیں، اور معاشرہ کے وبا ش لوگوں سے اس کی

دوستی ہوتی ہے۔

(۶) لوگوں سے عموماً بداخلاقی سے پیش آتا ہے۔

(۷) غرور و گھمنڈ اس کی عادت میں شامل ہوتا ہے۔

(۸) عام لوگوں کو ٹانگہ پہنچانے والی چیزوں میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔

(۹) عام انسانوں پر اسے رحم نہیں آتا۔

(۱۰) سبکدوش ہوتا ہے، جائز یا کسی کی بھائی کے لیے کچھ خرچ کرتے ہوئے اس کی جان

نکلتی ہے۔

(۱) اسے موت یاد نہیں ہوتی اور، یہ دنیا کو وہ سب کچھ سمجھتا ہے۔

ایک انسان کو اگر اپنی موت کا خیال ہے تو وہ دنیا میں کوئی بھی کام کرتے ہوئے

گھبراتا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو۔

اللہ کے ایک نیک بندہ کے پاس کافی مقدار میں غنہ (گندم) موجود تھا، قحط پڑ تو ان

نے قدم خد عام لوگوں کو مناسب قیمت پر فروخت کر دیا۔ پھر ضرورت کے وقت بازار سے خرید

کر اپنی ضرورت پوری کرتا۔ لوگوں نے اس سے کہا: اگر تم اپنا غنہ بیچتے تو آج یہ پریشانی نہ

ہوتی۔ انھوں نے جواب دیا میں نہیں چاہتا تھا کہ عام لوگ نلہ کو ترسیں اور میں بے فکری سے

کھاؤں، بلکہ میں بھی عام لوگوں کے دکھ میں شریک ہو کر ان کی تکلیف کو محسوس کرنا چاہتا تھا۔

اب میں خوش ہوں کہ سب لوگوں کی طرح میں بھی اس قحط کی تکلیف کو محسوس کر رہا ہوں۔

تہقہ مار کر ہنسنے کی ممانعت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں (ماننے والوں) سے فرمایا:

”تم زمین کا نمک: (ذخیرہ کو خراب نہ کرو۔ دنیا میں کھانے پینے کی چیزوں کی اصلاح نمک سے ہو جاتی ہے۔ اگر نمک بھی خراب ہو گیا پھر چیزوں کی اصلاح کیسے ہوگی۔ اے میرے ماننے والے! تم کسی کو تعلیم دو تو اس کی اجرت (فیس) نہ دے جس طرح کہ میں تم سے کچھ نہیں لیتا۔ تمہارے اندر دو بری عادتیں ہیں۔ ان کو چھوڑ دو ایک قہقہہ مار کر ہنستا اور دوسری یہ کہ رات کو جاگنا نہیں (عبادت نہ کرنا) درج سورج نکلنے ہی پڑ کر سو جانا۔۔۔۔۔۔ (آج کے دور میں انگریز جو عموماً خود کو عیسائی کہتے ہیں۔ بیدار ہی نو بجے ہوتے ہیں ورنہ کی بری عادت آج بہت سے مسلمانوں نے بھی اپنی ہے)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جن لوگوں کو مصلح الارض (زمین کا نمک) کہا ہے۔ وہ ان کا ملکہ ہے۔ کیونکہ انبیاء کے بعد علماء پر حق لوگوں کی اصلاح اور انہیں سیدھی راہ پر چلانے کی ذمہ داری ہوتی ہے اور وہی لوگوں کو قیامت و آخرت کے حالات سے آگاہ کرتے ہیں، دوران کا یہ فرمانا کہ تعلیم کی اجرت نہ لی کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ علماء انبیاء کے علم کے ورثہ ہوتے ہیں۔ لہذا جس طرح میوں سے تعلیم کی اجرت نہیں لی علماء کو بھی نہیں لینی چاہیے۔ چنانچہ قرآن اولیٰ کے علماء بھی تعلیم کی اجرت نہیں لیا کرتے تھے۔ ورنہ تو سب کو معصوم ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ کا ورثہ معاش تجارت تھا۔ وہ کپڑے کا کاروبار کرتے تھے اور وقت نکال کر لوگوں کو تعلیم بھی دیتے تھے۔ قرآن کریم میں حضور ﷺ کو حکم: یا جابر ہے۔

قُلْ لَا اسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اجْرًا اِلَّا الْمُوْذَهٗ لِي الْقُرْبٰی (سورہ شوریٰ: ۲۳)

آپ ﷺ (کہا کہ) میں تم سے اس کی اجرت نہیں مانگتا (میرا

منشا صرف یہ ہے) تم آپس میں محبت سے رہو، وقرابت داروں کا لفظ کیا کرو۔“

اسی طرح قرآن کریم میں ایک دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے۔

”نِ اٰخِرَتِیْ اِلَّا عَلٰی اللّٰہِ“

(سورہ ہود ۲۹)

”میری آخرت اللہ کے ذمہ ہے (یعنی مجھے اس کا اجر دے سکتا ہیں۔)

لہذا علماء کو چاہیے وہ قرآن کے فیصلہ کو تسلیم کریں اور اپنے نبی ﷺ کا اتباع کرتے ہو۔
(جن کے پاس اپنا کوئی دوسرا ذریعہ معاش ہو) دینی تعلیم کی اجرت نہ لیا کریں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ تمہاری دوسری بڑی عادت قہقہہ مار کر ہنسنے کی عادت ہے۔
اس کا مطلب یہ ہے کہ قہقہہ مار کر ہنستا ہوں اور بوقوف لوگوں کا شیوہ ہے جو مکروہ یعنی ننگر
لوگوں میں ناپسند ہے اور صبح سویرے ننگے کے جھٹکے سوئے رہنا۔ صفاقت اور بیوقوفی کی نشانی ہے۔
نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”دن کے ابتدائی حصہ (دوپہر سے پہلے) میں سونا نفاقت (بے
دقوی) کی علامت ہے۔ دوپہر کا سونا (قیلوس) فطرۃ اچھی عادت ہے اور دن کے آخری حصہ
(سورج غروب ہونے سے پہلے) میں سونا جہالت ہے“

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں ایک روز نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔
کچھ لوگ قہقہہ مار کر ہنس رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے پاس کھڑے ہو کر سلام کیا اور
فرمایا ”موت کو یاد رکھو“ اسی طرح پھر ایک مرتبہ آپ ﷺ تشریف لائے تب بھی لوگوں کو قہقہہ مار
کر ہنستے ہوئے دیکھ کر فرمایا ”اسلام غریبوں سے شروع ہوا تھا اور غریب وہ پھر غریبوں ہی میں
لوٹ آئے گا اور قیامت کے روز کی خوش بھیبی غریبوں ہی کو حاصل ہوگی۔“ لوگوں نے دریافت
کیا وہ غریب لوگ کون سے ہیں؟

نیک اور صالح لوگ

آپ ﷺ نے فرمایا یہ ”وہ لوگ ہیں کہ جب عام لوگوں کے دینی اعتقاد میں ص (بگاڑ)
پیدا ہو جائے گا مکروہ پھر بھی دین کے صحیح راستہ پر چلتے ہوئے نیک اور پاک دامن رہیں گے۔

حضرت خضر علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام کو نصیحت

حضرت خضر علیہ السلام جب موسیٰ علیہ السلام سے رخصت ہونے لگے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس
سے درخواست کی مجھے کوئی نصیحت فرمائیں!

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا ”اے موسیٰ علیہ السلام! جھگڑے سے بچو بلا ضرورت سہرا نہ
کرد۔ کم ہنسنا کرو (مگر قہقہہ نہ لگاؤ) کسی گنہگار کو (سرعام) اس کے گناہ پر شرمندہ نہ کرو۔ (تنبہائی

میں اسے سمجھایا جاسکتا ہے) اور اپنی غلطیوں پر (عداوت محسوس کرتے ہوئے) رو دیا کرو۔

حضرت عوف ابن عبد اللہ کہتے ہیں ”حضور نبی کریم ﷺ کبھی قہقہہ مار کر نہیں ہنستے
تھے (ہلکی کے موقع پر) صرف قہم فرماتے تھے۔ (مسکراتے تھے) اگر کوئی بات کرتا تو آپ ﷺ
اس کی طرف پوری طرح متوجہ ہو کر اس کی بات سنتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہو کہ قہم (مسکراہٹ) کی حد تک ہنسنے کی اجازت ہے اور قہقہہ
مار کر ہنسا ممنوع ہے۔ لہذا ایک صاحب عقل و ہوش کے ایسے یہی مناسب ہے کہ وہ قہقہہ مار کر نہ
ہنسنے۔ کیونکہ یہ ب فکر۔ پن کی دلیل ہے اور جو آخرت سے بے فکر ہو کر ہنستا رہا اسے قیامت
کے روز بہت رونا پڑے گا مگر اس وقت کا رونا بے فائدہ ہوگا۔ اسی لئے خداوند تعالیٰ حکماً
ارشاد فرماتے ہیں

لَنْ تَرْضٰكَوْا قَلِيْلًا وَّلَيَسْكَوْا كَثِيْرًا

(سورہ نوبہ ۸۲)

(لوگوں کو چاہیے) وہ کم ہنسیں (قہقہہ نہ ماریں) اور روئیں زیادہ۔“

حضرت ربیع ابن خثیم اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ دنیا میں کم ہنسنا اور
آخرت کی فکر میں زیادہ رو دینا کرو۔

حضرت حسن بصری بھی اس کی آیت کی تفسیر میں یہی فرماتے ہیں ”مجھے ان لوگوں پر
حیرانی ہوتی ہے جو ب فکری سے قہقہہ لگاتے رہتے ہیں جبکہ دوزخ ان کی ناک میں لگی ہوئی
ہے۔ یہ لوگ خوشی میں مست اور موت کو بھولے ہوئے ہیں۔“

کہتے ہیں ”ایک مرتبہ حضرت حسن بصری نے ایک نوجوان کو ب فکری۔ قہقہہ لگاتے
ہوئے دیکھ کر اس سے پوچھا

”تو پہلے صراط سے نر آیا۔“

نوجوان نے کہا نہیں

حضرت حسن بصری نے اس سے پوچھا ”تجھے معلوم ہے تو جنت میں یا۔ کیا دوزخ میں؟“
نوجوان نے جواب دیا نہیں یہ بھی معلوم نہیں۔

نیک لوگوں کی نصیحت ۵

حضرت حسن بصری نے اس سے فرمایا پھر تو کس بات پر قہقہہ لگا رہا ہے؟ (اس واقعہ۔)
اس نے اسے کہتے ہیں اس کے بعد اس نوجوان کو کبھی قہقہہ مار کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی بات کا اس پر اثر ہوا اور اس نے اپنی اس حرکات سے توبہ کر لی۔ یہ تھے اس دور (زمانے) کے علماء جنکی بات کا لوگوں پر اثر ہوتا تھا۔ کیونکہ وہ عالم باعمل تھے۔ بچہ تک ہمارے دور کے علماء علم پر خود عمل نہیں کرتے۔ اس کی بات ہم بھی لوگوں پر اثر نہیں ہوتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جو شخص گناہ کر کے ہنستا ہے۔ وہ دوزخ میں جائے گا۔ بہت روئے گا۔ (مکر وہ رونا ہے فائدہ ہوگا۔)

جو دنیا میں قہقہہ مار کر زیادہ ہنستا ہے وہ آخرت میں زیادہ روئے گا اور جو آخرت کی فکر میں اس میں زیادہ روتا ہے وہ جنت میں بہت خوش و خرم رہے گا۔

حضرت یحییٰ ابن معاذ رضی اللہ علیہ کہتے ہیں "چار چیزیں مسلمان کو دنیا میں زیادہ خوش رہنے اور قہقہہ لگانے کی فرصت نہیں دیتیں

(۱) آخرت کی فکر

(۲) روزگار کی فکر

(۳) گناہوں کی ندامت

(۴) مصائب (مشکلات) میں گم ہونا

یہ چار چیزیں ایک مسلمان کو خوشی میں آپ سے باہر نہیں ہونے دیتیں۔

یہ چار چیزیں ایک سچے مسلمان کو بے صاف قہقہوں سے روک دیتی ہیں اور قہقہہ فطری طور پر بھی ایک مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

"اقم هذا الحديث تعجبون و تصحكون ولا تبكون و انتم مسلمون"

کیا تمہیں اس بات (قرآنی آیات) پر حیرانی ہے۔ تم (اس کو سن کر) ہنستے ہو۔ تمہیں (یہ سن کر) غرت کا خیال کر کے (ارونا نہیں آتا۔ تم بہت مغرور ہو گئے ہو۔

مسلمان کی حالت کو قرآن اس طرح بیان کرتا ہے:

"و يبحرون الالافان يبكون"

"وہ ٹھوڑی کے بل (چہرہ) زمین پر سجدہ میں رکھ دیتے ہیں اور (اپنے پروردگار کے سامنے) روتے رہتے ہیں۔"

کہتے ہیں زندگی میں یہ پانچ غم ہوتے ہیں۔ اور ہر انسان کو انہیں کے اندر محدود رہنا

چاہیے (یعنی اور نئے نئے غم نہ پالے)

۱۔ گذشتہ گناہوں پر ندامت کا غم۔ (ان پر خدا سے مغفرت طلب کرتا رہے)

۲۔ نیک اعمال کرتے ہوئے یہ فکر رہے کہ یہ نہیں اللہ قبول کرے گا یا نہیں۔

۳۔ اب تک زندگی جیسی گزری ہو گئی ہے یہ نہیں آئندہ کیسی گزرے گی۔

۴۔ اللہ نے انسان کے واسطے (آخرت میں) دو ٹھکانے رکھے ہیں (جنت دوزخ) پتہ نہیں نہیں کونسا نصیب ہوگا۔

۵۔ پتہ نہیں مند مجھ سے خوش ہے یا ناخوش۔

جس کو زندگی میں ان پانچ غموں نے گھیر ہوا ہو۔ اسے قہقہہ لگانے کی فرصت کہاں ہوگی اور جو شخص دنیا کی زندگی میں ان غموں سے آزاد ہے۔ اسے موت کے بعد یہ پانچ غم گھیریں گے۔

۱۔ پسو غم یہ ہوگا کہ اس نے محنت سے جو مال کیا تھا وہ اپنے دشمن و دشمنوں کے لئے چھوڑ دیا۔

۲۔ نیک عمل میں سستی کے باعث اپنے اعمال نامہ میں گناہوں کی اثرات اور نیک عمل کی کمی دیکھ کر نیک عمل کرنے کے لیے اللہ سے دوبارہ زندگی دینے کی درخواست کرے گا جو رد کر دی جائے گی۔

۳۔ گناہوں پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے توبہ کی سبقت مانگے گا جو نہیں دی جائے گی۔

۴۔ اسے ہر طرف ایسے لوگ نظر آئیں جو اس سے اپنا حق مانگ رہے ہوں گے۔ اور انہیں اپنے غم و کربھی ن سے چھٹکار دینا پائے گا۔

۵۔ مذہب سے ناراض ہوگا۔ جس کا راضی کرنا اس کے بس سے باہر ہے۔

حضرت ابو ذر روایت کرتے ہیں حضور نے فرمایا

(آخرت کے بارے میں) "جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تمہیں معلوم ہو جائے تم ہنستا چھوڑ دو۔ تمہیں (وہ بات معلوم ہو جائے۔ جو مجھے معلوم ہے تو تم پہاڑوں کی چوٹیوں پر جا کر (تہا) اپنے رب کے سامنے گواہی دینا شروع کر دو۔"

"اگر تمہیں وہ کچھ معلوم ہو جو مجھے معلوم ہے۔ تم عورتوں کے ساتھ ہنستا کھیل بھول پو۔ تم اپنے (آرام دہ) بستروں پر چین نہ سنے۔ اور یہ تمنا کرو کہ اللہ نے مجھے ایک درخت عطا کیا ہو تاکہ وہ درختوں سے حساب نہیں لیا جائے گا۔"

حضرت حسن بصری کہتے ہیں "ایک سچے مسلمان کو دس آفات آخرت ہی نہ فکر ہوتی تھیں

اور خود حضرت حسن بصریؒ ہر وقت (آخرت کی) کسی نہ کسی فکر میں اٹھے رہتے تھے۔ اور ایک روایت ہے حضرت حسن بصریؒ رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت ایسے غم زدہ رہتے تھے جیسے ابھی ابھی اپنی والدہ کے جنازہ کو دفن کر کے آئے ہیں۔

”ماں! هذا الکعب لا یعدو صغیرة ولا کبیرة“ (سورہ کہف ۴۹)

”اس کتاب (عالم نامہ) میں ہر چھوٹا بڑا کعبہ لکھا ہوا ہے۔“

اس آیت کی تفسیر میں امام وزلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”صغیرة“ سے مراد قبر (مسکراہٹ) ہے۔ اور (کبیرة) سے مراد قبضہ ہے۔ گویا بقعہ گناہ کبیرہ ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اگر تمہیں وہ باتیں معلوم ہو جائیں جو مجھے معلوم ہیں۔ تم لوگ ہنس بھول کر رونا شروع کر دو اگر تمہیں وہ معلوم ہو جائے جو میں جانتا ہوں تم اتنا سہا سجدہ کرو کہ تمہاری کمر ٹوٹ جائے اور (روتے روتے) ایسی چیخ مارو کہ تمہاری آواز ختم ہو جائے۔ اللہ کے سامنے روتے روتے گڑ گڑاتے رہو۔ اگر تمہیں رونا نہ آئے تو کم رکم روتے والوں جیسی چل نہ پالیا کرو۔“

حضرت محمد بن یحییٰ بن خالد کہتے ہیں قیامت کے روز تین آنکھوں کے علاوہ ہر آنکھ روتی نظر آئے گی۔ وہ تین آنکھیں یہ ہیں

۱۔ وہ آنکھ جو (دنیا میں) اللہ کے خوف سے روتی رہی۔

۲۔ وہ آنکھ جو اللہ کے لیے جاگتی رہی۔

۳۔ وہ آنکھ جو ایسی چیزوں کی طرف دیکھنے سے بچتی رہی۔ جن کی طرف دیکھنے سے اللہ نے منع کیا ہے۔

حضرت امام یوسف زہری کہتے ہیں میں ایک دفعہ ہمسافہ اس پر مجھے آج تک ندامت ہوئی ہے۔ ہو یوں کہ میں عمر ابن عبیدہ قدسی سے منظرہ کر رہا تھا کہ مجھے اپنی کامیابی کا امکان دیکھنے ہوئے ہنس آئی۔ اس پر میرے مد مقابل نے کہا تم بھی باتیں کرتے ہوئے ہنس رہے ہو میں تم سے کوئی بات نہیں کروں گا اس پر مجھے افسوس ہے۔ کیونکہ ”میں نے تم سے بات نہیں کی“

حضرت محمد ابن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں،

۱۔ جو شخص حرام چیزوں سے نظر کو پی کر رکھتا ہے۔ اس کی عبادت میں خشوع پیدا ہو جاتا ہے۔

۲۔ جو تکبر سے بچتا ہے اسے تواضع (خوش اخلاق) حاصل ہو جاتی ہے۔

۳۔ جو بکار باتیں کرنا چھوڑ دے۔ وہ غلغلہ ہے۔

۴۔ جو کھانے میں حقیقہ کرے (حرام نہ کھائے پیٹ نہ کھائے) اسے عبادت میں حلف آتا ہے۔

۵۔ زیادہ ہنسنا و قار (عزت) کو ختم کر دیتا ہے۔

۶۔ مسخرے پن سے عزت گھٹ جاتی ہے۔

۷۔ معیہ گی سے انسان کا رعب قائم رہتا ہے۔

۸۔ طمع چھوڑ دو لوگوں کی محبت ملے گی۔ یعنی جب تم لوگوں کے مال کو طمع کی نظر سے نہ دیکھو گے وہ تمہارے غلوں کی وجہ سے تم سے محبت کرنے لگیں گے۔

۹۔ جو دوسروں کے عیب ڈھونڈنا چھوڑ دے۔ اسے اپنے عیب نظر آ جائیں گے۔

۱۰۔ جو اللہ کی صفات میں شکوک و شبہات سے خود کو پیٹنے سے شک اور خدق سے نجات مل جائے گی۔

قرآن کریم کی آیت

”وکان تحنفہ کمر لہما“

اس (دیوار) کے پیچ ان (دو قیمتی بچوں) کا خزانہ تھا۔

اس آیت کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

”اس دیوار کے نیچے ایک تختی بھی دفن تھی جس پر یہ پانچ باتیں لکھی ہوئی تھیں

مجھے اس (شخص کی حالت) پر تعجب ہوتا ہے جسے یقین ہے کہ موت آئے گی۔ وہ کیسے خوش ہوتا ہے۔“

۲۔ مجھے تعجب ہے اس (شخص) پر جسے دوزخ کا یقین ہے وہ کس طرح تہمت لگا کر ہنس رہتا ہے۔

۳۔ مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو یہ یقین رکھتا ہے کہ تقدیر میں حوالکھا ہے وہ مل کر رہے گا۔ دنیا کی فکر میں کیوں جہاد رہتا ہے۔

۴۔ مجھے تعجب ہوتا ہے اس شخص کی حالت دیکھ کر جو یہ جانتا ہے کہ دنیا کی دولت کسی کے پاس ہمیشہ نہیں۔ یہ جتنی پھرتی چھاؤں ہے آج ایک شخص کے پاس کل کسی دوسرے کے پاس

ہوگی۔ پھر وہ اس کی طلب میں کیوں پریشان رہتا ہے۔

۵۔ اور پانچویں سطر میں لکھا تھا:

"لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں۔"

حضرت ثابت بنانی کہتے ہیں "مسدود کا قبضہ لگا کر ہنسنا اس کے آخرت سے غافل رہنے کی نشانی ہے۔ اگر وہ غافل نہ ہوتا اس طرح کبھی نہ ہوتا۔"

حضرت یحییٰ ابن معاذ رازی کہتے ہیں دنیا کے اس رنج و غم کے بدلے میں وہ خوشی خریدو جس میں غم نہ ہو۔

اس کا مطلب یہ ہے تجھے جنت کی طلب ہے تو دنیا میں تکلیف برداشت کر لے۔ اس زندگی کو جس کھیں کر نہ گزار۔ اس کے صلے میں جنت کی وہ خوشی ملے گی جو کبھی ختم نہ ہوگی۔

تین چیزوں سے دل میں سختی (بے رحمی) پیدا ہو جاتی ہے۔

۱۔ بلاوجہ قبضہ لگا کر ہنسے رہنا۔

۲۔ بغیر بھوک کے کھاتے رہنا۔

۳۔ بلا ضرورت بولتے رہنا۔

حضرت سہرا بن حکیم اپنے والد درود اپنے دادا کے واسطے سے رویت کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

وہ شخص بڑا بد بخت ہے جو لوگوں کو ہسنے کے لیے جھوٹے قصے یا لطیفے سناتا ہے۔ اس پر

لعنت ہے اس پر لعنت اس پر لعنت ہے آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا

اچھے اور برے عمل کا اثر ساتھ والوں پر بھی پڑتا ہے

حضرت برہم غنی کہتے ہیں جو شخص لوگوں کو ہسنے کے لیے اپنی طرف سے کوئی بات

(طیفہ) بنا کر کہتا ہے۔ اس پر اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے جو اس کے ساتھ بیٹھنے والوں کو بھی اپنی

لپٹ میں لے لیتا ہے اور جو کوئی اچھی بات کہے جس سے اللہ راضی (خوش) ہو اس پر اللہ کی

رحمت نازل ہوتی ہے جس سے اس کے ساتھ بیٹھنے والے بھی محروم نہیں رہتے۔ حضرت ابو

ہریرہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اختیار کرو تم سب سے بڑے عابد ہو جاؤ گے۔

۲۔ صابر بنو شکر گزار بن جاؤ گے اور اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے۔

۳۔ جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی دوسرے لوگوں کے لیے پسند کرو مومن ہو جاؤ گے۔

۴۔ اپنے ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک سے رہو مسلمان ہو جاؤ گے۔

۵۔ قبضہ لگا کر نہ ہنسا کرو۔ اس سے دل کمزور ہو جاتا ہے۔

حضرت احنف ابن قیس کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

۱۔ زیادہ ہنسنے والے کا رعب ختم ہو جاتا ہے۔

۲۔ بڑی مذاق کرتے رہنے سے عزت ختم ہو جاتی ہے۔

۳۔ جو شخص جس شغل میں مصروف رہتا ہے اسی سے اس کی شہرت ہو جاتی ہے۔

۴۔ زیادہ بولنے والے غلطیاں زیادہ کرتا ہے اور جو غلطیاں زیادہ کرتا ہے اس میں حیا نہیں رہتی۔

۵۔ جس میں حیا نہ رہے اس میں دینداری بھی نہیں رہتی۔

۶۔ اور جس میں دینداری نہ رہے اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔

۷۔ جس کا دل مر جائے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

قبضہ لگا کر ہنسنے سے یا آٹھ مصیبتیں گلے پڑ جاتی ہیں

۱۔ عقلمند اور پڑھے لکھے لوگوں کی نظر سے گر جاتا ہے۔

۲۔ کم عقل اور جاہل لوگ اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ اور اسے اپنی دل لگی کے لیے ایک

کھونا بنا دیتے ہیں۔

۳۔ اگر جاہل ہے تو اس کی جہالت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

۴۔ اپنے بچھنے گناہوں کو بھول جاتا ہے۔ اس طرح اپنے لئے سفارت کی دعا بھی نہیں کر سکتا۔

۵۔ آئندہ گناہ کرنے میں بے باک (بے خوف۔ غرر) ہو جاتا ہے۔

۶۔ زیادہ قبضہ لگانے سے دل سخت ہو جاتا ہے۔ (رحم کا جذبہ بھی ختم ہو جاتا ہے)

۷۔ زیادہ ہنسنے سے موت اور آخرت کا بھی دھیان نہیں آتا۔

۸۔ یہاں (دنیا میں) زیادہ ہنسنے والے کو آخرت میں زیادہ روٹنا پڑے گا۔

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے:

فلیصحبکوا قلیلاً و لیبکوا کثیراً حراً بما کانوا یکسبون
 "انہیں چاہیے کہ تھوڑا نہیں۔ اور زیادہ رو دیا کریں اور انہیں ان کی کارگزاریوں کا
 بدلے ملے گا۔"

اس آیت کی تفسیر حضرت ابو ذر اس طرح کرتے ہیں
 دنیا کی زندگی بہت تھوڑی ہے اس میں جتنا چاہو بھروسہ لو لیکن موت کے بعد اللہ کے روئے
 پہنچو گے۔ اس فہمی کے عوض اتنا ردنا ہوگا جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔

غصہ کو ضبط کر لینا

غصہ ضبط کرنے کا طریقہ

حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"غصہ آگ کی طرح ایک چنگاری ہے جس (کے دل) میں یہ پیدا ہوا ہے چاہیے غصہ
 ضبط کرنے کا طریقہ اگر کھڑا ہے تو بیٹھ جائے اور بیٹھا ہے تو لیٹ جائے۔"

حضرت ابوسعید خدری رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"غصہ سے پرہیز کرو اس سے انسان کے اندر آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ تم دیکھتے ہو جسے
 غصہ آتا ہے اس کی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں اور گردن کی رکیں پھول جاتی ہیں۔ تم میں جس کی
 یہی حالت ہو جائے اسے چاہیے کہ زمین پر بیٹھ جائے یا لیٹ جائے۔"

پھر فرمایا: "تم میں سے بعض لوگوں کو جلد غصہ آتا ہے اور جلد ہی ٹھنڈا ہو جاتا ہے یہ اس
 طرح ایک دوسرے کا بدل ہو جاتا ہے۔ بعض کو دیر سے غصہ آتا ہے اور دیر سے ہی ٹھنڈا ہوتا
 ہے۔ گویا دونوں کیفیتیں برابر رہتی ہیں اور تم میں اچھا آدمی وہ ہے جسے دیر میں غصہ آئے اور جلد
 ٹھنڈا ہو جائے اور تم میں برا آدمی وہ ہے جسے جلد غصہ آ جائے اور دیر میں ٹھنڈا ہو۔"

حضرت ابوامامہ بانی مسجد روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنے
 غصہ پر قابو کر سکا ہو اور پھر اپنے غصہ کو دبا لے اللہ قیامت کے دن اس کے دل کو خوش کر دے گا۔"
 خلیل (اللہ کی کتاب جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی) میں لکھا ہے:

"انسان جب تجھے غصہ آئے مجھے (اللہ کو) یاد کر لیا کر۔ میں بھی اپنے غصہ کے وقت
 تجھے یاد رکھوں گا۔ میری مدد پر بھروسہ رکھ۔ میری مدد تیرے حق میں تیری پتی مدد سے کہیں (بہت
 زیادہ) بہتر ہے۔"

غصہ کو ضبط کر جانے والے لوگ

حضرت عمر ابن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے متعلق ایک روایت منقول ہے۔ ان کے سامنے کسی مجرم
 لایا گیا انہوں نے اسے جرم کی سزا دینی چاہی۔ لیکن مجرم کی کسی بات پر انہیں غصہ آ گیا۔

انہوں نے مجرم کو بغیر سزا دیے چھوڑ دیا اور فرمایا اب میں تجھے سزا دوں گا تو اس میں میرے غصہ کا بھی اثر ہوگا۔ جبکہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

”وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ“

”(خدا کے بندے) غصہ ضبط کر لیتے ہیں اور لوگوں (کی خطاؤں) کو معاف کر دیتے ہیں۔ اللہ ایسے ہی (نیک) لوگوں اور احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“

اسی طرح انہوں (عمر ابن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ) نے نیک نثر باز کو سزا دیے کا ارادہ کیا۔ اس نے انہیں کوئی گالی دی۔ جس پر انہیں غصہ آیا۔ انہوں نے اسے بھی یہ کہتے ہوئے معاف دیا کہ اب میرا دوس کا تو اس میں میرے غصہ کا بھی اثر ہوگا۔ اور میں نہیں چاہتا کہ کسی مسلمان اپنے غصہ کی وجہ سے سزا دے۔

حضرت محمود ابن مہران رحمۃ اللہ علیہ کی باندی اس کے لئے ایک پیالہ میں سنان کے راقی اس کا پیر چسل اور سنان حضرت ابن مہران کے کپڑوں پر گر گیا۔ انہوں نے اسے سزا دینا چاہا لیکن لازمہ نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھ کر ان کا غصہ ٹھنڈا کر دیا۔

”وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ“

”(خدا کے بندے) غصہ ضبط کر لیتے ہیں اور لوگوں (کی خطاؤں) کو معاف کر دیتے ہیں۔ اللہ ایسے ہی (نیک) لوگوں اور احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“

مسلمان کی تین خصوصی صفات

مختصر نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں

”جس مسلمان میں یہ تین صفتیں نہ ہوں وہ ایمان کی مدت (حقیقت) نہیں پاسکتا۔

۱۔ حلم (بروداری) جس کی بدولت وہ بے مل لوگوں کی سیوا و باتوں کو برداشت کر سکے۔

۲۔ تقویٰ جس کی بدولت وہ حرام چیزوں سے بچ جائے۔

۳۔ خوش اخلاقی جس سے وہ لوگوں پر مہرباں ہو اور انہیں اپنا گرویدہ بنا سکے۔“

ایک بزرگ کے پاس ایک گھوڑا تھا جو انہیں پسند تھا۔ ایک روز باہر سے آئے دیکھا کہ گھوڑے کی ایک ٹانگ کاٹ دی ہے۔ وہ دو تین ناٹوں پر کھڑا ہے۔ اپنے حاکم سے چچھوڑنے کی ٹانگ کس نے کاٹی ہے؟ اندام نے جواب دیا میں نے کاٹی ہے۔ بزرگ نے پوچھا کیوں؟

۱۔ نرمی کہا (آپ ﷺ کو غصہ نہیں آتا) میں اس طرح آپ ﷺ کو غصہ آتا چاہتا تھا۔ بزرگ نے کہا یہ حرکت تجھ سے شیطان نے کرائی ہے۔ درمیں تجھ پر ناراض ہو کر اسے خوش کرنا نہیں چاہتا۔ چاہتا آزاد ہے اور یہ گھوڑا بھی میں تجھے دیتا ہوں۔

لہذا مسلمان کے لیے یہی مناسب ہے کہ وہ صبر و برداشت سے کام لے کیونکہ یہ چیزیں ایک اچھے مسلمان کی خصوصیات میں شامل ہیں۔ اللہ نے بھی قرآن کریم میں ایسے لوگوں کی تعریف کی ہے اور فرمایا ہے

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ (سورہ شوریٰ ۴۳)

”جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا یہ بڑے عزم کی بات ہے (اور اہم معاملات میں شامل ہے)“

علم و برداشت ایک قابل تعریف صفت ہے

یہاں کرنے والوں کو اللہ کی طرف سے بڑا اجر و ثواب عطا کیا جائے گا اور نیکی و برائی کو براہ نہیں سمجھا جائے۔ مسلمان ہر حال میں نیکی و احسان کو ترجیح دیتا ہے اور قرآن کریم میں اللہ نے یہ حکم دیا ہے

ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ

برائی کا بدلہ احسان سے دو اس طرح تمہارا دشمن بھی ایک مخلص دوست ہو جائے گا۔“

قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے علم اور صبر و برداشت کی اس طرح تعریف کی گئی ہے

إِنَّا أَنۢبِئُكَ لَعَلَّيۡكَ أَتۡوَا فَنُفِثَ سَورہ ہود ۷۵

”بے شک ابراہیم بڑے صبر و برداشت والے اور نرم مزاج انسان تھے۔

علم کے معنی ہیں درگزر اور معاف کر دینے والا۔

اذاؤ کے معنی ہیں جو اپنی خطاؤں کو یاد کر کے اللہ سے معاف کر دینے کی دعا کرتا رہے۔

نبی کریم ﷺ کو بھی اللہ نے صبر و برداشت اور دشمن کے ظلم سے درگزر کرنے کا حکم دیا اور کہا آپ ﷺ سے پہلے رسول بھی ایسا ہی کرتے رہے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

فَاصۡبِرۡ ۖ كَمَا صَبَرۡ أُوۡلُوۡا۟ النُّعۡمِ مِنَ الرُّسُلِ (سورہ احقاف ۳۵)

”(خائفین کی مخالفت و ایذا رسانی پر) صبر و برداشت سے کام لیں۔ جیسے کہ

(آپ ﷺ سے پہلے بڑے بڑے) صاحبِ حوصلہ رسولِ مبرورداشت سے کام لیتے رہے ہیں۔“

و اذا خاطبهم الجہلہون قالوا سلاماً
(سورہ فرقان ۶۳)
”اور جب جاہل (وہ بے بصیرت) لوگ انہیں (پیغمبر کی) مخاطب کرتے ہیں۔ وہ سلام کرتے ہوئے آگے بڑھ جاتے ہیں۔“

یعنی جاہلوں کی باتوں کا وہ جاہلانہ طور پر جواب نہیں دیتے کیونکہ وہ ان کی سی باتوں کے جواب میں اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے۔

شیطان ایک نیک آدمی کو بہکانے میں ناکام رہا

حضرت وہب ابن منہ بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جسے بہکانے میں شیطان کسی طرح کامیاب نہ ہوا۔

ایک روز وہ عابد کسی ضرورت سے سفر پر نکلا۔ شیطان بھی اس کے پیچھے چل دیا۔ اسے شہوت میں پھنسانا چاہا مگر ناکام رہا غصہ دلایا مگر عابد اپنے غصہ کو پی گیا۔ پھر اسے مختلف طریقوں سے خوف زدہ کرنے کی کوشش کی مگر اسے کسی طرح خوف زدہ نہ کر سکا۔ آخر تک آ کر اس نے عابد سے کہا میں تجھے بہکانے میں ہر طرح سے ناکام ہو چکا ہوں۔ آؤ ہم دونوں دوست کیوں نہ بن جائیں۔ عابد نے جواب دیا مجھے تیری دوستی کی ضرورت نہیں ہے۔

شیطان نے کہا اچھا مجھ سے یہی پوچھ لو کہ میں لوگوں کو راہِ راست سے بہکانے کے لیے کیا ہتھکنڈے استعمال کرتا ہوں؟

عابد نے کہا ہاں یہ بتا دے۔

شیطان نے کہا میں تین طریقے سے انسان کو بہکانے کی کوشش کرتا ہوں۔

۱۔ دولت مند ہے تو میں اسے غل (کنجوسی) سکھا دیتا ہوں اس طرح وہ اپنے اقرباء کے حقوق ادا کرتا ہے نہ اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کرتا ہے۔ بلکہ دوسروں کا مال بھی چھین لینے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

۲۔ اسے غصہ داتا ہوں غصہ میں وہ میرے ہاتھوں میں ایک کھلوتا بن جاتا ہے۔ میں اس سے اس طرح کھیلتا ہوں جیسے بچے گیند سے کھیلتے ہیں۔

۳۔ اسے کسی نشہ کا عادی بنا دیتا ہوں۔ اب چونکہ وہ اپنے ہوش میں نہیں ہوتا۔ میں اسے کسی بھی گناہ کی طرف اس طرح لے جاتا ہوں جیسے کوئی شخص ایک بکری کو اس کا کان پکڑ کر اپنے مطلوبہ بہ راستہ پر لے جاتا ہے۔

یہی ہر انسان خصوصاً مسلمان کو چاہیے کہ وہ شیطان کے ہتھکنڈوں میں نہ پھنسے اور ایسی باتوں سے دور رہے جن کے ذریعے شیطان اسے اپنے جاہل کے اندر پھنسانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

شیطان ایک نبی پر بھی اپنا جاہل پھینکنے سے باز نہ رہا

ایک روایت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں شیطان حاضر ہوا اور ان سے درخواست کی کہ آپ اللہ کے ایک پیارے نبی ہیں۔ اللہ نے آپ سے کلام کیا اور کلیم اللہ آپ کا خطاب ہے۔ میں بھی اللہ کی مخلوق ہوں مگر اس نے مجھے ایک غلطی کی وجہ سے رائدہ درگاہ کیا ہو ہے میں اپنی اس غلطی سے توبہ کرتا ہوں آپ اللہ سے میری سفارش کر دیں کہ وہ میری توبہ قبول کر لے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے منہ کو کیا اور دو رکعت نماز ادا کر کے اللہ سے دعا کی کہ شیطان کی توبہ قبول کر لی جائے۔

اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا وہ توبہ نہیں کر سکا۔ اگر وہ توبہ کرنی چاہتا ہے تو اس سے کہو جا کر آدم کی قبر پر سجدہ کرے۔ اگر اس نے ایسا کر لیا تو میں اس کی توبہ قبول کر لوں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شیطان سے کہا اللہ فرماتا ہے آدم کی قبر کو سجدہ کر لے تیری توبہ قبول ہو جائے گی۔

شیطان نے جواب دیا میں نے اسے زندگی میں سجدہ نہیں کیا اب مردہ کو سجدہ کروں؟

اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ اطلاع دی۔ دیکھ لیا۔ میں نے تم سے کہا تھا شیطان کی اطاعت میں یہ بات شامل ہی نہیں کہ وہ توبہ کر لے۔

شیطان نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا آپ نے میری سفارش کی ہے اس کے شکر کے طور پر تم باقی آدمی آپ کو بتاتا ہوں۔ انہیں یاد رکھیے

۱۔ غصہ آئے تو یاد رکھیے میں انسان کی رگوں میں اس کے خون کی گردش کے ساتھ دوڑتا ہوں اور غصہ کی حالت میں اس کے ہوش و حواس پر غاصب آ جاتا ہوں۔ بہراغصہ سے براہِ راست۔

۲۔ دشمن سے مقابلہ کی سبقت آ جائے اس وقت بھی مجھے یاد کر لیتا میں ایسے وقت میں اس کو اس کے مال و دولت اور بیوی بچوں کی یاد دلانا ہوں اور وہ مقابلہ سے دست کش ہو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے۔

۳۔ کوئی غیر محرم عورت سامنے آ جائے۔ اس کی طرف مائل ہونے کی کوشش نہ کرنا۔ ایسے موقع پر میں دونوں کے درمیان پیغام رسانی کا فرض انجام دیتا ہوں۔

حضرت لقمان علیہ السلام فرماتے ہیں تین آدمیوں کی بیچیاں تین موقعوں پر ہوتی ہے ۱۔ حلیم (بردار۔ غصہ کو پی جانے والا) اس وقت بچھا جاتا ہے۔ جب اسے غصہ سے اور غصہ کو ضبط کر لے اور قابو سے باہر نہ ہو۔

۲۔ بھائی کی بیچیاں اس وقت ہوتی ہے جب کوئی ضرورت و پیشہ وادارہ اسے پورا کرے۔ ایک تاملی بزرگ کے بارے میں کہا جاتا ہے ایک شخص نے ان کے سامنے آ کر ان کی تعریف کی۔ انہوں نے اس سے پوچھا تم کس وجہ سے میری تعریف کر رہے ہو؟ کیا تم نے مجھے

۱۔ غصہ کے وقت دیکھا ہے کہ مجھے غصہ آیا اور میں اسے ضبط کر گیا۔ اس نے کہا نہیں۔ ۲۔ کیا تم نے میرے ساتھ سفر کیا ہے اور دوران سفر مجھے خوش اخلاق پایا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ ۳۔ کیا تم نے میرے پاس کوئی امانت رکھی اور میں نے تمہیں پوری دیانت داری سے لوٹا دی ہو۔ اس نے جواب دیا نہیں۔

تاجی بزرگ نے اس سے کہا افسوس ہے کسی بات میں مجھے آزمائے بغیر تم میری تعریف کر رہے ہو۔ خبردار! اس وقت تک کسی کی تعریف مت کرو جب تک ان تین باتوں میں کسی کو آزمائو۔

اس کے بعد انہوں نے کہا: تین باتیں اہل جنت کی پہچان ہیں (۱) ظالم کو معاف کر دینا (۲) ایسے شخص پر خرچ کرنا جس سے کسی بھدائی کی امید نہ ہو۔ (۳) دشمن پر احسان کرنا۔

خذ العفو و انمزل الغرور و اغوص عن الجہلین (سورہ اعراف ۱۹۹)
”اے نبی! معافی (اور درگزر) کا شیوہ اپنائیں اچھی باتوں کو حکم دیں اور نادان لوگوں کی (بیہودہ) باتوں پر توجہ نہ دیں۔“

حدیث شریف میں آیا ہے جب یہ آیت نازل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرائیل سے دریافت کیا اس کا مطلب کیا ہے؟ جبرائیل نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے پوچھ کر بتاؤں گا۔ پھر جبرائیل چلے گئے اور دوبارہ واپس آ کر بتایا اللہ کہتا ہے اس محمد آپ ﷺ کو حکم دیتا ہے جو آپ ﷺ سے حق توڑے آپ ﷺ اس سے حق قائم رکھیں۔ اسے دیں جو آپ ﷺ کو کچھ نہ دینا ہو اور اسے معاف کر دیں جو آپ ﷺ پر ظلم کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ایک موقع پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی محفل میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے آ کر نہیں نامناسب انداز سے مخاطب کیا۔ حضرت ابو بکر موش موش رہے۔ جب وہ محفل خاموش ہوا اور حضرت ابو بکر نے اسے جواب دینا شروع کیا۔ حضور محفل سے اٹھ کر چل دیئے۔ حضرت ابو بکر بھی اٹھ گئے اور آپ ﷺ سے عرض کیا حضور! وہ شخص مجھ سے نامناسب الفاظ میں گفتگو کر رہا تھا۔ آپ ﷺ خاموش رہے۔ اب میں نے جواب دیا ہے آپ ﷺ اٹھ کر تشریف لے جا رہے ہیں؟ فرمایا جب تم خاموش تھے تو ایک فرشتہ تمہاری طرف سے اسے جواب دے رہا تھا جب تم نے بولن شروع کیا فرشتہ چلا گیا۔ شیطان اس کی جگہ آ کر بیٹھ گیا اور میں شیطان کے ساتھ بیٹھنا نہیں چاہتا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: تین باتیں برحق ہیں جس پر ظلم ہو اور محض اللہ کی رضا کے لیے اسے معاف کر دے۔ اللہ اس کی عزت میں اضافہ کر دیتا ہے۔

۲۔ جو شخص محض دولت جمع کرنے کے لیے بھیک مانگنے لگے اللہ اس کے مال کو ٹھنڈا دیتا ہے۔ (اس میں برکت نہیں ہوتی)

۳۔ جو شخص محض اللہ کی رضا کے لیے کسی کو کچھ دیتا ہے اللہ اس کے مال میں برکت دیتا ہے۔“
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر عمل میں ولی نہ ہونی عزت شرافت کا پیو ہوتا۔ آدمی کے پیٹنے کا سب سے بہتر باعزت طریقہ یہ ہے کہ کھانا قبلہ کی طرف ہوتا محض میں سنجیدہ ہو کر بیٹھوں سونے والے کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھنا سناپ اور پچھوسا منے آ جائے تو نماز توڑ کر بھی اسے مار سکتے ہو نہ یاروں پر پردے نہ لٹکاؤ۔“
”سناپ اس کی اجازت کے بغیر پڑھنا ورنہ کی آگ میں جھنکنے کے برابر ہے۔“

اللہ پر بھروسہ کرنے والا سب سے طاقتور ہے۔ متقی (پرہیزگار) آدمی سب سے زیادہ قابل احترام ہے۔ اللہ پر توکل کرنے والا سب سے بڑا دولت مند ہے۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا تم میں برے لوگ وہ ہیں:

۱۔ جو اپنے ساتھیوں کو بھوکا رکھ کر خود کھالے۔ اپنے غلام (خلازم) کو بلاوجہ زود کو بک کرے۔ (سزا دے)

۲۔ جو لوگوں کو ناپسند کرے اور لوگ اسے پسند نہ کرتے ہوں۔

۳۔ جو کسی کی نفرت سے درگزر نہ کرے کسی کا عذر قبول نہ کرے۔ کسی کی غلطی کو معاف نہ کرے۔

۴۔ وہ شخص جس سے کسی بھلائی کی امید ہو نہ اس کے شر سے لوگ محفوظ ہوں۔ پھر آپ ﷺ

نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا

جاہل (کم فہم) لوگوں کے سامنے عالمانہ گفتگو کر کے تم علم کو ضائع کرتے ہو اور اہل دانش

سے ہم کو چھپا کر ان پر ظلم کرتے ہو۔ ظالم کے ظلم کا بدلہ ظلم سے دو گے۔ تو اللہ کے ہاں تمہارا مرتبہ

نکرت جائے گا۔ اے بنی اسرائیل تمہیں باتوں کو یاد رکھو

۱۔ ہدایت کی باتوں پر عمل کرو۔

۲۔ ضلالت، گمراہی کی باتوں سے پرہیز کرو۔

۳۔ اختلافی معاملات کا فیصلہ خدا اور اس کے رسول پر چھوڑ دو۔

ایک فلسفی کا قول ہے دنیا میں چار چیزیں متقی (پرہیزگار) آدمی کی پہچان ہیں

۱۔ دنیا و آخرت میں اللہ نے جن چیزوں کا وعدہ کیا ہے ان پر اس کا کامل یقین ہو۔

۲۔ اس کے نزدیک اپنی تعریف یا تنقید میں کوئی فرق نہ ہو۔

۳۔ جو عمل ہو خلوص نیت سے صرف اللہ کی رضا کے لئے ہو۔

۴۔ ظالم کو معاف کر دے اور اپنے ماتحتوں پر ظلم نہ کرے اور صبر و شکر سے زندگی گزارے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ایک شخص نے ان سے گزارش کی مجھے کوئی ایسا

عمل بتائیں جس سے مجھے اللہ نفع دے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا میں تمہیں دو باتیں بتائے دیتا ہوں جن کا درجہ اللہ

کے نزدیک بہت بلند ہے اور ان کا ثواب بھی بہت زیادہ ہے۔

۱۔ تم جو غذا کھاؤ ہو پاک اور طہال ہو۔

۲۔ اللہ سے روزانہ اپنی تازہ روزی مانگو۔

۳۔ اپنے نفس کو موت سے ڈراتے رہو۔

۴۔ اپنی عزت کا معاملہ اللہ کے حوالے کر دو۔ کوئی تمہیں گالی دے اس سے ہو میری عزت کا

محافظ بند ہے (وہ تم سے بدلہ لے گا)

۵۔ کوئی خطا ہو جائے (تو را) اللہ سے معافی طلب کرو۔

جنگ احد کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ کے چار دند ان مبارک شہید ہوئے اور آپ ﷺ

سے سر پر بھی زخم آئے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا حضور! ان کفار کے لیے بددعا کریں جنہوں نے

آپ ﷺ کو قتل کی کلفت دی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا مجھے کسی کے واسطے بدعا کرنے کے واسطے نہیں بھیجا گیا۔ مجھے حکم

کرنے والا اور اللہ کی طرف بلائے والا بنا کر بھیجا گیا ہے۔ میں یہ بددعا کرتا ہوں "پروردگار! میری

قوم کو ہدایت فرما یہ نادان ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔

"جو شخص لوگوں کے بے عزتی نہ کرے اللہ اسے قیامت کے روز بے عزت ہونے

سے بچائے گا۔ جو شخص غصہ پی جائے اللہ قیامت کے روز اسے اپنے غصہ سے بچائے گا۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ کچھ لوگوں کو دکھا دیا ایک

بھاری پتھر کو اٹھا رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا یہ کرتے ہیں؟ بتایا گیا یہ لوگ ورنہ

اللہ کی مشیت (ورزش) کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا "میں تمہیں اس سے بھی

بڑا چیز بتاؤں دیتا ہوں (اسے اٹھاؤ وہ زیادہ فائدہ مند ہے) وہ چیز ہے غصہ جس کی وجہ سے دو

مہینے میں رنجش ہو جائے۔ ایک بھائی اپنا غصہ پی جائے اور دوسرے بھائی سے صلح کر لے۔"

حضرت یحییٰ ابن معاذ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے

پر ظلم کرنے والے کے لیے بددعا کی اس نے نبیوں کے سرور محمد ﷺ کو ناخوش (رنجیدہ) کیا ہے

اور اس اور شیطانوں کے سرغنہ اطمینان مردود کو خوش کیا ہے اور جس نے اپنے اوپر ظلم کرنے

سے معاف کر دیا۔ اس نے کافروں اور شیطانوں کے سرغنہ اطمینان مردود کو ناخوش کیا اور نبیوں

سے اللہ ﷺ کو ناخوش کیا ہے۔

ایک روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "قیامت کے دن ایک آدمی ایسے آوارہ و گمراہوں میں سے ہوگا جس کا جرد و ثواب اللہ پر بارم ہے؟ (یہ آواز سن کر) وہ لوگ انھیں گے جو (دنیا میں) اپنے دپر ظلم کرے واپس کو معاف کر دیا کرتے تھے۔ انہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔"

حضرت احف ابن قیس سے کسی نے پوچھا

انسانیت (شرقت) کیا ہے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا

"رواۃ (یا حکمران) ہوتے ہوئے تواضع (خوش اخلاقی و مصلحتی) اختیار کرنا۔ بدل لینے

کی قوت کے باوجود ظالم کو معاف کر دینا و کسی کو کچھ دے کر (یا احسان کر کے) احسان نہ جتنا"

حضرت عطیہؓ نے ایک روایت نقل کی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مومن (مسلمان)

خوش طبع اور نرم مزاج ہوتا ہے۔ اس دن کی طرح جس کی ناک میں مہر پڑی ہو۔ اسے مدد

لے کر چلوئے چلتا رہے گا ورنہ جہاں بٹھا پڑے ہو گے بیٹھ جائے گا۔

لہذا انسان کو چاہیے کہ وہ غصہ میں جلد بازی سے کام نہ لے کیوں کہ جلد بازی نقصان دہ

ہوتی ہے جس کے نتیجے میں انسان کو بعد میں

۱۔ خود افسوس ہوتا ہے۔

۲۔ لوگوں میں بدنامی ہوتی ہے۔

۳۔ اور آخرت میں اللہ کی ناراضگی اور عذاب کا سامنا ہوگا۔

صبر سے کام لے کہ صبر کرنے کے یہ فائدے ہیں

۱۔ صبر کرنے کے خود انسان خوشی و اطمینان محسوس کرتا ہے۔

۲۔ لوگوں میں اس کی تعریف ہوتی ہے۔

۳۔ آخرت میں اجر و ثواب کا مستحق قرار پاتا ہے۔

صبر کا صحیح است و لیکن بر شیریں دارو

صبر کا پیدا گھونٹ کر دھوتا ہے۔ مگر اس کا نیکل (نتیجہ) میٹھا ہوتا ہے۔

زبان کی حفاظت

حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی مجھے کوئی نصیحت فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ سے ڈرتے رہو۔ یہ تمام نیک اعمال کی بنیاد ہے۔ راہ خدا میں جہاد کرتے رہو۔ یہ مسلمان کے لیے رہبانیت (تزک دنیا) ہے"

ایک دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ کا ذکر کرتا رہو اور تلاوت قرآن کر اپنے اوپر لازم کر لے۔ یہ دنیا میں تیرے لئے نور ہے اور اس کی بدولت آسمانوں پر تیرا ذکر ہوتا ہے۔ زبان کی حفاظت کر۔ کہنا ہو تو کوئی اچھی بات کہہ۔ اس طرح تو شیطان پر غالب رہے گا"

تقویٰ

حضور ﷺ نے تقویٰ اختیار کرنے (خدا خونی) کا حکم فرمایا ہے۔ تقویٰ کے معنی ہیں ان سب باتوں سے پرہیز کیا جائے جن کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ جس نے تقویٰ اختیار کر لیا اس نے تمام بھلائیوں کا حصہ کر لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے "زبان کی حفاظت کر کہنا ہو تو اچھی بات کہہ" اس کا مطلب یہ ہے اچھی بات کرو تا کہ تمہیں فائدہ ہو۔ ورنہ خاموش رہو کہ اس طرح تم مشکلات سے بچے رہو گے۔ اور خاموشی کے ذریعہ ہی شیطان کو بھی زیر کیا جاسکتا ہے۔

لہذا ہر مسلمان کو اپنی زبان کی حفاظت کرنی چاہیے۔ تاکہ وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے اور اللہ کی طرف سے بھی اس کے عیوب کی پردہ پوشی ہوتی رہے۔

حضرت عمرؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص اپنے غم کو ٹھانچے مگر اس کا کفارہ (بدل) یہ ہے کہ غلام کو آواز دے۔ جس نے اپنی زبان پر قابو رکھا اللہ اس کی پردہ پوشی کرتا رہے گا۔ جس نے اپنا غصہ ضبط کر لیا اللہ اسے عذاب سے محفوظ رکھے گا۔ جس نے اللہ کے سامنے اپنا عذر پیش کیا اللہ اس کا عذر قبول فرمائے گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہے (یعنی مسلمان ہے) اسے چاہیے کہ اپنے ہمسایہ کا احترام کرے اور مہمان کی عزت سے۔ تکرے تو اچھی بات کرے ورنہ خاموش رہے۔"

حضرت یعنی کہتے ہیں ہم محمد ابن سوڈ راہد سے ملاقات کیلئے گئے تھے۔ انہوں نے دوران گفتگو فرمایا حضرت عطاء بن ابی رباحؓ نے ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تم سے پہلے بزرگان دین فضول باتوں سے پرہیز کرتے تھے۔ وہ قرآن کی تلاوت کے علاوہ ہر بات کو فضول بات سمجھتے تھے۔ یا پھر یہ کہ لوگوں کو اچھی باتیں بتائیں اور بری باتوں سے روکیں۔ ضرورت کے وقت بات کریں۔ با ضرورت بات نہ کریں۔ کیونکہ تمہاری ہر بات لکھی جا رہی ہے۔ کیا تم اللہ کے اس فرمان سے انکار کر سکتے ہو؟

”وَإِنْ عَلَيْكُمْ لَهُ عَظِيمٌ كَرَامًا تَكْتُمُونَ“ (سورہ انعام)

”تم پر (اللہ کی طرف سے) نگران مقرر ہیں وہ معزز فرشتے جو تمہارا اعمال نامہ لکھتے ہیں۔“

”عَنِ الْيَمِينِ وَالْشَّمَالِ قَاعِدَةً مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ“ (سورہ ق ۱۸)

”(یہ نگران) اس (انسان) کے دائیں بائیں بیٹھے ہیں وہ جو بات کرتا ہے یہ سخت نگران اسے نوٹ کرتے رہتے ہیں۔“

(اے انسان) کیا تجھے اس کا خیال نہیں کہ تیرا آدمعادن (وہ پہر تک) کا اعمال نامہ ایسی

فضول باتوں سے بڑا ہے۔ جن کا تعلق نہ تیرے دین سے نہ دنیا سے۔ اگر وہ ظاہر کر دیا جائے تو تیرا کیا حال ہوگا۔

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”چار باتیں ہیں جو صرف (مومن مسلمان) کے اندر پائی جاتی ہیں۔

مسلمان میں خصوصی باتیں

۱۔ عبادت (اللہ کی عبادت)

۲۔ تواضع (خوش اخلاقی۔ ہنساری)

۳۔ اللہ کا ذکر (ہر وقت اٹھتے بیٹھتے)

۴۔ ”برائی سے پرہیز“ (برائی کو پسند کرتا ہے نہ کسی کے ساتھ برائی کرتا ہے)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”انسان کے اسلام کی

خوبی یہ ہے کہ وہ فضول باتیں نہ کرے“ حضرت لقمانؑ سے کسی نے پوچھا اس مرتبہ پر کیسے پہنچے۔ انہوں نے جواب دیا بات کی سچائی امانت داری اور فضول باتوں سے پرہیز کی بدولت۔

چار بادشاہوں کی چار باتیں

حضرت ابو بکر ابن عیاض کہتے ہیں چار بادشاہوں کی چار باتیں چار ایسے تیروں کی مانند ہیں جو ایک ہی مکان میں چلائے گئے ہوں:

۱۔ جو بات منہ سے نہ نکلے اس پر عداوت نہیں ہوتی۔ منہ سے نکلے بات پر عداوت ہو سکتی ہے۔ کسریٰ شاہ ایران۔

۲۔ جب تک بات منہ سے نہ نکلے مجھے اس پر اختیار ہے۔ منہ سے نکلے بات پر مجھے کوئی اختیار نہیں۔ شاہ چین۔

۳۔ جو بات میں نے کہی نہیں اس کی تردید کر سکتا ہوں۔ جو کہہ چکا ہوں اسکی تردید کیسے کروں؟ شاہ روم۔

۴۔ مجھے ایسی بات کہنے پر تعجب ہوتا ہے۔ جو مشہور ہو جائے تو اس کے لیے نقصان دہ ہے۔ اور مشہور نہ ہو تب بھی اسے کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ شاہ ہندوستان۔

حضرت خیشم کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ صبح ایک کاغذ سامنے رکھ لیتے اور دن بھر جو بات کرتے اس پر لکھتے جاتے۔ شام کو ان سب کا جائزہ لیتے۔ کتنی فائدہ مند اور کتنی بے فائدہ؟

انسان اپنے اعمال کا محاسبہ کرتا رہے اور زبان کو قابو میں رکھے

اگلے دنوں میں تمام متقی و پرہیزگار لوگوں کا یہی طریقہ تھا۔ وہ لغو اور بیہودہ باتوں سے اپنی زبان کو آلودہ نہیں کرتے تھے جو بات کرتے سوچ سمجھ کر ایسی بات کرتے تھے جو فائدہ مند ہو۔

لہذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ جو بات کرے وہ خود اس کے اپنے لئے اور دوسرے کے لیے فائدہ مند ہو۔ اپنے اعمال کا محاسبہ کرتا رہے۔ آخرت میں حساب میں پھنسنے سے یہ کہیں بہتر اور

آسان ہے کہ انسان کی زندگی میں اپنے اعمال کا محاسبہ کرتا رہے۔ آخرت میں عداوت دشمنی سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان اپنی زبان کو قابو میں رکھے اور کوئی فضول و بے فائدہ بات نہ کرے۔

ایک شخص جنہوں نے حضرت ربیع ابن خیشم کے ساتھ بیس سال گزارے تھے کہتے ہیں

میں نے اس میں برس کے عرصہ میں ربیع ابن جحثم کی زبان سے کوئی فضول بات نہیں سنی۔
 موسیٰ ابن سعید کہتے ہیں حضرت ربیع ابن جحثم نے حضرت حسینؑ کی شہادت کے بارے
 میں کبھی صرف اس قدر فرمایا اے اللہ تو زمین و آسمان کا خالق و مالک ہے۔ حاضر و غائب
 سب پر تیری نظر ہے۔ تو ہی اپنے بندوں کے اختلافات کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ اس سے زیادہ
 انہوں نے اور کچھ نہ کہا: (القرآن)

جاہل کی پہچان

- ۱۔ ایک فلسفی کا کہنا ہے جاہل آدمی ان چھ باتوں سے پہچانا جاتا ہے
 بلا ضرورت غصہ میں آنا اور تاؤ کھانا۔ وہ انسان اور جانور غرض ہر چیز پر اپنا غصہ اتارتا رہتا ہے۔
 - ۲۔ وہ بے سود اور غیر فائدہ مند باتوں میں الجھا رہتا ہے۔
 - ۳۔ اپنی دولت ایسے کاموں میں خرچ کرتا ہے جن میں آخرت کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔
 - ۴۔ وہ راز کی بات بھی ہر ایک سے کہہ دیتا ہے۔
 - ۵۔ ہر انسان پر بھروسہ کر لیتا ہے۔
 - ۶۔ وہ دوست اور دشمن میں تمیز نہیں کر سکتا۔
- جب کہ ایک صاحب علم و عقل انسان اپنے دوست اور دشمن کو پہچان لیتا ہے۔ اگر دوست ہے
 تو اس کی بات پر عمل کرتا ہے اور دشمن کو وہ اپنے قریب نہیں آئے دیتا اس کی کوئی بات ماننا ہے۔
 یاد رکھئے انسان کا سب سے بڑا دشمن شیطان ہے ہمیں چاہیے کہ اس کا کہا نہ مانیں۔

حضرت عیسیٰؑ فرماتے ہیں

- ۱۔ ہر وہ بات جس میں اللہ کا ذکر نہ ہو۔ فضول ہے
- ۲۔ وہ خاموشی جو غور و فکر سے خالی ہو غفلت ہے۔
- ۳۔ وہ ناکہ جو چیزوں کو دیکھ کر عبرت حاصل نہ کرے بے کار ہے۔
- ۴۔ وہ شخص بڑا خوش نصیب ہے جس کی باتوں میں اللہ کا ذکر شامل ہو جس کی نظر میں عبرت
 حاصل کرنے کی صلاحیت ہو۔ اور جس کی خاموشی غور و فکر سے خالی نہ ہو۔

مومن، منافق

حضرت امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں:

مومن (مسلمان) باتیں کم کرتا ہے اور عمل زیادہ کرتا ہے اور منافق باتیں زیادہ کرتا ہے اور

عمل کم کرتا ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا
 "من فقی میں دین کی سمجھ نہیں ہوتی۔"

- ۱۔ اس کا چہرہ بے رونق ہوتا ہے۔
 - ۲۔ اس کا دل ایمان کے نور سے خالی ہوتا ہے۔
 - ۳۔ اس کے اندر اسلامی اخوت و محبت کا جذبہ نہیں ہوتا۔
- حضرت یحییٰؑ لکن اکثم کہتے ہیں

- ۱۔ انسان کی باتوں کی سچائی اس کے عمل سے ظاہر ہو جاتی ہے۔
 - ۲۔ اور ایک بد نیت آدمی کی بد نیتی بھی اس کے عمل سے ظاہر ہوتی ہے۔
- حضرت عثمانؓ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا
- ۱۔ بڑے لوگوں سے میل جول انسان کو بڑا بناتا ہے۔
 - ۲۔ پرانی کار راستہ اختیار کرنے والے پر الحرام ضرور لگتا ہے۔
 - ۳۔ اپنی زبان پر قابو نہ رکھنے والا شرمندگی اٹھاتا ہے۔

رسول اللہؐ نے فرمایا

- ۱۔ "خوش نصیب ہے وہ شخص جس نے اپنی زبان پر قابو رکھا۔"
 - ۲۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جس کا گھر وسیع ہے۔
 - ۳۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جو اپنی خطاؤں پر (اللہ کے سامنے) رو دیتا ہے۔"
- حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں

"عقل مد کی زبان دل کے پیچھے ہوتی ہے۔ وہ جو بات کہتا ہے سچ سمجھ کر کہتا ہے۔"

- ۱۔ "رجل (بے وقوف) کا دل زبان پر ہوتا ہے۔ وہ بڑے بڑے کچھے منہ سے بات نکال دیتا ہے۔"
- حضرت ابو ذرؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہؐ سے دریافت کیا حضور ﷺ حضرت
 ایبہؓ کے صحیفوں میں کیا لکھا تھا؟

"پہلے نے فرمایا ان میں کچھ مٹا میں تمہیں اور پھر ہجرت، موزہ تیں"

پس یہ عقیدہ انسان کے لیے ضروری کہ وہ اپنی زبان پر قابو رکھے۔ اپنے وقت کو پہچانے
 اور اپنی حیثیت کو نگاہ میں رکھے۔

مترین مشکوٰۃ ہے جس میں اغلاط کم و معنی و مطلب رہا، وہوں جس نے اپنے قول و فعل

میں مطابقت پیدا کر لی۔ وہ فضول باتوں سے بچ گیا۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے
انسان کو اپنی سوچ ان باتوں تک محدود رکھنی چاہیے۔

۱۔ فکرِ معاش (چاز طریقہ سے زندگی گزارنے کے لیے ذریعہ معاش کے متعلق سوچنا)

۲۔ آخرت کی فکر (اس زندگی کے بعد ایک اور زندگی بھی ہے جس میں اس زندگی کے عمل کا حساب دینا ہے)

۳۔ جائز مشاغل میں دلچسپی (جو انسان کی جلی اور فطری ضرورت ہے)

اور فرمایا ایک عقلمند انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے شب و روز کے اوقات کو چار حصوں میں تقسیم کر لے۔

۱۔ اپنے رب کی عبادت کرے۔

۲۔ اپنے نفس کا محاسبہ کرے۔ (میں نے کیا کام (عمل) کئے ہیں)

۳۔ اہل علم کے پاس بیٹھے۔ (ان سے دینی مسائل و معلومات حاصل کرے۔

۴۔ غفلت (بیوی بچوں میں دلچسپی اور ان کی ضروریات)

نیز ایک باہوش انسان کے واسطے یہ بھی ضروری ہے۔

۱۔ اپنی حیثیت پر نظر رکھے۔

۲۔ اپنے دور کے حالات اور لوگوں کو پہچانے۔

۳۔ ناجائز کاموں (زنا و دیگر فواحش) سے دور رہے۔

۴۔ اور اپنی زبان پر قابو رکھے۔ (کوئی غلط بات نہ کہے)

کہتے ہیں یہ باتیں حضرت داؤدؑ کی اوار کی کتابوں میں بھی نسل در نسل لکھی ہوئی ملتی ہیں۔

حضرت انسؓ ابن مکتبہ روایت کرتے ہیں حکیم لقمانؑ ایک مرتبہ حضرت

داؤدؑ سے ملاقات کرنے گئے۔ حضرت داؤدؑ اس وقت ایک زرہ تیار کر رہے تھے۔ حضرت

لقمانؑ نے کو ان کا کام دیکھ کر کچھ تعجب ہوا کہ کس عہ کی اور نفاست سے زرہ تیار کر رہے ہیں۔

انہوں نے اس سلسلہ میں کچھ پوچھنا چاہا مگر خاموش رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت داؤدؑ

نے زرہ تیار کر لی اور اسے پہن کر دیکھتے ہوئے کہا زرہ جتنک کے لئے کتنی اچھی چیز ہے اور

اچھی کارِ مگر نے تیار کی ہے۔ حضرت لقمانؑ نے کہا کسی کو کوئی کام کرتے ہوئے دیکھو تو اس کے

متعلق فوراً ہی پوچھنا شروع مت کرو بلکہ دیکھتے رہو اس کا نتیجہ اور انجام کیا ہے۔ یہ بھی حکمت
ہے۔ لیکن بہت کم لوگ ایسا کرتے ہیں۔
ایک شاعر کہتا ہے:

اشعار کا ترجمہ: حسن کلام ایک خوبی ہے۔ مگر خاموشی میں سلامتی ہے

اگر بولنا ضروری ہے تو کم سے کم الفاظ میں اپنا مطلب بیان کر دو۔ ہو سکتا ہے کبھی مجھے اپنی خاموشی
پر امت و شرمندگی ہوئی ہو۔ لیکن (بلا سوچے) بات کہہ دینے پر تو مجھے اکثر شرمندگی ہوئی ہے۔
حضرت لقمانؑ کہتے ہیں بسا اوقات خاموش رہنا ہی عقل مند کی ہوتا ہے مگر بہت کم
لوگ ایسی باتیں سوچتے ہیں۔

ایک شاعر کہتا ہے

شعر کا ترجمہ: زبان سے کبھی کوئی ناپسندیدہ بات نہ کہو۔ بسا اوقات زبان سے نکلے بات پوری ہو
جاتی ہے۔

حمید بن عباس کے اشعار کا ترجمہ:

۱۔ میرے دوست! مجھے کسی ایسی چیز کا علم نہیں جس کا بند رکھنا ضروری ہو۔ البتہ موقع بے موقع
اور بلا مقصد بولتے رہنے والی زبان کو بند رکھنا ضروری ہے۔

۲۔ غیر ضروری باتوں سے اپنے منہ کو تالا لگا کر رکھو۔

۳۔ بہت سی باتیں صرف مذاق میں کہہ دی جاتی ہیں اور کہنے والا کسی کے تیر کا نشانہ بن جاتا ہے۔

۴۔ ایسی باتوں سے پرہیز ہی بہتر ہے۔

۵۔ دوستوں کی جانبداری میں حد سے نہ بڑھ جاؤ۔

۶۔ جنہیں معلوم نہیں دوست کب دشمن بن جائے اور دشمن کب دوست ہو جائے۔

ایک دانشور (فلسفی) کا قول ہے خاموشی میں سات ہزار خوبیاں ہیں جو ذیل کے سات

طہات ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کلمہ میں ایک ہزار خوبیاں پوشیدہ ہیں۔

۱۔ خاموشی ایسی عبادت ہے جس میں کوئی مشقت برداشت نہیں کرنا پڑتی۔

۲۔ خاموشی ایسا حسن جیسے کسی زبور کی ضرورت نہیں۔

۳۔ خاموشی ایسا رعب جس کے لئے حکومت کی ضرورت نہیں۔

۴۔ خاموشی، یہاں تک کہ (محفوظات) جسے کسی چار دیواری کی ضرورت نہیں۔

۵۔ خاموشی ایسی دولت جس کے لئے کسی کے آگے ہاتھ ہاتھ پھیلانے کی ضرورت نہیں۔

۶۔ خاموشی سے اعمال نامہ لکھنے والے فرشتے لکھنے کی محنت سے بچ جاتے ہیں۔

۷۔ خاموشی سے انسان کے اپنے پیوں پر پردہ پڑا رہتا ہے۔

مشہور کہاوت ہے۔

خاموشی عالم کی زینت اور جاہل کی پردہ پوش ہے۔

ایک فلسفی کا قول ہے، انسانی جسم کے تین حصے ہیں

۱۔ قلب (دل) (۲) زبان (۳) اور جسم کا چارواں حصہ۔ ہاتھ، پاؤں، کان، آنکھ وغیرہ۔

اللہ نے ان میں سے ہر ایک کو کوئی خاص فرض (ذیوبی) سونپا ہے۔

۱۔ قلب (دل) کا فرض یہ ہے کہ اللہ کی معرفت حاصل کرے اور اس کے خیال کے علاوہ کسی

دوسرے کے خیال کو اپنے اندر جگہ نہ دے۔

۲۔ زبان کا فرض یہ ہے اللہ کی وحدانیت کی گواہی دے اور اس کے کلام (قرآن) کی تلاوت

کرنا ہے۔

۳۔ اور جسم کے باقی تمام حصے کا فرض یہ ہے نماز قائم کرے (ادا کرے) روزہ رکھے اور

دوسری عبادات میں مصروف ہے۔

پھر ان تینوں میں سے ہر ایک پر نگران (چوکیدار) مقرر کر دیئے۔

۱۔ قلب (دل) کی نگرانی (اور حفاظت) اس نے اپنے ذمہ لی۔ چنانچہ دل میں پیدا ہونے

والے خیالات و مقاصد سے اللہ کے سوا کوئی واقف نہیں ہوتا۔

۲۔ زبان کی نگرانی و حفاظت پر فرشتے مقرر کر دیئے کہ جب بھی اس سے کوئی بات یا کوئی لفظ

نکلے وہ اسے فوراً لکھ لیتے ہیں قرآنی ارشاد ہوا ہے۔

ما نلفظ من قول الا ندبہ رقیب عتبتہ ۵

"وہ انسان زبان سے (جو بات بھی نکالتا ہے) اس کو محفوظ رکھنے والا (ایک سخت

نگران فرشتہ اس کے پاس ہی موجود ہے۔

۳۔ اور جسم کے باقی تمام حصے پر اس نے ادا و نواہی کے احکام نافذ کر دیئے ہیں تم یہ کہتے

اور یہ نہیں کہتے۔

پھر اس نے ہر ایک حصہ کو اس بات کا پابند کر دیا کہ اسے جو فرض سونپا گیا ہے اسے پوری طرح دیانتداری سے انجام دے۔

اب دل کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس فرض کو اس طرح پورا کرے وہ ایمان پر قائم

رہے حسد نہ کرے۔ خیانت نہ کرے اور دغا و فریب سے باز رہے۔

زبان اس فرض کو اس طرح پورا کر سکتی ہے غیبت نہ کرے جھوٹ نہ بولے اور فضول

باتیں نہ کرے۔

اور باقی جسم اس طرح انجام دے اللہ کے نفع کو براستہ پر قدم نہ بڑھائے۔ کسی کو بے جا

نہ مارے۔

لہذا اگر دل میں اپنے فرض کے علاوہ کوئی دوسرا خیال اپنی جگہ لے لے دے "غافل" ہے۔

زبان نے اپنے فرض سے انکار کیا تو وہ کفر ہے۔

اگر باقی جسم نے اپنے اوپر عائد شدہ احکام پورے نہ کئے تو وہ گناہ ہے۔

حضرت حسن بصرہ روایت کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک نوجوان سے فرمایا اگر تم

تین برائیوں سے بچ گئے تو کچھ جوانی کی برائی سے بچ گئے۔ وہ تین برائیاں ہیں۔ (۱) باہ

کوئی (فضول باتیں کرنا) (۲) زنا (۳) اور حرام روزی۔

مشہور ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں ایک آقا کے غلام تھے۔ ایک روز اس کے

آقا نے کہا یہ بکری ذبح کرو اور اس کے جسم کے جو دو سب سے اچھے حصے ہوں وہ ہمارے

اٹھ لے کر آؤ۔ انہوں نے بکری ذبح کی اور بکری کا دل اور زبان اپنے آقا کی خدمت میں

پیش کر دیئے۔ اسی طرح پھر کسی دوسرے موقع پر آقا نے کہا بکری ذبح کر اور اس کے جسم کے

سب سے اچھے حصے ہمارے واسطے لے کر آؤ۔ انہوں نے پھر بکری ذبح کی اور بکری کا دل

اور زبان اپنے آقا کو پیش کر دیئے۔ آقا نے ان سے کہا کیا ان دو چیزوں کے علاوہ دوسرا کوئی

حصہ ان سے اچھا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا آقا اگر یہ صاف سترے اور صحت مند ہوں تو

پاس سے تم میں ان سے اچھا کوئی ٹکڑا نہیں۔ اور اگر یہ خراب ہو جائیں اور ان میں خساد و سرائیت

ہو جائے تو پورے جسم میں ان سے برا کچھ کوئی نہیں۔ علم و حکمت کی یہ پہلی بات تھی جو حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کی۔

جہنم میں زیادہ تر ایسے لوگ ہوں گے جنہیں اپنی زبان پر اختیار نہ تھا۔ حدیث شریف میں آتا ہے جب نبی کریم ﷺ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجے انہوں نے گزارش کی حضور ﷺ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا (یعنی زبان کی حفاظت کرنا) معاذ رضی اللہ عنہ نے شاید اسے معمولی بات سمجھا اور عرض کیا مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا "بھلے آدمی جہنم میں جانے والے زیادہ تر لوگ ایسے ہوں گے جنہیں اپنی زبان پر اختیار نہ تھا"

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں

- ۱۔ زیادہ بولنے والا غلطیاں بھی زیادہ کرتا ہے۔
 - ۲۔ مال کی کثرت گناہ پرائل کرتی ہے۔
 - ۳۔ بداخلاق آدمی خود کو مصیبت میں پھنسا لیتا ہے۔
- حضرت سفیان ثوریؒ کہتے ہیں۔

میں کسی کو زبان سے مٹھون کرنے کی بجائے۔ اس پر تیر چلا دیتا۔ بہتر سمجھتا ہوں۔ کیونکہ تیر کا نشانہ خطا ہو سکتا ہے۔ مگر زبان کا بون ٹھیک نشانے پر لگتا ہے۔ (کیونکہ بات اگر گچی ہے اور بدنام ہو جائے گا اور بات اگر جھوٹی تو یہ اس پر تہمت اور بہتان ہوگا اور کہنے والا ہر دو صورت میں گناہ گار ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں انسان ہر روز صبح جب بیدار ہوتا ہے جسم کے اندر اعضاء زبان سے کہتے ہیں ہم تجھے خدا کا واسطہ دیتے ہیں تو سیدھی رہتا اگر تو سیدھی رہی ہم سیدھے رہیں گے۔ اگر تو لڑکھاگنی ہمارے قدم بھی ڈگمگا جائیں گے۔

ایک روایت ہے کہ ایک دن حضرت ابوذر غفاریؓ نے خاتہ کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر کہا جو لوگ مجھے جانتے ہیں وہ تو جانتے ہی ہیں لیکن جو مجھے نہیں جانتے وہ مجھے پہچان میں۔ ابوذر غفاریؓ ہوں۔ آؤ اپنے شفیق اور مہربان بھائی کے پاس آؤ۔ لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے انہوں نے کہا لوگو! تم سے جب کوئی شخص دنیا میں سفر پر روانہ ہوتا ہے تو سفر خرچ ساتھ لے کر جاتا ہے۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ آخرت کا جواز ہی سفر درمیش ہے۔ اس کے سفر خرچ کی کسی کو فکر نہیں۔

سفر آخرت کی تیاری کے ضروری عمل

لوگوں نے ان سے پوچھا ابوذر! کیا ہے اس کے واسطے یہ سفر خرچ ہونا چاہیے؟ انہوں نے جواب میں بتایا تاریک رات میں اٹھ کر دو رکعت (تہجد) پڑھ لیا کرو یہ تمہیں قبر کی تاریکیوں (امیریں) میں روشنی کا کام دیں گی۔ گرمیوں کے دورے قیامت کے سردیوں کی گرمی میں کام دیں گے۔ صدق اس ان کی نعمتوں سے۔ پی نے میں مددگار ہو گا ان کے علاوہ آخرت کے جو دیگر بڑے بڑے معاملات ہیں ان کے لیے صاحب استطاعت حج کریں۔ انبیاء کی زندگی کے دن کو دو حصوں میں سفر آخرت کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔ اس وقت کو تین حصوں میں نہ بانٹنا تیسرا حصہ نقصان ہی دے گا قاعدہ نہیں۔ دو درہم کم تو ایک درہم اپنے ہاں دعوں پر خرچ کر لو اور دوسرا درہم اپنی آخرت کے لیے آگے بھجی دو (صدقہ رو) اس (آمدنی) کے تین حصے نہ کرنا تیسرا حصہ نقصان ہی دے گا غلط نہیں۔ افسوس! مجھے اب یہ غم کھائے جا رہا ہے۔ جو دن بیت کئے میں انہیں واپس نہیں آسکتا۔ لوگوں نے پوچھا ان پر افسوس کیوں ہے؟

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں زندگی بھر خالی امیدیں مانڈھتا رہا۔ مگر وہ کچھ حاصل نہ ہوا اور ولی عمل بھی نہ کر سکا۔ اور موت نے آکر ان ساری امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ حضرت مینىؓ کا قول ہے

اللہ کو بھول کر زیادہ باتیں نہ کی کرو اس سے تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور جس کا دل سخت ہو جائے وہ اللہ سے دور ہوتا چلا جاتا ہے اور تمہیں پتہ بھی نہیں چلتا۔ کسی صحابی کا قول ہے

تمہارا دل اگر سخت ہو جائے جسم کمزور ہونے لگے اور رزق میں تنگی ہو سمجھو! تم نے ضرور کوئی غصوں بات کی ہے جس کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ اللہ ہمیں فضول باتوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حرص لالچ اور لمبی امیدیں

حضرت ابو ذرؓ کہتے ہیں میں دیکھ رہا ہوں علم دین کے جاننے والے دنیا سے اٹھتے جا رہے ہیں اور تمہارا نادان اور ان پڑھ لوگ ان سے علم نہیں سیکھتے (خدا کے لیے) ان ملک سے کچھ سیکھ لو اس سے پہلے کہ یہ دنیا سے اٹھ جائیں میں دیکھتا ہوں تم ان چیزوں کی دوزخوں میں گئے ہو جن کی تم تک پہنچانے کی ذمہ داری اللہ پر ہے اور اس دوزخوں میں اپنی اصل ذمہ داریوں کو بھولے ہوئے ہو۔ میں تمہارے شریر لوگوں کو ایسے ہی پہچانتا ہوں جیسے ہر حیوانات گھوڑوں کی نسل سے آگاہ ہوتا ہے۔ جو رکاوٹ بھی ادا کرتے ہیں تو ایک بوجھ سمجھ کر نمازوں میں سستی کرتے ہیں انہوں نے قرآن سننا اور پڑھنا بھی چھوڑ دیا ہے اور آزاؤ لوگوں کو اپنے دشمنوں (فریب کے جاں) میں پھانسنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

حرص قابل مذمت

۱۔ حرص کی دو قسمیں ہیں ایک قابل مذمت ہے اور دوسری میں اجازت ہے۔
۲۔ مذموم حرص ہے جس میں شخص کر انسان اللہ کی طرف سے مقرر کردہ فرائض اور احکام کو بھی بھول جائے اور صرف فخر و مباہات کے لیے ہر وقت دولت جمع کرنے کی فکر میں لگا رہے۔
۳۔ میرے مذموم حرص ہے کہ مال جمع کرنے کی فکر ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ فرائض و حقوق کو بھی ادا کرتا رہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کے زمانہ میں بھی نبیؐ حضرت ایوبؑ موجود تھے جو "سخی" کہلاتے تھے مگر وہ اپنی دولت راہ خدا میں خرچ کرنے سے کبھی ہٹی نہیں چراتے تھے۔

حضرت حفصہؓ (حضرت عمرؓ کی بیٹی اور حضور ﷺ کی بیوی) روایت کرتی ہیں۔ میں نے اپنے والد حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ اللہ نے آپ کو دولت دی ہے۔ مگر میں خوشیوں سے آپ بھی اپنی حیثیت کے مطابق اچھا لباس پہنا کر میں اور اچھی خوراک کھایا کریں۔ حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا اس کا فیصلہ تم ہی پر چھوڑتا ہوں (دیکھو کیا فیصلہ کرتی ہو) پھر انہوں نے حضور ﷺ کی زندگی کے حالات سنائے جن سے حضرت حفصہؓ بھی براہ راست دوچار

ہو میں تھیں۔ ان واقعات کو سن کر حضرت حفصہؓ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے دو دوست تھے جو اس دنیا سے چلے گئے۔ ان کی زندگی جس طرح گزری میں اسی طرح اپنی زندگی گزارنا چاہتا ہوں۔ ان کو اللہ نے جو مرتبہ دیا ہے وہ تمہارے سامنے ہے اور یہ بھی تمہیں معلوم ہے کہ آخرت میں ان کا کیا درجہ و مقام ہے۔ اگر میں نے ان کے طریقہ کو چھوڑ کر کوئی دوسرا طریقہ اپنایا تو میرے ساتھ اللہ کا وہ جس سلوک نہ ہوگا۔ اس کے مستحق میرے وہ دوست قرار پائے۔ پھر میرے ساتھ دوسرے لوگوں جیسے ہی میرا وہ سلوک، میں آخرت کی کامیابی کھو بیٹھوں گا۔ میں چاہتا ہوں انہیں کے طریقہ پر عمل کرتا رہوں اور آخرت کی کامیابی میرا بھی مقدر ہو۔

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں حضور ﷺ اکثر و بیشتر گھر میں داخل ہوتے وقت فرمایا کرتے تھے اگر انسان کے پاس سونے کی دوادیاں ہوں تب بھی وہ بھی سوئے گا کاش ایک تمسری مٹی ہوتی۔ انسان سے بیت کو صرف قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے اور اللہ جس کی چاہے تو بے بھی قبول کر لیتا ہے۔

حضرت انسؓ مالک روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "انسان کی ہر چیز بوزمگی (کمزور ہو جاتی ہے مگر وہ چیزیں یعنی لالچ اور امید" (یہ بھی بوزمگی نہیں ہوتی)

حضرت علیؓ بھی کہتے ہیں میرے نزدیک دو چیزیں تمہارے لئے بہت خطرناک ہیں لمبی امید باندھنا اور نفسانی خواہشات میں پھنسا کیونکہ لمبی امید آخرت کو بھلا دیتی ہے اور نفسانی خواہشات صحیح بات سے روک دیتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "دنیا پر سر مٹنے والے اس کے لالچی اور اس کے خرچ میں بھجی رہنے والے یاد رکھیں۔ ان پر ایسی غربت آئے گی کہ کبھی دولت کا منہ نہ دیکھیں گے ایسی مشغولیت میں پھنسیں گے کہ سر اٹھانے کی فرصت نہ ہوگی اور وہ غم انہیں گھیر لے گا کہ خوشی کو تو نہیں گے۔"

بلند پر شکوہ عمارتیں

حضرت ابو ذرؓ جب حمص پہنچے دیکھا کہ وہاں کے لوگ بہت پر شکوہ اور اوپے اوپے شکایتیں مانتے ان میں رہائش رکھتے ہیں۔ ابو ذرؓ ایک درویش طبع آدمی تھے۔ انہوں نے اہل حمص سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا اللہ کے بندو کیا تمہیں اس دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے کہ ایسی پر

فکرو اور مضبوط عمارتیں اپنے رہنے کے لیے بنائی ہیں؟ کچھ اللہ کا خوف کرو تم ان عمارتوں میں بیٹھ نہیں رہو گے۔ جو لمبی لمبی امیدیں تم کرتے ہو۔ وہ شاید کبھی پوری نہ ہو سکیں۔ یہ دولت جو تم نے جمع کر رکھی ہے نہ تم کھا سکو گے نہ یہ تمہارے ساتھ جاسکتی ہے۔ تم سے پہلے لوگوں نے بھی بڑے اونچے اونچے اور مضبوط محل اور قلعے تعمیر کئے تھے۔ بڑی دولت جمع کی تھی اور بڑے لیے چوزے منسوبے بنائے تھے۔ مگر ان کے وہ اونچے محل آج کنڈر بنے ہوئے ہیں ان کی امیدیں خاک میں مل گئیں اور ان کی جمع کردہ دولت نے بھی ان کا ساتھ نہ دیا اور وہ کف افسوس لے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوئے اور منوں منی (قبر) کے نیچے دفن کر دیئے گئے۔

حضرت علیؑ سے مروی ہے انہوں نے حضرت عمرؓ کو مشورہ دیا اگر تم موت کے بعد اپنے آقا (حضور ﷺ) سے ملنے کے خواہش مند ہو تو اپنے کرتے کو پیوند لگالیا کرو۔ اپنے جوئے مرمت کر لیا کرو زیادہ لمبی امید نہ ہائے حوا اور پیٹ بھر کر نہ کھایا کرو۔

حضرت ابو عثمان نهدقی کہتے ہیں ایک مرتبہ جب حضرت عمرؓ جمہ کا خطبہ دے رہے تھے۔ میں نے دیکھا ان کے کرتے پر بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔

موٹا لباس دل کو سخت نہیں ہونے دیتا

حضرت علیؑ اپنے دور خلافت میں ایک مرتبہ بازار گئے۔ لوگوں نے ان کے جسم پر موٹے کپڑے کا میلا کرتادیکھ کر عرض کیا امیر المومنین! آپ ہار یک اور نرم کپڑے پہنا کریں۔ حضرت علیؑ نے جواب میں فرمایا ان موٹے کپڑوں سے میری خدا خونی اور عاجزی و انکساری قائم رہتی ہے دل میں سختی نہیں پیدا ہوتی اور نیک لوگوں کا بھی لباس رہا ہے۔ مسلمانوں کو ان نیک لوگوں کی ضروری کرنی چاہیے۔

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں میں لوگوں کی فطرت سے اس طرح واقف ہو گیا ہوں۔ جس طرح ایک دیوانہ کا ڈاکٹر کسی جانور کی فطرت سے واقف ہو جاتا ہے۔ لوگوں میں جو خداتریں اور نیک ہیں وہ متقیوں اور پارسوں جیسی زندگی گزارتے ہیں اور ضرورت کے مطابق دنیا حاصل کرتے ہیں۔ اور جو ناپسندیدہ (دنیا دار) لوگ ہیں وہ اپنی ضرورت سے کہیں زیادہ ہوس و زرمیں مبتلا ہو کر دولت کا ذمیر جمع کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔

ایک عالم و دانش مند کا قول ہے گناہ کی بنیاد یہ تین چیزیں ہیں،

(۱) حسد (۲) حرص (۳) تکبر

حسد، حرص اور تکبر کی ابتداء

۱۔ تکبر۔ اس کی بنیاد، طیس (شیطان) نے ڈالی۔ جب اس نے آدم کو مجبور کرنے سے انکار کیا اور اللہ نے اسے طعون فرما دیا۔

۲۔ حرص کی بنیاد آدم علیہ السلام سے پڑی کہ جس درخت کا پھل کھانے سے منع کیا گیا تھا اسے کھانے کے لیے تیار ہو گئے اور جنت سے نکال کر زمین پر بسائے گئے۔

۳۔ حسد کا اظہار حضرت آدم علیہ السلام سے بیٹے قاتیل سے ہوا۔ اس نے حسد کی وجہ سے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا اور کافروں میں شمار ہو کر ہمیشہ کے لیے واصل جہنم ہوا۔

حضرت کی آدم علیہ السلام اپنی اولاد کو نصیحت

ایک روایت ہے حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے ایک بیٹے شیث علیہ السلام کو ان باتوں کی وصیت کی تھی اور یہ بھی حکم دیا تھا کہ وہ اپنی اولاد کو ان کی وصیت کر دے۔

۱۔ دنیا (کی زندگی) پر مطمئن نہ ہو۔ میں نے بھی جنت پر اطمینان کیا تھا۔ لیکن وہاں سے نکل کر اس دنیا میں آنا پڑا۔

۲۔ اپنی عورتوں کے ہر مشورہ پر جاسوچے عمل نہ کرنا۔ میں نے بھی اپنی بیوی کے مشورہ پر جنت کا ممنوعہ پھل کھالیا تھا جس کی وجہ سے بعد میں ندامت و شرمندگی اٹھانی پڑی۔

۳۔ کوئی کام کرنے سے پہلے ان کا انجی مہو نہ کرو۔ اگر میں جنت کا ممنوعہ پھل کھانے سے پہلے اس کا انجام سوچ لیتا تو اس کے نتیجہ میں وہ وصیت اٹھانی نہ پڑتی جو بعد میں مجھے اٹھانی پڑی۔

۴۔ جس کام سے پہلے دل میں پچھو فکر و تردد پیدا ہو جائے وہ نہ کرو۔ جنت میں ممنوعہ پھل کھانے سے پہلے میرے دل میں بھی تردد پیدا ہوا تھا مگر میں نے اس پر توجہ نہ دی اور ندامت اٹھانی پڑی۔

۵۔ اپنے معاملات میں باخبر (تجارب کار) لوگوں سے مشورہ کر لیا کرو۔ میں بھی فرشتوں سے مشورہ کر لیتا تو اس نصیحت سے بچ جاتا۔

چار کام کی باتیں

حضرت شفیقؒ کہتے ہیں میں نے چار ہزار احادیث میں سے چار ہوشی انتساب کی ہیں پھر ان چار سو میں سے چالیس حدیثوں کا انتخاب کیا۔ پھر ان چالیس میں سے یہ چار

ہدیشیں آپ کے سامنے ہیں۔

۱۔ عورت ذات پر بھروسہ نہ کر آج یہ تیری ہم خواب ہے۔ کل کسی دوسرے کے ساتھ ہوگی۔ اگر تو اس کے کہنے پر چلا یہ تجھے جہنم تک پہنچا دے گی۔

۲۔ اپنا دل مال و دولت سے نہ باندھ یہ آئی جانی مٹے ہے۔ آج تیرے پاس ہے کل کی دوسرے کے پاس ہوگی۔ کھائے گا تو کھائیں گے دوسرے اور پھر یہ بلا کہ مال میں دل کا لیا تو یہ اللہ کی احاطت و عبادت میں غفل پڑے گا اور آخری نتیجہ یہ کہ تو آئندہ فقر و فاقہ سے خوف سے اس کی حفاظت میں اپنی جان گھوڑے گا اور بخیل و سنجوس بن کر نہ تو خود کھائے گا نہ خدا کی راہ میں خرچ کرے گا۔ اس طرح خدا کے احکام کی پابندی کرنے کی بجائے شیطان کی تابعداری کرنے لگے گا۔

۳۔ جس کام کے کرنے سے پہلے دل میں کمزور پیدا ہو وہ کام نہ کر کیونکہ مسلمان کا دل چا مسلمان ہوتا ہے جو ۱۶۷ھ سے نفرت کرتا ہے اور حلال سے اطمینان محسوس کرتا ہے۔ وہ درحقیقت تیرے لئے ایک ظلم مشیر اور سچے گواہ کی حیثیت رکھتا ہے اس کا مشورہ مان لیا کر۔

۴۔ جس کام میں فائدہ کا یقین نہ ہو وہ کام نہ کر۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا ”دنیا میں اس طرح رہو جیسے یہاں تو ایک انجمنی مسافر ہے۔ راہ چلتے ہوئے سانس پینے کے لیے رکا ہے اور اگے چلے ہے اور اپنی ذات کو ہزاروں میں شمار کر۔

حضرت جابر روایت کرتے ہیں حضرت عبداللہ ابن عمر نے مجھے کہا صبح نہ کھڑے شام (آئندہ) کی بات نہ کر۔ شام ہو تو صبح کا یقین نہ رکھ۔ موت سے پہلے زندگی میں جو نیک عمل کر سکا ہے کر لے۔ صحت سے فائدہ اٹھا اس سے قبل کہ تجھے بیماری گھیر لے۔ تجھے کیا ہو۔ کل تیرے اشرار عدوؤں میں ہو گیا مردوں میں؟

جو شخص اس دنیا سے امیدیں وابستہ نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اسے چار نعمات سے بہرہ ور کرتا ہے۔

۱۔ اسے اپنی عبادت کی طرف راغب کر دیتا ہے اور اس کے دل میں گناہوں سے نفرت ڈال دیتا ہے۔

۲۔ اس کے دنیاوی غم ختم ہو جاتے ہیں۔

۳۔ دنیا کو اسے اپنی جائز محنت سے حاصل ہو جاتا ہے اس میں خوش رہتا ہے۔

۴۔ اس کے دل کو آخرت کے نور سے منور کر دیتا ہے۔

۱۔ دل کا نور چار چیزوں سے حاصل ہوتا ہے

۱۔ تاکہ وہ جس سے عبادت میں غفل نہ پڑے۔

۲۔ نیک لوگوں سے دوستی کرو۔

۳۔ گناہوں سے پرہیز کرو۔

۴۔ دنیا کی زندگی سے زیادہ امیدیں نہ لگاؤ۔

یہی امید باندھنا نقصان دیتا ہے اور اس کے پار بڑے نقصان پہنچتے ہیں۔

۱۔ عمل میں سستی آ جاتی ہے عبادت الہی کی طرف سے توجہ ہٹ جاتی ہے۔

۲۔ دنیاوی غم اور تفکرات بڑھ جاتے ہیں۔

۳۔ مال جمع کرنے کی حرص بڑھ جاتی ہے۔ دولت حاصل کرنے میں جائز و ناجائز کا خیال نہیں رکھا جاتا۔

۴۔ دل سخت ہو جاتا ہے۔

وہ باتیں جن سے دل سخت ہو جاتا ہے

۱۔ ہیٹ بھر کر کھانا۔

۲۔ بڑے لوگوں کے ساتھ تعلق رکھنا۔

۳۔ پچھلے گناہوں کو بھول جانا اور ان سے تاب ہو کر خدا سے بخشش کی دعا نہ کرنا۔

۴۔ دنیا اور اہل دنیا سے بھی چوڑی امیدیں لگا لینا۔

لہذا ایک مسلمان کے لیے یہی مناسب ہے کہ زیادہ امیدوں کے جال میں نہ پھنسے۔

بعض لوگ کہتے ہیں یہ معلوم نہیں۔ کہ اسے کب اور کہاں موت آ جائے۔

قرآن کریم میں باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وما لدنوی نفس ہای اذ فی سموت

”کوئی چاند نہیں چننا کہ زمین کے کس خطے میں اسے موت آئے گی۔“

بعض مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی لکھا ہے۔

نہ جانتے کس قدم پر موت آ جائے۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

(سورہ روم ۳۰)

انک میت والہم میتون

”(اے پیغمبر) تمہیں بھی موت آئے گی اور انہیں بھی موت آئے گی۔“

فاداء اجلہم لا یستاعروں ساعة ولا یستقدمون (سورہ اعراف ۳۳)

”پس جب ان کا مقررہ وقت پورا ہو جائے گا۔ اس میں کوئی تاخیر (رہے) نہ ہوگی۔“

اور موت اپنے وقت سے پہلے (بھی) نہیں آئے گی۔

یاد رکھنے کی باتیں

مومن (مسلمان) کو چاہیے وہ کسی وقت موت سے غافل نہ ہو۔ کیونکہ اس کی زد سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ اس لئے ان چھ باتوں کو ہر وقت ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ آخرت کے بارے میں ضروری معلومات حاصل ہوں۔

۲۔ ایسے اہل دروہرہاں عالم سے تعلق ہو جو اسے عبادات کی طرف رغبت دلانے اور گناہوں سے بچنے کے طریقے بتا سکیں۔

۳۔ اپنے اصل دشمن (شیطان) کی پہچان اور اس کے جھگڑوں سے بچنے کے طریقے معلوم ہوں۔

۴۔ جو آیات موت سے متعلق قرآن کریم میں ہیں وہ ہر وقت ذہن نشین رہیں۔

۵۔ عام لوگوں سے عدل و انصاف کا برتاؤ ہو تاکہ قیامت کے روز کوئی اس کا دامن گیر نہ ہو۔

۶۔ اس زندگی میں موت اور اس کے بعد کی مشکلات سے نجات کی تدابیر کا اختیار کرنا تاکہ آخرت پریشانی سے بچ جائے۔

حضرت حسن بصریؒ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ”تم سب جنت میں جانا چاہتے ہو؟ سب نے کہا ہاں۔“

آپ ﷺ نے فرمایا ”اللہ سے حیا کرو اور اللہ سے حیا کرنے کا طریقہ یہ ہے قبر اور ساری

مشکلات (عذاب) کو یاد رکھو۔ ہیبت کی حفاظت کرو حلال اور حرام خوراک کا ذکر۔ ذہن کو پرانا

خیالی سے بچاؤ اور جو شخص آخرت کی عزت پاتا ہے وہ دنیا کی زریب و زینت (عزت و شہرت

نام و نمود) کو ذہن سے نکال دے جس نے یہ کر لیا سمجھو وہ اللہ سے حیا کرتا ہے اور اسی طریقہ سے

بندی دوستی (اور رضا) حاصل ہو سکتی ہے۔“

حضرت عجل کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

الہکم التکاثر حتی زرت المقابر (سورہ تکاثر ۱)

”تمہیں زیادہ دولت کرنے کی ہوس نے مارا انا اور اسی کی فکر (دماغ میں لئے)

میں قبروں تک جا پہنچے۔“

اس کے بعد فرمایا: ”انسان ہر وقت میرا مال، میرا مال پکارتا رہتا ہے۔ حیران مال تو صرف وہ

ہے جو تو نے کھالیا اور فنا ہو گیا۔ یہ ممکن لیا اور پرانا ہو گیا یہ تو نے راہ خدا میں صدقہ کرو یا وہ لبتہ

بائی رہنے والا ہے۔“ (جو آخرت میں کام آئے گا)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں تو ریت میں یہ پانچ باتیں لکھی ہوئی ملتی ہیں

۱۔ میر سب سے بڑی دولت ہے (انسان کی عزت کا بھرم قائم رہتا ہے)

۲۔ فتنوں سے بچنا ہے تو گوشہ نشینی اختیار کرلو۔ (فضول دوستی سے پرہیز کرو)

۳۔ آزادی دے نگری۔ دنیا کی ہوس چھوڑ دینے میں ہے۔

۴۔ دس سے زائد نکال دو۔ تمہیں لوگوں کی محبت مل جائے گی۔

۵۔ مشکلات کے چند دن میرے گزارو آسانیاں مل جائیں گی۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہتی ہیں نبی کریم ﷺ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے

فرمایا ”عائشہ! اگر جنت میں تم میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو تو دنیا کے مال و متاع سے اتنا ہی اپنے

پاس رکھو جتنا ایک مسافر اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ دولت مندوں کی ہم نشینی سے پرہیز کرنا۔ کسی

کپڑے کو پرانا سمجھ کر اس وقت تک نہ پہنکو جب تک اسے پیوند لگا کر چھین سکو۔“

ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی: ”اے اللہ جو مجھ سے محبت کرے

اسے پاک و امن رکھ اور اس کی ضرورت کے مطابق اسے روزی عطا کر۔ اور جو مجھ سے بغض

رکھے اس کے مال و اولاد میں اضافہ کر دے۔“

حضرت حسن ابن علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

”دنیا کی رغبت سے غم اور پریشانیوں بڑھتی ہیں اور تقویٰ اختیار کرنے سے دل اور جسم

دونوں آرام و راحت پاتے ہیں۔ میں تمہاری محتاجی سے خوف زدہ نہیں البتہ مجھے تمہاری دولت

مندگی سے خوف ہے ایسا نہ ہو کہ دنیا کی خوشی تمہیں اسی طرح دین سے بے بہرہ نہ کر دے جیسے

تم سے پہلے ان کو خوشحالی میں سر آئی تو وہ دین کو بھلا بیٹھے اور دنیا کی طلب میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش میں لگے رہے اور یہ دنیا تم کو بھی اسی طرح ہلاک نہ کر دے جس طرح ان کو ہلاک کر چکی ہے۔“

ایک دوسری روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس امت کے پہلے لوگوں کو اللہ پر کامل یقین اور تقویٰ کی بدولت کامیابیوں حاصل ہوئیں اور اس امت کے آخری زمانے کے لوگ بکل اور بسی لسی امیدیں باندھنے سے برباد ہوں گے۔“

غریب جدا کر محتاج لوگوں کا مرتبہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ ابن مائک روایت کرتے ہیں۔ غریب مسکین لوگوں نے اپنا ایک نمائندہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔

اس نمائندہ نے اپنا تعارف اس طرح کر دیا۔ اے اللہ کے رسول! میں غریب لوگوں کا نمائندہ ہوں ان لوگوں نے مجھے آپ ﷺ سے پاس بھیجا ہے۔

آپ نے فرمایا: خوش آمدید۔ تم بہت خوش نصیب ہو اور جنہوں نے تمہیں بھیجا ہے وہ بھی بڑے خوش نصیب ہیں۔ تم ان لوگوں سے نمائندہ بن کر میرے پاس آئے ہو جو اللہ کو بہت محبوب ہیں۔ نمائندہ نے عرض کیا: حضور ﷺ! غریب لوگ کہتے ہیں امیر لوگ ساری نیکیاں سمیٹے جا رہے ہیں۔ وہ حج کرتے ہیں ہمارے پاس تاجپوش نہیں کرج کر سکیں۔ وہ صدقہ کرتے ہیں ہم یہ بھی نہیں کر سکتے۔ وہ بیمار پڑتے ہیں تب بھی صدقہ و خیرات دیتے ہیں۔ اس طرح آخرت میں ان کی نیکیوں کا اچھا خاصہ خیرہ جمع ہو جائے گا۔

آخرت میں فقراء و مساکین کا مرتبہ

رسول اللہ ﷺ نے (اس کے جواب میں) فرمایا: یہی طرف سے ان غریب لوگوں کو یہ خوشخبری پہنچاؤ (اللہ کے ہاں ان کا درجہ بہت بلند ہے) انہیں یہ تین باتیں خاص طور پر بتا دو۔

۱۔ جنت میں ان کے واسطے سرخ یا قوت سے تعمیر شدہ ہال خانے تیار کئے گئے ہیں جو اتنے خوبصورت ہیں کہ جنتی لوگ انہیں اس طرح دیکھیں گے جیسے (فل زمین) ستاروں کو دیکھتے ہیں ان میں صرف فقیر نبی فقیر شہید اور مسکین فقیر رہیں گے۔

۲۔ فقیر (غریب) جنت میں امیروں سے آدھے دن پہلے (جو دنیاوی اعتبار سے پانچ سو سال کے برابر ہوگا) داخل ہوں گے۔ وہاں انہیں ہر صحن و آزادی ہوگی۔ جیسے چاہیں رہیں۔ حتیٰ کہ حضرت سلیمان بھی انہیں کے داخلہ کے چالیس سال بعد جنت میں جا سکیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں دنیا میں بادشاہت دی گئی تھی۔

۳۔ جب ایک فقیر (غریب) بچے دل سے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ پڑھے

اور ایک مال دار آدمی بھی بچے دل سے یہی کلمات پڑھنے اور خواہ اس کے ساتھ دس ہزار درہم (روپے) صدق و خیرات میں دے ڈالے فقیر کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ اسی طرح دوسرے تمام نیک اعمال کا معاملہ ہے۔

یہ نمائندہ جب حضور ﷺ کی طرف سے یہ خوشخبری لے کر فقراء و مساکین کے پاس پہنچا۔ انہوں نے خوش ہو کر بیک زبان یہ نعرہ لگایا
 ”پروردگار! ہمیں حیرانہ فیصلہ منظور ہے“

حضرت ابو ذر کہتے ہیں: مجھے میرے محبوب دوست (حضور ﷺ) نے ان سات باتوں کا حکم دیا تھا جن پر میں ہمیشہ عمل کرتا رہا اور آئندہ بھی کرتا رہوں گا۔

- ۱۔ غریب و مسکین لوگوں سے محبت کروں۔ ان کے قریب رہوں (دور نہ بھاگوں)
- ۲۔ (معاشرہ زندگی میں) اپنے سے نیچے والوں کو دیکھوں اور پر والوں کی حرص نہ کروں۔
- ۳۔ صلہ رحمی کرتا رہوں۔ خواہ دوسرے مجھے تعلق توڑنے کی کوشش ہی کیوں نہ کرتے رہیں۔
- ۴۔ کثرت سے لاحول ولا قوۃ الا باللہ (تمام طاقت و قوت اللہ کے ہاتھوں میں ہے) پڑھتا رہوں۔ یہ نیکیوں کا خزانہ ہے۔

- ۵۔ اپنی کسی ضرورت کے لیے دنیا والوں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاؤں۔
- ۶۔ اللہ کے احکام کی تبلیغ میں کسی کی مخالفت کی پروا نہ کروں۔
- ۷۔ بیچ بولوں خواہ کسی کو ناگوار ہی کیوں نہ گزرے۔

چنانچہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا ذاتی عمل بھی یہی تھا۔ سواری پر بیٹھے ہوئے ہاتھ سے کوڑا کر جاتا۔ اسے اٹھا کر دینے کے لیے کسی سے نہ کہتے خود سواری سے اتر کر اٹھا لیتے۔

حضرت ختم نبی بیان کرتے ہیں: ”فرشتے خداوند تعالیٰ سے کہتے ہیں پروردگار! تو نے اپنے ایک کافر بندے کو دنیا میں ہر طرح سے خوشحالی عطا کی اور اسے کسی طرح آزمائش یا مصیبت میں بھی نہیں ڈالا۔ خداوند تعالیٰ انہیں کہتا ہے یہ پروہ اٹھا کر دیکھو اس کا انجام کیا ہے اور اس کے واسطے آخرت میں کتنا سخت عذاب تیار ہے۔ فرشتے اسے دیکھتے ہیں تو پکار اٹھتے ہیں پروردگار! اتنا سخت عذاب؟ اس کے مقابلہ میں تو اس دنیاوی عیش و آرام کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ پھر ایک موقع پر فرشتے خداوند تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں تو نے اپنے مومن بندے کو دنیا میں ہر طرح کے عیش و آرام سے محروم رکھا اور ہر طرح کی آزمائش میں ڈالا ہوا ہے اس

میں کیا مصیبت ہے؟ خداوند تعالیٰ انہیں کہتا ہے: یہ پروہ اٹھا کر دیکھو (میں نے ان کے عیش و آرام کے واسطے کیا کچھ تیار کر رکھا ہے) فرشتے عیش و عشرت کے ان لوازمات کو دیکھتے ہیں جو اللہ نے مومن کے واسطے جنت میں تیار کئے ہوتے ہیں تو بے ساختہ کہہ اٹھتے ہیں پروردگار! مومن کے واسطے جنت میں عیش و آرام کا یہ سامان! واقعی یہاں تک پہنچنے کے لیے بڑی سے بڑی دشواریوں سے گزر کر آنا معمولی بات ہے۔“

حضرت ابو ذر غفاری روایت کرتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا

”دولت مند لوگ (قیامت کے روز) گھانے میں رہیں گے۔ مکروہ جو (اپنی دولت اللہ کی راہ میں) بے دریغ خرچ کرتے ہیں۔ لیکن ایسے بہت کم ہیں“

نبی کریم ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ ”دولت مند گھانے میں رہیں گے“ اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دولت مند اپنی دولت خرچ کرنے کے باوجود جنت میں فقراء و مساکین سے کم تر درجہ پر ہی رہیں گے۔

ایک روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا

”دنیا میں فقر و فاقہ (برداشت کرنے والوں کے لیے) آخرت میں مسرت (خوشی و آرام) ہے اور دولت دنیا کی خوشی و مسرت ہے اور آخرت میں (اس کی وجہ سے) مشکل و پریشانی ہے۔“

رسول اللہ ﷺ کے دو ہنر فقر اور جہاد

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”ہر شخص کے پاس کوئی نہ کوئی ہنر یا فن ہوتا ہے۔ میرے پاس دو ہنر ہیں ایک ”فقیری“ اور دوسرا ”جہاد“ جس نے یہ دونوں پسند کر لئے اس نے مجھے پسند کر لیا اور جس نے ان کو چھوڑا اس نے (گویا) مجھے چھوڑ دیا“

مسلمانوں کو پاسبان و فقیری اور محنتی کو کوئی قابلِ نفرت چیز نہ سمجھیں۔ حضور ﷺ کو فقیروں اور محنتیوں سے خصوصی محبت تھی کیونکہ اسلام کی دعوت پر سب سے پہلے غریبوں اور ناداروں ہی نے بیک (ہم حاضر ہیں) کہا تھا۔ امیر طبقہ کے زیادہ تر لوگ ”فتح مکہ“ کے بعد اسلام کے دائرے میں آئے تھے۔ اور خداوند تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو ان فاقہ زدہ لوگوں سے خصوصی تعلق رکھنے کا حکم فرمایا تھا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے۔

”وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغُصَّةِ وَالْعِشیٰ یُرِیْنٰکَ وَجْهَہُ“

(سورہ کہف ۲۸)

”اپنی ذات کو ان لوگوں سے وابستہ رکھنے جو صبح و شام اپنے رب کے سامنے دعا و عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ انہیں صرف اپنے رب کی رضا و کار ہے۔“

یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب ایک عرب سردار عبید بن حصین فزاری آپ سے ملے آیا اور اس نے حضرت سلمانؓ کی مصیبت رومی اور بلالی حبشی (جو اس وقت آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے) جیسے غریب و نادار لوگوں کے ساتھ بیٹھنا اپنی شان کے خلاف سمجھا اور وہاں ان کی موجودگی پر اعتراض کیا تھا۔ اسی آیت میں آگے کے حصہ میں اس مغرور شخص کا ذکر صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ چنانچہ آگے ارشاد ہوتا ہے:

وَلَا تَغْلُظْ عَنْكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطْعَمُ مِنْ أَعْمَالِ

قُلُوبِهِ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبِعْ هَوَاهُ وَكَانَ أَفْرُوهَ غُرُطًا (سورہ کہف ۲۸)

”ان (غریبوں) سے آنکھیں نہ پھیرے (کیا آپ خدا نخواستہ دنیاوی زندگی کی شان و شوکت پسند کرنے لگے ہیں۔ ایسے شخص کی بات مت مانیں جس کا دل ہماری یاد سے غافل ہے۔ جو صرف اپنی خواہش نفس کا پیرو بن کر رہ گیا ہے۔ اس کا غرور حد سے بڑھ گیا ہے (جس کی نظر میں کوئی قدر و قیمت نہیں)۔“

اس آیت میں واضح طور پر نبی کریم ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ ان فقراء و مساکین کو خود سے دور نہ کریں۔ کیونکہ یہی لوگ حق و صداقت کی راہ میں قربانیاں دیتے ہیں اور یہ حکم اس وقت موجود غریب صحابہ تک محدود نہیں ہے بلکہ قیامت تک تمام مسلمانوں کو یہ حکم ہے کہ وہ غریب و محتاج لوگوں کو گری نظر سے نہ دیکھیں۔

بعض احادیث سے ثابت ہے کہ مومن فقراء و مساکین کو شفاعت کا اختیار بھی دیا جائے گا۔ حضرت حسنؓ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”قیامت کے روز ایک شخص کو اللہ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اللہ اس سے اس طرح کی معذرت خواہانہ انداز میں گفتگو کرے گا جیسے ایک انسان دوسرے انسان سے معذرت خواہی کرتا ہے۔“

اللہ اس سے فرمائے گا مجھے اپنی عزت و شان کی قسم! میں نے تجھے دنیا میں اس لئے غریب نہیں رکھا تھا کہ تیری ذلت و رسوائی ہو بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ میں آج یہاں (میدان حشر میں) تیری عزت اور تیرا مرتبہ بڑھا کر چاہتا تھا۔ جان لوگوں میں ان افراد کی تلاش کر لے جو تجھے میری رضا کے لیے کھانا کھلایا کرتے تھے یا کپڑے پہاتے تھے وہ تیرے اختیار میں ہیں۔ وہ فقیر وہاں

نہ لوگوں کو کھانا کھلا دینا ان کے لئے گناہ اور جنت میں پہنچا دے گا۔

حضرت حسنؓ بصری روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”فقیروں سے اچھی طرح شناسائی (واقفیت) پیدا کر لو (قیامت کے روز) ان سے مدد دینا اس روز انہیں بھی اختیار ملے گا۔ صحابہ نے پوچھا وہ کیا اختیار ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ان سے کہا جائے گا جاؤ ایسے لوگوں کو تلاش کرو جنہوں نے کبھی تمہیں کوئی روٹی کا ٹکڑا کھلایا تھا۔ پانی پلایا تھا یا کپڑے پہاتے تھے۔ (ایسا جو بھی ملے) اس کا ہاتھ پکڑو اور جنت میں لے جاؤ۔“

معلوم ہونا چاہیے اللہ کی طرف سے فقیر کو پانچ نعمات سے نوازا جاتا ہے

۱۔ اس کے کسی اچھے عمل کا ثواب دولت مند کے عمل سے زیادہ ہے۔

۲۔ اگر کسی وقت اسے کسی چیز کی ضرورت پڑی اور میسر نہ آئی تو اس کے صلے میں بھی وہ جرو ثواب کا مستحق ہے۔

۳۔ وہ امیر سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔

۴۔ قیامت کے دن اس سے حساب کم لیا جائے گا۔

۵۔ اسے قیامت کے روز کوئی عداوت و شرمندگی نہ ہوگی۔ جبکہ امیر ادگ و عداوت سے سرنہ اٹھا سکیں گے۔

حضرت زید ابن اسلم روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”ایک درہم کا صدقہ ایک لاکھ درہم کے صدقہ سے بہتر و افضل ہے“ صحابہ نے دریافت کیا وہ کس طرح؟ فرمایا (وہ اس طرح) ایک شخص کے پاس بے انتہا دولت ہے وہ اس میں سے ایک لاکھ درہم (روپے) خیرات کرتا ہے اور ایک شخص کی کل ملکیت ہی دو درہم ہیں وہ ان میں ایک درہم نیک نیتی سے خیرات کر دیتا ہے اس لئے اس کا ایک درہم کا صدقہ دولت مند کے ایک لاکھ درہم کے صدقہ سے افضل و برتر ہے۔

حضرت حسنؓ بصری روایت کرتے ہیں بعض صحابہ نے حضور ﷺ سے دریافت کیا چاہا کہ وقت ہم کوئی چیز دیکھتے ہیں مگر خرید نہیں سکتے کیا اس پر بھی ہمیں اجر و ثواب ملے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس میں بھی نہ ملتا تو کس میں ملے گا۔

حضرت شحاک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اگر کوئی شخص بازار میں اپنی پسند کی کوئی چیز دیکھے مگر خرید

نہ سکے اور صبر کر لے۔ یہ اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ کوئی شخص ایک لاکھ روپے صدقہ دے۔
ایک روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں جنت کے بادشاہوں کے بارے
میں بتا دوں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ضرور بتائیے۔

فرمایا یہ وہ مظلوم و کمزور لوگ ہیں جو خوبصورت اور صاحب ثروت عورتوں سے شادی نہیں
کر سکتے۔ لوگ انہیں دیکھ کر اپنے دروازے بند کر لیتے ہیں (کہ کچھ مانگ نہ بیٹھیں) (ناداری
کی وجہ سے) وہ اپنی آرزو میں دل میں دبائے ہوئے مر جاتے ہیں (جبکہ اللہ کے نزدیک ان کا
یہ مرتبہ ہوتا ہے کہ وہ اگر کسی بات پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ اسے پورا کر دیتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں وہ لوگ ملعون ہیں جو دولت کی وجہ سے کسی کی عزت
کرتے ہیں اور غریبی و تنگدستی کی وجہ سے لوگوں کو حقارت سے دیکھتے ہیں۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم میں اور دو تہندوں میں کیا فرق ہے؟ وہ کھاتے ہیں ہم
بھی کھاتے ہیں وہ پیتے ہیں ہم بھی پیتے ہیں لباس وہ بھی پہنتے ہیں ہم بھی پہنتے ہیں۔ البتہ ان کے
پاس کچھ فائدہ دولت ہے جس کی حفاظت میں وہ تھکتے رہتے ہیں اور ہم دیکھتے کہ ان کا انجام کیا ہوتا
ہے۔ قیامت کے دن انہیں اس دولت کا حساب دینا ہو گا اور ہم اس فکر سے آزاد ہوں گے۔

حضرت شفیق زاہدؒ کہتے ہیں فقراء کے حصہ میں تین چیزیں آئی ہیں اور امیروں کو بھی تین
چیزیں ملی ہیں۔

۱۔ روح (جان) کا آرام۔

۲۔ دل کی بے فکری۔

۳۔ قیامت کے دن حساب کی آسانی۔

اور امیروں نے یہ چیزیں پسند کی ہیں۔

۱۔ روح (جان) کی مشقت

۲۔ دل کی پریشانی (حرکت قلب بند ہو جانے کی بیماری)

۳۔ قیامت کے روز حساب کی سختی۔

حضرت حاتم زاہدؒ کہتے ہیں جو چار چیزیں کا دعویٰ کرے اور ان کے ساتھ چار ضروری
چیزوں کو اختیار نہ کرے وہ جھوٹا ہے:

۱۔ اللہ کی محبت کا دعویٰ کرے اور تقویٰ اختیار نہ کرے۔

۲۔ جنت کی طلب کا دعویٰ ہو اور فی سبیل اللہ کچھ خرچ نہ کرے۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ کی محبت کا دعویٰ ہو اور سنت رسول ﷺ پر عمل نہ کرے۔

۴۔ آخرت میں درجات کی بلندی چاہتا ہو اور غریب و محتاج لوگوں کے ساتھ بیٹھنے سے جی
چھڑاتا ہو۔

وہ افراد جن کا کوئی عمل مقبول نہیں

ایک مسلمان ظنی کہتے ہیں یہ چار برائیاں رکھنے والوں کا کوئی عمل قبول نہیں ہو گا۔

۱۔ اپنے زیر دستوں اور کمزوروں پر ظلم کرنے والا۔

۲۔ والدین کی نافرمانی کرنے والا۔

۳۔ غریب لوگوں کو حقارت سے دیکھنے والا۔

۴۔ مسکین لوگوں کو ان کی مسکینی (غربت) کا طعنہ دینے والا۔

ایک روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا

مجھے اللہ نے یہ حکم نہیں دیا کہ میں تاجر بن کر دولت سیکھ لوں بلکہ اس نے مجھے یہ حکم دیا ہے

”لَبِيعٌ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَتُكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ ۝ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ

يَأْتِيَنَّكَ الْيَقِينُ“ ۝

(سورہ صحر ۹۹)

”اپنے رب کی حمد کرتے رہو اور سجدہ (عبادت) کرنے والوں میں شامل رہو۔ اور

اپنے رب کی عبادت کرتے رہو تاکہ آپ کی موت کا مقررہ وقت آجائے۔“

حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں لوگو! روزگار کے حصول میں ناجائز طریقہ اختیار نہ کرو۔

میں سے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے (آپ دعا فرمایا کرتے تھے)

”اے اللہ! مجھے فقر کی حالت میں موت دے مجھے دولت مند بنا کر وفات دے اور قیامت

سکندر و میرا حشر مسکینوں (غریبوں) کے ساتھ ہو۔ سب سے بڑا بد بخت وہ ہے جس پر دنیا کی

غریب اور آخرت کا عذاب (دونوں) جمع ہو جائیں۔“

دولت لوگوں میں عناد اور دشمنی پیدا کرتی ہے

ایک روایت ہے جب خلیفہ وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے قادیسیہ کی فتح کے بعد بہت مال

میں آتا تو اسے دیکھتے اور روتے جاتے تھے۔ حضرت عبدالرحمن بن لادن بن موفیہؓ نے یہ حالت

دیکھ کر کہا امیر المؤمنین! یہ خوش کا وقت ہے آپ روکیں رہے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا: جو بے نیت ہوئے فرمایا ٹھیک ہے مگر دولت جن لوگوں کے پاس آتی ہے ان میں بغض و عناد پیدا کر دیتی ہے۔

دولت ایک فتنہ ہے

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر امت میں فتنہ پیدا ہوا اور میری امت کا فتنہ دولت ہے۔"

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی محبوب ترین مخلوق غریب اور محتاج و کم ہیں اسی لئے اس نے (اپنے محبوب ترین بندوں) نبیوں کو بھی یتیمان اور فقیر ہی رکھا ہے۔"

حضرت حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں حضرت موسیٰ کو اللہ نے حکم دیا میرا ایک محبوب بندہ جو اہل دنیا کو بھی محبوب ہے بیمار ہے اور قریب الموت ہے چاہو اسے غسل دلاؤ اور اس کے کفن و دفن کا انتظام کرو۔ دفن کے بعد اس کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر اس کے واسطے دعا و مغفرت بھی کرنا۔ حضرت موسیٰؑ بڑی تلاش و جستجو کے بعد اس کے پاس پہنچے دیکھا ایک ویرانہ میں کس مہر سی کی حالت میں پڑا ہے اور آخری سانسیں لے رہا ہے سر کے نیچے ایک اینٹ سر باندھ کے طور پر رکھی ہوئی ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے اس کے سر کو اٹھانا چاہا تو وہ اینٹ سے پھسل کر نیچے گر گیا۔ یعنی اس کی موت واقع ہو گئی۔ حضرت موسیٰؑ نے کھڑے ہو کر روانہ ہوئے اللہ سے عرض کیا پروردگار! تو کہتا ہے کہ یہ تیرا محبوب بندہ ہے اور اس کے پاس کوئی آدمی نہیں جو اس کی تدفین کرے۔ اللہ نے جواب میں ارشاد فرمایا: "موسیٰ! میں اپنے محبوب بندوں سے دنیا اور اہل دنیا کو دور ہی رکھتا ہوں۔"

حضرت عباد ابن کثیر روایت کرتے ہیں حضرت حسنؓ نے فرمایا دنیا میں جب پاس (مسک) دینار ڈالا گیا تو ابلیس (شیطان اعظم) نے اسے اٹھا کر آنکھوں سے لگا کر چمکے ہوئے کہا: جو تجھ سے محبت کرے گا وہ میرا غلام ہوگا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اور ابلیس کا مکالمہ

حضرت وہب ابن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک دفعہ شیطان ایک بوز سے شخص سے روپ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے پہچانتے ہوئے اس سے پوچھا تو حضرت موسیٰؑ کی امت (عیسائیوں) کو گمراہ کرنے کے لیے کیا طریقہ اختیار کرے گا؟

شیطان نے جواب دیا: میں انہیں اللہ کے علاوہ مزید دو خدا (حضرت مریم و حضرت عیسیٰ) ماننے کی دعوت دوں گا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے دوسرا سوال اس سے کیا تو امت محمد ﷺ کے لیے کیا جھکندہ مقابل کرے گا؟ شیطان کا جواب تھا میں انہیں دولت کی محبت میں پھنساؤں گا۔ جس سے وہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ۔ کی اہمیت کو بھلا بیٹھیں گے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ سن کر اٹھ کر اللہ پڑھا تو شیطان وہاں سے غائب ہو گیا۔ لہذا فقیر اور غریب مسلمان کو چاہیے کہ وہ موجودہ حالت پر کڑھنے اور شہوہ شکایت کرنے کی بجائے اللہ کا شکر ادا کرے کہ اس نے اسے اس فانی دنیا کے دھندوں میں الجھانے کے بجائے اس کے لئے آخرت کی ہمیشہ کی زندگی میں کیا درجہات اور فضیلتیں رکھی ہیں اور غور کرے کہ فقیری اور محتاجی کوئی عار اور شرم کی چیز نہیں بلکہ بڑے بڑے اولیاء اللہ اور انبیاء نے فقیری و محتاجی کی زندگی گزاری ہے اور نبی کریم ﷺ کا یہ قول: "العقور لحرى" (فقیری و محتاجی میرے لئے خیر کی بات ہے) تو ہر خاص و عام کی زبان سے سنا جاتا ہے۔ اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے حکام کی پابندی کرتے ہوئے زندگی گزارے تاکہ حقیقی معنی میں ان انعامات کا مستحق قرار پائے جو اللہ نے آخرت میں اس کے لئے رکھے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ سے ایک روایت منقول ہے۔ کہتے ہیں ایک روز جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت جبرائیل نے حضور کو اطلاع دی ایک فرشتہ جو کبھی آسمان سے نہیں اترتا اللہ سے خصوصی اجازت لے کر آپ ﷺ سے ملاقات کے لیے آ رہا ہے۔ یہی دوران وہ فرشتہ بھی آ گیا۔ اس نے السلام علیکم کہا آپ ﷺ نے علیکم السلام کہہ کر اس کے سلام کا جواب دیا: اس کے بعد۔

فرشتہ نے کہا اللہ نے یہ پیغام دے کر مجھے بھیجا ہے چاہیں تو آپ ﷺ کو دنیا کے تمام خزانوں اور تمام اشیاء کے ذخیروں کا مالک بنا دیا جائے اور ان خزانوں کی چابیاں آپ کے پاس رہ دی جائیں جو آپ ﷺ سے پہلے کسی کو دی گئی ہیں نہ آپ کے بعد کسی کو دی جائیں گی۔ یہ چاہیں تو ان کو قیامت کے دن کے لیے آپ کے حساب میں جمع رکھا جائے۔

اس کے جواب میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان کو قیامت تک کے لیے جمع رکھا جائے۔“
عبدالوہاب ابن عجمہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا سونے چاندی سے بھری ہوئی مکہ کی وادی بلحاء اللہ کی طرف سے مجھے پیش کی گئی لیکن میں نے یہ کہہ کرینے سے معذوری ظاہر کر دی۔“ پروردگار! میں ایک دن کھا کر اور ایک دن بھوکا رہ کر زندگی گزارنا چاہتا ہوں تاکہ جس روز کھالوں تیرا شکر ادا کروں اور جس روز بھوکا رہوں تجھ سے مانگوں۔“
اللہ ہم سب کو ان باتوں کی سمجھ اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ترک دنیا

حضرت زید ثابت روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

”جس کی نیت آخرت میں کامیابی حاصل کرنے کی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ اس کی طبیعت میں مہر و اطمینان پیدا کر دیتا ہے اور اس کے دل کو دنیا کی رغبت سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ دنیا اس کے سامنے آئے بھی تو وہ اسے حقارت سے ٹھکراتا ہے اور جس کی نیت دنیا حاصل کرنے کی ہوئی ہے اللہ اس کی طبیعت میں بے چینی و بے اطمینانی ڈال دیتا ہے وہ ہر وقت فقر و فاقہ کے خوف سے ڈرتا رہتا ہے (اسے ہر وقت دوست جمع کرنے کی فکر لگی رہتی ہے) مگر ملنا اتنا ہی ہے جتنا اس کے مقدر میں لکھا ہوتا ہے۔“

حضرت جندب روایت کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمرؓ حضور ﷺ سے ملاقات کے لیے حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ اس وقت گھر میں چٹائی پر آرام فرما رہے تھے چٹائی پر لیٹنے کی ہوج سے آپ ﷺ کی کمر اور پہلو پر چٹائی کے نشان پڑ گئے تھے۔ حضرت عمرؓ آپ ﷺ کی یہ حالت دیکھ کر رو دیئے۔ حضور ﷺ نے اس سے دریافت کیا عمرؓ! کیوں رو رہے ہو؟

حضرت عمرؓ نے عرض کی حضور ﷺ! میں نے سنا ہے قیصر و کسریٰ (روم و ایران کے بادشاہ) کافر ہوتے ہوئے بڑے عیش و آرام سے رہتے ہیں اور آپ ﷺ کی تنگدستی اور مفلسی کی بے حاشی ہے کہ چھا بستر بھی آپ ﷺ کو میسر نہیں آپ ﷺ کے جسم پر چٹائی کے نشان پڑے۔ اس پر جب آپ ﷺ اللہ کے محبوب اور اس کے رسول ہیں؟

حضور ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا (یہ وہ دنیا و در لوگ ہیں جو اس دنیا ہی میں عیش و آرام سے رہنا چاہتے ہیں) ”ان کو دنیا ہی میں سب عیش و آرام دے دیا گیا ہے اور ہم وہ ہیں جس پر آخرت میں عیش و آرام سے رکھا جائے گا۔“

حضرت علیؓ فرماتے ہیں مجھے تم پر دو باتوں سے خطرہ محسوس ہوتا ہے ”میں امید باندھنا کہ دنیا میں عیش و آرام دے دیا جائے (دیا میں) ایسی امید باندھنے سے لوگ آخرت کو بھول جاتے ہیں۔“
”نہایت نفس حق بات کہنے و در حق بات قبول کرنے سے روکتی ہیں۔“
”نہایت نفس حق بات کہنے و در حق بات قبول کرنے سے روکتی ہیں۔“

دی ہے اور آخرت سامنے ہے بن دونوں کے چاہنے لوگ ہیں تم آخرت کے چاہنے والے ہو دنیا کی محبت چھوڑ دو یہ زندگی عمل کے واسطے ہے یہاں حساب نہیں ہوگا۔ کل قیامت کے حساب ہوگا وہاں عمل کی مہلت نہیں ملے گی۔ یعنی جو نیک عمل کرنا ہے دنیا میں کر لو تا کہ وہ قیامت کے دن تمہارے کام آئے۔

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں: مجھے حضور ﷺ کے اس خطبہ کی تلاش تھی جو آپ ﷺ پر ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ ایک انصاری حضرت جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود ہے۔ میں نے ان سے معلوم کیا انہوں نے وہ خطبہ مجھے سنایا۔ اس میں حضور ﷺ ارشاد فرمایا ہے: ”لوگو! تمہارے واسطے علم کے دروازے کھلے ہیں وہاں پہنچو اور علم حاصل کرو اور ہر طرح علم حاصل کرو کہ تمہیں علم میں درجہ کمال حاصل ہو جائے اور مسلمانانِ دہرے خوف میں ہے۔ اس زندگی کا خوف جو گزر چکی ہے نہ معلوم اللہ اسکے بارے میں کیا فیصلہ کرے اور ہائی زندگی کہ نہ معلوم اس میں اللہ نے ہمارے لئے کیا مقدر فرمایا ہے۔

ابن ابی انسان کو اس زندگی میں خود (اپنے عمل سے) اپنے واسطے سفر آخرت کا سفر خرچہ چار کرنا ہے اسی زندگی میں موت کی تیاری کرنی ہے جس طرح کہ انسان اپنی جوانی میں بڑھاپے کے واسطے سرمایہ بچا کر رکھتا ہے اسی طرح اس دنیا کی زندگی میں آخرت کی زندگی کے واسطے نیک اعمال کا ذخیرہ جمع کرنا ہے۔ یہ دنیا تمہارے واسطے پید کی گئی ہے کہ یہاں تم اچھے عمل کرو اور تم کو آخرت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

اس خدائے برحق کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ موت کے بعد کسی کو تو مہلت نہیں ملے گی اور اس دنیاوی زندگی کے بعد انسان کے دو ہی ٹھکانے ہیں۔ جنت یا دوزخ۔ یہ بات تھی جو تمہیں بتادی گئی اب اللہ سے اپنی اور تمہاری مغفرت کے واسطے دعا کرتا ہوں!

طالب آخرت اپنے کچھ نہیں رکھتا

حضرت عبد اللہ تہسری رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ اور بہن بھائی حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ماس شکایت لے کر آئے کہ عبد اللہ تہسری اپنی ساری دولت راہ خدا میں فقیروں اور محتاجوں پر خرچ کر رہا ہے۔ ہمیں خطرہ ہے وہ خود فقیر ہو کر نہ رہ جائے۔ حضرت ابن مبارک انہیں سمجھانے کی کوشش کی تو انہوں نے جواب دیا کہ ایک شخص شہر چھوڑ کر دیہات میں آکر رہتا ہے

چاہتا ہو تو کیا وہ شہر میں اپنی کوئی چیز چھوڑے گا؟

حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا نہیں اس پر عبد اللہ تہسری نے کہا بس اسی طرح سمجھ لیں میں دنیا چھوڑ کر آخرت کی طرف جا رہا ہوں جہاں مجھے ہمیشہ رہنا ہے پھر میں دنیا میں اپنی کوئی چیز کیوں چھوڑ دوں؟

ایک عقلمند انسان جسے اپنی آخرت کی فکر ہوتی ہے۔ وہ دنیا میں اتنی ہی دلچسپی لیتا ہے جتنی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ دولت جمع کرنے کی فکر میں اپنا وقت ضائع نہیں کرتا اور آخرت کی تیاری میں زیادہ وقت صرف کرتا ہے کیونکہ وہاں اسے ہمیشہ رہنا ہے۔ دنیا کی زندگی اس کے واسطے عمل کرنے اور اپنی عاقبت سنوارنے کی ایک مہلت ہے جو اللہ کی طرف سے عطا کی گئی۔ یہ ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں ہے۔ ایک قاری شاعر صائب اصفہانی نے کیا خوب کہا ہے۔

صائب فراز عرش طلب کیں متاع خاک

منزل گہست لیک مقام نشست نیست

(صائب! عرش کی بلند یوں تک پہنچنے کی کوشش کرو۔ یہ دنیا مغر کی ایک درمیانی منزل ہے یہاں مستقل قیام کی اجازت نہیں ہے۔

جنت کے مقابلہ میں زمین کی ناگوار بو کا اثر

حضرت شہاک بیان کرتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے آدم اور حوا علیہما السلام کو زمین پر اتارا تو زمین کی بو کی وجہ سے چالیس روز تک بے ہوش رہے کیونکہ جنت کی خوشبو کے مقابلہ میں جہاں وہ اب تک رہے تھے زمین کی بو ان کے دماغ کو بہت ناگوار محسوس ہوتی تھی۔

ایک روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کتنے تعجب کی بات ہے کہ ایک شخص آخرت کی دائمی زندگی کا یقین و اعتقاد رکھتے ہوئے بھی اس فانی دنیا کی تعمیر میں لگا رہتا ہے۔“

آخرت کی رغبت

حضرت جابر ابن عبد اللہ روایت کرتے ہیں ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ آپ تک ایک خوبصورت شخص آیا جس کے سر کے بال عمدہ طریقے سے سنوارے ہوئے تھے۔ ہر صاف ستھرا سفید لباس تھا۔ اسلام ملے کہ کہ مجلس میں آیا۔ آپ ﷺ نے دیکھ کر اسامہ رحمۃ اللہ علیہ سے سلام کا جواب دیا۔ اور وہ مجلس میں آ کر حضور کے قریب (سامنے) بیٹھ گیا اس کے

آخرت کی رغبت کی تعلیم دینے آئے تھے۔“ کہتے ہیں: کسی شخص نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا آپ کو اللہ نے کن خوبیوں کی وجہ سے اپنا دوست بنالیا ہے؟

حضرت ابراہیم نے جواب میں فرمایا ان تین باتوں کی وجہ سے۔

- ۱۔ میں نے ہر معاملہ میں اللہ کی رضا (خوشی) کو نظر رکھا۔
- ۲۔ میں کبھی اپنی روزی کے لیے نگر مند نہ ہوا کیونکہ اس کی ذمہ داری اللہ نے لے رکھی ہے۔
- ۳۔ میں ہمیشہ مہمان کے ساتھ کھانا کھاتا ہوں۔

ایک بزرگ کا قول ہے: دل کی زندگی چار چیزوں سے وابستہ ہے۔

(۱) صم (۲) رضائے الہی (۳) قناعت (۴) صبر (۵) زہد (تقویٰ)

- ۱۔ علم، خدا کی پہچان سمجھنا ہے اور انسان اپنے اللہ کی رضا حاصل کرنے کی کوششوں میں لگ جاتا ہے۔

۲۔ رضا اسے قناعت تک پہنچا دیتی ہے۔

۳۔ قناعت انسان کو (تقویٰ) تک پہنچا دیتی ہے۔

۴۔ زہد (تقویٰ) زہد کے ذریعے انسان میں یہ تین باتیں پیدا ہوتی ہیں۔

۱۔ دنیا کی حقیقت کو سمجھ کر دنیا کو چھوڑ دینا۔

۲۔ اللہ کی عبادت کا شوق اور اس کے آداب کا لحاظ۔

۳۔ آخرت کا شوق اور وہاں کی زندگی کی کامیابی کے لیے عملی محنت و کوشش کرنا۔

عقل سے محروم رہنے والے لوگ

حضرت یحییٰ ابن معاذ رازیؒ کہتے ہیں حکمت (دانا کی عقل) آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ مگر وہ آدمی اس سے محروم رہتا ہے جس کا دل ان چار برائیوں سے خالی نہ ہو۔

- ۱۔ دنیا اور اہل دنیا پر بھروسہ۔ خدا پر بھروسہ کرنے کی بجائے دنیا والوں سے امید لگالینا۔
- ۲۔ کل کی فکر کھانے کے لیے کہاں سے آئے گا۔ حالانکہ بزرگ پہنچانا اللہ کی ذمہ داری ہے۔
- ۳۔ حسد: دوسرے کی دولت کو دیکھ کر حسد کرنا۔
- ۴۔ دنیاوی عزت کے لیے ناجائز طریقے سے دوزخ چھپ کرنا۔

بعد اس شخص نے آپ ﷺ سے سوال شروع کر دیے اور آپ ﷺ اسے جواب دیتے رہے۔

پہلا سوال: دنیا کیا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے جواب میں فرمایا (دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک آدمی سوتے ہوئے خواب دیکھتا ہے۔ یہاں کے رہنے والے اپنے اعمال کی جزا پائیں گے یا گناہوں کی انہیں سزا ملے گی۔

دوسرا سوال: آخرت کیا ہے؟

آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا وہ ہمیشہ قائم رہنے والی زندگی ہے۔ وہاں کچھ لوگ جنت میں ہمیشہ آرام سے رہیں گے اور کچھ لوگ جہنم میں اپنے گناہوں کی سزا پائیں گے۔

تیسرا سوال: جنت کیا ہے؟

جواب: اس دنیا کے نیک اعمال کا بدلہ۔ اس دنیا کی محبت میں نہ پھنسنے والوں کو وہاں انعامات سے نوازا جائے گا اور ہمیشہ آرام سے وہاں رہیں گے۔

چوتھا سوال: جہنم کیا ہے؟

جواب: اس دنیا میں کی گئی بد اعمالیوں کا بدلہ ہے۔ اس دنیا کی محبت میں مگن رہنے والوں کو وہاں مسلسل عذاب برداشت کرنا ہوگا۔

پانچواں سوال: اس (آپ ﷺ کی) امت کے خوش نصیب لوگ کون ہیں؟

جواب: جو اللہ کے احکام کی پابندی اور نیک عمل کریں۔

چھٹا سوال: اس دنیا میں انسان کس طرح رہے؟

جواب: جیسے کوئی قافلہ کے ساتھ چلتے والا مسافر قافلہ کے ساتھ چلتا ہے۔

ساتواں سوال: یہاں (دنیا میں) کتنی دیر ٹھہر سکتا ہے؟

جواب: جتنا ایک سانس لینے کے لیے پک چھپے رہ جانے والا مسافر سانس سے کرپ کر آگے بڑھتا ہے تاکہ قافلہ میں شامل ہو جائے۔

آٹھواں سوال: دنیا اور آخرت میں کتنا فاصلہ ہے؟

جواب: جتنا پلک جھپکنے میں۔

روای (حضرت جابر رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں پھر وہ شخص اچانک اٹھ کر چلا گیا اور کسی کو غفلت نہ آئی۔ جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ جبرائیل تھے۔ تمہیں دنیا سے اجتناب کرنا۔

عقل مند انسان

- ۱۔ اس سے قبل کہ دنیا اے ٹھکرائے وہ دنیا کو ٹھکرا دے۔
 - ۲۔ قبر تک پہنچنے سے پہلے قبر کی تیاری کر لے۔
 - ۳۔ اللہ سے ملاقات (موت) سے پہلے اللہ کو راضی کر لے۔
- حضرت علیؓ کہتے ہیں جس نے یہ چھ باتیں اپنے اندر پیدا کر لیں وہ کامیاب ہے
- ۱۔ اللہ کو پہچانا اور اس کے احکام کی پابندی کی۔
 - ۲۔ شیطان کو پہچان لیا اور اس کی کوئی بات نہ مانی۔
 - ۳۔ حق کو پہچانا اور اس کی پیروی کی۔
 - ۴۔ باطل کو پہچانا اور اسے چھوڑ دیا۔
 - ۵۔ دنیا کی حقیقت کو سمجھا اور اسے ٹھکرا دیا۔
 - ۶۔ آخرت کو سمجھا اور اس میں کامیابی کی کوششوں میں لگ گیا۔

بد بخت آدمی

حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو بد بختی کی چار باتیں بتائیں۔

- ۱۔ آنکھیں تنگ ہو جانا۔ حیا و شرم باقی نہ رہنا۔
 - ۲۔ دل کا سخت ہو جانا۔۔۔۔۔ ایسا شخص کسی پر رحم نہیں کھاتا۔
 - ۳۔ دنیا کی محبت۔۔۔۔۔ ایسا آدمی آخرت کو بھول جاتا ہے۔
 - ۴۔ بے امید۔۔۔۔۔ خدا کو بھول کر دنیا اور اہل دنیا سے ہر طرح کی امید وابستہ کر لینا۔
- ایک دوسری روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
- اگر دنیا کی حیثیت پتھر کے ایک ”پر“ کے برابر بھی ہوتی۔ اللہ اس میں سے کافر کو پانی کا ایک کھونٹ بھی پینے کے لیے نہ دیتا۔“

دنیا کی حقیقت

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے راستہ میں بکری کے ایک مردہ بچے کو پڑا دیکھ کر فرمایا دنیا والوں کی نگاہ میں بکری کا یہ مردہ بچہ بالکل حقیر اور نا کارہ چیز ہے۔ خدا کی قسم! اللہ کی نظر میں دنیا اس سے بھی حقیر و بے قیمت ہے۔“

ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دنیا مسلمان کے لیے قید خانہ ہے۔ قبر اس کے لیے (ایک محفوظ) قلعہ ہے اور جنت اس کی (اصل) منزل ہے۔“

حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ ”دنیا مومن و مسلمان کے لیے قید خانہ ہے“ اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن اگر اس دنیا میں خوش حالی اور عیش و آرام کی زندگی بھی گزار رہا ہے تب بھی جب اسے موت آتی ہے اسے جنت کا منظر دکھایا جاتا ہے۔ اسے دیکھ کر دنیا کی آرام کی زندگی بھی اسے قید خانہ کی زندگی معلوم ہونے لگتی ہے۔

اسی طرح کافر کو موت کے وقت دوزخ کا نظارہ کرایا جاتا ہے تو وہ اس دنیا کو اپنے لئے جنت سمجھتا ہے۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دنیا اور آخرت کو مثالیں دے دے کر سمجھایا ہے۔ اسی طرح بڑے بڑے فلسفی اور دانشوروں نے بھی مثالوں کے ذریعہ دنیا کی حقیقت کو واضح کیا ہے۔ ان سب باتوں کو پیش نظر رکھنے والا ایک عقل مند آدمی دنیا کی زندگی میں کیسے مطمئن رہ سکتا ہے۔

لہذا ایک عقل مند انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان مثالوں پر غور و فکر کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

أَمْثَلُ الْخَيْرِ مِنَ الدُّنْيَا كَمَا أَنَّ آتِلَهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاسْتَخْلَطَ بِهِ مَبَاتٌ
لَا رَيْبَ مِنْهَا كُلُّ الْإِنْسَانِ وَالْإِنْعَامِ حَتَّىٰ إِذَا اخْتَلَبَتْ الْأَرْضُ رُخْفَهَا وَ
ارْتَبَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَبِرُونَ عَلَيْهَا أَتَاهَا أَمْرًا لَّيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَفَلْنَهَا
حَصِيدًا كَأَن لَّمْ تَعْنِ بِأَلَامِمْ ۖ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُعْذِرُونَ

(سورہ یونس: ۲۴)

”دنیا کی زندگی کی مثال ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا۔ وہ زمین کی نباتات میں پھیل گیا جیسے انسان اور حیوان خوراک کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ جب زمین سرسبز ہو گئی اور کھیتی پک کر تیار ہو گئی اور زمین کے مالکوں نے سمجھا کہ اب وہ کھیتیوں کو کاٹ لیں گے اچانک (اہل زمین کی نافرمانیوں کی بدولت)

ہمارا حکم (عذاب) رات میں یا دن میں آیا اور ہم نے اسے اس طرح برباد کر دیا۔
 کہ (ادھر آ کر) دیکھنے والا سمجھتا ہے یہاں کل کچھ تھا ہی نہیں۔ اس طرح غور و فکر کرنے
 والوں کے لیے ہم اپنی (قدرت کی) نشانیاں تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

مخل متد آدمی کو اس بات پر غور کرنا چاہیے۔ جس طرح یہ کھیتی پوری طرح تیار ہونے کے
 بعد اچانک کسی آسمانی آفت سے تباہ ہو گئی اسی طرح انسان کی زندگی بھی قدرت کے اشاروں
 اور حادثات کی زد میں ہے اور موت کسی وقت بھی اس زندگی کا خاتمہ کر سکتی ہے۔

ایک حدیث میں ہے شام سے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ
 نے ان سے وہاں کے حالات اور پیداوار کے بارے میں دریافت فرمایا انہوں نے وہاں کے
 کھانوں اور خوراک کی تفصیل بتائی اور بتایا کہ ہم عمرہ عمرہ کھانے کھاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان
 سے دریافت کیا ”وہ کھانے پینے میں جانے کے بعد کیا جنتے ہیں؟“

انہوں نے جواب دیا آپ ﷺ بھی جاتے ہیں وہ فضلہ بن جاتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”بس یہی مثال دنیا کی ہے“

حضرت یحییٰ ابن معاذ رازی کہتے ہیں دنیا اللہ کی کاشتکاری کی زمین ہے۔ انسان اس د
 کھیتی ہیں۔ موت دراتی ہے۔ موت کا فرشتہ اس کا کاٹنے والا ہے۔ قبرستان اس کا کھلیاں ہے
 قیامت کا میدان اس فصل کے نکلے کو ڈھیر کرنے کی جگہ ہے۔ جنت و دوزخ اس اچھے برے نکلے
 ذخیرہ کرنے کی جگہ ہے۔ اچھا نکلہ جنت میں رکھا جائے گا۔ خراب اور ناکارہ نکلہ دوزخ میں
 پھینک دیا جائے گا۔

ایک روایت ہے حضرت اتمانؓ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا:

بیٹا یہ دنیا ایک گہرا سمندر ہے جس میں بہت سے انسان ڈوب کر ہلاک ہو چکے ہیں۔ تو
 تقویٰ کو اپنی کشتی بناو۔ اس کے ذریعہ پار تر جاؤ گے۔ یعنی جہیں آخرت میں کامیابی حاصل ہوں۔
 کسی شاعر نے کہا ہے

اشعار کا ترجمہ (۱) اللہ کے کچھ ایسے خاص ہر شیاء بندے تھے۔ جو دنیا کے تقنوں سے بچے
 ہوئے گزر گئے۔

۲۔ انہوں نے دنیا کو غور سے دیکھا۔ انہیں پتہ چل گیا یہ زندہ دل اور باہوش لوگوں کے رہنے

کی جگہ نہیں ہے۔

۳۔ انہوں نے اپنے اعمال سے ایک کشتی تیار کی اور دنیا کے سمندر کی موجوں کے چاں سے
 نکل گئے۔

۴۔ انسان اس سفر میں نیک اعمال تیری پونجی (سرمایہ) ہے جسے اپنی تقویٰ کی کشتی میں
 رکھ کر بے پناہ سفر اور اعلیٰ مدار کا شوق تیر فتح ہے۔ دن اس (دنیا کے) سمندر کی موجیں
 ہیں۔ تو کل (خدا پر تھوڑا سا) اس کا بددہان اللہ کی کتاب (قرآن) و رسوں کی سنت
 (حدیث) تیر رہبر ہیں۔ نفس و خواہشات سے بچ کر رکھنا اسکی رسیاں (کشتی ساحل پر پہنچ
 جائے تو اسے رسیوں سے باندھ دیتے ہیں۔)

موت اس کا ساحل اور قیامت کا میدان تجارت گاہ ہے۔ جہاں تجھے پہنچنا ہے اس تجارت
 گاہ کا ملک اللہ ہے۔

حضرت فضیل ابن عیاض کہتے ہیں ہم نے سنا ہے قیامت کے روز دنیا بن سنور کر اٹھاتی
 ہوئی آئے گی اور اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گی۔ پروردگار مجھے حسی اپنے کسی نیک بندے کا گھر بنا
 دے۔ اللہ تعالیٰ اسے جواب دے گا۔ میں تجھے اپنے کسی نیک بندے کا گھر بنانا نہیں چاہتا۔ جا۔
 دنی ہو اور مٹی بن کر ہوا میں اڑتی پھر۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں قیامت کے روز دنیا کو
 ایک منگلی چیل کی شکل میں اللہ کی بارگاہ میں لایا جائے گا۔ جو بھی اسے دیکھے گا غرت سے منہ
 پھیر لے گا۔ اللہ اسے دو گوں کے سامنے لا کر پوچھے گا۔ تم اسے پہچانتے ہو؟ لوگ کہیں گے خدا
 اس کی صورت نہ دکھائے۔ پہچانتا تو دور کی بات ہے۔ اللہ کہے گا یہ وہی دنیا ہے جس کے حاصل
 کرنے پر تم فخر کیا کرتے اور اس کے واسطے آپس میں لڑا کرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے دنیا کو جب جہنم میں پھینکا جائے گا وہ کہے گی پروردگار وہ لوگ کہاں
 ہیں جو کچھ پر جان دیا کرتے تھے؟ پناہ پناہ کو بھی اس کے ساتھ جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔

یہ دنیا کا جہنم میں ڈالا جائے گا ابھی ابھی ہو گا جیسا کہ بتوں کو بھی ان کے پیچاریوں کے امر و
 نہی میں ڈالا جائے گا۔ تاکہ اس کو عبرت و درست دافسوں ہو کہ جن کی ہم پناہ جاتے تھے
 وہ خود بھی ہمارے ساتھ جہنم کا بندھن بنے ہوئے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں باری تعالیٰ
 فرماتا ہے

نکم وما تعذرون من ذون الله حصن حصین۔ اسم لها وارثون۔

(سورہ الباء ۴۸)

”تم درجن و تہ نے اند کو چھوڑ کر مٹیوں بنایا ہوا تھا سب جہنم کا یار تھیں ہو۔ تم سب

وہاں (جہنم میں) کھینچے والے ہو۔“

لہذا ایک مسلمان کو ان آیات پر غور کرتے ہوئے ایسی باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اس کا یہ مفہوم یہ ہے کہ موت کے بعد اور ایسی تمام باتوں سے باز رہو۔ جن میں غیر اللہ پرستی کا شبہ ہو سکتا ہو۔ اسی باتوں پرستی میں قبر پرستی بھی شامل ہے۔ دنیا دار اعمال ہے۔ یہاں وہ نیک اعمال کے وسیلہ سے اپنی عاقبت و سنو رہتا ہے اور آخرت کی تیاری کرنا ہے دنیا سے اتنا ہی تعلق رکھتا ہے۔ جتنی ضروری باتیں دوست و دشمن کے لئے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ان میں سے چھوڑ کر دے جاتا ہے۔ یہاں میں رزق دینے کا وعدہ اللہ سے کر رہا ہے جو یہاں دنیا کی باتوں کو ہاتھ میں لئے بغیر بھی مل جاتا ہے۔ لیکن آخرت کا اجر و ثواب بغیر عمل اور خیر محنت کے نہیں ملے گا۔ اور یہ عمل محنت اس زندگی میں کرنی ہے۔ آخرت میں اس عمل کا بدلہ ملے گا۔ ایک روایت میں ہے حضرت مسیحی نے فرمایا ”حیرت سے تم ایسا کہ یہ محنت میں جتنے رہتے ہو تب تک یہاں تمہیں جس عمل و محنت کے بھی روزی میسر آ جاتی ہے۔ اور آخرت کے واسطے چھوڑ نہیں کرتے جہاں محنت و عمل کے بغیر تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔“

دنیا طلبی میں انسان کو ان تین مصیبتوں سے واسطہ پڑتا ہے

حضرت ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا ”جس کے دل پر دنیا کی محنت چھا جاتی ہے اس کے اندر یہ تین چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

۱۔ (دنیا داری کا سول میں) ایسی مصروفیت جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔

۲۔ ایسی امید جو کبھی پوری نہیں ہوتی۔

۳۔ ایسی حرص جس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

دنیا طالب بھی ہے اور مطلوب بھی اور آخرت بھی طالب ہے اور مطلوب بھی۔ جو آخرت کا طالب ہوتا ہے دنیا اس کے پیچھے دوڑتی ہے اور اسے روزی کا پانی پانی دیتی ہے۔ اور جو دنیا کا طالب ہوتا ہے آخرت اس کی طالب ہوتی ہے اور موت۔ اگر آپ تک اسے اٹھا کر لے جائے

ہے“ (یعنی دنیا کے لیے اس کی ساری دولت و اسباب بے نتیجہ رہتی ہے)

حضرت شیخ رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا حضور ﷺ اس سے بڑا متقی (پرگزیدہ پرہیزگار) کون ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔ وہ جو اپنی قبر کو یاد کرتا رہے اپنے بڑے حلقے سے خوف زدہ ہو۔ بے فائدہ دنیا کے پیچھے نہ دوڑتا پھرے۔ دنیا کی فضول زیب و زینت کو چھوڑ دے۔ دنیا پر آخرت کو ترجیح دے اور خود کو آخرت کی راہ کا مسافر سمجھے۔

ایک بزرگ کہتے ہیں ہم۔ ہر چیز میں حاصل کرنے کی کوشش کی مگر غلط طریقہ سے۔

(۱) اصل غنا غنا (پناری) ہم نے سمجھا تھی مال و دولت سے حاصل ہوتی ہے۔ حالانکہ اصل طریقہ یہ تھا کہ ہم اسے صبر و قناعت سے حاصل کرتے۔ مطلب یہ کہ ایک بھوکا آدمی اگر صبر کر لے تو لوگ سے فنی اور دولت مند ہی سمجھتے ہیں۔ اور اس کی عزت قائم رہتی ہے

(۲) اصل آرام و راحت ہم نے سمجھا کہ زیادہ مال و دولت سے راحت و آرام ملتا ہے لیکن یہ غلط ہے اصل راحت و آرام قنوت سے مال سے یعنی بہ قدر ضرورت مال پر صبر کر لینے سے حاصل ہوتا ہے۔

(۳) اصل عزت ہم نے سمجھا لوگ ہماری عزت کریں تو ہم عزت دار لوگ بہار میں گے۔ لیکن یہ صحیح نہیں بلکہ اصل عزت تقویٰ اختیار کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ ”ان اکبر مکرم عند اللہ اتقکم“۔ اللہ کے نزدیک تم سب میں سے باعزت وہ ہے جو تقویٰ اختیار کر لے اور پرہیزگار بن کر زندگی گزارے۔

(۴) اصل نعمت ہم نے سمجھا اچھا کھانا اور پھال اس نعمت ہے۔ لیکن اصل نعمت اسلام ہے (کہ ہم مسلمان ہیں) دوسری نعمت یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے ہمارے گناہوں اور عیوب کی برہنہ پوشی ہوتی ہے۔

ہر وقت دنیا کی فکر میں رہنے والے کی مصیبتیں

ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح بیدار ہوئے دنیا کی فکر میں نہ جائے۔ اللہ اس کے دل کو ان تین مصیبتوں میں ڈال دیتا ہے۔

۱۔ ہم اس کا بچپان میں چھوڑنا۔

۲۔ مصروفیت اسے سر اٹھانے کی فرصت نہیں دیتی۔

۳۔ غربت (محتاجی) جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: برائے انسان آن (آن کے دن) کا مہمان ہے یا آن کے ہاتھوں میں دی ہوئی امانت ہے مہمان کو رخصت ہونا ہے اور امانت اس کے اصل مالک کو واپس کر دی جائے گی۔

حضرت فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: تمام برائیاں اور گناہ ایک کمرہ میں بند ہیں۔ اس کمرہ کی چابی دنیا کی محبت ہے۔ جو دنیا سے محبت کرے گا وہ ان برائیوں اور گناہوں میں پھنس جائے گا۔

اسی طرح تمام اچھائیاں اور اچھے اعمال ایک کمرہ میں بند ہیں۔ اس کمرے کی چابی تقویٰ (پرہیزگاری) ہے۔ جو تقویٰ اختیار کرے گا وہ یہ سب نیچے اعمال بھی کرے گا۔

مال و دوست آزمائش ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کو دوست دیتا ہوں تو وہ خوش ہو جاتا ہے حالانکہ یہ دولت اسے مجھ سے دور کر دے گی اور جب میں بندے پر عداوتی اور غربت ڈالتا ہوں وہ غمگین ہو جاتا ہے۔ حالانکہ یہ غربت اسے میرے قریب کر سکتی ہے۔ اس طرح کہ اپنی ضروریات و اہل و عیال سے طلب کرے۔“

”ابنِ سُبُوْن اِنَّمَا نَعْلَمُهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَبَنِيْنٍ ۝ نَسَارُغْ لَّهُمْ فِي الْاٰخِرٰتِ ۝“

بنیٰ لا یشغزوْن (سورہ مؤمنون، ۵۶)

”کیا دگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جو ماں و دوست اور اولاد ایسے دے رہے ہیں یہ ان کے واسطے کوئی چھی بات ہے۔ یہ دگ (ہماری اصل نثار) سمجھ نہیں پار ہے۔“

اس دولت و اولاد کی نعمت کے ذریعہ ہم ان کی آزمائش کر رہے ہیں۔

حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں ایک روز رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ تھامے ہوئے باہر تشریف لائے اور فرمایا اے ابو ذر! تیرے سامنے ایک دشوار گزار اونٹنی

ہے اس پر وہی لوگ چڑھ سکتے ہیں جو ہلکے پھلکے اور کم سماں والے ہوں۔“

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ۔ پوچھا حضور ﷺ! میں ہلکے پھلکے لوگوں میں سے ہوں یا بھاری بوجھ والوں میں؟

آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا تمہارے پاس تن کی خوراک ہے؟

انہوں نے کہا: ہاں ہے۔

پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”کل کی خوراک ہے؟“

انہوں نے جواب دیا: ہاں ہے۔

پھر آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: پرسوں کی خوراک؟

انہوں نے کہا: نہیں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”تمہارے پاس تین دن کی خوراک ہوتی تو تم بوجھ لوگوں میں شمار ہوتے۔“

تنگدستی اور آزمائش کے وقت صبر کنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ”اے محمدؐ میں تمہیں ایسی باتیں بتا دوں جن سے اللہ تمہیں نفع بخشتے“^۱
 ہمیشہ اللہ کو یاد رکھو

میں نے عرض کیا ضرور بتائیے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اللہ (مک وین) کی حفاظت کرو۔ وہ تمہاری حفاظت کرے گا۔ اللہ بڑا دانا اور بڑا مہربان ہے۔ وہ ہر وقت تمہارے ساتھ ہوگا خوشحال کے انوں میں (صدقہ و خیرات کے) اللہ سے اپنا تعارف کراؤ۔ وہ تنگدستی میں تمہیں پہنچائے گا (تمہاری مدد کرے گا) جو مانگتا ہو تو اللہ سے مانگو۔ مدد چاہو تو اللہ سے چاہو۔ جو چاہو بتائیے (اللہ بڑا قلم اسے لکھ چکا ہے)۔ (اب) اگر پوری دنیا بھی تمہیں (یہ) شے پہنچانا چاہے جو تمہاری تقدیر میں نہیں ہے۔ پہنچا سکتی۔ (یہی طرح) تمہیں پوری دنیا میں تکلیف نہیں پہنچانا چاہے جو اللہ نے تمہاری تقدیر میں نہیں لکھی۔ تمہیں پہنچا سکتی۔ تمہیں اللہ کا شکر کرتے رہو اور اسی پر یقین رکھو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے جو صبر تمہیں ناکام رکھسوس ہوتا ہے۔ اس میں بڑی خیر و برکت ہے (مقصد میں) کامیابی صبر سے ہوتی ہے۔ تکلیف کے بعد رحمت ہے اور نجات کے بعد آسانی۔“
 قرینہ یا پھر مستند اہل علم نے یہ پانچ باتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منسوب کرتے ہوئے لکھی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”اگر کوئی میری یہ پانچ باتیں یاد کر لے۔“

گناہوں سے بچنا

۱۔ گناہوں سے بچتے رہو۔ ان کی جگہ سے مدد مانگنا ہو جاتا ہے۔

امید صرف اللہ سے رکھو

۲۔ ہر امید اللہ سے رکھو۔ اس کے سوا کوئی تمہاری امید پوری کرنے والا نہیں۔

جو مسئلہ معلوم نہ ہو معلوم کر لینا چاہیے

- ۳۔ جس بات یا مسئلہ کے بارے میں تمہیں معلومات حاصل نہیں۔ ان کے معلوم کر کے مار (شرم) محسوس نہ کرو۔ بلکہ کسی عالم سے معلوم کر لو۔
- مسئلہ بتانے والے کو اگر مسئلہ معلوم نہ ہو تو معذرت کر کے
- ۴۔ اگر کسی شخص (یا عالم) سے کوئی ایسی بات معلوم کی جائے جس کا اسے علم نہیں ہے پھر اسے علمی کا اعتراف کرتے ہوئے شرم مانگنا نہیں چاہیے۔

صبر کی حیثیت

- ۵۔ صبر کی حیثیت تمام سعادات میں ایسی ہے جیسے جسم کے واپس ہونے پر سر جسم سے جدا کر دیا جائے سارا جسم ختم ہو جائے گا۔
- اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا عام وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی عنایت و رحمت سے مایوس و ناامید نہ کرے۔ لیکن ساتھ ہی وہ ان کو اللہ کی گرفت سے بے خوف بھی نہ کر دے۔
- وہ ان کو واضح طور پر بتائے گا کہ گناہ گار ہے۔ اس پر طمع سازی کر کے گناہ کو حسین بنا کر پیش نہ کرے۔ جو صرف ملتی اور پرہیز گاروں کو ہی جنت کا ٹھیکیدار نہ بنادے۔ نہ ہی بلا سوچے سمجھے گناہ گاروں کو دوزخ میں پھینک دے۔ گناہ گاروں کو گناہ سے بچنے کے طریقے بتائے
- انہیں توبہ و استغفار کی تعلیم دے۔ اور جنت و دوزخ کا فیصلہ اللہ پر چھوڑ دے۔ کیونکہ آخری فیصلہ اسی کے اختیار میں ہے۔

اس امت سے جیسے لوگ (بزرگاب وین اولیاء اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کبھی اللہ کے خطاب سے سب خوف ہو کر رہے۔ وہ ہمیشہ توبہ و استغفار کرتے رہے۔ اور خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَلَا يَأْمُرُ بِالْإِثْمِ وَالْجَوْرِ (سورہ اعراف ۱۹۹)

”نہی کرتا ہے جہانوں سے جہانوں کے (آخرت میں) نقصان اٹھائیں گے۔“

اور ان رحمت و عنایت سے بھی صرف کافر ہی مایوس ہوتے ہیں اگر مانا جاتا ہے۔

لَا يَنْفَعُ الْكَافِرِينَ (سورہ یوسف ۸۷)

”کافروں کی عنایت و رحمت سے صرف کافر ہی مایوس ہوتے ہیں۔“

صبر کا درجہ

حضرت یزید رقاٹ کہتے ہیں جب ایک سید بندہ و قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو اس میں جانب اور لوتہ میں طرف کھڑی ہو جاتی ہے اس میں اس پر ہادیہ کر لیتا ہے اور صبر ہے اپنے اس سختی کو ہر صورت عذاب سے بچنا ہے اگر تم میرے ساتھ رہو تو ٹھیک ہے۔ میں تجہی اسے عذاب سے بچاؤں گا۔

انما یوفی الصابر وزن اخر فہم بعیر حساب (سورہ زمر ۱۰)
صبر کرنے والوں کو بحد و حساب اجر و ثواب دیا جائے گا۔

حضرت محمد بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں ایک شخص نے رسول اللہ سے کہا میں فکرو کرتے ہوئے کہ حضور ﷺ میرا راز رہا ہوں میری اور مجھے یہ دیکھ کر حیران ہوئے حضور ﷺ سے سلی ایسے ہوئے فرمایا (بندہ خدا) وہ کسی کوئی آدمی ہے جو نہ کبھی بیمار ہو نہ اسے کبھی کوئی مالی پریشانی لاحق ہو۔ صبر کر۔ اللہ جب ہے کسی بندہ سے محبت کرتا ہے اس طرح اس کی آزمائش کرتا ہے ورنہ آزمائش کرتا ہے تو صبر کی قوت بھی عطا کرتا ہے۔ (آرہ و صبر کرے تو اس کے اجر و ثواب میں بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس شخص کو کسی ظالم حکمران نے بے سناہ قید کر دیا اور وہ قید میں مر گیا وہ شہید ہے۔ اگر اسے سزا کے طور پر مارا اور وہ مر گیا وہ بھی شہید ہے۔ ایسا روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اگر اللہ نے آخرت میں آپ کی بندگی کا کوئی خاص وجہ متعین کر دیا ہے اور بندہ ہے عمل کے درجہ اس مرتبہ تک نہ پہنچ سکا تو اسے کسی دوسری پاداش میں جتنا کر دیتا ہے ورنہ اس پر ثواب دے کر اس مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے۔"

(سورہ بقرہ ۲۳)

"من یعمل سؤا یحرمہ"

"جو برا عمل کرے گا اس کا بدلہ پائے گا۔"

جب یہ آیت نازل ہوئی حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! اب ہمارے واسطے خوشی و مسرت کی کوئی گنجائش رہ گئی ہے۔ جب چھوٹی موٹی بھوس چوک پر بھی سزا ان سبب آگئی اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ابو بکر! بدتم پر رحم کر۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے جب تمہیں بیماری یا کسی مالی پریشانی سے تکلیف ہوتی ہے یہ قہر کے برسوں کا

کفارہ ہے۔" (اس طرح کو یا یا یا کی میں یہ کی جھکی۔ اسے خاص بندہ بنانا اس سے پاس کر دیا جاتا ہے)

دوسرا روایت اس حدیث سے تھوڑا ہوتا ہے۔ کی بندہ اس وقت تک ہون اعلیٰ درجہ اور مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب تک صبر و رضا کی منزل سے نہ نروے چنانچہ رسول اللہ ﷺ و مسکن تلمیذین جاری ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

فاصر کما صبر اولو العزم من المرسل

"آپ جیسی طرح صبر کریں جس طرح بڑے صاحب ہمت رسول مرستہ رہے ہیں۔"

اللہ والوں کا صبر

حضرت نواب ابن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے ایک شخص سے عرض کیا کہ تم سے خدا سے ملنے کے لئے کفایت کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ ایسا صبر کرے واسطے اللہ سے دعا نہیں کریں گے کہ وہ ہماری مدد کرے۔ یہ کہ آپ کا چہرہ روشن دیا (اور ناراض ہوئے) فرمایا "تم سے پہلی مدتوں میں لوگ ایسا خدا پرست کو پکڑ کر لے آتے تھے اس کی قبر کھودنے اور اسے سے جیج کر کے دھڑکے سے تراش دیتے۔ خرقہ لٹا کر دیکھو اب بھی وہ اپنے دین سے بچ رہا ہے۔" (یعنی جس طرح ان لوگوں نے صبر و شہادت کا کام لیا تم بھی صبر کرو۔)

حضرت شمس رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "قیامت کے روز ایک ایسا شخص ہو گا جس کی تمام دنیا کی زندگی عیش و آرام میں گزری ہو خدا تعالیٰ سے مانتا ہو چاہے گا کہ تمہاری سزا سے جہنم کی آگ میں ڈال کر نکال دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس سے پوچھا جائے گا کہ تیرے بھی آرام و سکون کی زندگی بھی نصیب ہوئی ہو جو بوسہ کا مجھے بھی آرام نہیں ملا۔" حضرت نے اس مصیبت میں متلا ہوں۔

چنانچہ اس سے ایک سبب سے فرمایا اور مصیبت زدہ آدمی کو تھوڑی دیر سے اس وقت میں صبر کرنے کا اور اپنا بار بڑھ چھوڑنے کا تجھ پہ بھی کوئی مصیبت پڑے گی یعنی "وہ دے گا کہ میں اس آیت سے کسی چیز میں آرام نہیں ہوں" یعنی اس سے خدا کے دیکھ رہا ہو گا۔

سے پیش و آرام و بھول جائے گا اور یہ میں مصیبت تبدیل کر جائے گا۔ موت کی ایک جمعہ
نیچ کر دیا۔ علم و مصیبت یا اکیس رتبہ کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "قیامت کے روز سب سے
پہلے جنت میں بندے ان نیک بندوں کو داخل کیا جائے گا جو رخصت و خوشی تکہ تکی و خوش حال میں
بندہ کا شکر ادا کرتے اور اس کی حمد و ثناء کرتے رہے۔"

مذاہب کے وہ چارے کہ وہ حال میں بندہ کا شکر ادا کرتا رہے مصیبت و پریشانی کے وقت ہر
کے اور سمجھے کہ اللہ کی اور بڑی مصیبت کو محبت نال دیا ہے جو میری برداشت سے باہر
تھی۔ اس لیے مقادیر میں یہ بہت لمبی مصیبت ہے۔ اس پر وہ اللہ کا شکر ادا اس کی حمد و ثناء کرے۔ اس
سلسلہ میں مسندوں و خاص طور پر مصیبت و پریشانیوں سے گھبرا نہ پائے کیونکہ مصائب و مصیبت
ہمارے ہی فیصلے سے ہے آپ ﷺ کے عرصہ تک کفار مکہ کے ظلم و ستم برداشت کئے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: انبیاء سابقین میں سے ایک نبی نے اللہ
سے شکوہ کیا پروردگار اتنے ایک مومن بندہ تیری عبادت کرتا تیرے احکام کی پابندی کرتا ہے۔
مومنوں سے بچتا ہے اور تیری نافرمانی نہیں کرتا ہے مگر اسی سے تو دنیا چھین لیتا ہے اور میں
آزمائشوں میں ڈالتا رہتا ہوں اور کافر جو تیری نافرمانی کرتا ہے۔ نذر و رب خوف ہو کر رہتا ہے
اس کو خوش رکھتا اور کسی طرف نہ آزمائش و پریشانی میں بھی سے نہیں ڈالتا۔

اللہ نے اس نبی کو وحی کے ذریعہ بتایا میں جن کو مصیبت میں ڈالتا ہوں وہ میرے خاص
بندے ہوتے ہیں۔ وہ میری طرف سے بھیجی گئی مصیبت و پریشانی میں خوشی برداشت کرتے ہیں
اور ہر حال میں میرا شکر ادا کرتے اور حمد و ثناء کرتے رہتے ہیں۔ میں ان پر جو آزمائشیں اور
مصیبتیں ڈالتا ہوں وہ ان کے کاموں کا ثمرہ ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ قیامت کے روز جب وہ
میرے سامنے آئیں گے ہر گز وہ سے پاک ہوں گے۔ اور میں ان کے اچھے اعمال کا بدلہ دے گا۔
انہیں اعلیٰ درجات پر فائز کر دوں گا۔

اور کافر و اس سے خوش حال رکھتا ہوں اور اس پر کوئی مصیبت بھی نہیں ڈالتا کہ وہ جنت کی
نافرمانی اس کے کاموں کا پلڑا اتار داری ہو جائے کہ پوری طرف جہنم کا آفتاب نظر آئے۔
جب وہ آئے گا اس کے آگے ہوں گے۔ مطابق روایت کی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ اس مالک بشہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ کسی
بندہ سے بھلائی کرے گا اور وہ کرتا ہے یا اسے کہہ ہوں سے پاک صاف کرنا چاہتا ہے۔ اس
پر چار سو روپے آرائشیں اور مصیبتیں ڈالتا ہے۔

"اور جب وہ بندہ و بندہ و پارتا ہے فرشتے کہتے ہیں پروردگار ایسا تو کوئی جانی پہچانی نہ رہے
اور وہ بارہ سو روپے آرائش پارتا ہے اللہ اس کے جواب میں کہتا ہے میں اس تیرے سامنے
موجود ہوں تو خوش نصیب ہے۔ آج تو مالک کا میں دس گا۔ یا تیری کسی مصیبت و نال دہوں گا اور
حرکت میں تیرے واسطے بہت صورت میں اجر و ثواب جمع کر دوں گا۔ جو تجھے دنیا میں دیئے جانے
والے حق سے بہت بہتر ہوگا۔ پس جب قیامت کے دن ان لوگوں کو ان کی عمارتوں و داروں کی جیسے
عمارتوں و ثواب ان کے میرے ان میں توں کر دیا جائے گا۔ لیکن مصائب برداشت کرینے والوں کے
اعمال و میرے میں میں تو اجائے گا ان کا ان کا کھول کر دیکھا جائے گا۔ ان پر اجر و ثواب دی
بھی اس طرح ہار دیا ہوگی جیسے ان پر مصیبتیں پڑی تھیں اس وقت آرام و ستائش میں رہنے والے بھی
یتما رہیں گے کاش امارت جسے دنیا میں قیامتوں سے کاٹنے جاتے۔ کہ آج تم بھی مصیبت
برداشت کرنے والوں کی طرح اجر و ثواب کے مستحق ہوتے۔ جیسے کہ اللہ نے خود فرمایا ہے

اصحاب الصابرون اجرهم بغير حساب۔

صبر کرنے والوں کو بحد حساب اجر و ثواب سے نوازا جائے گا۔

ایک روایت میں ہے پہلے زمانے میں ایک مومن اور ایک کافر ایک دریا پر پھلی کا شکار
کئے گئے کافر نے اپنے معبودوں باطل کا نام لے کر دریا میں جال پھینکا پہلے ہی جال میں ڈھیر
دری مچھلیاں پھنس گئیں اس طرف اس نے شام تک بہت سی مچھلیاں شکار کر لیں۔

"اور مومن نے اللہ کا نام لے کر دریا میں جال ڈال کر اس جال میں مٹی مچھلی نہ سہی
اس طرف اس بحر و شل کرتا رہا مگر نام کام رہا۔ شام کو غروب آفتاب کے وقت اس کے جال
میں صرف ایک مچھلی چنسی جال پانی سے نکال کر مچھلی پکڑی پانی تو وہ جس باتوں سے پھسل کر پھر
پانی میں بہتی تھی۔ نتیجہ یہ کہ وہ دن جہنم میں کوئی مچھلی شکار نہ کر سکا۔ خداوند تعالیٰ نے جب
اس کا نام لیا بہت ساری مچھلیاں لے کر گھر لائیں۔ اس مومن نے ناحیہ جو نگران فرشتہ تھا وہ جب
ان پر پہنچا اس نے اللہ سے اس کا شکوہ کیا تو اللہ نے جنت میں اس مومن کا ٹھکانہ فرشتہ
سایہ است و کچھ فرشتے لے کر اس مومن کا یہ مقام بنایا اس کے واسطے دینا ہے مصائب و

۱۔ نکاحات ولی معنی نہیں رہتے وہ دنیا میں بھی مشاغل پر مشغول رہتے۔ اس لئے نکاح میں اس سے
 وکیل کے طور پر کاغذ و آراء موجود ہوتے۔ اس سے حد حد سے فرماتے اور نکاح میں کافر کا نکاح
 صحابہ اسے دیکھ کر فرماتے تھے کہ "کہا خدا"۔ دین میں جو پیش و تراویح میرے ہے وہ ایک وقت پر
 ہے اسے یہاں آ کر جو خدا اب بھگتا ہے وہ اتنا سخت ہے کہ دین سے پیش و تراویح کی کوئی حقیقت نہیں
 نہیں رہتا۔ اس لئے تراویح کے نتیجہ میں اسے یہاں آخرت میں وہی عذاب بھگتنا ہوگا۔

ایک روایت میں سے اندھنوں پر طرح کے لوگوں کے ہزار کے جواب میں اپنے چا
 خاں بندوں کو بطور دلیل پیش کر رہے گا۔

۲۔ اولت مند یا سریر ہاں حکومت سے جب اللہ پوچھنے کا نعم نے میری عبادت اور میرے
 حکام کی اطاعت کیوں نہیں کی؟ "وہ یہ ہزار پیش کریں گے ہمیں کاروباری مصروفیت سے
 حکومت سے مصروفیت میں بھٹے رہنے کی وجہ سے اتنی مصروفیت میں ہیں کہ تم میری
 عبادت و اطاعت کر سکتے۔

تدین کے لئے بطور دلیل حضرت سیدنا ابو جعفر کو پیش کرے گا اور کہے گا یا تم اس شخص
 سے بھی زیادہ مصروف تھے جس کو ہم تمام ہمارے زمین کی حکومت دی۔ حتیٰ کہ وہ اپنی
 وہ اپنی مرضی سے مطابق پھیر لیتا تھا اور اس کے تخت شامی و جہاں وہ پہنچتا پہنچتا
 تھی۔ خراتی وسیع سلطنت کا حوالہ ہونے کے باوجود وہ ہماری اطاعت و عبادت
 سے غافل نہ رہا اور ہماری بندگی کے تمام ادب پر عمل کر رہا۔

۳۔ ایک خادم (ملازم) سے اللہ پوچھنے کا تو یہ میری عبادت و اطاعت سے یہاں اعراف یا
 ملازم یا ملازم کہے گا میری گردن میں مالک کے حکام کی پابندی کا پھندا تھا۔ اس سے
 کاموں سے مجھے اتنی فرصت ہی نہ ملتی تھی کہ میری عبادت کے لیے وقت نکالتا۔ خدا کی
 کے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام کو پیش کرے گا کیا تو ان سے بھی زیادہ مصروف تھا۔ یہ
 غلام تھے تب بھی میری عبادت کرتے رہتے نہ موت و سلطنت سے حقیرات ملے تب بھی
 اسہاں نے ہماری اطاعت و فرمانبرداری سے منہ موڑا۔

۴۔ حریف اور فقیر آدمی یہ ہزار میں کرے گا میری عزت اور درباری فکر نے اتنی مہبت
 دی کہ میں میری عبادت کر سکتا۔

انہاں سے سامنے دلیل کے طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیش کرے گا۔ یا تم اس سے بھی

۱۔ زباناں انجور تھے۔ نہیں نے طرح کی بھاریاں یہ داشت تیں مگر ہماری یاد سے
 غافل نہ رہے۔

۲۔ مرنے سے پہلے چھ چار گاہوں نے یوں میری عبادت نہیں کی؟
 مرنے کے گاہ میں یہ ہزاروں بھاری نے مجھے تیری یاد سے غافل نہ کیا۔ اس سے سامنے
 بطور دلیل حضرت ابوبکر علیہ السلام کو پیش کرے گا۔ کیا تو ان سے بھی زیادہ مصروف تھا۔ یہ شدید بیمار
 تھے مگر یہ بات سے تارانا کر رہے رہے۔

۳۔ اس سے کسی کا کون ہزار تسلیم نہیں کیا جائے گا اور ان کو اپنی نامرمانی کی ہزار ہکتی
 ہوئی۔ بند ہمیں پتا ہے کہ ہم کسی سال میں بھی لہو نہ یاد اور اس کی اطاعت سے غفلت نہ
 رہیں۔ خدا کے ایک بندے قیامت کے روز خوش ہوں گے۔ یہاں وہ دولت و ملامت اللہ کی
 وہ بدولت سمجھتے ہوئے اس کا شکر ادا کرتے تھے۔ غریب اور محتاجی ان سے بے قرب الہی
 اور چھٹی بھاری وہ وہ صیبت میں ملے اپنے کناہوں کا کفارہ سمجھتے تھے کہ خدا ان کو ناسوں کی
 بھاری کی صورت میں اسے کرتا ہوں سے پاک کر رہا ہے تاکہ قیامت کے روز اپنے رب
 سے ملے پیش ہوئے وقت طرح سے کناہوں سے پاک اور صاف ہوں۔

ایک روایت میں حضرت ابو جعفر کہتے ہیں "دک غریب و محتاجی کو سمجھتے ہیں۔ مگر
 میں اسے پسند کرتا ہوں۔ لوگ موت سے بھاگتے ہیں میں اس سے پیار کرتا ہوں۔ لوگ بھاری
 سے بھاگتے ہیں میرے واسطے بھاری ایک پسندیدہ چیز ہے۔

۱۔ غریب اور محتاجی کو اس سے پسند کرتا ہوں کہ اس کی وجہ سے مجھے اپنے رب سے ملائکہ کا
 موقع مل جاتا ہے۔

۲۔ موت سے اس لئے محبت کرتا ہوں کہ موت کے بعد اپنے رب سے ملاقات ہو جائے گی۔

۳۔ بھاری کو اس واسطے اچھا سمجھتا ہوں کہ اس کے واسطے میرے کناہ و حمل جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہاں سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 "جس شخص کو یہ تین چیزیں مل گئیں۔ اسے دونوں جہان کی دولت مل گئی۔

(۱) تقدیر پر راہنمی رہنا (جو اللہ نے تقدیر میں ملایا وہ ایک ہے۔)

(۲) مصیبت پر سہر کرنا (اس طرح خدا اپنے ناسل بدوں کی تلافی کرتا ہے۔)

”میں ہوں کا کھارہ بھی ہو جاتا ہے۔“

(۳) خوش حالی میں اللہ کا شکر ادا کرنا (اور اس کی یاد سے غافل نہ ہونا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ایک شخص مہنگی کے لیے حاضر ہوا اس وقت رسول اللہ ﷺ نے اسے دعا فرمائی کہ: ”اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے کھانا بھیجے۔“

وہ شخص واپس چلا آیا اور ایک پانچ روپیہ پر پانی کھانے کی مہر دوری کی جس کی اجرت میں اسے چھ کھجوریں مل گئیں کھجوریں نے برادری کو روایا اور کھجوریں بدیہ کے طور پر آپ کو پیش کرائیں۔ آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا: ”تم نے یہ کام میری محبت کی وجہ سے کیا ہے؟“ اس نے اقرار کیا: ہاں آپ ﷺ کی محبت ہی کی وجہ سے کیا ہے۔

فرمایا: ”مجھ سے محبت کرنے والوں پر ہمارے لیے اور بھی بیش اس طرح آتی ہیں جیسے کسی پانی کی بندگی سے سیلاب کا پانی خشک نہیں رہتا ہے۔ تم اگر میری محبت میں بیٹے ہو تو انکی باروں کے واسطے تیار رہو۔“

حضرت عقبہ بن عامر روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم دیکھو کہ ایک شخص خدا کا فرمان ہونے کے باوجود خوش حال ہے اور اللہ اسے ہر طرح کی نعمت سے نواز رہا ہے۔ سمجھو اسے ذلیل کی جہاز ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

فَلْعَامِسُوا مَا دُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَاهُمْ اَنْوَاعَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّىٰ اَدَا فَرَحُوْهُ
بِمَا اَوْتُوْا اَحْذَرْتُمْ غِنًى فَاِذَا هُمْ مُنْتَسِفُونَ (سورہ بقرہ ۲۴۵)

”پھر جب انہوں نے ہمارے ان احکام کو جس کی نہیں یاد دہانی بھی نہ کی جاتی رہی تھی (پاکل ہی) بھلا دیا۔ ہم نے اس پر ہر طرح کی نعمتوں کے دروازے کھول دیئے۔ یہاں تک کہ جب وہ نعمتیں پا کر خوشی میں غرق ہو گئے تو ہم نے انہیں اپنا تک ویرج یا اب وہ بے چارگی اور مایوسی میں تھلا دیا۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ سے ایک شخص نے پوچھا: مصیبت کی آفتوں پر کیا دعا ہے؟ فرمایا: نبیوں پر در اللہ کے نیک بندوں پر اور اللہ

در اللہ کے نیک بندوں پر۔

بہا ہوتا ہے یہ تین عمل ہیں۔ فرماتے ہیں

۱۔ خاموشی سے کسی مصدقہ سے (کہ تو اس کو پتہ نہ پہنچے)

۲۔ یہ تکلیف کو چھپاتے رہنا۔ (مشافقہ و شفقت)

۳۔ اور کسی ناگہانی مصیبت کو خاموشی سے برداشت کر لینا۔ اس سے آدمی کی عزت کا مجرم قائم رہتا ہے اور خدا بھی خوش ہوتا ہے۔

مصیبت انبیاء اور نیک لوگوں پر آتی ہے اور خوشحالی دنیا داروں پر

حضرت وسب ابن عبد اللہ رحمہ اللہ ہیں جس نے ایک عماری (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی کتاب میں لکھا: ”یہ سب تم پر کوئی مصیبت آئے خوش ہو جاؤ تمہارے ساتھ میوں اور نیک لوگوں جیسا برتاؤ ہو رہا ہے اور خوشحالی آئے تو روئے“ تمہارے ساتھ دیواروں جیسا سلوک ہو رہا ہے۔

حضرت فتح مہسلی نے ہمارے میں مشہور ہے کہ ایک مرتبہ ان کے گھر میں آگ لگ گئی تو ان کی زبان سے نکلا: ”پروردگار! ہاش مجھے پتہ چل چکا ہے۔ یہ خوش قسمتی جس عمل کی برکت سے میرے گھر میں آئی ہے؟“

غریب آدمی جو نماز کا پابند ہو اور کسی کی غیبت نہ کرنا ہو

قیامت کے روز حضور ﷺ کے ساتھ ہوگا

ایک روایت میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں

جس کے پاس مال کم ہے۔ نماز کا پابند ہے اور کسی کی غیبت نہیں کرتا۔ وہ میری قیامت سے اس کی طرح ساتھ ساتھ ہوں گے۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں کو ملا کر دیکھا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے پیٹ پر پتھر باندھا تھا تو حضرت نے اس سے تڑپ رہا تھا تو اس نے اپنی طرف متوجہ کر کے کی غرض سے مسجد کے دروازے کے پاس راستہ میں بیٹھ گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس سے انہیں متوجہ کر کے۔ اے یہ آیت کا مطلب پوچھ کر وہ خاموشی سے گزر گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ان کی طرف متوجہ کرنا پڑا تو وہ خاموشی سے اٹھ گئے۔ آخر میں نبی کریم ﷺ سے ہم شریک رہے

مصیبت پر صبر کرنا

حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی وفات پر حضور ﷺ کی طرف سے

ارسال کردہ تعزیت نامہ

حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میرے بیٹے کی وفات پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ تعزیت نامہ تحریر فرمایا "محمد ﷺ کا تعزیت نامہ معاذ ابن جبل کے نام اس خدا کے وحید لا شریک کی تعریف جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اما بعد۔ اللہ تم کو یہ صبر و ضبط سے برداشت کرنے کی توفیق بخشے اور اس مصیبت کے برداشت کرنے پر اجر عظیم عطا فرمائے۔ اور ہم سب کو اپنی نعمتوں پر شکر ادا کرنے کی توفیق دے۔ ہماری جائیں ہمارے مال و دولت ہمارے اہل و عیال سب اللہ کی بخشش ہیں اور ہمارے پاس ایک مقررہ وقت تک کے لیے امانت ہیں۔ جن سے ہم فائدہ اٹھاتے ہیں۔ وہ (اللہ) انہیں موعودہ وقت پر واپس لے لیتا ہے۔ ان نعمتوں کے حاصل کرتے وقت ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور ان کی واپسی کے وقت صبر و برداشت سے کام لینا چاہیے۔ تمہارا یہ بیٹا بھی تمہارا ہے۔ اس نے اپنی امانت واپس لے لی ہے۔ اگر تم نے صبر و ضبط سے کام لیا تو وہ تمہیں بڑا اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ معاذ اجر و فزع (رونا۔ پینا) اور ماتم کر کے اپنا اجر و ثواب ضائع نہ کر دینا۔ ورنہ تمہیں بعد میں (قیامت کے روز) افسوس ہوگا اگر تم اس ساری (مصیبت) کو اس اجر و ثواب کے مقابلہ میں رکھ کر دیکھو تو یہ اجر و ثواب اس مصیبت کی بہ نسبت بہت زیادہ ہے۔ دیکھو! یہ رونا دھونا اور ماتم کرنا مرنے والے کو واپس نہیں آسکتا۔ اس طرح تمہارا غم ختم ہو سکتا ہے اور تم بے موت کو یاد کرو یہ غم خود بہ خود ختم ہو جائے گا۔ سمجھ لو کہ یہ وقت ایک دن تم پر بھی آتا ہے۔ والسلام۔

قرآن پڑھ کر اسکے احکام پر عمل نہ کرنے والے

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص دنیا کا غم و فکر لے کر صبح بیدار ہوا وہ گویا اپنے پروردگار سے ناراضگی کا اظہار کر رہا ہے۔ جو شخص اسکی مصیبت کی شکایت کرتے ہوئے بیدار ہوتا ہے جو اس پر گزر چکی ہے وہ گویا اللہ کے فیصلہ کی شکایت کر رہا ہے۔ جو شخص کسی لالچ میں دوست مند آدمی کی تعریف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اہل کا دوستی کی حصہ ضائع کر دیتا ہے۔ اور جسے اللہ نے قرآن کا علم عطا کیا اور وہ اس پر عمل نہ کر کے جہنم کا مستحق ہو گیا اللہ اسے اپنی رحمت سے دور کر دیتا ہے۔" یہ اس لئے ہوا کہ اس نے قرآن کے احکام کا لحاظ نہ رکھا۔"

حضرت وہب ابن منہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تواریت میں یہ چار سطریں ایک ساتھ لکھی ہوئی ہیں۔

توریت کی چار سطریں

(۱) جو شخص اللہ کی کتاب کو پڑھ کر بھی یہ سمجھے کہ اس کی بخشش (مغفرت) نہیں ہوگی وہ گویا خدا کے کلام کا مذاق اڑاتا ہے۔

(۲) جو شخص اپنے اوپر گزرنے والی مصیبت پر شکوہ کرتا ہے۔ وہ اپنے رب کی شکایت کرتا ہے۔

(۳) جو شخص اپنی کسی فوت شدہ یا کم شدہ چیز پر دکھ اور غم کا اظہار کرتا ہے وہ گویا اپنے رب کے فیصلے پر ناراض ہے۔

(۴) جو شخص کسی دولت مند کی خوشامد کرتا ہے وہ اپنے دین کا دوستی کی حصہ ضائع کر دیتا ہے۔ یعنی خدا پر اس کا یقین کمزور پڑ جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کے تین بچے فوت ہو جائیں وہ دوزخ میں نہیں جائے گا؟ مگر اللہ کی اس قسم کو پورا کرنے کی حد تک۔

و ان منکم الا وادعھا (سورہ مريم: ۷۱)

"تم میں سے ہر شخص کو اس تک پہنچنا ہے۔"

بعض مفسرین کا قول ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہلکا سراط دوزخ کے اوپر ہوگا جس سے سب لوگ گزریں گے۔

ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کسی مسلمان پر کوئی مصیبت آئی اور اس نے اس پر "اللہ واثا الیہ راجعون" پڑھ لیا۔ اس پر اللہ اسے اجر و ثواب دے گا۔ اور پھر جب بھی وہ مصیبت یاد آئی اور اس نے اللہ پڑھ لیا۔ اسے اتنا ہی اجر ملے گا جتنا پہلے دن پڑھنے پر ملتا تھا۔ حضرت عثمان کے متعلق ایک روایت مشہور ہے جب بھی ان کے گھر کو کوئی بچہ پیدا ہوتا سر تویں روز اسے اپنی گود میں لے لیتے اور پھر اکثر اسے اپنے سامنے رکھتے۔ کسی نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا میں چاہتا ہوں کہ اس بچے کی زیادہ سے زیادہ محبت میرے دل میں پیدا ہو جائے تاکہ اگر خدا نخواستہ یہ فوت ہو گیا تو آخرت میں میرے لئے اجر و ثواب کا ذریعہ بن جائے گا۔

بچہ کی سفارش پر ماں باپ بھی جنت میں پہنچ جائیں گے

حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں ایک صحابی ؓ جب بھی حضور کی مجلس میں آتے ان کا کم بن (بچہ) اس کے ساتھ ہوتا۔ ایک دفعہ کافی دنوں تک وہ صحابی ؓ نظر نہ آئے تو آپ ﷺ نے ان کے بارے میں دریافت کیا لوگوں نے بتایا ان کا وہ بچہ فوت ہو گیا ہے جسے ساتھ لے کر آیا کرتے تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا "تم لوگوں نے اس کے بارے میں مجھے بتایا کیوں نہیں۔ چلو اپنے اس بھائی کی تعزیت کر کے آئیں۔" جب اس کے گھر پہنچے تو اس شخص نے غم زدہ آواز میں کہا حضور ﷺ! میں اسے اپنے بڑھاپے کا سہارا بنانے کے لیے پال رہا تھا۔ رسول اللہ نے اسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ قیامت کے روز جب تم اللہ کے رو بردار بنو گے اللہ تعالیٰ اس بچے کو حکم دے گا جا جنت میں چلا جا۔

بچہ کہے گا پروردگار! اور میرے ماں باپ؟

"بچہ کو تین مرتبہ جنت میں جانے کے لیے کہا جائے گا۔ مگر وہ اسی طرح ماں باپ کی سفارش کرتا رہے گا۔ آخر اللہ اس کی سفارش قبول کرے گا کہ تم سب کو جنت میں داخل کر دے گا۔"

تعزیت کرنا سنت ہے

اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ کسی مسلمان بھائی کو کوئی صدمہ یا تکلیف پہنچے تو سب بھائیوں کو چاہیے کہ اس سے تعزیت کریں۔ کیونکہ تعزیت کرنا حضور ﷺ کی سنت بھی ہے۔

بیمار کی عیادت کا ثواب

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں حضرت موسیٰ ؑ نے اللہ سے دریافت کیا

حضرت موسیٰ ؑ پروردگار! بیمار پرسی کرنے والے کا اجر و ثواب کیا ہے؟
اللہ نے جواب میں فرمایا میں اس کو گناہوں سے اس طرح پاک کر دیتا ہوں گویا وہ آج ہی پیدا ہوا ہے۔

حضرت موسیٰ ؑ جنازہ کے ساتھ جانے والے کو کتنا ثواب ملتا ہے؟
اللہ نے جواب دیا جس دن اس کا جنازہ اٹھے گا میرے فرشتے جہنم اہل قہر میں اٹھائے ہوئے اس کے جنازے کے ساتھ ہوں گے اور رد و محشر بھی قبر سے میدان حشر تک جہنم کے سامنے میں لے کر آئیں گے۔

تعزیت کا اجر

حضرت موسیٰ ؑ غم زدہ کی تعزیت کرنے کا ثواب کیا ہے؟
اللہ نے جواب میں فرمایا قیامت کے دن جب کہیں سایہ نہ ہوگا میں اسے اپنے عرش کا سایہ بہا کروں گا۔

پسندیدہ گھونٹ

حضرت انس ابن مالک ؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ کو دو گھونٹ بہت پسند ہیں ایک غصہ کا گھونٹ پی لینا (غصہ ضبط کر جانا) دوسرا صبر کا گھونٹ پی لینا۔ (مصیبت کو خاموشی سے جھیل لینا)"

قطرے جو اللہ کو محبوب ہیں

اسی طرح دو قطرے اللہ کو بہت محبوب ہیں ایک شہید کے جسم سے گرنے والا خون کا قطرہ۔ دوسرا خوف خدا میں بندے کی آنکھ سے بہنے والا آنسو کا قطرہ۔

اللہ کی پسندیدہ قدم

یہ دو قدم اللہ کو بہت محبوب ہیں ایک وہ قدم جو نماز، جماعت کے لیے مسجد کی طرف اٹھتا ہے۔ دوسرا وہ قدم جو کسی رونا دھندے رشتہ دار کو ملانے کے لیے اس کے گھر کی طرف اٹھتا ہے۔

حضرت بوداؤد روایت کرتے ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک بچہ فوت ہو گیا جس پر انہیں بہت رنج ہوا۔ ان کے پاس دو فرشتے انسانوں کی شکل میں ایک مقدمہ لے کر آئے۔ ایک نے کہا میری بھتیجی جو چمک کر تیار ہو چکی تھی اس شخص نے بیروں سے روند کر ساری برباد کر دی ہے۔ دوسرے نے کہا اس نے لوگوں کے راستے میں بھتیجی بوئی ہوئی تھی میں نے راستہ تلاش کیا مگر راستہ وہی تھا جہاں اس نے بھتیجی بوئی ہوئی تھی۔

آخرت کی طرف جانے والا موت ہی ایک راستہ ہے

حضرت سلیمان علیہ السلام نے دوسرے شخص سے پوچھا تو نے راستے میں بھتیجی کیوں بوئی تھی۔ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ یہ راستہ ہے؟

اس پر فرشتوں نے اس سے کہا پھر آپ کیوں بچہ کی وفات پر غم و افسوس میں ڈوبے ہو۔ ہیں آپ کو معلوم نہ تھا کہ آخرت کی طرف جانے والا موت ہی ایک راستہ ہے؟ یہ س کر حضرت سلیمان متنبہ ہوئے اللہ سے توبہ کی اور پھر کبھی بچہ کی موت پر رنج و غم کا اظہار نہیں کیا اور صبر کر لیا۔

حضرت ابن عباس کی بیٹی وفات

حضرت ابن عباس کی بیٹی فوت ہوئی جس کی خبر انہیں سننے کے دوران ملی۔ انہوں نے یہ خبر سن کر انا اللہ۔۔۔۔۔۔ پڑھا تو پھر یہ الفاظ ان کی زبان سے نکلے ایک پردے کی چیز تھی جسے اللہ نے پردہ مہیا کر دیا۔ ایک ذمہ داری تھی جس سے اللہ نے مجھے سبب و شکر کر دیا اور اس نے اس پر ہم سے اجر و ثواب کا بھی وعدہ کیا ہے۔ پھر سواری سے اتر کر دو رکعت نماز ادا کی۔ نماز کے بعد فرمایا۔ ہم وہی کر سکتے ہیں جس کا حکم اللہ نے ہمیں اس آیت میں دیا ہے۔

”وَاصْبِرُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ“

”صبر اور نماز کے ذریعہ (اللہ سے) مدد طلب کر۔“

ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

”اگر کسی کے جوتے کا ترم بھی ٹوٹے اس پر انا اللہ۔۔۔۔۔۔ پڑھ لیا کرے۔ کیونکہ۔“

بھی ایک مصیبت ہے۔“

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ روایت کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس شخص پر کوئی

مصیبت آئے وہ انا اللہ۔۔۔۔۔۔ پڑھ لیا کرے۔ یہ دعا پڑھ لیا کرے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کا بہتر بدل عطا کر دے گا۔ دعا یہ ہے۔

”اللهم اجزنی فی مصیبتی واعقبی خیراً منها۔“

”پروردگار! اس مصیبت کے وقت میری مدد کر اور مجھے اس سے بہتر عطا فرما۔“

حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں ابوسلمہؓ کی وفات کے بعد میں نے اس دعا کا ورد کیا لیکن دل میں سوچتی رہتی کہ اب ابوسلمہ سے بہتر بدل کون ہوگا۔ مگر اللہ نے مجھے حضور اکرم ﷺ جیسا شوہر عنایت فرما دیا۔

حضرت انس ابن مالکؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مصیبت کے وقت (غم کا اظہار کرتے ہوئے) اپنے زانوں پر دو ہتھ پارے گا وہ اپنا اجر و ثواب ضائع کر دے گا جو صبر پہلے صدمہ پر کیا جاتا ہے۔ اس کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے۔

مصیبت کے مطابق ہی اجر و ثواب ملتا ہے جو شخص اپنی مصیبت پر انا اللہ۔ پڑھتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اسے نیا اجر دیتا رہے گا جتنا پہلی مرتبہ پڑھنے پر دیا تھا۔“

لہذا ہر عظمہ شخص کو چاہیے کہ مصیبت پر جزع فزع کرنے کی بجائے اس اجر و ثواب پر غور کیا کرے جو اللہ تعالیٰ اس مصیبت پر صبر کرنے کی صورت میں اسے عطا فرمائے گا ایک روایت میں ہے کہ جب یہ مصیبت پر صبر کرنے والا شخص قیامت کے روز صبر کے اجر و ثواب کو دیکھے گا تو سوچے گا کاش اس کے تمام عزیز و اقارب اس سے پہلے فوت ہو جاتے کہ میں صبر کرنے پر زیادہ اجر و ثواب کا مستحق پاتا۔ مصیبت درحقیقت اللہ کی طرف سے بندے کی ایک آزمائش ہوتی ہے اگر بندہ ثابت قدمی اور صبر سے اسے برداشت کر لیتا ہے اللہ اس کے عوض بڑے اجر و ثواب سے نوازے گا۔ جیسے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے:

وَلْيَلْبِغْكُمْ بَشَنِي مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ

وَالثَّمَرَاتِ وَيُنْشِرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ

وَالْإِلَهِ رَاغِبُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَواتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۝ وَأُولَٰئِكَ

هُمُ الْمُهْتَدُونَ۔ (سورہ بقرہ ۱۵۷)

”اور ہم تمہیں آزمائیں گے۔ کچھ خوف (مسلمانوں کے) بھوک میں جہاں کرے۔“

وضو کی فضیلت

حضرت عمرو بن عسیر رحمہ اللہ روایت بیان کرتے ہیں میں شروع ہی سے بتوں سے نفرت کرتا تھا جب کہ عرب کی عام آبادی بت پرستی کی گمراہی میں پھنسی ہوئی تھی۔ میں یہ بات سن کر مکہ آیا کہ وہاں ایک شخص غیب کی باتیں بتاتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ مکہ میں ہر شخص اس کا مخالف ہے اور وہ پوشیدہ طور پر اپنی باتوں کی تبلیغ کرتا ہے۔ میں کسی نہ کسی طرح نبی کریم ﷺ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔

میں نے آپ ﷺ سے پہلا سوال کیا آپ ﷺ کون ہیں؟

رسول اللہ ﷺ نے جواب میں فرمایا ”میں نبی ہوں“

میں نے عرض کیا تمی کون ہوتا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ”نبی کے معنی ہیں اللہ کا پیغام پہنچانے والا“

میں نے عرض کیا کیا آپ ﷺ کو اللہ نے بھیجا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں“

میں نے عرض کیا آپ ﷺ کو کیا پیغام دے کر بھیجا گیا؟

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کو ایک مانیں۔ کسی کو اس کا شریک نہ مانیں۔ بتوں کو توڑ دیں اور

صدر جمعی اختیار کریں۔

میں نے عرض کیا اب تک کون سے لوگ آپ ﷺ کی بات مان کر آپ ﷺ کے

ساتھ ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا ایک آزاد شخص ہے اور ایک غلام (اس وقت تک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تھے)

میں نے عرض کیا میں بھی اسلام قبول کرتا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا ”ابھی تم اس کا اظہار نہ کرو کیونکہ یہ مصائب تم نہ نصیب ہو گئے۔ آپ

مکہ واپس چلے جاؤ جب دیکھو کہ مجھے اللہ نے کچھ غلبہ عطا کر دیا ہے اس وقت آ جاؤ۔“

عسیر رحمہ اللہ (راوی) کہتے ہیں اس وقت تک اسلام قبول کرنے والوں میں میں چوتھا۔ دی تھا میں اس وقت مکہ واپس چلا گیا۔ پھر میں نے سنا رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ آ گئے ہیں۔ میں مدینہ پہنچا اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

میں نے عرض کیا آپ ﷺ مجھے پہچانتے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا تم مکہ میں میرے پاس آئے تھے نہ؟

میں نے عرض کیا ”ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ“ مجھے بھی ان باتوں کی تعلیم فرمائیں جو اللہ نے آپ ﷺ کو بتائی ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا صبح فجر کی نماز پڑھو اور اس کے بعد اس وقت تک کوئی نماز نہ پڑھو جب تک سورج طلوع ہو کر دو نیزہ (تقریباً تین یا چار میٹر) کے برابر اوپر نہ آ جائے۔ (کیونکہ سورج شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کافر اور سورج کے بیماری اسے سجدہ کرتے ہیں) دو نیزہ کے برابر سورج اوپر اٹھ جائے اس وقت تم نماز پڑھ سکتے ہو۔ پھر زوال کے وقت نماز نہ پڑھو اس وقت جہنم میں ایندھن ڈالا جاتا ہے۔ زوال کا وقت ختم ہو جائے اور ہر چیز کا سایہ نیچے اتر جائے تب ظہر کی نماز پڑھو۔ پھر عصر کا وقت ہونے پر عصر کی نماز پڑھو۔ عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک کوئی نماز نہ پڑھو کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے گزر کر غروب ہوتا ہے۔

عسیر (کہتے ہیں) میں نے عرض کیا مجھے وضو کرنے کا طریقہ بتائیے۔

آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص وضو کرے۔ اسے چاہیے کہ پہلے گھٹائی اپنے دونوں ہاتھ دھوئے۔ پھر کلی کرے ناک صاف کرے اس طرح پانی کے ساتھ اس کے گناہ بھی دھل جاتے ہیں۔ پھر اللہ کے بتائے ہوئے طریقہ (ترتیب کے مطابق) چہرہ دھوئے پانی کے ساتھ اس کے ہاتھ دھوئے گناہ دھل جائیں گے۔ پھر اللہ کے حکم (ترتیب) کے مطابق کہنوں تک ہاتھ دھوئے ان کے ہاتھوں کے گناہ انگلیوں کے پوروں سے پانی کے ساتھ دھل جائیں گے۔ پھر اللہ کے حکم (ترتیب) کے مطابق سر کا مسح کرے اس طرح سر کے سارے گناہ بالوں کے کناروں سے جہز بائیں گے۔ پھر اللہ کے حکم (ترتیب) کے مطابق نگوں سمیت ہاتھ دھوئے پوروں کی انگلیوں کی طرف سے پوروں کے سارے گناہ دھل جائیں گے۔ پھر کھڑا ہو کر (نماز کی نیت باندھ کر) اللہ سے دعا کرے اور دو رکعت نماز ادا کرے۔ وہ گناہوں سے اس طرح پاک اور صاف ہوگا۔ جیسے آٹا ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔“

دشمن (شیطان) سے بچاؤ کے لیے مضبوط قلعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں دو عمل بتا رہا ہوں جس کی بدولت اللہ (بندے کی) خطائیں معاف کر دیتا ہے۔ اور آخرت میں درجات بڑھا دیتا ہے۔ تمام اعضائے وضو پر پوری طرح پانی بہا کر وضو کرنا۔ مصیبت پر صبر کرنا۔ زیادہ دور سے مسجد میں (جماعت سے) نماز ادا کرنے کے لیے آنا۔ ایک (فرض) نماز ادا کرنے کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ یہ دشمن (شیطان) سے بچاؤ کے لیے سب سے زیادہ مضبوط چارہ دھاری یعنی محفوظ قلعہ ہے۔

صفائی کی برکت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جس نے پاک جسم کے ساتھ پاک لباس میں رات گزاری خواہ وہ رات میں گھڑی بھر کے لیے بھی نہ جاگا ہو (یعنی عبادت نہ کی ہو) مگر اس کے ساتھ رہنے والا فرشتہ اللہ سے اس کی سفارش کرتا ہے اے اللہ اپنے قلاں بندے کو بخش دے وہ رات بھر پاک صاف رہا ہے۔"

حضرت عمران ابن ابان روایت کرتے ہیں میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے انہوں نے (پہلے) اپنے دونوں ہاتھوں پر (پانیوں تک) پانی بہا دیا اور دھویا۔ تین مرتبہ۔ تین مرتبہ کلی کی۔ تین مرتبہ پانی ڈال کر ناک صاف کی۔ تین مرتبہ چہرہ دھویا۔ تین مرتبہ ایساں ہاتھ کبھی سمیت دھویا اور اسی طرح تین مرتبہ بایاں ہاتھ کبھی سمیت دھویا۔ سر کا مسح کیا پھر دونوں پیر (پہلے دایاں پھر بایاں) ٹخنوں سمیت دھوئے۔ اور اس کے بعد فرمایا میں نے دیکھا تھا رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح وضو کیا جیسے میں نے یہ وضو کیا ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا "جس نے اس طرح وضو کیا جیسے میں نے کیا ہے اور پھر اس نے دو رکعت نماز ادا کر لی اور اس دونوں (وضو اور نماز) کے درمیان کوئی دوسری (دنیاوی) بات نہ کی اس کے سارے اعمال اچھے ہو چکے گناہ معاف ہو گئے۔"

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ہمیشہ ثابت قدم رہو گو کہ یہ بہت محنت طلب کام ہے اور تمہیں یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ تمام اعمال میں سب سے بہتر عمل نماز ہے اور وضو کی حفاظت مومن ہی کر سکتا ہے۔"

آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ "وضو کی حفاظت مومن ہی کر سکتا ہے" اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ با وضو رہنا مومن کے خصائص و اہل میں شامل ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ مومن (سچا مسلمان) ہمیشہ با وضو رہے۔ دن بھی با وضو رہنے کی حالت میں گزرے اور رات کو بھی وضو کے ساتھ سوئے۔ جس نے ایسا کر لیا اس سے اللہ محبت کرے گا اور وہ فرشتے بھی اس سے محبت کریں گے جو اس کی حفاظت پر اللہ کی طرف سے مقرر کئے گئے ہیں اور ایسا شخص ہمیشہ اللہ کی حفاظت میں اور امن سے رہے گا۔

توریت میں وضو کی برکت و فضیلت کا ذکر

مصنف ابواللیث سرقندی کہتے ہیں یہ واقعہ میرے دل پر مرحوم نے مجھ سے بیان کیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو خانہ کعبہ کا عداغ تیار کرانے کے لیے مصر بھیجا تھا۔ یہ صحابی رضی اللہ عنہ جب شام پہنچے اور وہاں قیام کیا قریب ہی ایک حرم (یہودی عالم) کا مکان تھا۔ یہ کچھ علمی معنویات کے لیے اس کے گھر کی طرف چند بیٹے حرم نے انہیں دیکھ کر اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا۔ یہ باہر کھڑے دروازہ کھلنے کا انتظار کرتے رہے۔ کافی دیر کے بعد دروازہ کھل گیا اور اس کو اندر بلا لیا گیا۔ انہوں نے اس یہودی عالم سے پوچھا "تم نے دروازہ کیوں بند کر لیا تھا۔ اس نے بتایا میں نے توریت میں پڑھا ہے خداوند تعالیٰ نے حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ کو کہا تھا موسیٰ! جب تمہیں کسی حکمران یا حکومت کے کسی کارندے سے خوف محسوس ہو تم اور تمہارے گھر والے وضو کر لیا کرو وضو کر لیتا ہے وہ میری (اللہ کی) امان و حفاظت میں آ جاتا ہے۔" چنانچہ ہم سب گھر والوں نے آپ سے ڈر کر وضو کیا اور نفل پڑھے اور پھر دروازہ کھولا کہ اب ہم اللہ کی امان میں ہیں۔ اور آپ کو دیکھ کر ہمیں جو خوف محسوس ہوا تھا وہ ختم ہو چکا ہے۔

وضو بہت اہم چیز ہے وضو کرنے والے کو چاہیے کہ وضو شروع کرتے وقت "بسم اللہ" پڑھے۔ "اللہ" میں توبہ استغفار کرتا رہے کیونکہ وضو کرنے سے انسان کے بہت سے گناہ دھل جاتے ہیں۔ وضو پوری طرح سنوں طریقہ کے مطابق کرے ہر عضو تین تین بار دھوئے۔ تین بار کلی کرے تین بار ناک میں پانی ڈالے اور صاف کرے۔ کلی کرنے سے جھوٹ اور غیبت کے گناہ ختم ہو جاتے ہیں۔ چہرہ دھوئے سے نظر کا گناہ ختم ہو گیا۔ اسی طرح ہر عضو کا گناہ ختم ہو جاتا ہے۔ وضو سے فارغ ہونے کے بعد فرمان کے مطابق جس بندہ مومن نے وضو کے بعد یہ کلمات پڑھے

سبحانک اللہم وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت استغفرک و
الوب الیک

”اے اللہ تو ہر عیب سے پاک ہے تو ہی ہر طرح کی تعریف کا مستحق ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں“

یہ کلمات مہر لگا کر عرش کے نیچے رکھ دیے جاتے ہیں اور قیامت کے روز اللہ کی بارگاہ میں پیش کئے جائیں گے۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ و اشھد ان محمداً عبده و رسوله
”میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں“

وضو کے بعد ان کلمات کے پڑھنے والے کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں وہ جس سے چاہے اندر چلا جائے۔

ابو درداء روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

”جس نے بحالت ایمان یہ پانچ عمل کر لئے وہ جنت میں داخل ہوگی

۱۔ با وضو اور خشوع و خضوع کے ساتھ پابندی سے وقت پر نماز ادا کرنا۔

۲۔ خوشی سے اللہ کے حکم کے مطابق اپنے مال کی رکوع ادا کرنا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا ”یہ کام پوری دیانتداری سے ایک سچا مسلمان ہی کر سکتا ہے۔“

۳۔ رمضان کے روزے رکھنا۔

۴۔ استطاعت ہو تو حج کرنا۔

۵۔ امانت ادا کرنا۔

حضرت ابو درداء سے لوگوں نے پوچھا ”امانت“ سے کیا مراد ہے؟

حضرت ابو درداء نے جواب دیا ”امانت“ سے مراد ”حسب جنتا ہے“ (نا پاک ہو تو حسب کرے) کیونکہ ناپاک آدمی کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا ”تم کیا عمل کرتے ہو میں نے معراج کی شب جنت میں تمہارے جوتوں کی آواز سنی تھی؟“

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بتایا میں دن یا رات میں جب بھی وضو کرتا ہوں۔ کچھ نفل ادا کر لیتا ہوں۔

ایک دوسری روایت میں ہے جب بھی میرا وضو ٹوٹتا ہے وضو کر لیتا ہوں اور دو رکعت نفل

ادا کر لیتا ہوں۔

پانچ نمازیں

حضرت حسن روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

”پانچ نمازوں کی مثال یہ ہے جیسے کہ تمہارے گھر کے سامنے ایک پانی سے

پوری طرح بریز نہا رہتی ہے تم اس میں پانچ مرتبہ غسل کرتے ہو۔ کیا تمہارے جسم

پر کوئی میل باقی رہ جائے گا۔“

یعنی پانچ نمازیں اس کے تمام مغیرہ من ہوں کو دھو دیاں گی۔ لیکن یہ اسی وقت ہو سکتا ہے

جب نماز کو اس کے پورے آداب کے ساتھ پاک صاف اور سنت کے مطابق وضو کر کے خشوع

و خضوع اور تمام ارکان نماز کو پوری طرح اطمینان و تسلی سے ادا کیا جائے۔ جیسا کہ بعض احادیث

میں مذکور ہے کہ جلدی جلدی اور بے اطمینانی سے رکوع و سجود کرنے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ہم حضور ﷺ کی مجلس میں بیٹھے تھے۔ اسی دوران

ایک شخص آیا۔ نماز ادا کی اور نماز کے بعد دو بھی مجلس میں آیا سلام کیا۔ بیٹھنا چاہتا تھا کہ حضور ﷺ

نے اس سے فرمایا جاؤ نماز پڑھ کر آؤ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ واپس آیا۔ نماز پڑھی پھر آ گیا۔

آپ ﷺ نے پھر فرمایا جاؤ نماز پڑھ کر آؤ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس طرح دو یا تین مرتبہ اس

سے آپ ﷺ نے فرمایا:

آخر اس شخص نے عرض کیا حضور ﷺ! فرمائیں میری نماز میں کیا کمی ہے جو میں پوری

نہیں کر رہا ہوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کسی کی نماز مکمل نہیں ہوتی جب تک اللہ کے

حکم (ترتیب) کے مطابق وضو نہ کرے۔ چہرہ دھوئے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے سر کا مسح

کے اور ٹخنوں سمیت دونوں پیرو دھوئے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر نماز کی نیت با دھوئے حمد و ثناء پڑھے

اور آیت سے جتنا حصہ پڑھ سکتا ہو۔ پڑھ لے۔ پھر اطمینان سے رکوع کرے۔ رکوع میں اپنے

ہاتھ کی ہتھیلیاں کھٹکوں پر رکھے۔ اتنی دیر کہ جسم کا ہر جوڑ پوری طرح سکون محسوس کرے۔

پھر سمیع اللہ لمن حمدہ“ کہتا ہوا کھڑ ہو جائے اس طرح کہ سر سیدھی ہو جائے اور ہر جوڑ

بہل جائے ایسے آجائے۔ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے۔ سجدہ میں اپنے چہرے کو پوری طرح

زمین پر رکھ دے اور اتنے اطمینان سے سجدہ کرے کہ جسم کا ہر جوڑ پر سکون ہو جائے۔ پھر خدا پر کھینچا ہوا سجدے سے اٹھے اور اطمینان سے اس طرح بیٹھے کہ کمر سیدھی رہے۔
(راوی کہتے ہیں) اس طرح آپ ﷺ نے چاروں رکعتوں کی تفصیل سمجھائی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "تم وہ بیاں کر دو باتوں کے بغیر نماز پوری طرح ادا نہیں ہوتی۔"
ہذا ہر نماز کی کوچا ہے کہ نماز پڑھتے وقت ان سب باتوں کا غلط رکھے۔ رکوع و سجدہ اطمینان سے کرے بلکہ نماز کے تمام ارکان کامل سکون و اطمینان سے ادا کئے جائیں۔ تاکہ ہماری نماز کو تہتوں کرے اور یہ نماز ہماری لغزشوں اور غلطیوں کی معافی کا ذریعہ بنے۔

حضرت حارث رحمۃ اللہ علیہ (حضرت عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے خاام) روایت کرتے ہیں ایک روز ہم حضرت عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ مومن نے ان دنوں حضرت عثمان رحمۃ اللہ علیہ نے پانی منگا کر وضو کیا اور وضو کے بعد فرمایا میں نے دیکھا ہے رسول اللہ نے اسی طرح وضو کیا اور اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اس طرح وضو کیا جیسے میں یہ وضو کیا ہے پھر ظہر کی نماز ادا کی اس کے دو تمام (صفیرہ) گناہ معاف ہو گئے جو فجر اور ظہر کی نمازوں کے درمیان کے وقت میں ہوئے تھے۔ اس کے بعد (عصر کے وقت) عصر کی نماز ادا کی تو وہ گناہ معاف ہو گئے جو ظہر اور عصر کے درمیان اس سے صادر ہوئے تھے۔ پھر مغرب کی نماز ادا کی تو وہ سب گناہ معاف ہو گئے جو عصر اور مغرب کے درمیان ہوئے تھے۔ پھر عشاء کی نماز ادا کی تو وہ سارے گناہ بخشے گئے جو عشاء اور مغرب کی نمازوں کے درمیان وقت میں ہوئے سرزد ہوئے تھے۔ یہ وہ نیک اعمال ہیں جو برائیوں کو ختم کر دیتے ہیں۔"

صحابہ نے عرض کیا ان کے علاوہ اور کوئی نیکیاں ہیں؟

فرمایا: "سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم"

"پاک و بے عیب ہے اللہ کی ذات۔ ہر طرح کی تعریف اللہ کے واسطے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ ہر طرح کی طاقت و قوت اللہ کی طرف سے عطا ہوتی ہے جو عظیم و برتر ہے۔"

تہا نماز پڑھنے کے مقابلہ میں باجماعت نماز پڑھنے کا ثواب پچیس گنا زیادہ ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جو کل (قیامت کے روز) مسلمان کی حیثیت سے اللہ کے رو برو پیش ہونا چاہتا ہے۔ ان فرض نمازوں کو وقت پر پابندی سے ادا کرے جن کے واسطے اذان دے کر بلایا جاتا ہے۔ اللہ نے اپنے نبی کو ہدایت کے طریقے عطا فرمائے تھے یہ نمازیں بھی ان طریقوں میں شامل ہیں اگر تم مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کی بجائے اپنے گھر میں الگ نماز پڑھنے لگو گے جیسے کہ جماعت سے پیچھے رہ جانے والا فلاں شخص تھا اپنے گھر میں نماز پڑھا لیتا ہے تو تم اپنے نبی ﷺ کی سنت کو چھوڑ بیٹھو گے اور اگر تم نے اپنے نبی ﷺ کی سنت کو چھوڑ دیا تو امر ہو جاوے گا۔ ہم نے دو زمانے دیکھے ہیں کہ مار باجماعت سے ایک منافق شخص ہی پیچھے رہ سکتا تھا اور ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ ایک کمزور یا بیمار آدمی کو دو دن سہارا دے کر راتے اور صبح میں کھڑا کر دیتے تھے۔ جو شخص سنت طریقہ کے مطابق وضو کر کے باجماعت نماز کے لیے کسی مسجد میں جاتا ہے، اللہ اس کے ہر قدم پر ایک نیکو لکھ دیتا ہے، اس کا ایک درجہ بڑھا دیتا ہے اور ایک گناہ معاف کر دیتا ہے۔ ہم نیکیوں کے لالچ میں چھوٹ چھوٹے قدم رکھتے ہوئے مسجد کی طرف چل کر رہتے تھے۔ تہا نماز پڑھنے کے مقابلہ میں جماعت سے نماز پڑھنے کا ثواب پچیس گنا زیادہ ہے۔"

حضرت جابر ابن عبداللہ روایت کرتے ہیں ہمارا مکان مسجد سے دور تھا در مسجد کے قریب ہمارا ایک خالی چٹا تھا ہم نے سوچا اپنی رہائش کے لیے یہاں مکان بنالیں تو آسانی سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لیا کریں گے۔ آپ ﷺ کو ہمارے روئے کا پتہ چلا تو آپ ﷺ ہمارے محلہ میں پہنچے اور فرمایا:

"اے نبی سلمہ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ مسجد کے قریب اپنی رہائش منتقل کرنا چاہتے ہو۔ تم اپنے انہیں گھروں میں رہو۔ نماز کے لیے تمہارے جتنے قدم اٹھتے ہیں ان پر نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔"

حضرت جابر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس کے بعد ہم نے پھر کبھی ادھر منتقل ہونے کی خواہش نہ کی۔ حضرت انس ابن مالک روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جس نے چالیس روز اس طرح باجماعت نماز ادا کی کہ اس کی کسی نماز کی کوئی رکعت نہ چھوٹی اللہ اسے دوزخ میں نہیں بھیجے گا اور اس کے دل کو منافقت سے محفوظ رکھے گا۔"

خشوع و خضوع والی نماز

حضرت عباد بن مسامت روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

”جس نے پوری طرح (مسنوں طریقہ کے مطابق) خضوع پھر نماز کے لیے کھڑا ہوا اور سکون و اطمینان سے خشوع و خضوع کے ساتھ رکوع، سجدے کئے اور قرأت کی نماز اسے کہتی ہے تو نے میری حفاظت کی اللہ تجھے ہر (جدا سے) محفوظ رکھے۔ پھر وہ نماز آسمانوں پر لے جاتی جاتی ہے اس میں سے روشنی اور نور کی شعاعیں نکل رہی ہوتی ہیں۔ آسمانوں کے دروازے کھلتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے کی جاتی ہے۔ وہاں پہنچ کر وہ اپنے ادا کرنے والے نمازی کی سفارش کرتی ہے اور جس نے سب تو جہی سے نماز کو ضائع کیا نہ قرأت تسبی سے کی نہ رکوع اور سجدے اطمینان سے کئے۔ مگر اس سے کہتی ہے تو نے مجھے برباد کیا ہے اللہ تجھے برباد کرے۔ وہ آسمانوں کی طرف لے جاتی جاتی ہے۔ مگر اس کے واسطے آسمان کے دروازے نہیں کھلتے۔ وہاں سے پرانے کپڑے کی طرح پھینک کر اس نماز کے ادا کرنے والے کے سر پر باردی جاتی ہے۔“

حضرت حسن بن سہرورایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

”میں تمہیں یہ بتا دوں کہ سب سے بڑا چور کون ہے؟“

صحابہ نے عرض کیا ضرور بتائیے۔

آپ ﷺ نے فرمایا ”وہ جو نماز میں چوری کرتا ہے۔“

صحابہ نے عرض کیا ”خضوع“ وہ کیسے چوری کرتا ہے؟“

آپ ﷺ نے فرمایا (وہ اس طرح چوری کرتا ہے) ”وہ رکوع اور سجدے پوری تسبی اور

اطمینان سے ادا نہیں کرتا۔“

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نماز تراویح کے پڑھنے میں تو بے چارے والے سوئے

کی طرح ہے۔ پورا سوراوہ گے ہری قیمت (ثواب) لوگے اور کی ترے وے کے بارے میں

تنبیہ معلوم ہے جو کچھ اللہ نے سورہ مطفقین (پارہ ۳۰) میں فرمایا ہے۔ یعنی ہلاکت و بربادی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

”مناقیق پر دو نمازیں بڑی شرف و تزیین ہیں لیکن“ انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ ان کا

ثواب کتنا ہے۔ وہ ہفتوں کے بل چل کر بھی مسجد پر نہ آئیں۔“

حضرت بریدہ انکی روایت بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

”امیر کی رات میں نماز باجماعت کے لیے مسجد میں آنے والوں کو خوشخبری سنو اور

قیامت کے دن وہ روشنی میں ہوں گے۔“

نماز باجماعت سے پیچھے رہنے والے

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

”میں نے رادہ کیا تھا کہ کسی کو نماز باجماعت ادا کرانے کے لیے سب سے پہلے اور خود چند

نوجوانوں کو ساتھ لے کر جن کے سروں پر جلنے والی ٹکڑیوں کے ٹکسے ہوں اس لوگوں

کے گھر میں آگ لگا دوں جو اذان سن کر بھی نماز کے لیے مسجد میں نہیں آتے۔“

حضرت عباد بن مسامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

”اللہ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جس نے انہیں پوری توجہ سے

ادا کی اور کوئی چیز معمولی سمجھ کر نہ چھوڑی اللہ کا اس سے وعدہ ہے اسے جنت میں

داخل کرے گا اور جس نے نماز کو معمولی چیز سمجھ کر چھوڑ دیا اللہ پر اس کی کوئی ذمہ

داری نہیں چاہیے اسے بخش دے اور چاہے عذاب دے۔“

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کا مطلب یہ بتاتے ہیں کہ اس میں ذکر سے مراد فرض

نمازوں کی جماعت سے ادائیگی ہے۔

”رجل لا تلہم نحرارة ولا بیع عن ذکر اللہ“ (سورہ نور ۳۷)

”یہ دو لوگ ہیں جن کو تجارت و خرید و فروخت کی مصروفیت اللہ کی یاد سے غافل

نہیں کرتی۔“

اور اس آیت میں عشاء کی نماز کی جماعت میں حاضری مراد ہے۔

”تفحافی جو بہم عن المصاحف“

”ان کے پاس غلاب کا دوس (ستران) و چھوڑ کر بیٹھتے ہوتے ہیں۔“

ہر حالت میں اللہ کی حمد و ثنا اور شکر کرنے والے

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں قیامت کے روز جب تمام جن و

انسان یہ میدان میں (میدان محشر میں) جمع ہوں گے اور سب قطرہ رقیقہ درجہ کھڑے

ہوں گے ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا آج تمہیں معلوم ہوگا کہ معزز لوگ کون ہیں پھر دو کئے گا وہ لوگ سامنے آئیں جو ہر حالت میں ہند کی حمد و ثنا کرتے رہتے تھے۔ ایسے لوگ سامنے آئیں گے انہیں جنت کی طرف روانہ کر دیا جائے گا۔ پھر اعلان ہوگا۔ آج سب کو معلوم ہو جائے گا کہ عزت و احترام کے مستحق کون ہیں۔

راتوں کو تہجد پڑھنے والے

وہ لوگ سامنے آئیں جو اپنے نرم و گرام، ستروں کو چھوڑ کر راتوں کو عبادت کیا کرتے اور اپنے رب کو امید و نیک کی حالت میں پکارا کرتے اور اس سے اپنی مغفرت کی دعائیں کیا کرتے تھے۔ ایسے لوگ سامنے آئیں گے۔ انہیں بھی جنت کی طرف روانہ کر دیا جائے گا۔

تجارتی و دیگر کاروباری مصروفیت کے باوجود نماز یا جماعت کے پابند تیسری مرتبہ پھر اعلان ہوگا وہ لوگ سامنے آئیں جنہیں اس کی کاروباری مصروفیات اور تجارتی خرید و فروخت کی مشغولیتیں اللہ کے ذکر اور نماز سے غافل نہیں کر سکتی تھیں۔ ایسے لوگ سامنے آئیں گے انہیں جنت میں بھیج دیا جائے گا۔

ظالم لوگ

جب نیک لوگوں کی یہ تینوں جماعتیں جنت میں اپنے اپنے ٹکڑوں پر پہنچ جائیں گی۔ دور رخ سے ایک لمبی گردن نکلے گی جس کی دوا ٹکھیں ہوں گی دو کبے کی مجھے ان تین قسم کے لوگوں کو جہنم چھانٹ کر نکالنے کا حکم دیا گیا ہے جو دنیا میں ہر وقت لوگوں پر ظلم و ستم کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ وہ ایسے لوگوں کو اس طرح جس جن کر اٹھائے گی جیسے پرندہ دونوں کو چھتا ہے اور دور رخ میں چھٹکتی رہے گی۔

اللہ کے رسول کی راہ میں روڑے اٹکانے والے

پھر دوبارہ اعلان کرے گی مجھے ۱۱ لوگوں کو جہنم چھانٹ کر نکالنے کا حکم دیا گیا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کو ستایا کرتے تھے اور ساتھ ہی ایسے لوگوں کو جنہیں چن کر نکال کر دور رخ میں چھٹکتی رہے گی۔

تصویر بنانے اور فروخت کرنے والے

پھر دوسری مرتبہ (ایک ابوالمہاجر رومی کے مطابق) پھر یہ اعلان کرے گی۔ مجھے ان لوگوں کو پکڑنے کا حکم دیا گیا ہے جو دنیا میں تصویریں بنانے یا ان کی تجارت کا کاروبار کرتے تھے۔ ان قیوں طرح کے لوگوں کو جن جن کا انھیں لینے کے بعد وہ گردن واپس جہنم میں چلی جائے گی اس کے بعد اہل جنت کو جنت میں بھیج دینے اور دوزخیوں کو دوزخ میں جھونک دینے کے بعد دوزخ کے اعمال تائے کھولے جائیں گے اور لوگوں کو حساب دینے کے لیے بلایا جائے گا۔

شیطان انسان کو نماز چھوڑنے اور جھوٹی قسم کھانے کی ترغیب دیتا ہے

مشہور ہے ابتداء زمانہ میں ابلیس (سب سے بڑا شیطان) دوں کو نظر آتا تھا۔ ایک شخص نے اس سے کہا میں تیرے جیسا بننا چاہتا ہوں اس کے لیے کیا طریقہ اختیار کروں؟ ابلیس نے کہا آج تک کسی انسان نے مجھ سے اس خواہش کا اظہار نہیں کیا کہ وہ میرے جیسا بننا چاہتا ہے۔ آخر تو کیوں ایسا چاہتا ہے؟ اس شخص نے کہا بس مجھے تیرے جیسا بن کر رہنا پسند ہے۔ ابلیس نے کہا اگر یہ بات ہے تو تو نماز کی ادائیگی میں سستی کیا کر اور قسم کی پابندی تیرے سے ضروری نہیں جھوٹی قسمیں کھاتا رہا کر۔ اس شخص نے ابلیس کو جواب دیا میں تو اللہ سے نماز ترک نہ کرنے اور جھوٹی قسم نہ کھانے کا عہد کر چکا ہوں اس پر ابلیس نے جھاکر کہا اس طرح حیل بازی سے آج تک مجھ سے کسی نے نہیں بات کی تھی۔ میں بھی آج سے عہد کرتا ہوں کبھی کسی انسان کو کوئی نصیحت نہیں کروں گا۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ محترم وہ ہے جو سورج اور چاند کے طلوع و غروب پر نظر رکھتا ہے یعنی نماز کے اوقات اور مہینوں اور چاند کی تاریخوں کا نذر (خیال) رکھتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کیا اس سے مراعات حضرت ہیں؟ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اس سے ہر وہ مسلمان مرا ہے جو نماز کے اوقات اور دوسری عبادات کو یاد رکھتا ہے۔

نماز کی اہمیت و فضیلت

حضرت جعفر ابن محمد اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا اور چارے فرشتوں کا پسندیدہ فعل ہے۔ معرفت کا نور ہے۔ اس پر کیا مرد و عورت کی قیامت کا دن ہوگا؟ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ سے

نمازی کے رزق میں برکت ہوتی ہے۔ انسانی بدن کی صحت کو وسیع ہے۔ دشمن کے خلاف تعمیر ہے۔ شیٹ لوں کی شریکوں۔ محفوظ رہنے کا طریقہ ہے۔ نسان اور ملک الموت کے درمیان سفرائی ہے قبر میں روش قدمیں (رہتشی کا باب) قبر کی تخت زمین میں برم ستر قبر میں حساب کے لیے آنے والے فرشتوں (مکثر تکیر) کو نسان کی طرف سے جواب دینے والا ایذا اور قیامت تک کے حیات قبر میں انسان کا ہمدرد دوست ہے۔ نماز قیامت کے پہلے ہوئے دن میں اپنے پڑھنے والے پر سایہ کے ہوگی۔ اس کے سر کا تاج بن جائے گی۔ اس کے جسم کا لباس بن جائے گی۔ تاریکیوں میں نمازی کے سامنے روشنی بن کر دوڑے گی۔ نمازی اور دوزخ کے درمیان پروردگار بن جائے گی۔ اللہ کے روبرو پیش ہوتے وقت نمازی کی وکیل بن جائے گی۔ میزائل میں سب غفلتوں سے زیادہ اور نماز کا ہوگا۔ بل صراط سے نمازی کو سانی اور تیزی گزرے جائے گی اور نماز ہی جنت کی چابی ہے۔ کیونکہ نماز تہتر اپنے رب کی تسبیح و ثناء ہے اس کی پاکیزگی کا اس کی عظمت کا اظہار قرآن کی تلاوت اور دعاؤں کا عمل ہے اور سب سے بڑا عمل وقت پر نماز پڑھنا ہے۔

قیامت کے روز سب سے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا

حضرت حسن بصری روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ فرمایا

”قیامت کے روز انسان سے سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر نماز کے حساب میں کامیابی ہوئی۔ بعد کا تمام حساب آسان ہو جائے گا۔ اگر اس میں کوئی مہموں فراموشی یا بھول چوک سے کمی رہ گئی ہو تو وہ کسی نفعی عبادت سے پوری کر دی جائے گی اور اس سے تمام اعمال کے حساب میں اسی طرح رعایت ہوتی جائے گی۔“

کہا جاتا ہے جس نے پانچ فرض نمازوں کی باجماعت عمر بھر پابندی کر لی۔ اللہ اسے یہ پانچ نعم عطا فرمائے گا

۱۔ اسے دنیا میں روزی کی تنگی نہ ہوگی۔

۲۔ اسے قبر میں عذاب نہیں ہوگا۔

۳۔ قیامت کے روز اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا (ایسے لوگوں کا حساب آسانی سے ہوگا)

۴۔ بل صراط سے بنگلی کے کوند نے کی طرح نر جائے گا۔

نماز میں سستی کرنے والوں کی مصیبت

اور جس نے پانچ فرض نمازیں جماعت سے پڑھنے میں سستی کی اللہ سے ان بارہ مصیبتوں میں ہتھ کر دے گا جن میں سے تین رنگی میں اور تین موت کے وقت تین قبر میں اور تین قیامت کے دن پیش آئیں گی۔

تین دنیا میں پیش آنے والی مصیبتیں

۱۔ اس کے روزگار اور رزق سے برکت اٹھ جائے گی۔

۲۔ اس کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا۔

۳۔ اس کے چہرے کی رونق ختم ہو جائے گی اور ہر شخص اس سے نفرت کرنے لگے گا۔

موت کے وقت کی مصیبتیں

موت کے وقت دو (۱) پیاسا ہوگا (۲) جھوکا ہوگا (۳) اس کی جان سختی سے گان جاے گی۔

قبر کی مصیبتیں

(۱) مکثر تکیر سوال و جواب میں سختی سے پیش آئیں گے۔ (۲) قبر میں اندھیر ہوگا

(۳) قبر ٹٹک ہو جائے گی۔

قیامت کے دن کی مصیبتیں

• (۱) حساب سختی سے ہوگا۔ (۲) اللہ کی ناراضگی کا سامنا ہوگا۔ (۳) دوزخ میں داخل کر غلاب دیا جائے گا۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے اسی مفہوم کی ایک حدیث رسول اللہ ﷺ سے بھی بیان کی ہے۔ حضرت مجاہد روایت کرتے ہیں ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا آدھی رات بھر تہجد پڑھتا ہے۔ دن میں روزہ رکھتا ہے۔ مگر نہ جمعہ کی نماز میں شریک ہوتا ہے۔ نہ شیخ وقت نماز میں جماعت سے لگا کر کتابے وہ کہاں ہوگا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا وہ جہنم میں ہوگا۔

سوال کرنے والا ایک مہمہ تک اس سے یہی سوال پوچھتا رہا وہ یہی جواب دیتا رہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک زمانہ یہ بھی آئے گا جب اسلام کا عہد نامہ باقی رہے گا اور قرآن کے صرف الفاظ روح میں گئے۔ (لوگ صرف الفاظ پڑھتے رہیں گے معافی

نہیں دینی کوشش نہیں کریں گے۔)

علماءِ سوء کے باعث مساجد ہدایت کی روشنی سے خالی ہوں گی

مسجدیں بظاہر لوگوں سے بھری نظر آئیں گی۔ مگر وہاں سے کسی کو ہدایت نہیں ملے گی۔ اس وقت کے مباحثوں کے مدعیوں کو ہوں گے۔ دو فتنے نمایاں گئے اور خود ہی ان فتنوں میں جتنے رہیں گے۔

نماز مصیبت سے چھٹکارے کا ذریعہ

حضرت وہب بن منبہ جہاں کہتے ہیں پہلے زمانے میں اللہ سے اپنی حاجات و ضروریات طلب کرنے کا سب سے بہتر طریقہ نماز ہی رہا ہے اور بڑی بڑی مصیبتیں نماز کی بدست ہی نہا کرتی تھیں۔ جب کسی پر کوئی مصیبت پڑتی وہ وہ نماز ہی کا سہارا لیتا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

فلو لا ان كان من المصحين للبعث في بطنه الى يوم بعثون

اُترود (حضرت یونس علیہ السلام) (بھاری) کی تسبیح کرنے والوں میں شامل نہ ہوتے۔ وہ

یومِ آخر (قیامت) تک اس (مچھلی) کے پیٹ میں ہی رہتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ”مصححین“ کی تشریح میں کہا یہاں ”مصححین“ مسلسل کے معنی میں استعمال ہو (یعنی گروہ نماز ادا کرنے والوں میں شامل نہ ہوتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ سے باہر نہ آتے)

حضرت حسن بھری کہتے ہیں میں خوشی میں اللہ کا ذکر اور مصائب سے اللہ کی پناہ طلب کرتے رہنا مصیبت کے وقت کام آجاتا ہے۔ ایسے لوگوں پر کوئی مصیبت آ بھی جاتی تو نہیں کوئی نہ کوئی سب رائل جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”ان کی سب سے بڑی خوش نصیبی یہ ہے کہ سے (بدنِ طرف سے) اور رکعت نماز پڑھنے کی توفیق نصیب ہو جائے۔“

حضرت محمد ابن سیرین کہتے ہیں اگر مجھے دورِ امت نماز پڑھنے اور جنت کے نذر جانے میں اختیار دیا جائے تو میں دو رکعت نماز پڑھنے کو ترجیح دوں گا۔ کیونکہ دو رکعت نماز پڑھنا بدل پسند ہے اور جنت میری اپنی پسند ہے۔

نماز فرشتوں کے بہت سے اعمال کا مجموعہ ہے

ایک روایت میں ہے جس روز اللہ نے آسمان پیدا کئے۔ ہر آسمان پر فرشتے متعین کر دیئے۔ یہ سب فرشتے اس کی عبادت میں معروف ہیں۔ ہر آسمان کے فرشتوں کی عبادت کسی دوسرے آسمان کے فرشتوں کی عبادت سے مختلف ہے۔ ایک آسمان کے فرشتے قیامت تک کے واسطے حاضر قیام میں ہیں ایک آسمان کے فرشتے رکوع کی حالت میں جھکے ہوئے ہیں۔

ایک آسمان کے فرشتے سجدے میں ہی پڑے ہیں۔ ایک آسمان فرشتے اپنے پیروں کو اٹھایا چھوڑے ہوئے اپنے پروردگار کے خوف سے کانپ رہے ہیں۔ اٹلی علییں اور عرش والے فرشتے عرشِ الہی کے گرد طواف کرتے ہوئے اللہ کی تسبیح اور حمد و ثنا کرتے اور اہل زمین کی مغفرت و بخشش کی دعا نہیں کرتے رہتے ہیں۔

مؤمن

عبادت کے یہ سب طریقے نماز میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔ جو مؤمن کے واسطے ایک عزت و اکرام کی حیثیت سے اظہار ہے اور مزید فضل قرآن کی تلاوت ہے۔ اس اہم کے حصے میں اللہ تعالیٰ انسانوں سے شکر کا مطالبہ کرتا ہے اور شکر کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ نماز کو اس کی پوری شرائط و لوازمات کے ساتھ ادا کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

والذين يؤمنون بالغيب ويقيمون الصلوة و معارفهم ينفقون

(سورہ بقرہ ۳)

”مؤمن وہ ہیں جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں نماز ادا کرتے ہیں اور ہماری عطا کردہ دولت میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں۔“

قرآن کریم میں جہاں بھی نماز کا حکم دیا گیا ہے قیام کے لفظ کے ساتھ دیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہمیشہ پابندی کے ساتھ وقت پر اور باجماعت ادا کی جائے۔

الصلاة الصلوة

(سورہ بقرہ ۴۳)

”نماز قائم کرو۔ (جمع کے صیغے کے ساتھ)

والمقيمین الصلوة

(سورہ بقرہ ۱۱۲)

”اور پابندی سے نماز ادا کرنے والے“ (یہاں بھی جمع کا صیغہ ہے)

غرض کہ جہاں بھی نماز کی ادائیگی کا حکم آیا گیا ہے وہاں قیام کا ذکر بھی ساتھ ہی آیا ہے اور یہ میخذا جمع کے ساتھ ذکر کیا گیا جس سے نماز باجماعت پر زور دینا مقصود ہے۔ یہ تمام احکام مومنوں اور مسلمانوں کے لیے ہیں۔

اس کے علاوہ جہاں منافقوں کا ذکر نماز کے ضمن میں آیا ہے۔ وہاں ان کے واسطے ”مصلین“ کا عطا استعماں ہو رہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اس سے اور حضور قلب سے ساتھ نماز ادا کرتے نہیں آتے بلکہ انھیں بھی طور پر لوگوں کو اٹھانے کے لیے کہ ہم بھی نماز کی ہیں اور مسلمان ہیں۔ نماز میں شریک ہو جاتے ہیں۔ ان کی نماز میں غلوں اور نیک نیتی نہیں ہوتی اسی لئے قرآن کریم میں ایسے لوگوں کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے۔

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ۔ (سورہ ماعون ۵۴)

”یہ نمازیوں کے واسطے بلاتوا رہی ہے جو اپنی نمازوں کو بھلا دیتے ہیں۔“
ایسے لوگوں کو نماز کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہوتا۔ یہ لوگ صرف دوسروں کو دکھانے کے لیے نمازیں پڑھتے ہیں۔ انھیں اس بات کی پروا نہیں ہوتی۔ کہ ہماری یہ نمازیں اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوں گی یا الٹی ہمارے منہ پر مار دی جائیں گی۔ بد قسمتی سے آج کل ایسے ہی لوگوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ جبکہ حقیقی معنی میں نماز ادا کرنے والے بہت کم لوگ ہیں۔ خداوند تعالیٰ ہمیں حقیقی نماز پڑھانے۔ (آمین)

بعض راویوں نے یہ روایت نقل کی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”تم میں سے بعض لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ گھبراہٹ میں نمازوں کا چوتھا یا پچواں چھوڑ دیا کرتے ہیں۔“

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کا وہی ادا کر دیا جاتا ہے۔ جسے نماز شمار ہوتا ہے جو پوری طرح توجہ اور دھیان سے ادا کیا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ”جس نے وہ رکت نماز ادا کی وہ اس سے متوجہ رکھ کر ادا کر لی وہ اس طرح گناہوں سے پاک ہو گیا جیسے اس دن تھا جب اسے اس کی ماں نے جنم دیا تھا۔“

نماز کی شرطیں (فرائض)

کچھ حضرات کا خیال ہے نماز بارہ رکن پر مشتمل ہے جنہیں اختصار کے ساتھ بارہ شرطوں یا فرض میں جمع کر دیا گیا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ ان بارہ شرطوں کا حافظہ رکھا جائے۔ ان میں سے چھ شرطیں یا فرائض نماز سے قبل ہیں اور چھ نماز کے بعد ہیں۔

نماز سے باہر کی چھ شرطیں یا فرائض

۱۔ پہلی شرط ”علم“ نماز کو یہ علم ہو کہ میں جو نماز ادا کر رہا ہوں وہ اس کی ضرورت ہے۔ فرض ہے علم سے یا نفل ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد فرمایا ہے: ”علم کے ساتھ تھوڑا عمل بھی بہ عملی کے ساتھ بہت زیادہ عمل سے بہتر ہے۔“

۲۔ دوسری شرط ہے ”وضو“ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”طہارت (وضو) کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔“

۳۔ تیسری شرط ہے لباس (ستر حرمات) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

عَلَمُوا رِبْتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔

”مسجد میں آتے وقت صاف ستھرا اور پاک لباس پہن کر آؤ۔“

اس کا مطلب ہے نماز کے وقت تمہارے جسم پر بائیں ہونا چاہیے۔

۴۔ چوتھی شرط ہے ”وقت“ نماز کا وقت ہو اللہ کا ارشاد ہے:

”الصلوة كانت على الموسی کتابا موقوتا“ (سورہ صافات ۴۳)

”مومنوں پر نماز وقت کی پابندی کے ساتھ فرض کی گئی ہے۔“

۵۔ پانچویں شرط ہے ”قید کی طرف رخ ہونا“ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”قُلْ وَجْهَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَکُمْ شَطْرَهُ“

(سورہ بقرہ ۱۴۴)

”اپنا رخ مسجد حرام (مکہ) کی طرف پھیر دو اور تم جہاں کہیں بھی ہو (نماز کے وقت) اپنا رخ اس کی طرف کر لیا کرو۔“

۶۔ چھٹی شرط ہے ”نیت“ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

”اعمال کی بنیاد نیت پر ہے ہر شخص کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔“

نماز کی اندرونی یا (داخلی) شرطیں۔ ان کو ارکان یا فرائض نماز بھی کہا جاتا ہے۔

(۱) تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کہہ کر نماز کی نیت باندھ لینا حضور کا فرمان ہے

”نماز میں داخلہ تکبیر تحریمہ سے ہوتا ہے ورنہ صوم بھیج کر نماز سے خارج ہوتے ہیں“

۲۔ قیام نماز کی دوسری داخلی شرط قیام ہے، اللہ کا ارشاد ہے:

”قُومُوا لِلّٰہِ قَنِینَ“

(سورہ بقرہ ۲۳۸)

”اللہ کے سامنے عاجزی (و نیاز مندی) سے کھڑے ہو جایا کرو۔“

۳۔ قرأت۔ نماز کی تیسری داخلی شرط قرأت۔ یعنی قرآن کا جتنا حصہ آسانی سے پڑھ سکے گا پڑھ لے۔ حکم ہے:

”لَقُرْءُوا مَا تيسرو من القرآن“

”قرآن کا جتنا حصہ آسانی سے پڑھ سکتے ہو۔ پڑھ لو۔“

۴۔ رکوع۔ چوتھی داخلی شرط رکوع ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

”واذکعوا“

(سورہ حج ۷۷)

”اور رکوع کرو۔“

۵۔ سجدہ پانچویں داخلی شرط سجدہ ہے قرآن کریم میں اللہ کا ارشاد ہے

”واستعجذوا“

(سورہ حج ۷۷)

۶۔ قعدہ نماز کی چھٹی داخلی شرط قعدہ ہے نماز کی آخری رکعت کے سجدہ کرنے کے بعد ہند۔ تشہد بیٹھنا۔

ان بارہ خارجی اور داخلی شرائط کے مکمل ہونے پر اس عملِ صلوٰۃ کے آخر میں اخلاص کی مہر لگنا ضروری ہے کہ یہ عمل نیک نیتی اور دل کے خلوص کے ساتھ صرف اللہ کی رضا کے لیے کیا گیا ہے۔ کیونکہ اللہ کا فرمان ہے

”لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین“

”دین (اسلام) میں اپنے (دل کے) خلوص (نیک نیتی) کے اظہار کے لیے اللہ

کی عبادت کریں۔“

ان خارجی و داخلی شرائط (ارکان) کی مزید تشریح دین میں ارشاد کی جاتی ہے۔

(۱) علم نماز کے لیے اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ وہ جو ارکان و شرائط بتاتے وہ فرض ہے یا سنت یا نفل کیونکہ اس علم کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔

۱۔ اسے یہ بھی علم ہو کہ وضو اور نماز میں کیا چیزیں فرض ہیں اور کیا چیزیں سنت ہیں۔

۲۔ اسے یہ بھی علم ہو کہ نماز میں اس کے خیالات و مشغلات نے اسے لیے شیطان یا حرب استعمال کر سکتا ہے اور اس کے اس حربوں سے خود کو کس طرح محفوظ رکھنا چاہیے۔

(۲) وضو: وضو ان تین باتوں سے مکمل ہوگا

۱۔ وضو کرتے والے کا دل دغا فریب اور حسد جیسی آفتوں سے پاک ہو۔

۲۔ بدن گناہوں سے پاک ہو۔

۳۔ وضو والے وضو کو اچھی طرح پانی بہا کر دھو یا جائے۔ یعنی پانی نہ دھرت سے ریوڑ نہ مٹی نہ چاہے۔

(۳) ستر عورت (باس) تیسری خارجی شرط ستر عورت یہ اس ہے اس میں بھی ان تین باتوں کا خاصہ رخص ضروری ہے۔

۱۔ حلال مدنی سے تیار ہوا ہو۔

۲۔ ہر طرح کی نجاست اور گندمی سے پاک ہو۔

۳۔ سنت کے مطابق ہو۔ اس سے نفرد و غرور اور تکبر کا اظہار نہ ہوتا ہو۔

(۴) وقت نماز کی چوتھی خارجی شرط وقت ہے اس میں ان تین چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ سورج اُچھا نہ ہو اور ستاروں کو دیکھ کر وقت معلوم کرنے کی صلاحیت ہو (آج کل یہ کام گھڑی سے کیا جاتا ہے)

۲۔ نماز کے کان اذان کی آواز سننے کے فطری ہیں۔

۳۔ نماز کے کادل وقت پر باجماعت نماز ادا کرنے کے لیے بہ چسب رہے۔

(۵) قعدہ برخ ہونا اس کے لیے ان باتوں سے لحاظ رکھنا چاہیے۔

۱۔ نماز کا چہرہ قعدہ کی طرف ہو۔

۲۔ دل اللہ کی طرف متوجہ ہو۔

۳۔ نماز کی حالت سے عاجزی و انکساری کا اظہار ہو۔

۲۔ رکوع سے اٹھنے میں مددی نہ کی جائے۔ پورے اطمینان سے اللہ کی عظمت کا خیال رکھتے ہوئے رکوع کی تسبیحات پڑھی جائیں۔

(۵) سجدہ نماز کی چوتھی و غلی شرط یا رکن سجدہ ہے۔ سجدہ کرتے وقت ان تین چیزوں کا دھیان رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ ہاتھ کانوں کے برابر زمین پر رکھے جائیں۔

۲۔ بارہ زمین پر نہ پھیلائے جائیں۔

۳۔ اطمینان و سکون سے سجدہ کیا جائے اور اللہ کی شان و عظمت کا خیال دل میں رکھتے ہوئے سجدہ کی تسبیحات پڑھی جائیں۔

(۶) قعدہ نماز کی چھٹی داخلی شرط یا رکن "قعدہ" ہے۔ قعدہ میں بیٹھتے وقت یہ تین چیزیں ذہن میں رکھیں۔

۱۔ بائیں و سر پر بیٹھیں دایاں و سر اٹھیں۔

۲۔ اللہ کی عظمت کا خیال رکھتے ہوئے شہد کی دعائیں پڑھیں اپنے لئے اور تمام مومنین (مسلمانوں) کے لیے دعا کریں۔

۳۔ سلام پھیرتے وقت پوری طرح سلام کریں اور پوری طرح سلام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سلام پھیرتے وقت یہ نیت کی جائے کہ دائیں جانب جو فرشتے اور انسان ہیں ان سب پر سلامتی ہو اسی طرح بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بھی یہی نیت کی جائے۔

(۷) اخلاص: اخلاص کے لیے ان تین باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے

۱۔ نماز پڑھنے کا مقصد اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنا ہو۔ کسی انسان کو راضی کرنا یا دکھانا مقصود نہ ہو۔

۲۔ نماز ادا کرنے کی توفیق اللہ کی طرف حاصل ہوئی ہے۔

۳۔ زندگی کے آخری سانس تک نماز کی پابندی کرنی ہے۔ کیونکہ قیامت کے روز یہی پر خلوص نماز میرے کام آئے گی کیونکہ اللہ نے بھی من جاء بالحسنۃ (جو نیکیاں) یعنی خلوص۔ اخلاص) لے کر آئے گا حسنہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ عمل حسنہ نہیں کہا۔ نماز کے لیے ضروری ہے اسے نماز کی حقیقت و اہمیت کا علم ہو تاکہ وہ اللہ کی اس بات

(۶) نیت: نماز کی نیت کے لیے ان تین باتوں کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

۱۔ نماز کو یہ علم ہو کہ جو نماز وہ ادا کرنا چاہتا ہے۔ وہ فرض ہے یا سنت ہے یا نفل ہے۔

۲۔ نماز میں یہ تصور نہ ہو کہ اللہ کے سامنے جڑا ہے اور اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

۳۔ اس کی حالت سے عاجزی و کمکاری کا تجربہ ہونا چاہیے۔

یہ نماز کی چھ خارجی شرطوں کی تشریح تھی۔

نماز کی چھ داخلی شرائط کی تشریح

(۱) تہنیر تحریمہ: تہنیر تحریمہ سے یہ تین چیزیں ضروری ہیں

۱۔ باقی پوش و حواس صحیح طور پر اللہ کے سامنے ہونا چاہئے۔

۲۔ تہنیر کہتے وقت کانوں تک ہاتھ اٹھائے جائیں۔

۳۔ دل میں پوری طرح اللہ کی عظمت و برتری کا خیال رکھتے ہوئے اللہ سے کہا جائے۔

(۲) قیام: نماز کی دوسری داخلی شرط ہے قیام۔ قیام میں ان تین باتوں کا لحاظ رکھا جائے۔

۱۔ نظر سجدہ کی جگہ پر ہو۔

۲۔ دھ پوری طرح اللہ کی طرف متوجہ ہو۔

۳۔ اکھیں بائیں نہ دیکھا جائے۔

(۳) قرأت: نماز کی تیسری داخلی شرط "قرأت" ہے۔ اس میں ان تین باتوں کا خیال رکھیں۔

۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم شروع کرتے ہوئے سورہ فاتحہ پڑھی جائے (نماز کی سنت کا خیال رکھتے ہوئے) اتریل کے ساتھ پڑھا جائے اور لحن سے نریز کرنا چاہیے۔

۲۔ الفاظ معنی کو سمجھتے ہوئے پڑھا جائے۔

۳۔ جو قعدہ پڑھا جائے اس پر نفل بھی کیا جائے۔

(۴) رکوع: چوتھی داخلی شرط یا رکن رکوع ہے۔ رکوع کرتے وقت ان تین چیزوں کا خیال رکھا جائے۔

۱۔ سر پوری طرح پھٹ جائے (براہ راست) کہیں سے اونچی یا ریادہ جھکی ہوئی نہ ہو۔

۲۔ پانچ باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

پر تعریف اور اس کا شکر ادا کر سکے کہ اس نے اسے نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

نماز: قیام قرأت رکوع و سجود اور دعاؤں کی صورت میں بہت سے نیک اعمال کا مجموعہ ہے۔ جب نمازی "اللہ اکبر" کہہ کر نماز کی نیت باندھتا ہے۔ تو اللہ کہتا ہے "میرا بندہ جانتا ہے کہ میں سب سے بڑا ہوں اور وہ میرے سامنے حاضر ہوا ہے" تکبیر ختم کیتے ہوئے جب وہ رفع یدین (دو کانوں تک ہاتھ اٹھانا) کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ میں اللہ کے سوا کسی کو عبادت کے قابل نہیں سمجھتا۔ پھر وہ کہتا ہے "سبحانک اللہم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الہ غیرک" جس کے معنی ہیں تیری شان سب سے بلند ہے۔ تیرے طاوہ کوئی معبود نہیں۔ اسکے بعد نمازی کہتا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ (شروع اللہ کے نام تو بہت رحم کرنے والا مہربان ہے) الحمد للہ رب العالمین (ہر طرح کی تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے) انور حسن الرحیم (وہ بہت رحم کرنے والا نہایت مہربان) مالک يوم الدين (قیامت کے دن کا مالک ہے) ایاک بعد و ایاک مستصین (اے اللہ! ہم تیرے عاجز بندے) تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے (ہر طرح کی) مدد چاہتے ہیں اهدنا الصراط المستقیم (ہمیں) اپنی بندگی کی) سیدھی راہ دکھا دے) صراط اللدین اصمت علیہم (ان لوگوں کی راہ جن کو تو نے انعام و اکرام سے نوازا ہے) غیر المعصوب علیہم ولا الضالین (اور) ان لوگوں کی راہ سے بچا جن پر تیرا قہر و غضب نازل ہوا۔ اور ان کی راہ سے بھی ہمیں بچا جو بھٹک گئے اور گمراہ ہوئے)۔ آمین۔

اس ساری دعا (تاجہ) کا حاصل و مفہوم یہ ہے پروردگار! مجھے نبیوں اور اپنے محبوب بندوں کی راہ پر چلا اور گمراہوں کی راہ سے مجھے پی لے۔ قیام و قرأت کے بعد نمازی اپنے دل میں یہ سوچتے پروردگار! میں تیرا ایک عاجز بندہ ہوں۔ میں نے اپنے گناہ کا نفس کو تیرے سامنے جھکا دیا ہے۔ اس امید پر کہ تو مجھے معاف کر دے گا اور مجھ پر رحم فرمائے گا۔ پھر رکوع کرے اور یہ دعا پڑھے۔ "سبحان ربی العظیم" (میرا رب عظیم ہر شے سے بالا و برتر ہے)۔ پھر "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتا ہوا اٹھے۔ جس کا مطلب ہے اللہ نے اس کو معاف کر دیا جس نے اسے واحد مانا اور اس کی اطاعت کی) پھر "ربنا لک الحمد" کہے جس کا مفہوم یہ ہے تیرا شکر کرتے ہمیں ماز ادا کرنے کی توفیق بخشی۔ پھر سجدہ کرے۔ سجدہ کرنے کا مطلب یہ ہے اے پروردگار! تو نے مجھے جو حسین و جمیل صورت (چہرہ) عطا کی تھی۔ جس میں تو نے

آنکھیں بنا دیں۔ کان بنائے زبان پیدا کی۔ یہ مجھے بہت پسند تھی یہ بھی میں نے تیرے سامنے لا کر زمین پر ڈال دی ہے کہ شاید اسی طرح تو میرے حال زار پر ترس کھائے اور میری خطائیں معاف کر دے۔ پھر یہ دعا پڑھے۔ "سبحان ربی العظیم" میرا رب ہر چیز سے اعلیٰ و ارفع ہے عزت و شان میں اس سے برتر کوئی نہیں۔

دو یا چار رکعت اسی طرح پوری کرنے کے بعد جب نمازی قعدہ و اخیرہ میں بیٹھتا ہے اور "التحیات للہ" پڑھتا ہے اس کا مطلب یہ ہے ہر چیز کا مالک اللہ ہے وہی ہر طرح کی تعریف و ثنا کا حق دار ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت منقول ہے وہ کہتے ہیں دور جاہلیت میں بتوں کے پجاری اپنے بتوں کی پوجا کرتے وقت یہ کہا کرتے تھے۔ "التحیات الباقیہ لک" (ہماری باقی زندگی تیرے نام) اس پر مسلمانوں کو نماز میں التحیات نہ۔ (بیشکی اور دعا کی بقا اور تندرست و طاقت اللہ کے لیے) پڑھنے کا حکم دیا گیا اور الصلوات سے مراد پانچ نمازیں ہیں جو اللہ کے حکم سے اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے پڑھی جاتی ہیں اور "طیبات" سے مراد الشہد ان لا الہ الا اللہ یعنی میں گواہی دیتا ہوں خدائے واحد کے سوا کوئی معبود نہیں اس میں "توحید کا اقرار ہے۔" السلام علیک ایہا النبی کے معنی ہیں اے محمد ﷺ آپ پر سلام آپ ﷺ نے اپنے رب کا پیغام بڑے عمدہ طریقے سے لوگوں تک پہنچایا اور اپنی امت کی خیر خواہی میں لوگوں کو انھیں باتیں بتائیں۔ ورحمۃ اللہ کے معنی ہیں اللہ کی رضا و خوشنودی آپ ﷺ کے لیے "تو بہر کسہ" کے معنی ہیں اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی برکتیں آپ ﷺ کے اور آپ ﷺ کے بل بیت کے ہے۔ "السلام علیا وعلی عباد اللہ الصالحین" کے معنی ہیں اللہ کی طرف سے مغفرت و بخشش ہمارے واسطے اور اللہ کے تمام برگزیدہ بندوں نبیوں صدیقوں اور اس کے طریقوں پر عمل کرنے والوں کے لیے الشہد ان لا الہ الا اللہ کے معنی ہیں زمین اور آسمان میں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور "الشہد ان محمداً عبداً ورسولہ" کے معنی ہیں محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی اور اللہ کی مخلوق میں سب سے برگزیدہ ہیں۔ اس کے بعد نمازی درود شریف پڑھے درود کے بعد اپنے واسطے اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے دعا کرے۔ پھر پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف سلام پھیرے۔ "السلام علیکم" کہتے ہوئے اس کی نیت یہ ہو کہ مسلمانوں اتم میری طرف سے مطمئن رہو میں تمہیں

کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ شہداء کے ساتھ کسی طرح دعا و فریب کروں گا۔

حضرت حسن بھری روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نمازی کو ان تین انعامات سے نوازا جاتا ہے (۱) آسمان سے اس پر عطا بخشش کی بارش ہوتی ہے۔ (۲) زمین سے آسمان تک اسے فرشتے اپنے گھیرے میں لیتے ہیں اور (۳) ایک فرشتہ کہتا ہے اگر اس شخص کو یہ معلوم ہو جاتا کہ وہ کس (مہربان) سے مناجات میں مصروف ہے۔ وہ کبھی اپنی نماز ختم نہ کرتا۔ یہ انعامات ہیں۔ جو فوری کو حاصل ہوئے ہیں۔ لہذا ہمیں چاہیے نماز کی قدر و منزلت پہنچیں اور اللہ کا شکر ادا کریں کہ اس نے ہمیں نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت دانیال علیہ السلام نے امت محمدیہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا یہ لوگ ایسی نماز پڑھیں گے کہ اگر اسی نماز حضرت نوح کی قوم پڑھ لیتی وہ کبھی غرق نہ ہوتی۔ قوم ثمود پڑھ لیتی۔ آسمانی چٹ سے نہ مرتی۔ قوم عاد پڑھ لیتی۔ طوفانی ہوا سے نہ مرتی۔ اس کے بعد حضرت قحطیہ نے فرمایا نماز کی پابندی کرو۔ یہ سب سے بہتر تہجد ہے جو مسلمانوں کو عطا ہوا ہے۔

حضرت لیث رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت وہ امت ہے جس پر اللہ کی خاص رحمت ہے اور اس کے لوگوں کی پر خلوص دعاؤں۔ ان کی نذروں اور غریبوں مساکین کی بدولت عام بلائیں نہیں آئیں گی۔

اذان اور اقامت کی فضیلت

حضرت سلمہ بن ضرار ایک شامی راوی کے حوالے سے روایت کرتے ہیں ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے درخواست کی، مجھے کوئی ایک ایسا عمل بتا دیجیے جس کی بدولت مجھے جنت مل جائے۔ آپ ﷺ نے اس میں فرمایا مؤذن ہو جاؤ لوگ تیری بدولت نماز کیلئے جمع ہو جایا کریں گے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر میں یہ نہ کر سکوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنی قوم کا امام بن جاؤ تیرے ساتھ نماز پڑھ لیا کریں گے۔" اس نے کہا: "اگر مجھ سے یہ بھی نہ ہو سکے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر ہر نماز کی جماعت کے وقت پہلی صف میں شامل ہوا کر۔" حضرت عائشہ فرماتی ہیں: یہ آیت مؤذن حضرات کے بارے میں نازل ہوئی تھی: "وَمِنْ أَحْسَنِ قَوْلِهِمْ ذَعَا إِلَى اللَّهِ وَغَيْلِ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔" (حکم مسجد: ۳۳)

"اس سے زیادہ بات کا سچا کون ہے جو (لوگوں کو) اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے میں مسلمان ہوں۔"

جس کا مطلب ہے (مؤذن) لوگوں کو نماز کے لیے بلاتا ہے اور اذان و اقامت درمیانی وقت میں نماز (سنت یا نفل) پڑھ لیتا ہے۔

حضرت ابو امامہ باطنی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جہاں تک مؤذن کی دُعا پہنچتی ہے وہاں تک ہر چیز مؤذن کے لیے مغفرت کی دعا کرتی ہے۔ اور جتنے لوگ اس کی آواز سن کر نماز کے لیے آئیں گے ان سب کے ثواب کے برابر اس کو بھی ثواب ملے گا جبکہ ان لوگوں کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔"

حضرت سعد رحمہ اللہ بن وقاص حضرت خورہ بنت حکم سلمی سے روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک بیمار آدمی جب تک بیماری میں مبتلا رہتا ہے۔ اللہ کا مہمان ہوتا ہے۔ اس کے لیے روزانہ تشریف دہوں کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے اگر وہ تندرست ہو گیا تو

گناہوں سے اس طرح پاک ہوتا ہے جیسے پیدائش کے وقت گناہوں سے پاک تھا۔ اور اگر اس بیماری میں فوت ہو گیا اللہ اسے بغیر حساب جنت میں داخل کر دے گا۔ مؤذن اللہ کا دربان ہے۔ اسے ہر اذان پر ہزار نبیوں کے ثواب کے برابر ثواب ملتا ہے۔ امام اللہ کا وزیر ہے اسے ہر نماز پر ہزار صدیقوں کے عمل کے برابر ثواب ملتا ہے۔ حدیث کا درس دینے والا عالم اللہ کا وکیل ہے۔ اسے اللہ قیامت کے روز ہر حدیث کی تعلیم کے صلہ میں نور کا تحفہ عطا کرے گا اور ہر حدیث کی تعلیم پر اس کے حساب میں ہزار سال کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے اور غلم حدیث کا طالب علم مرد ہو خواہ عورت اللہ کے خادم ہیں۔ ان کو ان کے محنت کے صلہ میں جنت عطا کی جائے گی۔“

آپ ﷺ نے مؤذن کو حاجب (یعنی دربان) کہا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح دربان لوگوں کو بادشاہ کے دربار یا عکبران کے سامنے مقررہ وقت پر جاتا ہے۔ اسی طرح مؤذن بھی نمازوں کے اوقات میں لوگوں کو اللہ کے سامنے حاضری کے لیے بلاتا ہے۔ امام کے وزیر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ اس کی اقتداء میں نماز ادا کرتے ہیں اور اس کی نماز کے ساتھ ہی سب کی نماز مکمل ہوتی ہے ایک روایت میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے صرف اللہ کی رضا کی خاطر سات سال تک اذان دی اللہ اسے دوزخ کے ساتوں طبقتوں سے آزاد کر دیتا ہے (دو دوزخ کے کسی طبقے میں بھی نہیں بھیجا جائے گا)

حضرت عطاء بن یسار روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”مؤذن کی آواز خشکی و تری میں جہاں تک سنی جاتی ہے وہاں تک ہر چیز اس کے واسطے مغفرت کی دعا کرتی ہے اور قیامت کے روز اس کے اس عمل کی تصدیق کرے گی۔“

حضرت ابوسعید خدری ؓ کہتے ہیں جب تم کسی جنگل میں ہو خوب بلند آواز سے اذان دو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے ”مؤذن کی آواز کو درخت، پتھر، زمین کے ذرات اور جن و انسان جو بھی سنتا ہے قیامت کے روز اللہ کے سامنے اس کی گواہی دے گا۔“

مؤذن کا درجہ

حضرت معاذ بن جبل روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن بلال ؓ کو جنت کی ایک اونٹنی پر سوار کیا جائے گا۔ وہ اس پر سوار ہو کر اذان دیتے ہوئے پورے میدان حشر کا چکر لگائیں گے اور جب وہ اشہدان لا الہ الا اللہ اور اشہدان محمد رسول اللہ

کہیں گے میدان حشر میں کھڑے ہوئے لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہیں گے۔ جس طرح تم شہادت (گواہی) دے رہے ہو ہم بھی شہادت دیتے ہیں۔ بلال ؓ جب پورے میدان حشر کا چکر لگائیں گے جنت کے لباس لائے جائیں گے۔ سب سے پہلے بلال ؓ کو جنت کا لباس پہنایا جائے گا۔ اس کے بعد دوسرے نیک نئی سے اذان دینے والے مؤذنین کو جنت کا لباس پہنا دیا جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرمایا کرتے تھے قیامت کے روز مؤذنین کی گردنیں سب سے اونچی ہوں گی۔ سب سے پہلے نبیوں اور شہیدوں اور مؤذنین کے فیصلے کیے جائیں گے۔ مؤذنین میں سے پہلے خانہ کعبہ اور بیت المقدس کے مؤذنین کو بلایا جائے گا ان کے بعد دوسرے مؤذنین بلائے جائیں گے۔“

حضرت ابن مسعود ؓ کہتے ہیں ”اگر میں مؤذن ہوتا تو مجھے اس کی پروا نہ ہوتی کہ میں کسی غزوہ میں شریک ہوا یا نہیں۔“

حضرت عمر ؓ ابن خطاب فرماتے ہیں اگر میں مؤذن ہوتا تو ایک فرض حج کرنے کے بعد میں ثواب میں اضافہ کے لیے حج دمرہ کی بھی پروا نہ کرتا۔

حضرت علی ؓ کہتے ہیں مجھے دنیا کی کسی چیز پر افسوس نہیں ہوتا۔ صرف اس بات کا افسوس ہے کہ میں نبی کریم ﷺ سے حسنہ و حسینہ کو مؤذن مقرر کر دینے کی درخواست نہ کر سکا۔

ایک روایت میں ہے ”نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”جس شہر میں مؤذن زیادہ ہوتے ہیں وہاں سردی کم ہوتی ہے۔“

حضرت جابر ابن عبد اللہ ؓ روایت کرتے ہیں ”نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”جب مؤذن اذان دیتے ہیں شیطان بھاگتا ہے اور ”روحہ“ میں جا کر دم لیتا ہے۔“ ”روحہ“ مدینہ سے تیس میل دور ایک قلعہ کا نام ہے۔

مؤذن کے لیے ضروری ہدایات

مصنف ابواللیث سرقدی کہتے ہیں مؤذن کے لیے دس چیزیں ضروری ہیں۔

۱۔ دوسروں کے اوقات کو جاننا اور یاد رکھ سکتا ہوں۔

۲۔ اپنے حلق سے نکلنے والی سوازن آواز میں اذان دے گا پھر ذکر اذان دینے کی

کوشش نہ کرے۔

۳۔ اگر اس کی غیر موجودگی میں کوئی دوسرا شخص اذان دے دے۔ اس پر ناراض نہ ہو۔

۴۔ اذان خوش الحانی سے دے مگر اس میں گانے کا انداز پیدا نہ کرے۔

۵۔ اذان کے ثواب کی امید اللہ سے رکھے۔ لوگوں کی تعریف و توصیف سے متاثر نہ ہو۔

۶۔ لوگوں کو اچھی باتیں بتائے۔ بری باتوں سے باز رہنے کی نصیحت کرتا رہے۔ حق بات کہنے میں کسی کی امیری غریبی کا لحاظ نہ کرے۔

۷۔ امام اگر موجود نہ ہو تو اس کا اتنی ہی دیر انتظار کرے جتنی عام مقتدیوں کو تاگوار نہ گزرے۔ نائے تو خود امام بن کر نماز پڑھا دے۔

۸۔ صف میں اس کی جگہ کوئی دوسرا شخص بیٹھ جائے۔ اس پر ناراض نہ ہو۔

۹۔ اذان اور اقامت کے درمیانی وقت میں سنتیں ادا کرتے ہوئے ضرورت سے زیادہ دیر نہ لگائے۔

۱۰۔ اپنی مسجد کا خوب خیال رکھے، کھڑا کرکٹ سے پاک صاف رکھے، بچوں کو آنے سے ہٹاتا رہے۔

امام کے لیے دس ضروری شرائط

امام ان دس باتوں کو مد نظر رکھے تاکہ اس کی اور مقتدیوں کی نماز میں خلل واقع نہ ہو۔

۱۔ قرآن کی تلاوت قرأت کے اصولوں کے مطابق کر سکتا ہو قرآن کی تلاوت میں گانے کا لہجہ نہ پیدا کرے۔

۲۔ نماز کی تکبیرات صحیح طور پر (الفاظ کی صحت کے ساتھ) کر سکتا ہو۔

۳۔ رکوع و رکعت پورے اطمینان سے کرے۔

۴۔ ذاتی طور پر حرام اور مشتبہ چیزوں کے استعمال سے پرہیز کرے۔

۵۔ لباس پاک اور صاف سقرا ہو۔

۶۔ نماز میں زیادہ لمبی سورتیں نہ پڑھے۔

۷۔ اپنے دل میں غرور پیدا نہ ہونے دے۔

۸۔ نماز کی امامت سے پہلے توبہ و استغفار کر لیا کرے۔ کیونکہ وہ اپنے مقتدیوں کی نماز کا بھی ذمہ دار ہے۔

۹۔ سلام کے بعد صرف اپنی ذات کے لیے دعا نہ کرے سب مقتدیوں بلکہ پوری قوم کے لیے دعا کرے۔

۱۰۔ مسجد میں کوئی اجنبی مسافر آئے تو اس کی ضرورت کے متعلق اس سے پوچھ لے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

”پانچ آدمیوں کو میں جنت کی ضمانت دیتا ہوں (۱) نیک اور اپنے خاوند کی وفادار و فرمانبردار عورت۔ (۲) اپنے ماں باپ کا فرمانبردار بیٹا (۳) حج یا عمرہ کی نیت سے جانے والا (۴) مکہ کی راہ میں فوت ہو جانے والا انسان (۵) وہ آدمی جس کا اخلاق اچھا ہو۔ (۵) اور وہ آدمی جو شخص ثواب کی نیت سے کسی مسجد میں اذان دیتا ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”امام مقتدیوں کی نماز کا ضامن (ذمہ دار) ہے اور مؤذن امانتدار ہے۔ اے اللہ! اماموں کی رہنمائی فرما اور مؤذنوں کی بھول چوک معاف فرما۔“

مؤذن کو امانتدار اس لئے کہا گیا ہے کہ لوگوں نے اس کو اس بات کا ذمہ دار بتایا ہے کہ وہ فجر کی اذان صحیح صادق ہونے سے پہلے نہ دے۔ تاکہ خصوصاً رمضان کے دنوں میں لوگوں کی سحری اور فجر کی نماز میں شبہ نہ پیدا ہو۔ اسی طرح مغرب کی اذان سورج غروب ہو جانے پر دے تاکہ اظہار کرتے وقت پریشانی نہ ہو۔ ایسے ہی معاملات کی وجہ سے مؤذن کو ”امانتدار“ کہا گیا ہے۔

امام کو ضامن (ذمہ دار) اس لئے قرار دیا گیا ہے۔ کہ مقتدیوں کی نماز کی صحت کا دار و مدار امام کی اپنی نماز کے صحیح ہونے پر ہے۔ اگر اس کی نماز صحیح ادا ہوگی تو مقتدیوں کی نماز بھی صحیح ادا ہو جائے گی۔ امام کی نماز فاسد ہوگی تو مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”قیامت کے دن تین آدمی مشک (کستوری) کے ٹیلوں پر کھڑے ہوں گے۔ انہیں نہ حساب کا کھٹکا ہوگا نہ قیامت کے ہولناک دن کا ان پر کوئی اثر ہوگا۔“

(۱) وہ امام جس سے اس کے مقتدی خوش ہوں۔ (۲) وہ مؤذن جو شخص رضائے الہی کی خاطر پانچوں وقت اذان دیتا ہے (۳) اور وہ غلام (یا غلام) جو اپنے آقا (اور اپنے مالک) غلام کی فرمانبرداری کرتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”کسی مسلمان کے لیے ۱۱

اجازت دوسرے کے مکان میں جھانکنا جائز نہیں۔ اگر کسی نے ایسا کیا وہ گویا اس کے گھر میں داخل ہو گیا۔ اور جو کسی کے گھر میں داخل ہو گیا اس نے اپنا عہد توڑ دیا۔

نماز شروع کرنے سے پہلے انسان اپنی فطری ضرورت مثلاً شرب وغیرہ سے فارغ ہو لے (اگر شرب یا قضا ہو) کسی شخص کو اگر لوگ جائز وجوہات کی بناء پر امام بنانا پسند نہ کرتے ہوں تو وہ زبردستی امام بن کر نماز نہ پڑھائے۔ ورنہ مقتدیوں کی نماز تو ہو جائے گی مگر اس کی اپنی نماز نہیں ہوگی۔ امام صرف اپنے واسطے دعا نہ کرے بلکہ سب کے لیے دعا کرے۔

اذان دینے والے اور پہلی صف میں شامل ہونے والے کا ثواب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان دینے اور پہلی صف میں شامل ہونے میں کتنا اجر و ثواب ہے تو وہ ان دونوں کے لیے قرعہ اندازی کیا کریں۔ اگر معلوم ہو کہ تہمتی و صوب میں ظہر کی نماز کی جماعت میں شریک ہونے کے واسطے آنے میں کتنا ثواب ہے تو وہ اس کے لیے ایک دوسرے سے پہلے آنے کی کوشش کرنے لگیں۔ اور انہیں معلوم ہو کہ عشاء اور فجر کی نماز میں شریک ہونے کا کتنا اجر و ثواب ہے وہ کھینٹے ہوئے بھی آئیں۔“

حضرت شحاک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: جب حضرت عبداللہ ابن زید رضی اللہ عنہ نے خواب میں اذان کو دیکھا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سکائی اور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو صحت پر چڑھ کر اذان دینے کا حکم فرمایا: ”مدینہ کے لوگوں نے ایک سخت دھماکے جیسی آواز سنی۔“

قیامت کے روز مؤذن کا مقام

نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو متوجہ دیکھ کر ان سے دریافت کیا تمہیں معلوم ہے یہ کیسی آواز تھی؟ لوگوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا رب کے حکم سے بلال کی آواز سننے کے لیے عرش تک تمام آسمانوں کے دروازے کھولے گئے ہیں (یہ ان کے کھلنے کی آواز تھی) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا یہ صرف بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کے لیے ہوا ہے یا دوسرے مؤذنین کی اذان کے وقت بھی ایسا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایسا ہر مؤذن کی اذان کے وقت ہوگا“ اور قیامت کے روز ایک آواز لگنے والا (فرشتہ) آواز لگائے گا مؤذن کہیں ہیں؟ تو یہ لوگ مشک اور کافور کے نیوں پر کھڑے نظر آئیں گے۔“

مقتدی جائز وجوہ سے کسی کو ناپسند کریں تو اسے امامت نہیں کرنی چاہیے حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ان پانچ آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (۱) وہ عورت جو اپنے خاوند سے ناراض ہو۔ (۲) وہ غلام جو اپنے آقا کے پاس سے بھاگ گیا ہو۔ (۳) وہ شخص جو اپنے مسلمان بھائی سے تین روز سے زیادہ ناراض رہے۔ (۴) ہمیشہ شراب پینے والا (۵) اور وہ امام جو مقتدیوں کی (جائز وجوہ کی بناء پر) ناپسندیدگی کے باوجود امامت کرے اور انہیں نماز پڑھائے۔“

امامت کے معاملہ میں یہ بات خاص طور پر مد نظر رکھنی چاہیے کہ مقتدی اگر جائز اور شرعی وجوہات کی بناء پر امام کی مخالفت کرتے ہیں اور امام کے اندر واقعی کوئی غامی ہے۔ تو بہتر یہی ہے کہ وہ امامت نہ کرے۔ لیکن اگر امام میں ذاتی طور پر کوئی غامی نہیں اور کوئی دوسرا شخص بھی ایسا نہیں جو امامت کر سکے اور مقتدی لوگ صرف اپنی کم علمی اور دیگر غیر شرعی وجوہات کی بناء پر اس کی مخالفت کرتے ہیں تو اس کی پرواہ نہ کرے اور امام کے فرائض انجام دیتا رہے اور لوگوں کو صحیح بات سمجھانے کی کوشش کرے۔

حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ مؤذن جو محض ثواب کی نیت سے اذان دیتے ہیں قیامت کے روز اذان دیتے ہوئے اپنی قبروں سے اٹھیں گے۔ مؤذن کی اذان کی آواز جہاں تک جاتی ہے خشکی ہو یا سمندر ہر چیز درخت اور پتھر وغیرہ سب اس کے حق میں گواہی دیں گے اور اس کے واسطے مغفرت کی دعا کرتے ہیں جتنے لوگ اس کی آواز سن کر نماز کے لیے آتے ہیں ان سب کے ثواب کے برابر اسے بھی ثواب ملتا ہے۔ اذان و اقامت کے درمیانی وقت میں وہ جو دعا بھی کرتا ہے قبول ہوتی ہے۔ اس کی طلب دنیا میں پوری کر دی جاتی ہے یا آخرت میں اس کا ثواب اس کے لئے لکھ دیا جاتا ہے۔ قیامت کے روز جنت کا لباس سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد حضرت محمد ﷺ اور تمام نبیوں کو پہنایا جائے گا۔ ان کے بعد مؤذنوں کو جنت کا لباس پہنایا جائے گا اور فرشتے عمدہ سرخ یا قوتوں سے تحفہ پیش کریں گے۔ ہر مؤذن کو ستر ہزار فرشتے اس کی قبر سے میدانِ حشر تک جلوس کی شکل میں لے کر آئیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے: تین آدمیوں کو اللہ قبر کے عذاب سے محفوظ رکھے گا

(۱) مؤذن (۲) شہید (۳) اور جمعہ کی رات یا دن میں فوت ہونے والا مسلمان۔

حضرت عبدالاعلیٰ رحمیؒ کہتے ہیں قیامت کے دن تین آدمی اس وقت تک کستوری (مٹک) کے ٹیلوں پر آرام و اطمینان سے کھڑے رہیں گے جب تک لوگ حساب سے فارغ ہوں۔ (۱) وہ امام جو صرف رضائے الہی کی خاطر امامت کرتا رہا۔ (۲) وہ شخص جس نے رضائے الہی کی خاطر قرآن کی تعلیم حاصل کی اور اس پر عمل کرتا رہا (۳) اور وہ مؤذن جو محض رضائے الہی کی خاطر اذان دیتا رہا اور لوگوں کو نماز کے لیے بلا تا رہا۔

ایک روایت میں ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اذان کے جواب میں وہی الفاظ کہتا رہا جو مؤذن کہتا ہے تو اس کو مؤذن کے برابر ثواب ملے گا۔

ایک دوسری حدیث میں ہے نبی کریم ﷺ اذان کے جواب میں وہی الفاظ زبان سے ادا فرمایا کرتے تھے جو مؤذن کہتا تھا۔ اور اشہد ان لا الہ الا اللہ اور اشہد ان محمداً رسول اللہ کے جواب میں آپ ﷺ بھی یہی الفاظ دہرایا کرتے تھے اور حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح کے جواب میں آپ ﷺ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم فرمایا کرتے تھے۔

لہذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ جب وہ اذان کی آواز سنے تو اذان کے جواب میں وہی الفاظ کہتا رہے جو مؤذن کہتا جائے حتیٰ کہ جب مؤذن حی علی الصلاۃ کہے۔ اس کے جواب میں "لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" کہے اور جب مؤذن حی علی الفلاح کہے اس کے جواب میں "ماشاء اللہ کان" کہے۔

بہتر ہے کہ اذان کا مفہوم و مطلب سمجھ دیا جائے مؤذن جب اللہ اکبر اللہ اکبر کہتا ہے اس کے لفظی معنی تو یہ ہیں اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بلند و برتر ہے۔ اور اس کا مفہوم و مطلب یہ ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے اس کے حکم پر عمل کرنا واجب ہے۔ لہذا اس کے حکم کی تعمیل میں لگ جاؤ اور اپنے دنیاوی مشاغل چھوڑ دو۔

مؤذن جب "اشہد ان لا الہ الا اللہ" کہتا ہے تو اس کے لفظی معنی ہیں میں گواہی دیتا ہوں اللہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کا مفہوم و مطلب یہ ہے اللہ نے تمہیں ایک کام کا حکم دیا ہے اس کا حکم مانو۔ اللہ کے ملکہ کوئی تمہیں قائم نہیں رہی سکتا۔ اس کا حکم ماننے بغیر تم اس کے عذاب سے نجات نہیں پاسکتے۔

مؤذن جب "اشہد ان محمداً رسول اللہ" کہتا ہے۔ تو اس کے لفظی معنی یہ ہیں میں گواہی دیتا ہوں محمد ﷺ کو اللہ نے تمہارے پاس اپنا پیغام پرینا کر بھیجا ہے۔ تم ان پر ایمان لاؤ ورنہ کی تصدیق کرو اور اس کا مفہوم و مطلب یہ ہے رسول اللہ نے تم کو نماز باجماعت ادا کرنے کا حکم دیا ہے ان کا حکم مانو۔

جب مؤذن "حی علی الصلاۃ" کہتا ہے تو اس کے لفظی معنی ہیں جلد سے نماز ادا کرنے آؤ۔ اور مفہوم یہ ہے نماز کا وقت ہو گیا ہے نماز ادا کر لو۔ دیر نہ کرو۔

مؤذن "حی علی الفلاح" کہتا ہے تو اس کے لفظی معنی ہیں۔ کامیابی و خوش نصیبی کی طرف دوڑ کر آؤ اور اس کا مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ نے نماز کو تمہاری نجات کا ذریعہ بنایا ہے۔ اسے ادا کرو۔ اللہ کے عذاب سے نجات پا جاؤ گے۔

اور جب مؤذن (آخر میں) "اللہ اکبر" کہتا ہے۔ اس کے لفظی معنی ہیں اللہ تعالیٰ عظیم ہے برتر ہے اور مطلب اس کا یہ ہے اللہ نے تمہارے ذمے ایک کام لگایا ہے۔ اس کے کام میں تاخیر نہ کرو۔

اور جب مؤذن لا الہ الا اللہ کہتا ہے اس کے لفظی معنی ہیں وہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور مطلب یہ ہے اپنی نر ز کو خلوص نیت سے محض اللہ کی رضا حاصل کرنے کی نیت سے ادا کرو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

پاکیزگی و صفائی

مسواک کے فائدہ

حضرت اسماعیل علیہ السلام روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مسواک ضرور کیا کرو اس میں دس فائدے ہیں:

- ۱۔ منہ کو صاف کرتی ہے۔
- ۲۔ اللہ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔
- ۳۔ غریبے خوش رہتے ہیں۔
- ۴۔ آنکھوں کی بیماری میں اضافہ کرتی ہے۔
- ۵۔ دانتوں کو سفید چمکدار بناتی ہے۔ مسوزھوں کو مضبوط کرتی ہے۔
- ۶۔ دانتوں کو جڑوں کو کھوکھلا ہونے سے بچاتی ہے۔
- ۷۔ کھانے کے بھم ہونے میں مدد دیتی ہے۔
- ۸۔ عظم کو ختم کرتی ہے۔
- ۹۔ نماز کے ثواب میں اضافہ کا ذریعہ ہے۔
- ۱۰۔ منہ میں خوشبو پیدا کرتی ہے جو قرآن کے الفاظ کے (دل و دماغ سے) باہر آنے کا راستہ ہے۔

حضرت حسان ابن علیہ رحمۃ اللہ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا "وضو آدھا ایمان ہے اور مسواک آدھا وضو ہے۔ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ اس سے میری امت پر بوجھ پڑ جائے گا تو میں اپنی امت کے لوگوں کو حکم دیتا کہ وہ ہر نماز کے لئے (وضو کرتے وقت) مسواک ضرور کیا کریں۔ وہ دو رکعتیں جن سے پہلے (وضو کرتے وقت) مسواک کر لی گئی ہو ان ستر رکعتوں سے ثواب میں نقصان نہیں جن سے پہلے مسواک نہ کی گئی ہو۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "پانچ چیزیں (انسانی) فطرت میں شامل ہیں۔

- ۱۔ مونچھیں کترانا ۲۔ ناخن کاٹنا ۳۔ عطا بخوانا
- ۴۔ بغل اور زیر ناف بال صاف کرنا ۵۔ اور مسواک کرنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے کھانے کے بعد مسواک کر لینا دونوں عمر غلاموں سے زیادہ قیمتی (کارآمد) ہے۔

ایک روایت میں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جبرائیل ہمیشہ مجھے پڑوسی کے حقوق کا لحاظ رکھنے کی تاکید کرتے رہے۔ حتیٰ کہ میں نے یہ سمجھا کہ شاید غلام کو آزاد کرنے کا ایک وقت مقرر کر دیں گے۔ مسواک کے بارے میں اتنی تاکید کی کہ میں نے خیال کیا کہ شاید مسواک سے میرے مسوزھے اکھڑا دیں گے۔ عورتوں کے حقوق کے سے متعلق ان کی تاکید سے معلوم ہوتا تھا وہ طلاق کو ممنوع کر دیں گے۔ اور رات کی نماز (تہجد) کا اس قدر حکم دیا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ شاید میری امت کے نیک لوگ سو بھی نہ سکیں گے۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

"ایک مرتبہ حضرت جبرائیل خلاف معمول درپے آئے۔ نبی کریم ﷺ نے وجہ معلوم کرنا چاہی۔ انہوں نے کہا: ہم کیسے آئیں آپ کے یہاں لوگ اپنے ناخن کاٹتے ہیں نہ مونچھیں ترشواتے ہیں، انگلیاں صاف کرتے ہیں نہ مسواک کرتے ہیں۔ اس کے بعد جبرائیل نے کہا: ہم اپنے رب کے حکم ہی سے تو آپ ﷺ کے پاس آ سکتے ہیں۔"

ایک روایت میں ہے: "نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"ہر مسلمان پر لازم ہے کہ کم از کم جمعہ کے روز ضرور غسل کرے۔ مسواک کرے اور خوشبو لگائے۔"

حضرت حمید ابن عبد الرحمن کہتے ہیں۔ جو شخص جمعہ کے روز ناخن تراشتا ہے اللہ اس کے جسم سے بیماری کو نکال دیتا ہے، اور تندرستی عطا فرماتا ہے۔"

ایک روایت میں ہے "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب معراج کی شب میں آسمان پر پہنچا تو خوبصورت آنکھوں والی حوروں نے مجھے خوش آمدید کہا اور مجھ سے درخواست کی کہ میں اپنی امت کے لوگوں تک ان کا یہ پیغام پہنچا دوں کہ وہ مسواک کیا کریں۔ اس سے (حوروں کو خوشی ہوتی ہے اور) ان

کے حسن میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

حضرت ابن شہاب روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”جو شخص جمعہ کے روز اپنے ناخن تراشتا ہے وہ جزا (کوڑھ) کی بیماری سے محفوظ رہتا ہے۔

بعض احادیث میں مذکور ہے: ”نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”اپنے منہ میں بوند پیدا ہونے دو (مسواک کرتے رہو) اس سے قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے۔

فقیر ابواللیث سمرقندی (مصنف) کہتے مسواک کی تین مشکلیں ہیں۔

۱۔ مسواک رضائے الہی کے حصول کی خاطر رسول ﷺ کی سنت سمجھ کر کی جائے اس پر اجر و ثواب ملے گا اور نماز میں ستر گن ثواب کا اضافہ ہو جائے گا۔

۲۔ اگر ثواب کی نیت کے بغیر صرف اپنے دانتوں کی صفائی کے لیے مسواک کی جاتی ہے۔ اس پر کوئی اجر نہیں اور ممکن ہے اس میں تھمچ وقت کا حساب لیا جائے اور گریہ کاری و دکھاوے کے لیے مسواک کی جائے تو یہ گناہ ہے اور اس کا حساب لیا جائے گا۔

”وإذا بتلى إبراهيم ربه بكلمات فاتمهم ط قال انى جاعلك للماسى اماما“ ط

(سورہ بقرہ)

”اور جب ابراہیم علیہ السلام کو ان کے رب نے چند باتوں میں آزمایا اور ابراہیم نے وہ باتیں پوری کر دیں۔ رب نے فرمایا میں تمہیں لوگوں کا امام بنانا چاہتا ہوں۔“

اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ”اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو دس چیزوں کی صفائی کا حکم دے کر آزمایا تھا۔ ان میں سے پانچ کا تعلق جسم کے بالائی حصے یعنی سر سے ہے (۱) سوٹھیں تراشنا (۲) کلی کرنا (۳) ناک میں پانی ڈال کر صاف کرنا (۴) مسواک کرنا (۵) اور سر کے بالوں کے درمیان مانگ نکالنا۔

پانچ چیزیں جن کا تعلق جسم کے باقی حصے سے ہے۔ (۱) ناخن تراشنا (۲) خشتہ کرنا (۳) بٹل اور زیر ناف کے بال صاف کرنا (۴) داڑھی کا خطہ بنانا (۵) اور پانی سے استنجا کرنا۔

جمعہ کی فضیلت

حضرت اویس بن ابی وہب کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”تمہارے دنوں میں سے افضل دن جمعہ کا ہے۔ اس دن آدم پیدا ہوئے اسی دن فوت ہوئے۔ اسی دن قیامت کا صور پھونکا جائے گا۔ اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیج کر دو۔ وہ درود میری وصات کے بعد بھی پیش کیا جاتا رہے گا۔ صبح نہ دریاخت کیا، آپ کا جسم اطہر جب مٹی میں ل چکا ہو گا بیمار درود کس طرح آپ کو پیش کیا جائے گا۔

ارشاد فرمایا ”یہ تم کیا کہتے ہو۔ حالانکہ اللہ نے زمین کے واسطے عیوں کے جسم کا کھانا حرام کر دیا ہے (میرا جسم صحیح سلامت رہے گا)“

ایک دوسری روایت میں ہے صحابہ نے دریافت کیا۔ آپ ﷺ کا جسم جب مٹی میں ل چکا ہوگا تو کس طرح ہمارا درود آپ کو پیش کیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ نے زمین پر عیوں کے جسم کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ جب کوئی شخص مجھ پر درود بھیجے گا اللہ میرے جسم میں روح کو لوٹا دے گا۔ میں اس شخص کے درود کا جواب دوں گا۔“

حضرت اوس ابن ابی وہب روایت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا جس نے وضو اور غسل کیا اور جلدی سے مسجد میں پہنچ کر (پہلا صف میں) امام کے قریب بیٹھ کر خاموشی سے خطبہ سنا اور کوئی فتنہ نہ کیا۔ اسے ہر قدم پر ایک سال کے روزوں کا ثواب ملتا ہے اور رتوں کی عبادت کا ثواب ملے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ کے دن سے بہتر کوئی دن نہیں جس میں سورج طلوع اور غروب ہوتا ہو اور اس دن انب نوس اور جنات کے حواہر ہر جاندار سمجھاؤ اور خوف ردد ہوتا ہے۔ (کیونکہ جمعہ کے روز قیامت کے واقع ہوگی) جمعہ کے روز مسجد سے ہر درود پر دو فرشتے متعین ہوتے ہیں۔ جو مسجد میں آنے والوں کے بارے میں نکلتے رہتے ہیں۔ کون پہلے آیا اور کون بعد میں آیا۔ سب سے پہلے آنے والے کو اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے۔ اس کے بعد درجہ بدرجہ آنے والے کو بکری کی قربانی کا اور اسی طرح بدرجہ

کسی کو پرندہ کا اور کسی کو انڈا صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے، اور جب امام خطبہ کے لیے منبر پر بیٹھ جائے فرشتے آنے والوں کا نام لکھنا بند کر دیتے ہیں۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں "نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن اچھی طرح (سنت کے مطابق) وضو کر کے مسجد میں آئے اور پہلی صف میں امام کے قریب بیٹھ کر خاموشی سے خطبہ سنے اور کوئی بات نہ کرے اس کے ایک جمعہ سے اگلے جمعہ تک بلکہ مزید تین دن تک کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اگر کوئی (خطبہ کے دوران) کنگریوں وغیرہ سے کھیلنے لگ جائے۔ دو فضوں کام کرتا ہے اور جو فضول کام کرتا ہے اسے جمعہ کا ثواب نہیں ملے گا۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سورج جمعہ کے روز سب سے بہترین دن میں طلوع و غروب ہوتا ہے۔ اسی روز اللہ نے آدم کو پیدا کیا، اسی روز جنت میں داخل کیا، اسی روز جنت سے زمین پر اتارا۔ اسی روز قیامت ہوگی۔ اسی دن وہ گھڑی بھی ہے کہ اگر کسی مسلمان کو میسر آ جائے وہ اس میں جو دعا بھی کرے گا قبول ہوگی اور اللہ سے جو مانگے وہ اسے مل جائے۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں! حضرت عبداللہ ابن سلام نے کہا میں اس گھڑی کے بارے میں جانتا ہوں وہ دن کے آخری حصہ میں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اسی گھڑی میں ہوئی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

(سورہ نباہ ۲۷)

"خلق الانسان من عجل"

"انسان جلدی میں پیدا کیا گیا ہے۔"

حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں! میرے نزدیک جمعہ کا خطبہ مننا نقلی حج سے بہتر ہے۔ حضرت کعب احبار کہتے ہیں! شراب کے مقابلے میں آگ سے لہریز پیالہ پینا پسند کرتا ہوں۔ جمعہ کا چھوڑنے کے مقابلے میں شراب کا پیالہ پینا پسند کروں گا، اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے کی صف میں جانے کی کوشش سے بہتر ہے کہ میں جمعہ کی حاضری ترک کر دوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے (خطبہ جمعہ کے دوران) سب پر ایک آیت تلاوت فرمائی جس پر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی ابن ابی کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا یہ آیت کب نازل ہوئی تھی؟

ایک دوسری روایت میں ہے حضرت ابو ہریرہ نے حضرت ابی بن کعب سے پوچھا۔

آیت کب نازل ہوئی تھی؟ حضرت ابی بن کعب نے انہیں آنکھ سے اشارہ کرتے ہوئے منع کیا اور جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر باہر آئے حضرت ابی نے ابو ہریرہ سے کہا میں تمہیں تو اس نماز میں یہ فضول بات ہی ملی ہے۔ (یعنی تمہیں خطبہ کا کوئی ثواب نہیں ملا) وہ حضور سے معلوم کرنے آئے آپ ﷺ نے فرمایا "ابی بن کعب کہتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا

"جو شخص جمعہ کے روز غسل کرتا ہے اور تیار ہو کر جمعہ پڑھنے کو آتا ہے۔ کسی کو تنگ نہیں کرتا نہ لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آگے آنے کی کوشش کرتا ہے جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جاتا ہے اور جب امام خطبہ شروع کرے خاموشی سے بیٹھ کر خطبہ سنتا ہے اللہ اس کے دو حصوں کے درمیان ہونے والے گناہ معاف کر دیتا ہے۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک بھی اس کی بڑی اہمیت ہے۔ جمعہ کا دن اللہ کے نزدیک عید الفطر اور عید الاضحیٰ (بقرعید) سے بھی زیادہ اہم ہے۔ پانچ بڑے کام اس سے وابستہ ہیں۔ اسی دن اللہ نے آدم کو پیدا کیا، اسی دن اللہ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی وفات ہوئی۔ اسی دن وہ گھڑی بھی آتی ہے جس میں انسان جو دعا بھی کرتا ہے اللہ اسے قبول کرتا اور انسان جو کچھ مانگتا ہے دے دیتا ہے۔ بشرطیکہ وہ کوئی حرام چیز نہ مانگے۔ اسی دن قیامت واقع ہوگی۔ جمعہ کے روز تمام فرشتے خواہ وہ زمین پر ہوں یا آسمان پر ڈرے اور سب سے ہوئے رہتے ہیں اس خیال سے کہ یہ قیامت کا دن نہ ہو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے، کہتے ہیں! جمعہ کے روز شیطان ہاتھوں میں جھنڈے لئے نکلتے ہیں اور لوگوں کے سامنے ایک بازار سجادیتے ہیں اور لوگوں کو اس طرح طرح فتنے مائل کرنے لگتے ہیں۔ دوسری طرف فرشتے مسجدوں کے دروازوں پر اپنا دفتر لے کر بیٹھ جاتے ہیں۔ جو لوگوں کی مسجد میں آمد کو حساب سے لکھتے رہتے ہیں۔ (یعنی یکے بعد دیگرے آنے والوں کے نام) اور اس وقت تک لکھتے رہتے ہیں جب تک امام خطبہ شروع کرے۔ خطبہ شروع ہو جائے تو وہ لکھنا بند کر دیتے ہیں۔ جو شخص پہلی صف میں امام کے قریب بیٹھ کر خطبہ سنتا ہے اور کوئی فضول کام نہیں کرتا اسے دو ہزار اجر ملتا ہے، اور جو پہلی صف میں امام کے قریب بیٹھ کر فضول حرکتیں کرتا ہے اسے دو ہزار گناہ ہوتا ہے۔ خطبہ کے دوران "نہ" کہا یا "چپ رہ" کہنا بھی بات کرنے میں شامل ہے۔ جو ایسا کرتا ہے وہ اپنا جمعہ کا ثواب کھو بیٹھتا ہے۔ اس کے بعد

حضرت علیؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہؐ سے اسی طرح سنا ہے۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں حضرت جبرائیلؑ ایک آئینہ لے کر آئے اور رسول اللہؐ کو پیش کیا۔ آئینہ کے درمیان نقطہ کی طرح ایک سیاہ نشان تھا۔ آپؐ نے جبرائیلؑ سے دریافت کیا یہ کیا ہے؟ جبرائیلؑ نے بتایا یہ جمعہ کا دن ہے۔ اللہ نے یہ دن آپؐ کو پیش کیا ہے۔ تاکہ آپؐ کے اور آپؐ کی امت کے واسطے یہ ایک خوشی کا دن قرار پائے۔ اس دن جو شخص کوئی دعا کرے گا وہ قبول ہوگی، اور مانگی جائے والی چیز اس کا مقدر ہے تو اسے عطا کر دی جائے گی۔ مقدر نہیں ہے تو اس کے لیے آخرت میں ذخیرہ کر دیا جائے گا۔ اسے ہم "یوم مزید" (زیادہ عطیات و مہربانی کا دن) اور سید الاہام بھی کہتے ہیں۔ آپؐ نے دریافت فرمایا وہ کیوں؟ جبرائیلؑ نے بتایا جنت میں ایک وسیع میدان ہے جس میں سفید رنگ کا ایک نیلہ ہے۔

جمعہ کے روز تمام انبیاء وہاں آتے ہیں، اور اپنے اپنے مخصوص مرصع منبروں پر بیٹھ جاتے ہیں۔ ان منبروں کے پیچھے نورانی کرسیاں لگی ہیں۔ ان پر صدیق اور شہداء حضرات آکر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور جنت عدن میں رہنے والے لوگ مشک لے کر اس میدان پر بیٹھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے خطاب فرماتا ہے میں نے وہ عظیم مستی ہوں جس نے تم سے کیا ہوا ہذا وعدہ پورا کیا اور تمام نعمتیں تمہیں عطا ہیں۔ آج کا دن میرے لئے عزت و افتخار کے اظہار کا دن ہے۔ مجھ سے سواں کرو لوگ سوال کرتے ہیں: پورکار! ہم تیری رضا (خوشنودی) چاہتے ہیں اور تیری جنت کے طلب گاریں۔

رب وہ الجبال فرماتا ہے میں نے اپنی رضا (خوشی) ہی سے تو تمہیں اپنے اس گھر (جنت) میں مہمان بنا کر ٹھہرایا ہے۔ پھر وہ اس سے اس کی رضا کا ہی سوال کرتے ہیں۔ اللہ انہیں اپنی رضا اور انعامات ان کی توقع اور امید سے کہیں زیادہ عطا فرماتا ہے۔ اور یہ سب کچھ اتنی دیر میں ہو جاتا ہے جتنی دیر میں امام جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتا ہے۔ اس کے بعد انبیاء شہداء اور صدیقین اپنے مقامات پر اور جنت کے مالاخاتوں کے رہنے والے اپنے اپنے ہالوں خانوں میں واپس چلے جاتے ہیں۔ انہیں اتنا کچھ دیا جاتا ہے کہ آئندہ جمعہ تک انہیں کچھ مانگنے کی ضرورت نہیں پڑتی اسے یوم مزید کہا جاتا ہے۔ اسی دن قیامت واقع ہوگی۔

مسجد کا احترام اور مسجد میں داخلے کے آداب

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں، نبی کریمؐ نے فرمایا

"مکروہ اوقات میں مسجد میں جانے کی ضرورت پیش آجائے تو اس وقت نہار نہ پڑھے تسبیحات و درود شریف پڑھ سکتا ہے، اور قرآن کی تلاوت کر سکتا ہے یہ چیزیں نماز کا ہم البدل ہو جائیں گی اور مسجد میں داخلہ کا حق ادا ہو جائے گا۔"

حضرت ابو وراءہ قاریؓ کو حضرت سلمان فارسیؓ (جو ابو وراءہ کے موصوفی بھائی تھے) کے بارے میں یہ اطلاع ملی کہ انہوں نے ایک غلام خریدا ہے۔ اس پر ابو وراءہؓ نے اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے انہیں لکھا۔

بھائی کوئی ناقابل برداشت مصیبت آنے سے پہلے خود کو عبادت الہی میں مصروف رکھو۔ مصیبت زدہ مسلمانوں کی باتیں لوٹائیں لوٹانے اور مصیبت کے وقت اس کی مدد کر کے ان کی دعائیں لیتے رہو۔ یتیم بچوں پر رحم کھاؤ ان کے سروں پر محبت و شفقت سے ہاتھ پھیرو۔ انہیں اپنے کھانے میں سے کھلا دیا کرو۔ اس سے تمہارا دل نرم رہیگا۔ اس میں دوسروں کے لیے رحم کے جذبات پیدا ہوں گے۔ اور خداوند تعالیٰ تمہاری حاجات و ضروریات پوری کرتا رہے گا۔ پھر ایک روایت نقل کرتے ہیں۔

میں ایک روز نبی کریمؐ کی مجلس میں موجود تھا کہ ایک شخص نے حضورؐ سے اپنی "قساوت قلبی" (دل کی سختی) کی شکایت کی۔ آپؐ نے اس سے دریافت فرمایا: "کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارا دل نرم ہو جائے؟"۔۔۔۔۔ اس شخص نے کہا "ہاں" آپؐ نے اس سے فرمایا: "یتیم بچے کے سر پر محبت و شفقت سے ہاتھ پھیرو۔"

اور اسے اپنے کھانے میں سے کھانا کھلا دیا کرو۔ "تمہارا دل نرم ہو جائے گا اور تمہاری حاجات بھی پوری ہوتی رہیں گی۔"

اس کے بعد لکھتے ہیں بھائی مسجد کو اپنا گھر بناؤ۔ میں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے "مساجد متقی لوگوں کے گھر ہیں۔" جن لوگوں نے مسجد کو گھر بنا لیا اللہ نے ان کے واسطے آرام و راحت کے

اسباب پیدا کروئے۔ انہیں قیامت کے روز پہلے سراپا سے آسانی سے گزارنے اور دوزخ سے نجات کی بھی ضمانت دے دی۔ بھائی! اللہ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

خط میں مسجد کو گھر بنانے کا جو ذکر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زیادہ وقت عبادت کرتے ہوئے مسجد میں گزارا جائے۔

حضرت حکیم ابن عمر رحمہم اللہ فرماتے ہیں دنیا میں مہمانوں کی طرح رہو۔ زیادہ وقت مسجد میں رہتے ہوئے عبادت میں گزارو۔ اپنے دل میں نرمی اور گداز پیدا کرو۔ آخرت کے بارے زیادہ غور و فکر کرو۔ اپنے رب کے حضور روتے اور گڑ گڑاتے رہو اور خواہشات نفس کو اپنے پیچھے نہ لگاؤ۔

حضرت قتادہ رحمہم اللہ کہتے ہیں دنیا کی زندگی میں صرف ان تین چیزوں کی طرف دھیان دے سکتے ہو۔ (۱) مسجد کو اللہ کے ذکر سے آباد رکھو (۲) سرچھپانے کے لیے ایک سادہ سا گھر بنالو۔ (۳) اور وہ چیز جائز طریقہ سے کرلو جو زندہ رہنے کے لیے ضروری ہو۔

حضرت نزہال ابن براء کا قول ہے منافق کا مسجد میں دل نہیں لگتا۔ جب تک مسجد میں رہتا ہے اسے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ایک پرندہ بنجرے میں قید کر دیا گیا ہو۔ حضرت خلف ابن ابیوب مسجد میں بیٹھے تھے کہ ان کا غلام ان سے کوئی بات پوچھنے آیا۔ وہ اٹھ کر مسجد سے باہر آئے اور باہر آ کر اسے جواب دیا۔ لوگوں نے ان سے اس کی وجہ معلوم کی۔ تو انہوں نے بتایا۔ میں نے کئی سال سے مسجد میں کوئی دنیاوی بات نہ کرنے کا عہد کیا ہوا ہے۔ آج میں اس عہد کو کیسے توڑتا۔

اللہ کے احکام کی پابندی اور اس کے گھر کے ادب و احترام سے اللہ بندے کے درجہ و بڑھاتا ہے۔ مسجد اللہ کا گھر ہے۔ مسجد کا ادب و احترام کرنا، اللہ کا احترام کرنا ہے۔

ایک بزرگ کا قول ہے میں مسجد میں کبھی کسی چیز سے ٹیک لگا کر نہیں بیٹھا۔ نہ میں نے جی پھیلائے اور نہ کبھی کوئی دنیاوی بات کی۔ ہر آدمی کو ایسی باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے پانچ باتوں کا حکم فرمایا اور آپ کے تابعین نے ان پر پوری طرح عمل کیا (۱) نماز باجماعت (۲) سنت کی پیروی (۳) مسجد کو اللہ کے ذکر سے آباد رکھنا۔ (۴) تلاوت قرآن اور (۵) جہاد فی سبیل اللہ۔

حضرت حسن ابن علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تین چیزوں سے انسانوں کو اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہے۔

۱۔ مسجد میں صرف اللہ کی عبادت کی نیت سے داخل ہو۔ جب تک مسجد میں رہے گا۔ اللہ کا مہمان ہوگا۔

۲۔ محض رضائے الہی کی خاطر اپنے مسکن بھائی سے ملاقات کرنے جائے۔ جب تک اس کے پاس رہے گا اللہ کے ملاقاتیوں میں شمار ہوگا۔

۳۔ حج یا عمرے کی نیت سے گھر سے چلے۔ جب تک واپس اپنے گھر نہیں پہنچتا، اللہ کے دربار میں حاضری دینے والے وفد میں شامل ہو گیا۔

تین چیزیں مومن کا قلعہ ہیں (۱) مسجد میں عبادت کرنا (۲) چلتے پھرتے اللہ کا ذکر کرتے رہنا۔ (۳) اور تلاوت قرآن۔ جب تک ان میں سے کسی ایک عمل میں بھی مصروف رہے گا شیطان اس پر قابو نہ پاسکے گا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مسجد میں بھاڑو دینا (صنائی کرنا) اور اللہ کے ذکر میں مصروف نہ ہونا۔ جنت کی حوروں کا مہر ہے۔

حضرت انس بن مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جس نے مسجد میں چراغ جلایا (روشنی کا انتظام کیا) جب تک وہ روشنی بجتا رہے گا، عرش کے اٹھانے والے فرشتے اور دوسرے تمام فرشتے اس کے واسطے مغفرت کی دعا کرتے رہیں گے۔

حضرت عمر ابن خطاب فرماتے ہیں زمین پر مسجد اللہ کا گھر ہے۔ اس میں نماز کے لیے آنے والے اللہ کے مہمان ہیں۔ میزبان پر لازم ہے کہ وہ مہمانوں کا احترام کرے۔

مسجد کے چند رہنما

مسجد کے ادب و احترام میں چند رہنما شامل ہیں۔

۱۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت سلام کیا جائے۔ اگر مسجد میں کوئی آدمی نہیں ہے یا نماز ہو رہی ہے تو پھر اس طرح سلام کرے۔ "السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین" (ہم پر اور تمام نیک بندوں پر اللہ امن و سلامتی نازل فرمائے)

۲۔ مسجد میں داخل ہوتے ہی دو رکعت نماز ادا کی جائے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے "لکل شئی نعبۃ و لعبۃ المسجد رکعتین" "ہر مقام کا ادب و احترام ہے۔ مسجد کا ادب و احترام دو رکعت نماز ہے۔"

۳۔ مسجد کے اندر کوئی خرید و فروخت نہ کی جائے۔

۴۔ مسجد کے اندر تلوار بنام سے نہ نکال جائے۔ (کوئی ہتھیار نہ اٹھایا جائے)

۵۔ مسجد میں کسی گم شدہ چیز کا اعلان نہ کیا جائے۔

۶۔ مسجد میں ذکر الہی، قرأت (نہ از میں) تلاوت قرآن (مگر بہت اونچی آواز نہیں) کے علاوہ کوئی اونچی آواز نہ نکالی جائے۔

۷۔ مسجد میں دنیاوی معاملات سے متعلق کوئی گفتگو نہ کی جائے۔

۸۔ لوگوں کی گردنیں پھدالتے ہوئے گلی مغفوں میں جانے کی کوشش نہ کی جائے۔

۹۔ کوئی آپ کی جگہ بیٹھ گیا ہے تو اسے اٹھانے کے لیے بھگڑا نہ کریں۔

۱۰۔ صف میں جگہ نہ ہو تو اپنے بیٹھنے کے لیے دوسروں کو تنگ نہ کریں۔

۱۱۔ نماز پڑھنے والے کے سامنے سے نہ گزریں۔

۱۲۔ مسجد میں تھوکنے سے پرہیز کریں۔

۱۳۔ مسجد میں بیٹھ کر انگلیاں نہ چٹنیں۔

۱۴۔ مسجد کی صفائی کا خیال رکھیں۔ نا سمجھ آدمی اور چھوٹے بچوں کو مسجد میں اپنے ساتھ نہ لائیں اور مسجد کے اندر کسی مجرم کو جرم کی سزا نہ دی جائے (مسجد سے باہر ماکر سزا دیں)

۱۵۔ مسجد کے اندر جب تک رہیں عبادت اور ذکر الہی میں مصروف رہیں۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میری امت پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا جب لوگ مسجد میں بیٹھ کر دنیاوی معاملات پر باتیں کرنے لگیں گے۔ اللہ ایسے لوگوں سے بیزار ہے۔ تم ان کے ساتھ نہ بیٹھنا۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا چار چیزیں دنیا میں اجنبی مسافر کی طرح ہوں گی۔

۱۔ ظلم پیشہ شخص کے سینے میں قرآن مجید (جس پر وہ عمل کرنے کے لیے تیار نہ ہو)

۲۔ کسی آبادی میں وہ مسجد جس میں کوئی شخص نماز ادا کرنے نہ آئے۔

۳۔ گھر میں رکھا ہوا قرآن مجید جسے پڑھنا نہ جائے۔

۴۔ ایک نیک آدمی جو دوسرے لوگوں کے ساتھ رہنے پر مجبور ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

"قیامت کے روز مساجد سفید بختی اونٹوں کی طرح میدان حشر میں لائی جائیں گی۔ ان کے ستون غبر کے مینار زعفران کے میناروں کی برجیاں مشک و زعفران کی گند سبز زبرجد (قیمتی پتھر) کے بنے ہوئے ہوں گے۔ مؤذن ان کو آگے سے کھینچے اور امام پیچھے سے دھکیل کر لائیں گے۔ وہ حشر کے میدانوں سے بجلی کے کوندے کی طرح گزر جائیں گے۔ انہیں دیکھ کر دوسری امتوں کے لوگ کہیں گے ان کو لے جانے والے تو فرشتے یا نبی معلوم ہوتے ہیں اس وقت یہ احسان ہوگا۔ اسے میدان حشر کے دو گویا فرشتے ہیں نہ نبی۔ یہ محمد ﷺ کی امت کے لوگ ہیں جو نماز، جماعت کی حفاظت (پابندی کرتے در پابندی کراتے تھے) کرتے تھے۔"

مسجد میں اپنے نمازیوں کی شفاعت کریں گی

حضرت وہب ابن منہ جرحہ کہتے ہیں قیامت کے روز مسجدیں قیمتی موتیوں اور یاقوتوں سے جوا کر کشتیوں کی شکل میں لائی جائیں گی۔۔۔ وہ اپنے آپا در کھنے والوں کی شفاعت کریں گی۔

قرب قیامت کی مساجد اور ان کے امام

﴿ف﴾ حضرت علی ابن ابی طالب فرماتے ہیں لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جب اسلام کا صرف نام رہ جائے گا۔ (اس کے احکام پر لوگ عمل نہیں کریں گے) قرآن کے صرف الفاظ باقی رہ جائیں گے۔ لوگ صرف الفاظ کو پڑھ کر کہیں گے ہم نے قرآن پڑھ لیا۔ (اس کے معنی مطلب پر لوگ دھیان نہیں دیں گے) مسجدیں بھری نظر آئیں گی۔ لیکن ذکر الہی سے خالی ہوں گی۔ (ان میں امامت کرنے والے (بزم خود عالم) کہلائیں گے مگر) اس دور کے بدترین لوگ علماء ہوں گے جو فتنوں کے گڑھ ہوں گے فتنے اٹھائیں گے اور ان فتنوں میں خود بھی الجھے رہیں گے۔

صدقہ کی فضیلت

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نماز دین اسلام کا ستون ہے۔ جہاد سب سے بلندی کا عمل ہے لیکن صدقہ ایک بہت عجیب و غریب چیز ہے صدقہ ایک عجیب و غریب ہے۔ (یہ فقرہ انہوں نے تین مرتبہ دہرایا) ان سے روزہ کے بارے میں دریافت کیا گیا جواب دیا روزہ قرب الہی کا ذریعہ ہے اس میں افضل و کثر کا سوال نہیں ہے۔ پوچھا گیا کس سا صدقہ زیادہ بہتر ہے؟ جواب دیا جو زیادہ ہو زیادہ اچھا ہو اور پھر یہ آیت تلاوت کی۔

لَنْ تُلَاقُوا اللَّهَ حَتَّى تَلْفُقُوا مِمَّا تَحِبُّونَ (سورہ آل عمران ۹۲)
”تم نیکی (کے اعلیٰ درجہ) کو اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتے۔ جب تک اپنی پسندیدہ چیز کو (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کرو۔“

صدقہ دوزخ سے نجات کا ذریعہ ہے

ان سے لوگوں نے دریافت کیا ”اگر کسی کے پاس ایسی کوئی چیز (مال) نہ ہو؟ انہوں نے جواب دیا اپنے اخراجات کے بعد جو کچھ بچے وہی خرچ کر دے۔ پوچھا گیا جس کے پاس مال ہی نہ ہو؟ جواب دیا بچا ہوا کھانا راہ خدا میں دے دیا کرے۔ پھر ان سے دریافت کیا گیا جس کے پاس اتنا کھانا بھی نہ ہو وہ کیا کرے؟ جواب دیا وہ کسی غریب و کمزور آدمی کے کام میں ہاتھ بنا کر اس کی مدد کر دیا کرے۔ پوچھا گیا اگر کوئی شخص یہ بھی نہ کر سکے؟ انہوں نے کہا ”(صدقہ کے ذریعہ) جہنم سے بچنے کی کوشش کرو خواہ آدمی کجوری صدقہ میں دے سکے۔ پوچھا گیا اگر کسی سے یہ بھی نہ ہو سکے؟ جواب دیا وہ اپنی ذات کو ظلم و زیادتی سے بچا کر رکھے کسی پر ظلم نہ کرے۔ ایک روایت میں ہے یہ حدیث انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے منسوب کر کے بیان کی تھی۔

صدقہ کے مال میں برکت

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جب سورج (صبح کے وقت) طلوع ہوتا ہے اس کے دائیں بائیں دو فرشتے کھڑے ہو کر یہ غلام کرتے ہیں وہ اس کی

آوار کو انسان و جنات کے علاوہ ہر مخلوق سختی ہے۔ لوگو! (صدقہ کے ذریعہ) اپنے رب کے قریب آنے کی کوشش کرو۔ وہ تھوڑا صدقہ جو کسی کی ضرورت پوری کر دے اس زیادہ (صدقہ) سے بہتر ہے جو صدقہ کرنے والے کو غرور میں مبتلا کر دے۔

کنجوس کے مال پر لعنت

دو فرشتے یہ دعا کرتے ہیں اے اللہ (راہ خدا میں) خرچ کرنے والے کے مال میں برکت دے اور بخل (کنجوس) کے مال کو برباد کر دے۔“

بخل اور کنجوسی جہنم میں لے جائے گی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ خانہ کعبہ کے قریب سے گزرے۔ دیکھا کہ ایک شخص کعبہ کے پردے کو پکڑے ہوئے یہ دعا کر رہا ہے۔ اے اللہ اپنے اس گھر کے صدقہ میں میرا گناہ معاف کر دے۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا ”بندۂ خدا اپنی ذات کا واسطہ دے کر اللہ سے دعا کر کیونکہ اللہ کے نزدیک اس گھر سے زیادہ محترم بندۂ مومن کی ذات ہے۔“ اس شخص نے عرض کیا حضور! میرا گناہ بہت بڑا ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا ”تیرا گناہ کیا ہے؟“ اس نے بتایا میرے پاس بے انتہا مال و دولت ہے سوئچی میں گھوڑے ہیں۔ لیکن کوئی ساکس مجھ سے کوئی چیز مانگ لے تو میرے بدن میں آگ لگ جاتی ہے اور آنکھوں سے شعلے نکلنے لگتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا ”دفع ہو جا میرے سامنے سے تیری آگ کے شعلے کہیں مجھے بھی اپنی لپیٹ میں نہ لے لیں۔ اس ذات پاک کی قسم! جس کے ہاتھوں میں میری جان ہے۔ تو ہزار سال تک نمازیں پڑھتا رہے اور روزے رکھتا رہے تب بھی اللہ تعالیٰ تجھے جہنم میں اپنے منہ پھینکے گا کیا تجھے معلوم نہیں بخل (کنجوسی) کفر ہے۔ اور کفر جہنم میں لے جاتا ہے اور سخاوت ایمان کی نشانی ہے اور ایمان انسان کو جنت میں پہنچا دیتا ہے۔“

سخاوت جنت کا درخت

حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سخاوت جنت کا درخت ہے اس دنیا کی طرف بھی ہوئی ہیں۔ جو کوئی اس کی کسی شاخ کو پکڑ لیتا ہے وہ اسے اوپر اٹھا کر جنت پہنچا دیتا ہے۔

کنجوسی جہنم کا درخت

(اسی طرح) بخل (کنجوسی) دوزخ کا درخت ہے جو اس کی کسی شاخ کو پکڑتا ہے وہ اسے لوہا ٹھا کر جہنم میں پھینک دیتی ہے۔

بخیل اللہ سے دور اور مخلوق سے بھی دور

ایک روایت میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بخیل اللہ سے دور ہے۔ جنت سے دور ہے۔ لوگوں سے دور ہے اور دوزخ سے قریب ہے۔

بخلی اللہ سے قریب اور لوگوں سے بھی قریب

اور بخلی اللہ کے قریب، جنت کے قریب، لوگوں کے قریب اور دوزخ سے دور ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: زکوٰۃ ادا کر کے اپنے مال کو محفوظ کر لو۔ اپنے مریضوں کا علاج صدقہ سے کرو اور دعا کے ذریعے بلاؤں کو نالو۔

کسی سائل کو نہ دھتکارو

حضرت عبدالرحمن سلمانی رحمہ اللہ (حضرت عمر رحمہ اللہ کے غلام) روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی سائل تم سے سوال کرے اس کی پوری بات سنا لو۔ سچ میں اس کی بات نہ کانو۔ جب وہ اپنی بات پوری کر لے۔ اگر تم اسے کچھ دے سکتے ہو تو خاموشی سے دے دو اور نہ دے سکو تو اس سے حسن اخلاق سے مناسب الفاظ میں معذرت کر لو۔ کبھی کبھی ایسا سائل بھی تمہارے سامنے آ جاتا ہے جو انسان یا جن نہیں ہوتا (اسے کچھ لینے کی حاجت نہیں ہوتی ہے) صرف تمہاری آزمائش کے لیے آتا ہے کہ اللہ نے تمہیں دولت و خوشحالی دے رکھی ہے۔ اس میں عام لوگوں کے ساتھ تمہارا رویہ اور برتاؤ کیا ہے؟

صدقہ کی برکت

حضرت سعید ابن مسعود رحمہ اللہ کندی روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی (وقت) دن یا رات میں کوئی صدقہ کرتا ہے اللہ اسے زہریلے جانور کے کانٹے ڈالتے کسی چھت وغیرہ کے نیچے دب کر مرنے اور مرگ مغالجات (حادثاتی موت) سے محفوظ و مامون کر دیتا ہے۔

صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "صدقہ دینے والے کے مال میں کوئی کمی نہیں آتی۔"

قدرت کے باوجود ظالم کو معاف کر دینا، عاجزی و انکساری جو شخص (بدلہ کی قدرت کے باوجود) کسی ظالم کو معاف کر دے اللہ اس کی عزت بڑھا دیتا ہے۔ جس نے اللہ کی رضا کی خاطر عاجزی اختیار کی اللہ اس کے درجات بڑھا دیتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں شیطان دو رائیاں تمہارے سامنے لاتا ہے اور اللہ دو اچھی باتوں کا وعدہ کرتا ہے۔ اس کے بعد یہ آیت تلاوت کرتا ہے۔

الشيطان يعدكم الفقر ويامركم بالعشواء والله يعدكم مغفرة منه وصلواته واسع عليم
(سورہ بقرہ: ۲۶۸)

"شیطان تمہیں فقر کی دھمکی سے ڈراتا ہے اور بے حیائی پر آمادہ کرتا ہے اور اللہ تم سے مغفرت اور کثرت انعامات کا وعدہ کرتا ہے اور (یاد رکھو) اللہ کا علم بہت وسیع ہے۔"

قوی سچ پر بدعہدی

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو قوم اپنا عہد و پیمان توڑتی ہے اللہ اسے قتل و عارت جیسی مصیبت میں پھنسا دیتا ہے۔"

فحاشی و بے حیائی کا نتیجہ

جس قوم میں فحاشی اور بے حیائی درآئے اللہ اس پر موت کو مسلط کر دیتا ہے اور جو قوم زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اللہ اس (کی کھیتوں) پر بارش نہیں برساتا۔

زکوٰۃ نہ دینے کا انجام قحط سالی

حضرت نزال ابن سبرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جنت کے دروازے پر یہ تین سطریں لکھی ہوئی ہیں۔

۱۔ لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ کے ساتھ کوئی معبود نہیں۔ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

۲۔ امة ملة و رب عمور ان لوں کا تروہ تہکار ہے اور پادگار معاف رہ

دینے پر آتا ہے۔

۳۔ وجعلنا ما عملنا ربحنا ما ہم نے جو عمل کے اور جو (کچھ صدقات کی صورت

قلمنا و عسرنا ما علفنا میں) آئے۔ بوجہ ان کا نفع پالیا اور جو پیچھے چھوڑ آئے

و نقصان کا سودا ہے۔

پانچ مصیبتیں

اسات پانچ چیزیں روکتا ہے اللہ پانچ مصیبتیں اہل دین سے۔

۱۔ جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا۔ اللہ اس کے مال کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیتا۔

۲۔ جو صدقہ نہیں دیتا۔ اللہ اس کی زندگی کا سکون ختم کر دیتا ہے۔

۳۔ جو عشر (زمین کی پیداوار کا دواں حصہ) روکتا ہے۔ اللہ اس کی پیداوار میں برکت نہیں دیتا۔

۴۔ جو دعا مانگتا ہے۔ اسے قبولیت نہیں ملتی۔

۵۔ جو نماز میں سستی کرتا ہے۔ اسے موت کے وقت فکر نصیب نہیں ہوتا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ صحت و تندرستی میں ایک درہم صدقہ کر دینا موت کے وقت سو درہم کی وصیت کرنے سے بہتر ہے۔

تکبر و گھمنڈ کی وجہ سے عابد کی زندگی بھر کی عبادت بے کار ہوگی

ایک مہرت آموز حکایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک بخیل آدمی تھا جسے لوگ

ملعون کے نام سے پکارتے تھے۔ ایک روز ایک شخص نے اس سے کہا مجھے جہاد پر جانا ہے ایک

تکوار دو۔ دو۔ ملعون نے انکار کر دیا۔ وہ شخص واپس لوٹ گیا ملعون نے کچھ سچی کراستے اور

تکوار دی۔ اس شخص کو راستے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملے جن کے ساتھ ایک ستر سال

مہرت گزار بھی آ رہا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا یہ تکوار کہاں سے لائے ہو؟ اس شخص نے

تاکہ ملعون نے دی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ اس ملعون کی دوا

ی راستے پر تھی جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام چلے آ رہے تھے جب وہ قریب آئے۔ ملعون اس کے

ایدارے لیے کھڑا ہو گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ آنے والا بولا میں اس ملعون کی شکل

یہ سنیں چاہتا۔ زندگی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے اذیتناک اعمال کی کئی۔ میں نے

اس ملعون کو اس کے صدقہ (تکوار) اور اس کے دل میں تمہاری محبت یہ وہ ماننے کی وجہ سے

کئی دیا ہے اور میں اپنے ساتھ والے عابد کو بتاؤ وہ جنت میں اس کا ساتھی ہوگا۔ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام نے یہ بات جب عابد کو بتائی اس نے کہا مجھے اس کے ساتھ جنت میں رہنا بھی پسند

ہے۔ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اطلاع دی اس عابد کو میرا یہ فیصلہ منظور نہیں میں نے چونکہ

میں نے اپنے فیصلہ کو پسند نہیں دیا اسے حقارت سے ٹھکرایا ہے اب میرا فیصلہ یہ ہے دوزخ میں

ملعون کا جولوگ تھوڑا سا عابد کو یا بڑا ہے اور عابد کا جو مقام جنت میں تھوڑا ملعون کو ملے گا۔

زندگی موت کے لیے اور تعمیرِ برپا دی کے لیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "آماں کے ایک

درہم سے ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے آج (زندگی میں) کون ہے جو اللہ کو قرض دے اور کل

آخرت میں اضافہ کے ساتھ وصول کرے۔ دوسرا فرشتہ کہتا ہے اسے انسانوں اتم موت کے لیے

پیدا ہوتے ہو اور جو عمارتیں بنائے ہو وہ بھی پر باد ہو جائیں گی۔"

زندگی بہتر یا موت

ایک روایت میں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا آپ ﷺ کے

دین سے رحمت ہو جانے (وفات) کے بعد ہمارے واسطے زندگی بہتر ہے یا موت؟ حضرت ابو

ہریرہ رضی اللہ عنہ اس طے میں روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جب تمہارے پسندیدہ اور

بہتر ہو۔ تمہارے دوست و تمند شکایت کرتے ہوں اور تمہارے جس کے خوشی معاملات یا ہم

مشاورے سے ملے ہوتے ہوں۔ اس وقت تمہارے واسطے زندگی بہتر ہے۔ اور جب تمہارے بد

دعاؤں کا تم بن جائیں۔ تمہارے مال دار لوگوں میں بغل اور تجویزی روایت کر جائے اور

تمہارے بدی معاملات جو تم سے ملے گئے ہیں۔ اس وقت تمہارے لئے موت بہتر ہے۔"

صدقہ اور مال کی حفاظت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں اگر تم اپنی دولت تو کینوں اور

نہ اس سے پانا چاہتے ہو تو صدقہ یا کرو۔

یہ روایت میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو زکوٰۃ ادا کرتا ہے مہمان کی مہمانداری کرے

۱۔ کسی کی امانت، دولت سے واپس کر دینا ہے۔ اس نے خود بخل کو اور تنگی سے بچایا۔
 ۲۔ رقیہ، عادت و اقبال کے پیش نظر مسلمان کو چاہیے کہ صدقہ کرتا رہے جس قدر ممکن ہو رہا ہو صدقہ کرے جو زیادہ سے بگتے ہیں وہ زیادہ دیں اور جو کم سے سکتے ہیں وہ کم دیں اسے یہ مہربانی دینے سے ہمیشہ کہ قہوڑی جی یا صدقہ میں ہی جائے۔ یہ خصوصیت و دلچسپی نہ کی و نہ کی یہ بٹاؤ کی چیز ہے۔

صدقہ کے دس فوائد

صدقہ سے اس فائدہ ہے۔ پانچ ایسا میں حاصل ہو جاتے ہیں اور پانچ آخرت میں حاصل ہوں گے۔

صدقہ سے دنیا میں حاصل ہونے والے پانچ فوائد

- ۱۔ صدقہ ایسے سے دل پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد کہی ہے (بہ اوقات) میں اس اور حریروں کو دست میں پھیرتا تھا کہ میں بھولی تھیں، غیو و شال ہو جاتی ہیں۔ صدقہ اسے کرپہ میں سے نکالتا ہے۔
- ۲۔ صدقہ دینے سے انسان کا دل و دماغ پاک ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

صدقہ مال طہارت

- ۱۔ حد میں مواہبہم صدقہ لتطہروہ و ترکہم بہا۔
 "اے مالوں میں سے صدقہ پکڑیں اس طہارت آپس کو صاف کرتے رہ کریں۔"
 سورہ صدقہ سے یاد رکھیں اور مصیبتوں کا علاج ہو جاتا ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ سے فرمایا ہے۔
 "اپنے مریضوں کا صدقہ سے علاج کرو۔"
- ۲۔ صدقہ سے صدقہ پینے والے دیکھیں دیکھیں جو جی و مسرت ہوتی ہے وہ بھی صدقہ کے دل خوش کر دینا بہت بڑی نیکی ہے۔
- ۳۔ صدقہ دینے سے دل میں برکت ہوتی ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
 "وما نقصم من شئ فیہو یحللہ"

"اور جو مال تم (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو گے وہ برکت کی صورت میں اپنا اثر پہنچا دے گا۔"

۱۔ پانچ فوائد جو صدقہ دینے والے آخرت میں ہوں گے۔
 ۲۔ صدقہ قیامت کے روز کی شہادت کی میں صدقہ دینے والے پر مہربانی ہوگی۔
 ۳۔ صدقہ دینے والے کا حساب ریکی سے آگاہ۔
 ۴۔ میر میں مال سے تو لے جاتے ہیں وقت صدقہ دینے والے سے یہ مال ہٹا دیا۔
 ۵۔ یہ بھی ہوگا۔

۶۔ صدقہ دینے والے میں صحت و بہت سے آسوں سے سہارا ملے گا۔

۷۔ صدقہ صحت میں درجہ کی صحت کا اور یہ ثابت ہوگا۔

فائدہ صدقہ کے صلے میں اگر ہم دوسو سال کی دعاؤں کے ساتھ دو اور پتھر بھی رہا تو تب بھی یہ نعمت الہی شوق سے صدقہ دینا اور صدقہ دینے والے سے اللہ کی خوش ہو جاتا ہے اور شیطان کے شر سے بچ جاتا ہے۔ یہ صدقہ دینے سے ستر شیطانوں کے شر سے بچ جاتا ہے۔ وہ اس بات پر شرمندہ ہوتے ہیں کہ یہ نبی کی خوشی کے ساتھ دینا اس صدقہ دینے سے نہیں روک سکے۔۔۔۔۔ اس کے ساتھ صدقہ ہمیشہ سے نیک لوگوں کا ہر پیرا ملے گا۔ صدقہ دینے والے کی نیک توں میں شمار ہوتا ہے۔

صدقہ نیک لوگوں کی عادت ہے

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن ربیع بن جہش (جو حضرت عائشہ کی مائی ہیں) انہما سے روئے تھے (یعنی تھے) حضرت عائشہ سے پاس دو قمیصیں تھیں ایک اچھی اور دوسری چھوٹی اور وہ دونوں سے قمیصیں روئے تھیں شروع سے شام ہوئی تو ساری رقم تقسیم کر دی تھیں۔ اپنی مائیت فرمایا کہ ان کی کٹے ہوئے آٹا دے ان سے ایک روٹی روٹی رستوں کے ساتھ پیش کرنا۔ مائیت اس نے کہا آٹا آپ نے آتی دولت کوں میں خیرات کی ہے ایک ایک کا کٹتے ہی کا یا ہوتا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا اب یہ فائدہ پہلے یا بعد کی تو یہ بھی ہو جاتا۔
 حضرت عمر و بن خطاب بن ربیع بن جہش (یہ بھی حضرت عائشہ کے بھائی تھے) ان سے کہنے میں کہ یہ دو حضرت عائشہ سے صدقہ میں رہا۔ درہم لوگوں کو بانات ایسے جہتوں کے اپنے سے ملے ہوئے تھے۔

یہ مرتبہ عبداللہ بن ربیع نے اپنی خوار و تم قیسیوں میں ہر ایک اپنے بھائیوں کو بھیجے

اور کہا ہم اپنے بھائیوں کے واسطے آخرت میں جنت کی دعا کریں گے۔ پھر ان میں ان کے حق میں بخل و کجی کیوں کی جاتی ہے۔

ایک روایت میں ہے، حسان ابن ابی شان کے پاس ایک بھکاری عورت آئی اور کچھ سوال کیا انہوں نے دیکھا حسنین عورت ہے اپنے ملازم سے کہا اسے چار سو درہم دے دو۔ ملازم نے حکم کی تعمیل کی اور چار سو درہم عورت کو دے دیئے۔ مگر بعد میں ان سے پوچھا وہ عورت آپ سے ایک درہم مانگ رہی تھی آپ نے اسے چار سو درہم دے دیئے۔ انہوں نے جواب دیا ہاں اس لئے کہ وہ ایک حسنین عورت تھی کسی گناہ میں نہ پھنس جائے ان چار سو درہم کی بدولت لوگ اسے دوت مند سمجھیں گے اور کوئی شخص اس سے شادی کرے گا۔ اس طرح وہ کسی گناہ میں ملوث ہونے سے بچ جائے گی۔

حدیث کی کتابوں میں ایک روایت ملتی ہے ایک صحابی کو کسی نے ایک بکرے کی سری تجھ میں بھیجی ان صحابی نے سری لے کر آنے والے شخص سے کہا دیکھو یہ سری فلاں شخص کو دے دو وہ ضرورت مند ہے وہ اس کے پاس لے گیا۔ اس نے کسی دوسرے شخص کے گھر کا پتہ بتا دیا۔ اس طرح وہ سری سات گھروں میں گھومتی رہی ہر ایک نے اپنے کسی دوسرے ضرورت مند مسلمان بھائی کے پاس بھیج دیا آخر وہ پہلے شخص کے پاس ہی واپس آ گئی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی

وہو لروں علی انفسہم ولو کان بہم خصاصة (سورہ حشر ۹)

”اور وہ اپنے ضرورت مندوں کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دیتے ہیں۔ چاہے

خودوں پر پانے کے گزر رہے ہوں۔“

ایک دوسری روایت میں ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب یہ واقعہ پیش آیا تھا۔۔۔ ایک صحابی نے روزہ رکھا شام ہوئی مگر ان کے پاس افطار کے لیے کچھ نہ تھا پانی پی کر روزہ افطار کر لیا۔ دوسرے دن پھر انہوں نے روزہ رکھ لیا۔ مگر دوسرے دن بھی شام کو کھانے کے واسطے کوئی چیز میسر نہ آئی پانی پی کر روزہ افطار کر لیا۔ تیسرے دن پھر انہوں نے اسی حال میں روزہ رکھ لیا۔ ایک انصاری نے دیکھا وہ بھوک سے غمگین ہو رہے ہیں۔ شام کو انہیں اپنے گھر لے گئے بیوی سے معلوم کیا کھانے کے واسطے کچھ ہے؟ بیوی نے بتایا بس اتنا ہے کہ ایک آدمی کا گزارا ہو سکے جبکہ یہ دونوں میاں بیوی بھی روزے سے تھے اور اس کا ایک بچہ بھی تھا۔ بچہ کو بہا کر سنا یا تیا۔ ایک انصاری نے بیوی سے کہا جب کھانا سامنے آئے تو چراغ بجھا دینا۔

اندھیر سے میں مہمان سمجھے گا کہ ہم بھی ساتھ کھا رہے ہیں۔ عورت نے چراغ درست کرنے کے بہانے اسے بجھا دیا۔ ادھر انصاری یوں ہی پیالہ میں ہاتھ ڈال کر پانی کھینچا کچھ نہیں ابلتا اس طرح مہمان نے سیر ہو کر کھایا۔ انصاری نے فجر کی نماز مسجد نبوی میں باجماعت ادا کی۔ نبی کریم ﷺ نے شام کا سلام پھیرنے کے بعد اس انصاری کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ تو تم دونوں (میاں بیوی) کا یہ عمل بہت پسند آیا ہے۔ اور پھر یہ آیت نازل ہوئی

وہو لروں علی انفسہم ولو کان بہم خصاصة و من یوق شح نفسه

فلو لک ہم المفلحون (سورہ حشر ۹)

”اور وہ لوگ (دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہوئے) ایثار کرتے ہیں۔ خواہ

خود کتنے ہی ضرورت مند ہوں اور جو اپنے نفس کے بخل (کجی) سے بچالیں گی تو

ایسے ہی لوگ (آخرت میں) کامیاب ہوں گے۔“

حضرت حامد الخفاف رحمۃ اللہ علیہ اپنے متعاقبین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے

میں تمہارے لئے ان چار باتوں کو پسند کرتا ہوں۔

۱۔ تم صرف فرائض کو حسن اہتمام سے ادا کر لو۔ جب کہ ہمارے بزرگ فرائض کو حسن اہتمام

سے ادا کرنے کے ساتھ ساتھ وفاق کو بھی تمہاری نصیحت کا اثر دیکھتے تھے۔

۲۔ تمہیں اللہ سے یہ خوف ہو کہ وہ تمہارے گناہوں کو معاف کرے گا یا نہیں جبکہ ہمارے

برگ ان بات سے خوف و دور بچتے تھے تھے کہیں ان کی عبادت ہی روزہ کر دی جائے۔

۳۔ تم حرام چیزوں سے باز رہ کر دو۔ جبکہ ہمارے بزرگ حد دل چیریں کے استعمال میں بھی

احتیاط کرتے تھے۔

۴۔ تم اپنے بھائی بندوں و دوست احباب سے محبت و غلوں سے پیش آؤ۔ جبکہ ہمارے

بزرگ دشمنوں سے بھی حسن سلوک کا ہر تاوا کرتے تھے۔

صدقہ سے انسان کی بہت سی مصیبتیں ٹل جاتی ہیں

صدقہ کی برکت سے ایک دھوبی سانپ کے ڈسنے سے بچ گئی

حضرت ابو الفرج از دی بیان کرتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ہستی میں تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگوں نے ایک دھوبی کی شکایت کی وہ کپڑے دیر سے دیتا ہے تم کر دیتا ہے اور پھر بھی دیتا ہے۔ دعا کریں کہ کل دو گھاٹ پر کپڑے دھوے جائے تو واپس نہ آئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی مگر وہ دھوبی دوسری شام صحیح مدت واپس آ گیا۔ لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اطلاع دی۔ انہوں نے دھوبی کو بلا کر پوچھا آج تو نے کون سا نیک کام کیا ہے؟ دھوبی نے کہا اور تو کچھ نہیں صرف یہ کیا ہے۔ میں پہاڑوں کی طرف سے میرے پاس ایک ٹھنسی آیا اور مجھ سے کہا کہ میں کئی دن سے بھوکا ہوں تیرے پاس روٹی ہو تو مجھے دے یا دورتی سے دکھا دے تاکہ میں اسے دیکھ کر ہی اس کو تسلی دے لوں اور میرے کپڑے۔ میرے پاس تین چپتیاں تھیں میں نے ایک چپاتی دی۔ وہی سے کھا کر اس نے دعا کی اللہ تیرے اگلے بچھلے سنا و معاف فرما دے اور تیرے دل کو ہر طرح کی بدعتی سے پاک کر دے۔ میں نے اسے دوسری چپاتی بھی دے دی۔ اسے کھا کر اس نے دعا کی اللہ تیرے اگلے بچھلے سنا و معاف فرما دے۔ آخر میں نے تیسری چپاتی بھی اسے کھا دی۔ اسے کھا کر اس نے دعا کی اللہ تجھے جنت میں ایک محل عطا فرمائے۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعویٰ کو حکم دیا اپنی کپڑوں کی ٹھنری کھول کر دھا ان نے ٹھنری کھول کر سامنے رکھ دی۔ ٹھنری میں ایک بہت بڑا کاد سانپ میٹھا ہوا تھا۔ حضرت عیسیٰ نے سانپ کو حق طلب کرتے ہوئے فرمایا اے نالائک کیا تجھے اس دھوبی کو ڈسنے کے لیے نہیں بھیجا گیا تھا؟ سانپ نے جواب دیا اے اللہ کے پیغمبر! یہ سچ ہے کہ مجھے اس کو ڈسنے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ لیکن جب وہ بھوکا پیاسا مسافر آیا اور اس دھوبی نے اسے اپنی تینوں چپتیاں کھلا دیں اور وہ اسے دعا میں دیتا رہا وہاں کھڑا ایک فرشتہ ہر دعا پڑھتا تھا۔ اللہ نے ایک دوسرا فرشتہ بھیج کر میرے منہ میں لوہے کی کلاماں ڈال دیں۔ بتا دینے میں اسے کیسے ڈستا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دھوبی سے کہا دھوبی! تیرے صدقہ کی برکت ہے کہ اس پر بیٹا ٹل گیا۔

فقیر کو ایک روٹی دینے پر بھیکڑ یا بچے کو واپس چھوڑ گیا

حضرت سالم ابن ابی جعد یث و قعدیاں کرتے ہیں ایک بھیکڑ یا ایک عورت کے بچے کو ٹھن کر لے گیا۔ عورت نے اس کا ہاتھ کیا راستہ میں ایک بھکاری عورت کے پاس ایک روٹی تھی وہ اس نے بھکاری کو دے دی۔ کیا بھیکڑی ہے کہ بھیکڑ یا واپس آیا اور بچے کو اس کے پاس چھوڑ گیا۔ اسی وقت غیب سے ایک آواز آئی یہ اس فقیر کو صدقہ میں روٹی دینے کا صدقہ ہے۔

ساتھ سال کی عبادت اور ایک روٹی کا صدقہ

حضرت معصب بن یحییٰ بیان کرتے ہیں ایک رہب ساٹھ سال تک اپنے عبادت خانے میں عبادت کرتا رہا۔ ایک روز اس نے جنگل کی طرف بھاگ کر دیکھا۔ خوبصورت منظر تھا سیر کی غرض بہرنگل آیا۔ ساتھ سے ایک خوبصورت عورت آتی ہوئی دکھائی دی اسے نفس پر قابو نہ رکھ سکا اور اس عورت سے زنا کر بیٹھا۔ مگر اس جرم کا حساس اس کے دل و دماغ پر چھایا رہا۔ ایک روز ایک بھکاری آیا رہب کے پاس ایک روٹی تھی وہ اس نے بھکاری کو دے دی۔ جب اس کی موت ہوئی۔ اس کے اعمال میزان میں تولے جانے لگے ساٹھ سالہ عبادت و ریاضت کے مقابلہ میں گناہوں کا پلڑا بھاری تھا۔ آخر اس صدقہ میں دی ہوئی روٹی والے عمل کو پلڑے میں رکھا گیا۔ اب گناہوں کے مقابلہ میں سب نیکیوں کا پلڑا بھاری تھا۔

مشہور ہے: ”صدقہ معصیت کے ستر دروازوں کو بند کر دیتا ہے“

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ایک بار صدقہ کرنے سے ستر شیطانوں کو شرم سار ہونا پڑتا ہے۔ جو اس صدقہ سے روکنے کی ہر قوت و کوشش کرتے رہے تھے۔

صدقہ نہ کرنے والوں کے لیے درس عبرت

حضرت قتادہ کہتے ہیں ہمیں بتایا گیا ہے صدقہ گنہگار کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جس طرح پانی سے آگ بجھا دی جاتی ہے۔ ایک روایت میں ہے حضرت عائشہ کے پاس ایک بھکاری عورت آئی اس نے اپنا دایاں ہاتھ تسنن میں چھپایا ہوا تھا۔ حضرت عائشہ نے اس سے پوچھا تو نے اپنا دایاں ہاتھ آستین میں کیوں چھپا رکھا ہے؟ عورت نے جواب دیا ام المؤمنین!

اس کے بارے میں نہ ہی پوچھیں تو بہتر ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا نہیں ضرور بتاؤ۔

اس عورت نے کہا شروع کیا۔ میرے والد کو زندگی میں صدقہ کرنے کا بہت شوق تھا۔ والد کو جتنا شوق تھا میری والدہ صدقہ سے اتنا ہی گریز کرتی تھی۔ اس نے زندگی میں کسی کو پرانے کپڑے یا لٹو چرپی کے سوا کبھی کوئی چیز صدقہ میں نہیں دی۔ آخر قصائے الہی سے دونوں کی وفات ہو گئی۔ ان کی موت کے بعد میں نے ایک روز خواب میں دیکھا قیامت کا دن ہے سب مخلوق میدانِ حشر میں جمع ہے اور میری والدہ اس مجمع میں ایک پرانے کپڑے سے بہ مشکل اپنا ستر اٹھا رہی ہیں۔ چرپی کا ٹکڑا چاٹتے ہوئے پیاس پیاس اپکار رہی ہے۔ دوسری طرف میرے والد ایک خوش کے کنارے بیٹھے ہوئے لوگوں کو پانی پلا رہے ہیں اور زندگی میں بھی یہی کار خیر نہیں زیادہ پسند تھا۔ میں نے پانی کا ایک گلاس لے کر والدہ کو پلا دیا۔ اسی وقت انھوں نے ایک آواز سنائی دی۔ جس نے اسے پانی پلایا ہے اس کا ایک ہاتھ ٹھل ہو جائے۔ گھبرا کر نیند سے بیزاں ہوئی تو میرا ہاتھ ٹھل تھا۔

جہنم کے آدمی عذاب سے صدقہ کر کے چھوٹ سکتے ہیں

”حضرت مالک ابن دینار فرماتے ہیں: ہم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے کر جہنم کے آدمی عذاب سے خود کو بچالیا اور باقی آدمی عذاب سے ہمیں صدقہ کے ذریعہ بچا کر حاصل کرنا چاہیے۔“

حضرت محمد ابن فضل بنیوں کرتے ہیں: ایک دیہاتی عرب کے پاس بہت سی بکریاں تھیں۔ مگر وہ کم ہی صدقہ کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے بکری کا ایک کزور سا بچہ صدقہ میں دے دیا۔ اس کے بعد اس نے ایک روز خواب میں دیکھا اس کی تمام بکریاں سے سینگوں سے مار رہی ہیں اور وہ بچہ اسے بکریوں کے منلوں سے بچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ بیدار ہوا تو اس نے کہا میں اس (صدقہ والے بچے) کے ساتھیوں میں انسانہ کروں گا۔ پھر اس نے کثرت سے صدقہ و خیرات دینا شروع کر دیا۔

جس قدر بھی ممکن ہو صدقہ ضرور کرو

حضرت عدی ابن حاتم روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”تم میں سے ہر شخص کو اللہ کے سامنے پیش ہونا ہوگا اور اس سے (زندگی کا حساب) لیا جائے گا۔ وہ اپنے دائیں جانب دیکھے گا تو سوائے اس نیک عمل (صدقہ) کے اور کچھ نظر نہیں آئے گا۔ جو اس نے آخرت میں ذخیرہ کر دیا پھر بائیں طرف دیکھے گا اور بھی اس کے آگے جیسے عمل کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا۔“

سامنے دیکھے گا تو دوزخ کی دہشت آگ نظر آئے گی اس آگ سے بچنے کی کوشش کرو۔ خواہ ایسی کوشش ایک آدمی کچھ روزی صدقہ میں دے کر سکے۔“

نیک انسان

انسان اگر ان دس باتوں پر عمل کر لے تو وہ خدا کے نیک بندوں اور صالحین میں شامل ہو سکتا ہے اور آخرت میں بلند درجات پا سکتا ہے۔

۱۔ زیادہ سے زیادہ صدقہ و خیرات کرنا ہے۔

۲۔ کثرت سے قرآن کی تلاوت کرنا ہے۔

۳۔ ایسے نیک لوگوں کے ساتھ تعلق رکھے جن کی مجلسوں میں آخرت کا ذکر زیادہ رہتا ہو۔ تاکہ ان کی باتیں سن کر اسے بھی اپنی آخرت سنوارنے کی فکر رہے۔

۴۔ دنیا اتنی ہی کمائے جتنی زندگی کے لیے ضروری ہو۔ خدا رسول ﷺ کے حکم کے مطابق جن رشتے باتوں کا قائم رکھنا ضروری ہے انہیں قائم رکھے۔

۵۔ بیمار بڑوں کی عیادت کرتا رہے اور ممکن حد تک ان کی ضروریات پوری کرتا رہے۔

۶۔ ایسے دوستند لوگوں سے میل جول نہ رکھے جو اپنی دولت کے نشے میں آخرت کو بھلا بیٹھے ہیں۔

۷۔ آخرت کی فکر کرنا ہے جہاں اسے کل (موت کے بعد) جانا ہے۔

۸۔ دنیاوی زندگی سے زیادہ امیدیں نہ لگائے۔ کہ پوری نہ ہوں تو موت کے وقت ان کے بارے میں سوچے ہوئے نکل پڑنا بھی بھول جائے۔

۹۔ فضول باتوں سے پرہیز کرے۔

۱۰۔ عام زندگی میں عاجز، رانکسار کو اپنی عادت بنا لے۔ جو جائز کمائی سے لباس میسر آ جائے۔

لیکن لے۔ جو جائز حلال طریقہ سے کھانے کو مل جائے کھالے۔ فقیر اور غریب لوگوں کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھے۔ معاشرے کے تنیم بچوں کے ساتھ شفقت و محبت کا رویہ رکھے۔ ان کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرے اور ہو سکے تو ان کی مدد بھی کر دیا کرے۔

فضیلت صدقہ کی عادات

سات باتیں جن سے صدقہ کی قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے۔

صدقہ حلال اور جائز آمدنی میں سے کیا جائے اور عمدہ چیز صدقہ میں دی جائے۔ کیونکہ اللہ

تھاں کا یہ ظلم ہے۔

انفقو من طیات ما کسبتم

”اپنی جائز آمدنی سے (صاف) ستھری چیز لے کر (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو (صدقہ و خیرات کرو)۔“

۲۔ غریب آدمی محنت مزدوری کر کے جو چھوٹکائے اس میں سے بھی کچھ نہ کچھ مگر اپنی پسند و مطابق چھٹی چیز نقدی راہ میں صدقہ کر دیا کرتے۔ اس صدقہ کی قدر و قیمت اللہ کے ہاں امیروں کے صدقہ کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے۔

۳۔ جو چیز صدقہ میں دینی ہو فوراً دے دی جائے۔

۴۔ صدقہ میں اچھی چیز دی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

ولا تسموا الحب من تصفون ولنسم باخديه الا ان تصصوا له و اعلموا ان الله غنی حمید۔

”اللہ کی راہ میں ایسی (بری چیز دینے کا ارادہ مت کرو۔ جو تمہیں دی جائے تو تم اسے لینے کے لیے تیار نہ ہو) اور مٹی پڑھ جائے تو چشم پوشی کرتے ہوئے (بے ادبی سے) لو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ بڑا بے نیاز ہے (اسے تمہاری روٹی چیزوں کی ضرورت نہیں ہے)۔“

۵۔ صدقہ خاموشی سے دیا جائے۔ ریا کاری و دکھاوا نہ ہو۔

صدقہ دے کر احسان جتانے سے صدقہ کا ثواب ختم ہو جاتا ہے

۶۔ کسی کو صدقہ دے کر اس پر احسان نہ بنایا جائے۔ اس سے صدقہ کا ثواب ختم ہو جاتا ہے۔
۷۔ جس کو صدقہ دیا جائے اس کو کسی طرح کی دینی یا جسمانی تکلیف نہ دی جائے۔ (مثلاً ایسے آدمی سے آپ پر برکتی اپنا کوئی کام کرائیں) کیونکہ اس سے ثواب کی بجائے صدقہ دینے والے کو سزا دیتا ہے۔ ہند کا رشتہ ہے

”لا تبطلوا صلقاتکم بالمن والاذی“

”صدقہ دینے والے پر (احسان نہ کرنا) اسے کسی طرح کی تکلیف دے کر اپنے صدقات (کا ثواب) ضائع نہ کرو۔“

ماہ رمضان کی فضیلت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے ”جنت کو سال بھر تک رمضان کے استقبال کے لیے سکھایا جاتا ہے۔ رمضان ۱۰ ہجری رات کو عرش الہی کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جسے ”میٹرہ“ کہا جاتا ہے۔ اس ہوا کے جھونکوں سے جنت درختوں کے پتے اور جنت مکانات کے دروازوں کی زنجیریں اور حلقے بچنے لگتے ہیں۔ دروازوں کے باہم لکڑائے سے ایسی سر کی موسیقی ہوتی ہے کہ نہ تک کسی نہیں سنی۔“

جنت کی حوروں کی نیک بندوں سے محبت

اسے من کر جنت کی حوریں با خالوں سے نکل آتی ہیں اور ہوا ز بند اعلان کرتی ہیں کون ہے جو اللہ کے پاس ہمارے ساتھ اپنی شادی کا پیغام بھیجے اور اللہ اس پیغام کو قبول کر کے ہماری شادی اس بندے سے کر دے۔ پھر وہ (جنت کے نگراں فرشتے) رضوان سے پوچھتی ہیں آج کوئی رات ہے؟ رضوان انہیں مخاطب کرتے ہوئے جواب دیتا ہے آج ماہ رمضان کی مہنگی رات ہے۔

اللہ کی طرف سے حکم ہوتا ہے رضوان! جنت کے تمام دروازے امت محمدیہ کے روزہ داروں کے لیے کھول دو۔ جہنم کے دروازے کو حکم دیا جاتا ہے۔ جہنم کے سارے دروازے بند کر دو۔ حضرت جبرائیل کو حکم ملتا ہے زمین پر جا کر شیاطین کے سارے مہود شیاطین کو قید کر دو اور شیطانوں کو گلے میں طوق ڈال کر اور بیڑیاں پہنا کر مندر میں پھینک دو۔ تاکہ وہ میرے محبوب ﷺ کی امت کے روزہ داروں کے روزوں کو خراب کرنے نہ پھرے۔

رمضان کی ہر رات اللہ کی طرف سے تین بار اعلان ہوتا ہے

کوئی مانگے گا ہے؟ میں اسے عطا کروں۔ کوئی توبہ کرنے والا ہے؟ میں اس کی توبہ قبول کر لوں کوئی مغفرت چاہنے والا ہے؟ میں اسے معاف کر دوں۔

پھر یہ طمان ہوتا ہے مجھے کون قرض دے گا؟ کہ اس کا قرض مار نہ جائے گا جلد پور پورا یا جائے گا۔

عید کے دن اللہ تعالیٰ کی بخشش و عنایات

عید الفطر کی رات کو انعامات کی لڑات کا نام دیا گیا ہے۔ عید الفطر کی صبح ہر آبادی اور ہر شہر میں فرشتے بھیج دیئے جاتے ہیں۔ جو مخلوق اور گلیوں کے باہر کھڑے ہو کر یہ اعلان کرتے ہیں۔ (ان کی آواز کو جن اور انہوں کے علاوہ ہر مخلوق سنتی ہے۔)

اے محمد ﷺ کے امتی! آؤ اپنے رب کریم کے دربار میں چلو۔ وہ انعامات دے رہا ہے۔ بڑی بڑی خفائیں معاف کر رہا ہے اور جب لوگ عید گاہ پہنچ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے۔ میرے فرشتو! بتاؤ اس مزدور کو کیا دیا جائے جو اپنا کام پوری دینانداری سے پورا کر دے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں ہمارے آقا! ہمارے مولا! اس کا حق یہ ہے کہ اسے اس کے کام کی پوری اجرت عطا کر دی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فرشتو! میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں میں رمضان کے روزوں اور عبادات کے صلے میں انہیں اپنی رتبہ (خوشی) عطا کرتا ہوں اور ان کے واسطے میں نے مغفرت کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بندو! مجھے اپنی عزت اور اپنی شان و شوکت کی قسم آج تم اپنی دنیا و آخرت کی جو چیز مجھ سے مانگو گے میں تمہیں عطا کروں گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان کے مہینہ میں میری امت کو پانچ خاص انعامات سے نوازا گیا ہے جن سے کچھلی کسی امت کو نہیں نوازا گیا۔

- ۱۔ روزہ دار کے منہ میں پیدا ہونے والی بو کو تنگ سے زیادہ بہتر خوشبو کا درجہ دیا گیا۔
- ۲۔ فرشتے روزہ دار کے لیے سحر سے انظار تک مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔
- ۳۔ شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔ سب دوسرے مہینوں کی طرح آزاد نہیں پھر سکتے۔
- ۴۔ روزانہ جنت کو سجایا جاتا ہے اور اللہ اس سے کہتا ہے شاید میرے نیک بندے عت و مشقت سے تھک کر تیرے سامعہ داخل ہوں۔

۵۔ اور رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

صحابہ نے دریافت کیا کیا یہ لیلۃ القدر ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں بلکہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے مزدور کو کام ختم کرنے پر فوراً اس کی اجرت دے دی جائے۔“

رمضان کی آخری رات کئی گناہ گاروں کی بخشش

اللہ تعالیٰ رمضان کے دنوں میں ہر روز افطار کے وقت دس لاکھ ایسے گناہ گاروں کو جہنم سے رہائی کا پروانہ عطا فرماتا ہے۔ جن کے واسطے جہنم کا عذاب لازم ہو چکا ہوتا ہے۔ رمضان کے آخری دن اللہ تعالیٰ جہنم سے اتنے بندوں کو آزاد کر دیتا ہے۔ جتنے اس نے پورے مہینہ میں آزاد کئے تھے۔ جمعہ کے دن اور رات کی ہر گھڑی میں ایسے دس لاکھ گناہ گاروں کو رہائی ملتی ہے جن کے واسطے جہنم کا عذاب واجب ہو چکا ہوتا ہے۔

لیلۃ القدر میں فرشتوں کا نزول

لیلۃ القدر میں اللہ کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک فوج لے کر زمین پر اترتے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں ایک سبز جھنڈا ہوتا ہے اسے وہ خانہ کعبہ کی چھت پر نصب کر دیتے ہیں۔ جبرائیل کے چہ سو بازو ہیں جس میں سے دو بازو کو وہ صرف لیلۃ القدر میں کھولتے ہیں۔ جو مشرق سے مغرب تک پھیل جاتے ہیں۔ فرشتے جبرائیل کے حکم سے زمین میں پھیل جاتے ہیں جہاں بھی امت محمد کا کوئی فرد نماز کے قیام قعدہ میں یا نماز کی کسی حالت میں اور اللہ کے ذکر میں مصروف ملتا ہے اسے سلام کرتے ہیں اس سے مصافحہ کرتے ہیں اور ان کی دعاؤں پر ”آمین“ کہتے ہیں۔ اس طرح فجر تک اس کا یہ دورہ جاری رہتا ہے۔ فجر طلوع ہونے پر جبرائیل اعلان کرتے ہیں

فرشتو! واپس چلو۔ فرشتے جبرائیل سے پوچھتے ہیں اللہ نے ان اہل ایمان کی دعاؤں اور حاجات کے بارے میں کیا فیصلہ کیا ہے؟

جبرائیل (انہیں جواب دیتے ہوئے) بتاتے ہیں اللہ نے انہیں دیکھ لیا ہے۔ انہیں معاف کر دیا ہے اور ان کی بخشش کر دی ہے۔ مگر چار قسم کے افراد کو معاف نہیں کرتا۔

وہ لوگ جن کی بخشش نہیں ہوتی

(۱) مستقل شراب کا عادی (۲) والدین کی نافرمانی و نافرمانی (۳) خدا اور رسول کے احکام کے مطابق رشتوں و اطول کا لحاظ نہ رکھنے والا۔ (۴) اور وہ شخص جو اپنے مسلمان بھائی سے (جاکسی جائزہ کے) تین دن سے زیادہ بول چال بند رکھے۔

رمضان کی برکتیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہؓ کو خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا کرتے تھے تمہیں رمضان کا مہینہ نصیب ہو رہا ہے۔ یہ بہت مبارک مہینہ ہے۔ اس میں تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ روزہ کے روزے بند ہو جاتے ہیں۔ سرکش شیطانوں کو بیڑیاں پہنا کر قید کر دیا جاتا ہے۔ اسی میں ایلاہ القدر ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔"

عبادات کی پابندی سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

حضرت خضر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں صیہ کہہ کرتے تھے جو لوگ کبیرہ گناہوں سے بچتے ہیں۔ اس کے واسطے ایک رمضان سے دوسرے رمضان۔ ایک حج سے دوسرے حج۔ ایک جود سے دوسرے جود اور ایک نماز سے دوسری نماز کا درمیانی وقت گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

رمضان کی آمد پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خوشی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رمضان کی آمد پر فرمایا کرتے تھے خوش آمد یہ ہمیں پاک کرنے والا مہینہ آیا۔ رمضان کا تمام مہینہ خیر ہی خیر ہے۔ اس کے دنوں میں روزہ رکھا جاتا ہے۔ راتیں عبادت میں گزرتی ہیں۔ اس میں بندے کا ذاتی خرچ بھی انفاق فی سبیل اللہ (اللہ کی راہ میں خرچ) شمار ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جس نے عیالت ایوان ثواب سمجھ کر رمضان کے دنوں میں روزہ رکھا اور راتوں میں عبادت کی۔ اس کے سارے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔"

روزہ اللہ کے لیے ہوتا ہے اور روزہ کا ثواب اللہ جتن چاہے دے دیتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اللہ فرماتا ہے میں جو اچھا کام کرتا ہے اس کا ثواب اس سے چار سو گنا تک بڑھا دیتا ہے۔ مگر روزہ میرے لئے سب سے اچھا ہے اس کا ثواب عطا کروں گا کیونکہ روزہ دار اپنی پسندیدہ چیزیں اور کھائے پینے سے میرے علم کے تحت رک جاتا ہے۔" روزہ ڈھال ہے۔ روزہ دار کو خوشی کے دو موقعے ملتے ہیں ایک اللہ کے وقت اور ایک اس وقت حاصل ہوگا جب وہ قیامت کے روز اپنے رب سے ملے گا۔"

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہو تمہارے لئے ایک بڑا مبارک مہینہ آیا ہے۔ اس مہینہ میں ایلاہ القدر بھی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اللہ نے اس مہینہ کے روزے فرض کئے ہیں اور راتوں کے قیام (ترویح) کو نفل کا درجہ دیا ہے۔ جس نے اس مہینہ میں خاصۃً ثواب کی نیت سے نفل ادا کئے اس کا درجہ غیر رمضان کے فرضوں کے برابر ہے۔ اور اس مہینہ میں ادا کئے گئے فرض کا ثواب دوسرے دنوں کے ستر فرضوں کے برابر ہے۔ یہ مہینہ کا مہینہ ہے اور صبر کی جزا اور ثواب جنت ہے۔

رمضان باہمی محبت و ہمدردی کا مہینہ ہے

یہ آپس میں ہمدردی اور محبت کے ظہار کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں مومن کے رزق میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ اس میں جو شخص کسی دوسرے روزہ دار کا روزہ بھاری کرے گا۔ اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوگا اور اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ ہم نے عرض کیا اس اللہ کے رسول اکرم میں سے ہر شخص کو دوسرے کا روزہ انظار نہیں کر سکتا؟

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اتنا ثواب اس کو بھی دے گا۔ جو ایک گھونٹ دودھ، ایک بھر یا ایک گلاس پانی سے کسی کا روزہ بھاری کر دے اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیا۔ اس کے چھتے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور قیامت کے روز اللہ سے میرے خوش (کوثر) کا پانی پلے دیا جائے گا۔ کہ پھر اسے جنت میں داخلہ تک پیاس نہیں لگے گی۔ نیز اسے روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا جبکہ روزہ دار کے ثواب میں کمی نہیں ہوگی۔

رمضان رحمت اور جہنم سے نجات کا مہینہ ہے

یہ مہینہ ہے جس کا اول (عشرہ) رحمت اور دوسرا (عشرہ) مغفرت اور تیسرا (عشرہ) جہنم کی آگ سے رہائی اور آزا دی ہے۔"

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے رمضان قریب آنے پر ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ رمضان میں کیا برکتیں ہیں۔ میری امت کے لوگ اسکے سبب ہجر بننے کی تمنا کرنے لگیں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا رمضان سے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اس کی آٹھ اداحت فرما دیجیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا رمضان سے استسنا کے لیے جنت کو سبب ہجر آراستہ کیا جاتا ہے۔ رمضان کی پہلی رات کو عرش کے نیچے

سے ہوا چلتی ہے۔ جس کے جھونکوں سے جنت کے درختوں کے پتے آپس میں ٹکرنے سے ایک پر کیف نغمہ پیدا ہوتا ہے اور حوریں اپنے خیموں سے نکل آتی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے عرض کرتی ہیں۔ پروردگار! اس مہینہ میں اپنے بندوں میں سے ہمارے لئے شوہر مقرر فرما دیجیے جن سے ہم سکون حاصل کریں اور وہ ہم سے سکون پائیں۔ پس رمضان میں روزہ رکھنے والے روزہ دار کو دو حوریں دی جائیں گی۔ ان کی رہائش کے لیے موتیوں سے بنے ہوئے خیمہ نما آراستہ محلات ہوں گے۔ جن کی تعریف قرآن کریم میں اس طرح کی گئی ہے۔

”حور مفعورات طی النہام“ (سورہ دھن، ۷۴)

”وہ حوریں (اپنے لئے مخصوص) خوش (خیمہ کی طرح بنے) گھلوں میں قیام پذیر ہوں گی۔“

ان میں سے ہر حور کے پاس لباس کے ستر جوڑے ہوں گے۔ ہر جوڑے کا رنگ مختلف ہوگا۔ ہر جوڑے سے ستر قسم کی خوشبوئیں مہک رہی ہوں گی۔ ہر حور کے پاس ایک ہاتھوں سے آراستہ یا قوتی چنگ ہوگا۔ ہر چنگ پر ستر ریشمی ستر ہوں گے۔ ہر حور کی خدمت کے لئے ستر خادماں ہوں گی۔ یہ رمضان کے ہر روزہ دار کے روزہ کا ثواب ہے باقی دوسرے نیک افراد پر اجر اور دوسرے احسانات اس کے ملاوہ ہیں۔“

ایک روایت کی رو سے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

”ماورج میری امت کا مہینہ ہے۔ اس کو دوسرے مہینوں پر ایسی ہی فضیلت حاصل ہے جس طرح میری امت کو دوسری امتوں پر فضیلت ہے۔ شعبان میرا مہینہ ہے۔ وہ دوسرے مہینوں سے اتنا ہی افضل ہے جتنا میں تمام انبیاء پر فضیلت رکھتا ہوں اور رمضان اللہ کا مہینہ ہے اس کی فضیلت و برتری حاصل ہے جو اللہ کو اپنی تمام مخلوق پر فضیلت ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے قیام لیل (رات کی عبادت) اور اس کے روزے کے شعبان میں ایسا ہی احتساب کی شرط رکھی ہے۔ ایسا ہی کا مطلب ہے اللہ نے ثواب کا جو وعدہ فرمایا ہے اس پر عمل کا۔ کامل ہو اور احتساب کے معنی یہ ہیں کہ عبادت عاجزی، انکسار اور خشوع و خضوع سے ہاتھ کی جائے لہذا بندہ اگر اللہ سے دور ہو اور عبادت کا بھرپور ثواب لینا چاہتا ہے اور اس فضائل و برکات حاصل کرنا چاہتا ہے جو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمائے ہیں تو اسے چاہیے رمضان کے مہینہ کا چارہ احترام کرے۔ اپنی زبان کو تعویذ، غیبت اور ہر طرح کی فحش باتوں سے محفوظ رکھے۔ اپنے جسم

کے دیگر اعضا کو خطاؤں اور لغزشوں سے بچائے ایک بزرگ یہ دعا کیا کرتے تھے پروردگار! تو نے روزہ دار سے وعدہ کیا ہے کہ اسے دنیا میں اس کا اجر دے گا اور آخرت میں ثواب عطا فرمائے گا پروردگار! ہمارا روزہ تیری بارگاہ میں قبولیت کا شرف حاصل نہ کر سکے تو ہمیں اس کی محنت و مشقت کے اجر سے محروم نہ رکھنا کیونکہ تو اپنے بندوں پر ہمیشہ احسان کرتا ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (رمضان کے) ہر روزے رکھے تھے یسویں شب آپ ﷺ نے قیام فرمایا اور نماز ادا کی یہاں تک کہ رات کا ایک تہائی حصہ بیت گیا۔ چوتھیں شب آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ نماز تراویح ادا نہیں کی۔ پچیسویں شب آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ نماز تراویح ادا کی یہاں تک کہ آدھی رات بزرگئی۔ ہم نے عرض کیا اچھا ہوتا آج پوری رات ہم آپ ﷺ کے ساتھ نفل ادا کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص گھر سے نکل آیا اور امام کے ساتھ نماز ادا کر لی اور وہ وہیں گھر جا کر سو گیا تو اس کے حساب میں ساری رات کی نماز لکھ دی جاتی ہے۔ چھبیسویں شب آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ تراویح ادا کر لیں اور انہیں کئے۔ ستائیسویں شب آپ ﷺ نے اپنے اہل خانہ کو (مسجد میں) جمع فرمایا اور ہمارے ساتھ رات کی نماز ادا کی اور یہ سلسلہ اتنی ارب تک چلا رہا کہ ہمیں اندیشہ ہوا کہ ہم لوگ سحر کے کھانے سے منہ رہ جائیں۔

حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں: رمضان کی ایک شب آپ ﷺ رات کے ابتدائی حصہ میں (مسجد میں) تشریف لائے اور نماز میں مشغول ہو گئے۔ لوگوں نے بھی آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ اگلی صبح اس نماز کے بارے میں عام طور پر لوگ گفتگو کر رہے تھے (کیونکہ امام انہوں میں پانچ فرض نمازیں مابین عت ادا کی جاتی تھیں۔ یہ نئی چھٹی جماعت نماز تراویح تھی)۔۔۔۔۔ دوسری شب (اس نماز کے شوق میں) لوگ اور زیادہ جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ نے یہ نماز تراویح ادا کی اور تمام لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ یہ نماز ادا کی۔ تیسری شب لوگوں کی تعداد اس قدر بڑھ گئی کہ مسجد میں گنجائش نہ رہی لیکن آپ ﷺ نماز تراویح کے لیے مسجد میں تشریف نہ لائے۔ آپ ﷺ نے فجر کی نماز کے بعد لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ رات کی نماز کے لیے تم نے میرا انتظار کیا تھا۔ (لیکن میں اس سے نہ آیا کہ) مجھے ہمیشہ یہ نماز (تراویح) اگر تم پر لازم کر دی گئی تو بھانہ سکو گے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ تراویح کی لوگوں کو ترغیب دلیا کرتے مگر (فرض کی طرح) اسکی ادائیگی کا حکم نہیں فرماتے

تھے۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خدمت کے ابتدائی ایام میں بھی یہ سلسلہ ہی طرز چلتا رہا۔ ماں تک کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ کی امامت میں نماز تراویح کی بدعت اس کی شروعات کرائی۔

حضرت عمرؓ کے دور میں باجماعت نماز تراویح کا آغاز

حضرت علیؓ نے یہاں کیا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں ”خداوند تعالیٰ کے مژگن کے چاروں طرف خالی جگہ ہے جسے ”خفیۃ القدس“ (پارگاہ خداوندی کی نورانی حدود) کہا جاتا ہے۔ اس کے اندر ہر وقت اتنے فرشتے اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں جن کی تعداد کا اندازہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ ان کی مہلت میں کسی وقت بھی کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ رمضان کے دنوں میں وہ فرشتے اللہ سے بازت پیتے ہیں کہ وہ زمین پر جا کر ان دنوں کے ساتھ نماز ادا کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ ہر رات زمین پر ترستے ہیں۔ جو ان سے چھو جاتا ہے یا وہ اسے چھو لیتے ہیں۔ وہ اتنا خوش نصیب ہو جاتا ہے۔ کہ پھر کبھی اس پر بد نصیبی کا دور نہیں آتا۔۔۔۔۔ یہ حدیث سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا اس کی خوش نصیبی کے حقد رشب سے زیادہ ہم ہیں۔ چنانچہ انہوں نے لوگوں کو جمع کیا اور تراویح کی نماز باجماعت شروع کر دی۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے ایک مرتبہ رمضان کی سب وہ باہر نکلے تو دیکھا مسجدوں میں قندیلیں روشن تھیں اور قرآن کی تلاوت کی آوازیں آرہی تھیں۔ یہ منظر دیکھ کر بے ساختہ رکن رہا۔ اللہ خداوند تعالیٰ حضرت عمرؓ کی قبر منور فرمائے۔ جس طرح انہوں نے ہماری سبید کو قرآن سے روشن کیا ہے۔۔۔ اور حضرت عثمانؓ سے بھی اسی طرح کا قول منقول ہے۔

عشرہ ذوالحجہ کے فضائل

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”کوئی نیک عمل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کو یوں سنی عشرہ ذوالحجہ کے دن زیادہ پسند ہیں۔

لوگوں نے عرض کیا جب دئی سبیل اللہ سے بھی ان دنوں کا عمل زیادہ ہے؟ فرمایا ہاں اس سے بھی زیادہ پسند ہے۔ مگر جو شخص اپنی جان و مال لے کر جہاد کے لئے نکلے اور پھر لوٹ کر واپس گھر نہ آئے“ (اور شہید ہو جائے وہ البتہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ یعنی اس شخص کا یہ پرصوص عمل ان دنوں کے عمل سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

حضرت جابر ابن عبد اللہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک عشرہ ذی الحجہ کے (دس) دن سب سے افضل اور زیادہ پسند ہیں۔“

پوچھا گیا کہ جہاد کی سبیل اللہ کے دنوں سے زیادہ پسند ہیں؟

فرمایا ہاں مگر ایسے شخص کا عمل جس کا گھوڑا جہاد میں کام آجائے اور خود بھی شہید ہو جائے۔ حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں ایک نوجوان گانے وغیرہ سننے کا۔ بہت شوقی تھا۔ مگر ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے وہ سب مشغل مجوز کر رہا تھا شروع کر دیا۔ یہ بات حضور ﷺ کو معلوم ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس نوجوان کو بلا کر سبب دریافت فرمایا اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ایہ حج کے ارکان کی راتگی کے دن ہیں۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ مجھ ان کی دعاؤں میں شریک کر لے۔

آپ ﷺ نے اس سے فرمایا تمہیں ہر دن کے روزہ کا ثواب سونگھام آزاد کرتے سوا دنوں کی قربانی اور سو گھوڑے راہ خدا میں جہاد کے لیے پیش کرنے کا ثواب ملے گا۔ اور ”یوم الترویہ“ (۸ ذوالحجہ) کے روزہ کا ثواب ہزار غلام آزاد کرنے، ہزار اونٹ قربان کرنے اور ہزار گھوڑے نبی سبیل اللہ جہاد کے لیے دینے والے کے برابر ثواب ملے گا۔ اس دن کے روزہ کا ثواب اگلے پچھلے دو سال کے روزوں کے برابر ہے۔“ ایک دوسری روایت میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”یوم عرفہ“ (۹ ذی الحجہ) کا روزہ دو سال کے روزوں کے برابر ہے اور عاشورہ (۱۰ محرم) کے روزہ

کا ثواب ایک سال روزوں کے برابر ہے۔"

"و اعطانا موسیٰ ثلاثین لیلۃً واتممتھا بعشر فہم مہات ربہ ازہم لیلۃ"

(سورہ اعراف: ۱۴۴)

"ہم نے موسیٰ کو ۳۰ راتوں کا وعدہ کیا۔ پھر ہم نے ان میں دس اور شامل کر دیں۔ اس طرح اس کے لیے رب سے ملاقات کا وقت چالیس رات ملے ہو گیا۔"

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں یہ راتیں جو بعد میں شامل کی گئیں ماہ ذی الحجہ کی ابتدائی دس راتیں ہیں۔ انہیں دس دنوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اور انہیں خصوصی گفتگو سے نوازا۔ انہیں دس دنوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے وحی والی تختیاں تیار ہوئیں اور انہیں عطا کی گئیں۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں ذی الحجہ کے ابتدائی نو دنوں میں پابندی سے روزہ رکھا کرو۔ کثرت سے استغفار کرو، عاکرہ اور صدقہ دیا کرو۔ میں نے تمہارے نبی محمد ﷺ سے سنا ہے: آپ ﷺ فرماتے ہیں: "بد نصیب ہے وہ شخص جو ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں کی خیر و برکت سے محروم رہ گیا اور نویں ذی الحجہ کا روزہ ضرور رکھو اس دن کے روزہ کا اتنا ثواب ہے جس کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "لنکو وہ عمل سب سے زیادہ پسند ہے جو ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں میں کیا جائے۔ ان دنوں میں کثرت سے اللہ اکبر۔ الحمد للہ اور لا الہ الا اللہ پڑھتے رہا کرو۔"

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ذی الحجہ کی ابتدائی دس دنوں میں ہر وقت اٹھتے بیٹھتے اپنے بستر پر اور عام مجلسوں میں "اللہ اکبر" پڑھتے رہا کرتے تھے۔

حضرت عطاء ابن رباحؓ ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں میں چلتے پھرتے حتیٰ کہ بازار میں خرید و فروخت کے وقت بھی "اللہ اکبر" پڑھتے رہتے تھے۔"

حضرت ابو یزید کا بیان ہے حضرت سعید بن جبیرؓ عبد الرحمن ابن ابی لیلیٰ اور دوسرے تمام فقہائے اسلام جن کو ہم نے دیکھا ہے۔ عید الاضحیٰ اور ایام تشریق (۹-۱۰-۱۱-۱۲ اور ۱۳) کے دنوں میں۔ "اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد" پڑھتے کرتے تھے۔

حضرت جعفر ابن سلیمان بیان کرتے ہیں میں نے حضرت ثابت بنائی کو دیکھا ہے وہ ۱۵ ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں میں اپنی عفت و نصیحت کی مجلسوں میں بھی سلسلہ کلام رکھ کر اللہ اکبر، اللہ اکبر پڑھا کرتے تھے اور فرماتے ہیں (عشرہ ذی الحجہ) لنکو وہ ذکر کے دن ہیں۔ اور تمام بزرگان دین کا بھی عمل رہا ہے۔ اس کے بعد حضرت جعفر ابن سلیمان نے کہا میں نے حضرت مالک ابن دینار کو دیکھا ہے ان کا بھی یہی معمول تھا۔

عید الاضحیٰ اور ایام تشریق کے دنوں میں ہر شخص کے لئے اپنے طور پر دھیمی آواز میں آہستہ آہستہ تکبیرات پڑھتے رہنا افضل ہے۔ یکس اگر دوسرے لوگوں کو یاد دلانا مقصود ہو تو بلند آواز سے بھی پڑھ سکتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ نے چار دنوں کا باقی دنوں سے انتخاب فرمایا ہے اور چار ایسے مردوں کو پسند فرمایا جو جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے اور چار وہ مرد ہیں۔ جس کی جنت بھی مشتاق ہے۔

۱۔ وہ چار دن جو اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہیں۔ (۱) ان میں پہلا دن جمعہ ہے۔ جس میں ایک ایسی گھڑی بھی آتی ہے کہ جس انسان کو وہ میسر آ جائے وہ بہت خوش نصیب ہو ورنہ مانگے گا قبول ہوگی اور دنیا و آخرت کی جو چیز مانگے اسے عطا کر دی جائے گی۔

۲۔ دوسرا یوم عرفہ (۹ ذی الحجہ کا دن) ہے۔ اس کا ذکر اللہ فریہ انداز میں فرشتوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے میرے فرشتو! میرے ان بندوں کو دیکھو! دور دراز کے سفر کی مشقت برداشت کر کے اور اپنا مال خرچ کر کے کس حال میں یہاں تک پہنچے ہیں۔ ہال بکھرے ہوئے اور جسم گرد و خراب سے اٹے ہوئے تم کو اہر ہو۔ میں نے ان کو بخش دیا ہے۔

۳۔ تیسرا دن یوم النحر (قربانی کا دن ۱۰ ذی الحجہ) جب یہ دن آتا ہے اور بندہ قربانی کرتا ہے۔ قربانی کے جانور کے گلے سے بیٹے و اماخوں کا پہلا قطرہ بندہ کے تمام سابقہ گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

۴۔ چوتھا دن عید الفطر کا دن ہے جب لوگ مہینہ بھر کے روزے رکھ کر عید گاہ کی طرف جاتے ہیں۔ یہ دن فرشتوں سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے ہر کام کرنے والا اپنے کام کی اجرت (مزدوری) طلب کرتا ہے۔ میرے ان بندوں نے بھی میرے حکم سے مہینے بھر کے روزے رکھے ہیں۔ اب عید پڑھنے نکلے اور مجھ سے اپنی اجرت طلب کر رہے ہیں۔ تم کو اہر ہو

میں نے ان سب کو بخش دیا ہے۔ پھر ایک منادی کرنے والا اعلان کرتا ہے۔ اے محمد ﷺ کے پیرو! اب خوشی خوشی اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ۔ تمہارے سارے گناہ نیکوں میں تبدیل کر دیئے گئے ہیں۔

چار پسندیدہ مہینے

(۱) رجب جو اکیلا ہے اور تین ساتھ ساتھ ہیں۔ (۱) ذی قعدہ (۲) ذی الحجہ (۳) اور محرم۔

چار منتخب اور پسندیدہ عورتیں

- (۱) حضرت مریم (حضرت عیسیٰؑ کی والدہ)
- (۲) حضرت آسیہ (فرعون کی بیوی) جو خاسوشی سے حضرت موسیٰؑ پر ایمان لائی تھیں۔
- (۳) حضرت خدیجہ رسول اللہ ﷺ کی سب سے پہلی بیوی (جو عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لائیں)

(۴) حضرت فاطمہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی جن کو سیدۃ النساء الاولیاء (خاتون جنت) کا خطاب ملا۔

وہ مرد جو اپنی قوم کے تمام لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

۱۔ حضرت محمد ﷺ تمام عرب قوم سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

۲۔ حضرت سلمان فارسیؓ تمام ایرانی قوم سے پہلے جنت میں جائیں گے۔

۳۔ حضرت مصیب رومیؓ تمام اہل روم سے پہلے جنت میں جائیں گے۔

۴۔ حضرت بلال حبشیؓ (اسلام کے سب سے پہلے مؤذن) تمام اہل حبش (افریقہ) سے پہلے جنت میں پہنچیں گے۔

وہ چار مرد حضرات جن کی خود جنت مشتاق ہے

(۱) حضرت علیؓ جو تھے خلیفہ راشد (۲) حضرت سلمانؓ (فارسی) (۳) حضرت عمار

ابن یاسرؓ (۴) مقدادؓ ابن اسود۔

حضرت سالمؓ ابن ابی جعد روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا: "اپنے قربانی کے جانور کے قریب کھڑی ہو جاؤ۔ اس کی گردن سے پہنے والے خون کا پہلا

قطرہ تمہارے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔۔۔ اس موقع پر ایک صحابی عمران ابن حصین نے آپ ﷺ سے دریافت کیا: یہ خصوصیت صرف آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے خاندان کے لئے ہے یا تمام مسلمانوں کے لئے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ حکم تمام مسلمانوں کے لئے ہے۔

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قربانی (خصوصاً نیت) اور دلی سرت کے ساتھ کرو۔ جس نے قربانی کے روز اپنے قربانی کے جانور کو پکڑا اسے قبلہ رخ لٹایا (اور پھروغ کیا) اس جانور کے سینک پیٹ کا سوا اس کا خون اس کے ہال اس کی اوس وغیرہ ہر چیز قیامت کے سامنے لائی جائے گی۔ اس کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتے ہی خداوند تعالیٰ کی حفاظت میں پہنچ جاتا ہے (یہاں) تھوڑا خرچ کر لو۔ (آخرت میں) بہت زیادہ ثواب پاؤ گے۔"

۹۔ عاشورہ کے دن ہی حضرت سلیمان علیہ السلام کے وارث ہوئے۔

۱۰۔ ایک روایت کے مطابق عاشورہ کے روز ہی حضرت محمد ﷺ پیدا ہوئے۔

بعض مفسرین کہتے ہیں اسی دن اللہ تعالیٰ نے اس امت محمد کو ن دس انعامات سے نوازا اسلئے اس دن کا نام عاشورہ مشہور ہوا۔

۱۔ اس ماہ ”رجب“ اس امت کو بطور انعام عطا ہوا جو اسی طرح تمام مہینوں سے افضل ہے جس طرح یہ امت سابقہ تمام امتوں پر فضیلت رکھتی ہے۔

۲۔ اسی دن ماہ شعبان اس امت کو ملا جس کو دوسرے مہینوں پر اسی طرح فضیلت حاصل ہے۔ جس طرح نبی کریم ﷺ دیگر انبیاء پر فضیلت رکھتے ہیں۔

۳۔ اسی دن ماہ رمضان عطا ہوا۔ رمضان کو دوسرے مہینوں پر اسی طرح فضیلت و برتری حاصل ہے جس طرح اللہ تعالیٰ تمام مخلوق سے افضل و برتر ہیں۔

۴۔ اسی دن لیلۃ القدر اس امت کو ملی جس کے اندر عبادت کرنے کا ثواب ہزار مہینے کی عبادت کے ثواب سے زیادہ ہے۔

۵۔ اسی روز عید الفطر کا دن ملا جس دن اللہ تعالیٰ رمضان کے روزہ داروں کو انعامات دیتا ہے۔

۶۔ اسی روز اس امت کو ذی الحجہ کے پہلے دس دن ملے جن کا ذکر خود اللہ نے فرمایا ہے۔

۷۔ اسی دن یوم عرذ (جج کا پہلا دن) ملا۔ اس دن کا روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

۸۔ اسی دن اس امت کو یوم النحر (قربانی کا دن) ۱۰ ذی الحجہ عید الاضحیٰ ملا۔ جس دن قربانی کے بندہ اپنے رب کی مہربانیوں کا مستحق قرار پاتا ہے۔

۹۔ اسی دن اس امت کو جمعہ کا دن ملا جو تمام مہینوں کا سردار ہے۔

۱۰۔ یوم عاشورہ۔ عطا ہوا۔ اس دن کے روزہ سے سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ اس دن کا روزہ دور جاہلیت میں قریش مکہ بھی رکھتے تھے اور مکہ میں آپ ﷺ بھی اس دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ عید تشریف لائے تو رمضان کے روزے فرض ہو گئے۔ اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا مجھے یوم عاشورہ کے روزہ کا حکم دیا گیا تھا اب چونکہ رمضان کے روزے فرض ہو گئے ہیں۔ لہذا عاشورہ کا روزہ نفلی روزہ ہے جس کا جی چاہے رکھے۔ جو چاہے نہ رکھے۔

ایام بیض (ہر مہینہ ۱۳/۱۴ اور ۱۵ کے روزے)

ایام بیض کے روزے

حضرت زید ابن اسلم روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”اعمال کی پانچ قسمیں ہیں (۱) وہ عمل جس کا اجر عمل کے برابر ہی ملتا ہے۔ (۲) وہ جو جنت کو واجب کرتا ہے (۳) وہ جو دس گنا اجر پاتا ہے (۴) وہ جو جن کا اجر سات سو گنا ہے۔ اور (۵) وہ عمل جن کا اجر اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔

۱۔ وہ عمل جس کا اجر یا بدر اس عمل کے برابر ہی ملتا ہے۔ برائی کا عمل ہے جو ایک ہی لکھی جاتی ہے اور اس کا بدلہ بھی اس کے برابر ہی ملے گا۔ اسی طرح وہ نیکی ایک ہی نیکی لکھی جاتی ہے جس کے کرنے کا بندہ نے ارادہ کیا۔ مگر کسی وجہ سے نہ کر سکا وہ ارادہ ہی ایک نیکی کا درجہ رکھتا ہے اور ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور ایک نیکی کا ثواب مل جاتا ہے۔

جنت میں پہنچانے والا عمل

۲۔ وہ عمل جو جنت کو واجب کر دیتا ہے۔ وہ عمل ہے کہ جس کا کرنے والا انسان جب موت کے بعد یا قیامت کے روز اللہ کے سامنے اس حالت میں پہنچے گا کہ اس نے شرک نہ کیا ہو۔ صرف اللہ کی عبادت کرتا رہا ہو۔ یہ عبادت اس کو جنت میں پہنچا دے گی۔ اسی طرح جو شخص اللہ کو چھوڑ کر کسی دوسری شخصیت یا بت وغیرہ کی پوجا کرتا رہا۔ وہ جہنم میں پہنچ جائے گا۔

۳۔ وہ عمل جس کا دس گنا ثواب ملتا ہے وہ نیکی ہے۔ کہ ہر نیکی کرنے والے کے اعمال نامہ میں۔ ایک نیکی کی جگہ دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہر نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے۔

۴۔ ایسا عمل جس کا ثواب سات سو گنا ملتا ہے۔ وہ عمل ہے جو بندے نے محض اللہ کی رضا کی خاطر کیا۔ یا اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کر دیا۔ جس کا مقصد صرف اللہ کی رضا حاصل کرنا تھا۔ اس کا ثواب سات سو گنا تک ملتا ہے۔

روزہ وہ عمل جس کا ثواب اللہ جتنا زیادہ چاہے دے دے گا

۵۔ اور وہ عمل جس کے ثواب کے بارے میں اللہ کے سوا کسی کو علم نہیں "روزہ" ہے جس کا ثواب خود اللہ دے گا جتنا چاہے دے۔"

روزہ دار کے لیے فرشتوں کی دعائے مغفرت

حضرت ابو صدقہ رحمۃ اللہ علیہ یحیائی بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ ﷺ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو کھانے کی دعوت دی۔ لیکن بلال رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر معذرت کر لی کہ وہ روزہ سے ہیں اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا "ہم (یہاں) کھا رہے ہیں اور بلال رضی اللہ عنہ جنت میں کھائیں گے۔" (اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا) ایک روزہ دار اگر کھانا کھانے والوں کے پاس بیٹھا ہو "اس کے اعضاء جسم تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور جب تک روزہ دار اس جگہ بیٹھا رہے فرشتے اس کے لیے اللہ سے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔"

حضرت ابن ابی بردہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں حضرت ابو موسیٰ اشعری سخت گرمی کے دنوں میں روزہ رکھا کرتے تھے۔

بڑے نیک اعمال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "چھ عمل بڑی نیکی شمار ہوتے ہیں۔ (۱) کھانے کے دنوں کے دشمنوں سے جہاد کرنا (۲) گرمی کے دنوں میں روزہ رکھنا۔ (۳) مصیبت کے وقت صبر کرنا۔ (۴) جھگڑانے کرنا (خود چاہی ہو) (۵) اور سخت سردی کے موسم میں اچھی طرح ڈھونڈنا۔"

زندہ رہنے کی وجہ سے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر دنیا میں یہ تین باتیں نہ ہوتیں میں زندگی پر موت تو ترجیح دیتا (۱) اللہ کی عبادت کرنا (۲) لمبے دنوں میں روزہ رکھنا۔ (۳) اور ایسے لوگوں کی ہم نشینی جو اچھی باتوں کی اس طرح جستجو میں رہتے ہیں۔ جیسے اچھی کمبوروں کو چھاننا جاتا ہے۔

حضور ﷺ کے بتائے ہوئے خصوصی عمل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ مجھے تین عمل بتائے ہیں۔ میں انہیں مرتے دم تک نہ چھوڑوں گا۔ (۱) رات کو وتر پڑھ کر سو یا کروں۔ (۲) ہر مہینے ایام بیض

(۱۳۱۳ تا ۱۵ تاریخ) کے روزے رکھا کروں۔ (۳) اور چاشت کی نماز نہ چھوڑ دوں۔"

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں یہ چار عمل نبی کریم ﷺ نے کبھی نہ چھوڑے (۱) ایام عاشورہ (۱۰ محرم) کا روزہ (۲) ماہ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کے روزے۔ (۳) ہر مہینے ایام بیض (۱۳ تا ۱۵ تاریخ) کے روزے (۴) اور چاشت کے وقت کے دو نفل۔

عمر کے بھر کے روزہ رکھنے کے ثواب والے اور دل کی گرمی

دور کرنے والے روزے

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا

"ماہ رمضان کے روزے رکھا کرو۔ اس کے علاوہ ہر مہینے تین (۱۳ تا ۱۵ تاریخ) کے روزے بھی رکھا کرو یہ روزے ایسے ہیں جیسے تم نے عمر بھر کے روزے رکھے ہوں نیز یہ روزے دل کی گرمی میں میل کچیل اور دھوکہ و فریب کے جذبات کو ختم کر دیتے ہیں۔"

حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں مدینہ میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی میں نے ان سے پوچھا کیا آپ روزے سے ہیں؟ انہوں نے کہا "ہاں" پھر ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے گئے۔ وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھانا کھلایا حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بھی کھانے میں شریک ہو گئے۔ میں نے انہیں روزہ یاد دلایا۔ انہوں نے فرمایا میں بھوکا نہیں ہوں میں نے تم سے کہا تھا میں روزے سے ہوں اصل بات یہ ہے کہ میں ہر مہینے ایام بیض (۱۳ تا ۱۵ تاریخ) کے روزے رکھتا ہوں یہ تمس روزے رکھنے والا ہمیشہ روزے کی حالت میں ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں بوجہ جانی میں بھی عبادت کا بہت شائق تھا۔ میرے والد نے میری شادی کر دی ایک روز میری ماں نے میری ماں کے والد میرے گھر آئے اور میری بیوی سے میری مصروفیات کے بارے میں پوچھا۔ میری بیوی نے انہیں بتایا بہت اچھے آدمی ہیں رات بھر عبادت میں مصروف رہتے ہیں سوتے با نکل نہیں دن میں ہمیشہ روزہ رکھتے ہیں کبھی ناغہ نہیں کرتے۔ میرے والد نے مجھے سمجھہ کرتے ہوئے کہا میں نے تیری شادی اس عورت سے اس لئے تو نہیں کی تھی کہ تو اس سے اس طرح بے تو محی برتے۔ بات رسول اللہ ﷺ نے بتائی۔ آپ ﷺ نے (مجھے نصیحت کرتے ہوئے) فرمایا (دیکھو) میں رات کے وقت سوتا بھی اڑوں اور نماز (تہجد) بھی پڑھ لیتا سوں دن میں روزہ بھی رکھتا ہوں کبھی ناغہ بھی کرتا ہوں۔

بھی رات میں نماز پڑھتے ہو تو کچھ دیر سو بھی لیا کرو۔ اور ہر مہینہ ایام بیض (۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ) کے روزے رکھ لیا کرو۔“

حضرت داؤد کے روزے

میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے اندر قوت ہے اس سے زیادہ بھی رکھ سکتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا (پھر) ایک دن روزہ رکھو ایک دن ناغہ کر لیا کرو۔ یہ حضرت داؤد کی سنت ہے۔

آپ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا ”قرآن کتنے دن میں ختم کر لیتے ہو؟“ میں نے عرض کیا دو دن اور دو راتوں میں:

فرمایا ”پندرہ دن میں ختم کر لیا کرو۔“ میں نے عرض کیا حضور ﷺ! میں اس سے کم وقت میں بھی ختم کر سکتا ہوں۔

فرمایا ”سات دن میں قرآن ختم کیا کرو پھر فرمایا شروع شروع میں ہر عمل کرنے والے میں جوش و جذبہ ہوتا ہے مگر بعد میں وقت اور عمر کے ساتھ یہ جوش و جذبہ کمزور ہوتا چلا جاتا ہے جس نے ابتدائی (جوانی) میں میری سنت کے اتباع کو ملحوظ رکھ لیا۔ وہ کامیاب ہے اور جس نے (اس کا لحاظ نہ رکھا) کوئی دوسرا طریقہ اختیار کیا وہ گمراہ اور برباد ہو گیا۔“

حضور ﷺ کے حکم پر عمل کرنے کا جذبہ

حضرت عبداللہ بن عمر و ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کاش میں نے حضور ﷺ کے پہلے مشورے پر عمل کیا ہوتا وہ مشورہ میرے واسطے دنیا کی ہر دولت و نعمت سے بڑا درجہ رکھتا ہے آج میں بوڑھا ہو چکا ہوں۔ اعضاء جسم میں کمزوری آگئی ہے۔ مگر آپ ﷺ نے جن آخری اعمال کی رعایت اجازت عطا فرمائی تھی انہیں چھوڑنا بھی مجھے گوارا نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے روزوں کے متعلق دریافت کیا۔

آپ ﷺ نے اسے جواب دیتے ہوئے فرمایا حضرت داؤد عمر بھر ایک دس روزہ رکھتے اور ایک دن ناغہ کرتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ہر ماہ کے پہلے عشرہ میں تیس دن دوسرے عشرہ میں تیس دن اور تیسرے عشرہ میں تین دن روزے رکھا کرتے تھے۔ حضرت یسعی علیہ السلام ہمیشہ روزہ

رکھتے جو کی روٹی کھاتے اور موٹی لوں کا لباس پہنتے رات ہوتے ہی نماز پڑھنا شروع کر دیتے حتیٰ کہ فجر کا وقت ہو جاتا اور دوران سفر جہاں قیام کرتے وہاں دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ ابوہریرہ کی والدہ حضرت مریم کا طریقہ یہ تھا کہ وہ دو دن روزہ رکھتیں اور دو دن ناغہ کرتی تھیں۔ اور آخر میں فرمایا۔

”تمہارے نبی (حضرت) محمد ﷺ کا طریقہ (سنت) یہ ہے۔

(آپ ﷺ) مہینہ میں تین دن (۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ) یعنی ایام بیض کے روزے رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں یہ روزے عمر بھر کے روزے رکھنے کا درجہ رکھتے ہیں۔“

شوال کے چھ روزے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”جس نے رمضان کے روزے رکھنے کے بعد شوال کے مہینہ میں چھ (۶) روزے رکھ لئے اس نے گویا پوری عمر کے روزے رکھے ہیں۔“

اپنے گھر کے افراد پر خرچ کرنا

پچھمی بی بی حضرت ایک جگہ بیٹھے تھے کہ ایک خود مند نو جوان ادھر سے گزرا ان حضرات نے اسے دیکھ کر کہا کاش یہ شخص اپنی طاقت کو جہاد فی سبیل اللہ میں لگا دے۔ نبی کریم ﷺ کو جب اس بات کا علم ہوا آپ ﷺ نے ان اصحاب کو سمجھاتے ہوئے فرمایا "تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ 'جہاد فی سبیل اللہ' صرف دشمن سے قتال و جدال کا نام ہے بلکہ یہ کام بھی جہاد فی سبیل اللہ میں شامل ہیں کوئی شخص اس نیت سے محنت کرتا ہے کہ وہ دوسروں کے سامنے دست سوال پھیلانے سے قناعت نہ کرے یہ بھی جہاد ہے جو شخص محنت کر کے اپنے والدین کی کفالت کرتا ہے یہ بھی جہاد ہے۔ اور جو شخص محنت سے اپنے اہل و عیال کی روزی کما تا ہے وہ بھی جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ مگر جو شخص صرف دولت جمع کرنے کے لئے محنت کرتا ہے وہ شیطان کے فریب میں مبتلا ہے۔

بہتر دولت

حضرت ثوبان روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "بہترین دولت وہ ہے جو اپنے اہل و عیال پر خرچ کی جائے۔ اس کے بعد دوست بہتر ہے جو جہاد فی سبیل اللہ میں اپنی سواری پر خرچ کی جائے۔ پھر وہ دولت جو شخص اللہ کی رضا کے لئے اپنے ضرورت مند و مستحق پر خرچ کی جائے۔"

حضرت انس ابن مالک رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان تین اشخاص کے قرض کا سانس ہو جاتا ہے۔

(۱) جو اس نیت سے شادی کے لئے قرض لیتا ہے کہ فسق و فجور (زنا) سے بچ رہے لیکن کوشش کے باوجود قرض ادا نہ کر سکے اور موت آ جائے اللہ قیامت کے روز اس کے قرض کے حساب بے باق کر دے گا۔

(۲) دوسرے اس شخص کا قرض جو مسلمانوں کی معاونت کے لئے جہاد میں شریک ہونے کے لئے سواری اور ہتھیار وغیرہ خریدنے کے لئے قرض لے۔

(۳) تیسرے اس شخص کا قرض جس نے کسی لا اوارث شخص کی میت کو کفن دینے کے لئے قرض لیا۔ لیکن کوشش کے باوجود یہ لوگ قرض ادا نہ کر سکے اور موت آ گئی۔

ایسے لوگوں کے قرض خواہوں کو اللہ قیامت کے روز خوش کر دے گا" (اور قرض دار قرض کے بوجھ سے سکہ دوش ہو جائیں گے۔) یہ حدیث جب حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے سنی تو فرمایا ان میں وہ قرض دار بھی شامل ہے جو اپنے اہل و عیال کا بڑا خرچ پورا کرنے کے لئے قرض لے مگر کوشش کے باوجود ادا نہ کر سکے۔

حضرت ابو سلمہ رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "صدقہ دے کر دولت مند اپنی ذمہ داری سے سکہ دوش ہوتا ہے۔ دینے والا ہاتھ بہر حال لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ خرچ کرتے وقت پہلے اپنے اہل و عیال کا خیال رکھو۔"

حضرت ابو ہریرہ رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "آسمان میں دو فرشتے ہیں جن میں سے ایک فرشتہ دعا کرتا ہے۔

تبی: اے اللہ! تجنی کے مال میں برکت دے۔

بخیل اور دوسرا فرشتہ یہ دعا کرتا ہے اے اللہ! بخیل (کبجوں) کے مال کو برباد کر دے۔

حضرت کھول رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جس نے حلال طریقے (ذرائع) سے اس نیت سے دنیا کی دولت کمائی کہ وہ کسی کے سامنے (بھیک کے لئے) ہاتھ پھیلانے سے بچ رہے اور اپنی (جائز) کمائی سے اپنے اہل و عیال کا خرچ پورا کرتا رہے اور اپنے پندیسویں (مگر کوئی ضرورت مند ہو) کی ضرورت پوری کر دے۔ قیامت کے روز اس کا چہرہ چہرہٴ یوسف کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا۔ اور جس نے (جائز) حلال طریقہ (ذرائع) سے صرف اس نیت سے دولت جمع کی کہ وہ مال دار (دولت مند) کہلائے دولت کو فقر و غرت کا ذریعہ بنائے۔ مرنے وقت وارثوں کے لئے چھوڑ جائے۔ قیامت کے روز اللہ اس سے ناراض ہوگا۔"

حضرت انس ابن مالک رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا میں (کسی بھائے شخص کو) ایک روٹی صدقہ دے دوں آپ ﷺ کو پسند ہے یا یہ کہ میں سورت اللیل ادا کر لوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا "تیرا ایک روٹی کا صدقہ مجھے زیادہ پسند ہے۔" (پہ نسبت اس کے کہ تیرا رکعت نفل کی تعداد پوری کرتا رہے اور تیرا غریب پڑوسی بھوکا رہ کر رات گزارے)

اس کے بعد میں نے پوچھا کسی مسلمان کی ضرورت پوری کر دینا آپ ﷺ کو زیادہ پسند ہے یا نفل عبادت کی سورتیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا "مجھے سورت نفل عبادت کی بجائے کسی مسلمان کی ضرورت پوری کر

دینا زیادہ پسند ہے۔"

میں نے عرض کیا حلال ذرائع سے اپنی روزی حاصل کرنا بہتر ہے یا سو رکعت نفل عبادت؟
آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہارے حلال ذرائع سے اپنی روزی حاصل کرنے کے لئے سنت
کرنا نفل عبادت میں مشغول رہنے سے بہتر ہے۔"

میں نے عرض کیا غیبت سے پرہیز کر لینا بہتر ہے یا نفل عبادت؟
آپ ﷺ نے فرمایا: "غیبت سے پرہیز نفل عبادت سے بہتر ہے۔"

میں نے عرض کیا کسی بیوہ (بے سہارا) عورت کی (معاشی) ضروریات پوری کر دینا بہتر
ہے یا نفل کی نماز کی دس ہزار رکعت پوری کرنے لگے رہنا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: "کسی بیوہ کی (جائز معاشی) ضروریات پوری کر دینا میرے نزدیک
نفل نماز کی تیس ہزار رکعتوں سے بہتر ہے۔"

میں نے عرض کیا ایک گھڑی اپنے اہل و عیال کے ساتھ بیٹھ کر گزانا بہتر ہے یا مسجد میں بیٹھنا؟
آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنے اہل و عیال کے ساتھ بیٹھ کر ایک گھڑی گزارنا میری اس مسجد
(مسجد نبوی) میں بدعت عکاف کچھ دیر بیٹھنے سے بھی بہتر ہے۔"

میں نے عرض کیا اپنے اہل و عیال پر خرچ (جائز حدود میں) کرنا بہتر ہے یا اللہ کی راہ
میں خرچ کرنا؟

آپ ﷺ نے فرمایا اہل و عیال پر ایک درہم (چند روپے) خرچ کرنا راہ خدا میں ہزار
دینار (لاکھوں روپے) خرچ کر دینے سے بہتر ہے۔"

میں نے عرض کیا والدین کے ساتھ حسن سلوک (والدین کی فرمانبرداری) بہتر ہے یا
ہزار نفل کی عبادت؟

آپ ﷺ نے فرمایا: "اے اب حق (اسلام) آپکا ہے اور باطل (کفر) مٹ چکا ہے
کیونکہ کفر کی قسمت میں ہی مٹا لکھا تھا۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا (اس کی فرما
نبرداری کرنا) میرے نزدیک ایک لاکھ سال کی نفل عبادت سے بھی بہتر ہے۔"

حضرت ابو کبیر انصاری رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے دولت کا مسئلہ چار
آدمیوں کی مثال دیکر سمجھایا۔

آپ ﷺ نے فرمایا ایک آدمی کو اللہ نے علم دیا اور مال بھی عطا فرمایا۔ اب یہ شخص اپنے علم
کی روشنی میں جائز طریقے سے اپنا مال خرچ کرتا رہتا ہے۔

دوسرا وہ شخص ہے جسے اللہ نے علم دیا ہے مگر دولت سے محروم رکھا ہے وہ تمنا کرتا ہے کاش!
میرے پاس دولت ہوتی میں بھی اسے اس عالم کی طرح جائز طریقے سے راہ خدا میں صرف
کرنا یہ چونکہ اپنی نیت میں نقص ہے اسے بھی اپنی نیت کے احاطہ میں جب سے اس دولت مند
عالم کے برابر ثواب مل جائے گا۔

تیسرا وہ شخص ہے جسے اللہ نے دولت دی ہے مگر علم سے محروم رکھا ہے۔ وہ اپنی دولت کو
بے جا و فضول طریقے سے پیش و عشرت میں غارتا رہتا ہے چوتھا شخص وہ ہے جس کے پاس نہ علم
ہے نہ دولت وہ سوچتا رہتا ہے میرے پاس دولت ہوتی میں بھی اس (جامل) دولت مند کی طرح
اپنی عمر پیش و عشرت میں آرام سے گزار لیتا۔ اس کی نیت کا رخ چونکہ ناجائز مشغل کی طرف
ہے اس لئے اسے بھی اس جامل دولت مند کے برابر بے جا اسراف کی سزا ملے گی۔"

حضرت انس ابن مالک رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں
ایسے مکانات ہیں کہ جن کے اندر سے باہر کا منظر صاف دکھائی دیتا ہے اور باہر سے اندر کا منظر
دیکھا جاسکتا ہے۔

آپ ﷺ سے صحابہ نے دریافت کیا: ان مکانوں میں کون سے لوگ رہیں گے؟
آپ ﷺ نے فرمایا: "ان میں وہ ہیں گے جو بھوکوں (یتیم) مسکین بیوہ و بے سہارا ضعیف
اعمر و معذور) کو کھانا کھاتے ہیں۔ ناشائستہ (غیر اخلاقی) گفتگو سے پرہیز کرتے ہیں ہمیشہ
روزہ رکھتے ہیں ہر شام سادہ ناشتا مسلمان کو سلام کرتے ہیں رات کو جب تک میٹھی نیند سورہے
ہوں یہ لوگ اللہ کے سامنے سجدہ کر پڑتے (نماز تہجد پڑھتے) ہیں۔"

صحابہ بیٹھنے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ (نیک عمل کرنے والے) اس کے
قدر ہوئے اور جو (متقی) مسلمان اتنے اعمال نہ کر سکے اس کا کیا ہوگا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر"
پڑھتا رہے۔ وہ فضول باتوں سے بچ گیا (اور صحیح گفتگو کرنے والوں میں شامل ہو گیا) جس نے
اپنے اہل و عیال کو کھانا کھایا اس نے گویا بھوکوں کو کھانا کھلادیا۔ جس نے رمضان کے فرض
روزے رکھے اس نے گویا ہمیشہ روزہ رکھا ہے۔ جس نے اپنے (مسلمان) بھائی کو سلام کیا
اس نے گویا سب کو سلام کر لیا۔ اور جس نے عشاء اور فجر کی نمازیں جماعت سے ادا کر لیں اسے
دولت بھر کی عبادت کا ثواب مل جاتا ہے۔"

غلاموں اور ماتحت لوگوں سے نرم رویہ رکھنا

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کے چہرے پر طمانچہ مار دیا تھا یہ معاملہ حضور ﷺ کے سامنے پیش ہوا۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اپنے غلام (یا ماتحت) کے چہرے پر نہ مارا کرو جو خود کھاتے ہو وہی انہیں کھلاؤ جیسا لباس تم خود پہنتے ہو ویسا ہی لباس انہیں بھی پہناؤ اگر تمہیں ان کی کوئی بات نا پسند ہے تو انہیں بیچ کر یا (ملازم کو ملازمت سے الگ کر کے) ان سے چھٹکارا حاصل کر لو۔"

حضرت عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ایک صحابی نے اپنے گھروالوں سے پینے کے واسطے پانی مانگا۔ بیوی نے اپنی ہانڈی کو پانی لانے کے لئے کہا باندی کو پانی لاتے میں کچھ دیر ہوئی عورت نے اسے بدکار کہہ دیا۔ خاوند (صحابی رضی اللہ عنہ) نے اپنی بیوی سے کہا: تجھے قیامت کی باز پرس کا خوف نہیں؟ تو نے اس پر ہست لگائی یا تو اس تہمت پر چار گواہ پیش کر ورنہ کل قیامت کے روز تجھے اللہ کے سامنے جواب دینا ہوگا۔ عورت نے اپنی باندی کو آ زاد کر دیا۔ خاوند (صحابی رضی اللہ عنہ) نے اس سے کہا: شاید تیری طرف سے اس لونڈی کو آ زاد کر دینا تیرے اس گناہ کا کفارہ ہو جائے۔

حضرت ابو ذر رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تمہارے غلام (گھریلو ملازمین) تمہارے بھائی ہیں اللہ نے انہیں تمہاری ماتحتی میں دے دیا ہے جس کے پاس ایسا کوئی آدمی لونڈی۔ غلام (یا گھریلو ملازم) ہو اسے وہی کھلاؤ جو خود کھاتا ہے اور ویسا ہی لباس پہنائے جیسا خود پہنتا ہے۔ ان کی طاقت سے زیادہ ان پر کام کا بوجھ نہ ڈالو۔ اگر کسی کو مشکل کام کے لئے ان سے کہے تو خود بھی اس میں ان کی مدد کرے۔"

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

"بہ اخلاق آقا (یا سربراہ خانہ سریرہ ادارہ) جنت میں نہ جاسکے گا۔ بچے غلام (گھریلو ملازم) سے وہی سوک کر جو اپنی اولاد سے کرتے ہو جو خود کھانا کھاتے ہو وہی انہیں بھی کھلاؤ۔"

روای (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں میں نے عرض کیا ہم دنیا سے کس قدر فائدہ

اٹھ سکتے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا "جہاں کی غرض سے ایک گھوڑا (سواری) رکھ سکتے ہو اور ضروری کاموں میں مدد کے واسطے ایک غلام (گھریلو ملازم) کافی ہے اگر مسلمان ہے تو وہ تمہارا بھائی ہے۔"

ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا میں اپنے (ملازم) کی کتنی غلطیاں معاف کر سکتا ہوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا "اگر ایک دن میں ستر بار بھی غلطی کرے اسے معاف کر دو۔"

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ اپنی زندگی کے آخری عرصے تک یہ نصیحت فرماتے رہے "فراق کی پابندی کرو اور اپنے غلاموں (ماتحت ملازمین) کے حقوق کا خیال رکھو۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ایک عورت شخص اس جرم میں جہنم میں بھیج دی جائے گی کہ اس نے اپنی ایک بیوی کو گھر میں بند کر دیا اور بھوکا پیاسا مار دیا۔"

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ دن کے ابتدائی حصے میں اپنی کسی ضرورت سے باہر تشریف لے گئے دیکھا کہ ایک اونٹ بندھا ہوا ہے۔ ضرورت سے فارغ ہو کر واپس آئے تب بھی اونٹ بندھا ہوا تھا آپ ﷺ نے اس کے مالک سے پوچھا آج تو بے اپنے اونٹ کو چارہ کھلا یا ہے یا نہیں؟

اس نے جواب دیا نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا "یہ اونٹ (جسے تو نے بھوکا پیاسا بندھ رکھا ہے) قیامت کے روز اللہ کے دروہہ سے جھگڑا کرے گا۔" (کہ تو نے اسے بھوکا پیاسا رکھا تھا)

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے اپنے ایک خطاب میں فرمایا تھا "لوگو! اپنے ملازموں (ماتحت گھریلو ملازمین) کے حقوق کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو انہیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو انہیں ایسا کام کرنے کا حکم نہ دو جو وہ نہ کر سکیں۔ آخر وہ بھی تمہارے جیسے گوشت پوست کے انسان ہیں۔ خبردار! اگر کسی نے ان پر ظلم کیا قیامت کے روز میں ان کا دھکیل ہوں گا اور فیصلہ کرنے والا اللہ ہوگا۔"

کہتے ہیں حضرت عون ابن عبد اللہ کا غلام جب ان کی کوئی بات نہ مانتا تو اس سے کہتے

تجھے یہ آقاؤں جیسے عادت کیسے پڑ گئی؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "تمہیں آدمیوں کو دو ہر ۱۱ جڑ ملے گا۔"

(۱) وہ شخص جس کے گھر میں ایک لونڈی ہو وہ اس کی اچھی تربیت (اپنی اولاد کی طرح) کرے پھر اسے آزاد کرے (کسی شریف آدمی سے) اس کی شادی کر دے۔

(۲) وہ شخص جو ہل کتب (یہودی یا نصرانی) تھا پھر اس نے نبی (آخر الزماں) محمد ﷺ کا زمانہ پایا اور ان پر ایمان لا کر مسلمان ہو گیا۔

(۳) وہ شخص جس کے پاس کوئی غلام (یا گھریلو ملازم) تھا اس نے اپنے ماتحت کے حقوق ادا کئے۔ اپنے غلام یا ماتحت ملازم سے ایسا کام نہ کراؤ جو وہ کرنے سکے کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں کو ان کی طاقت کے مطابق ہی پابندی کا حکم دیتا ہے۔

لَا يَكْلَفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا

"اللہ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ عمل کا مکلف قرار نہیں دیتا۔"

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے اپنے غلام کو عزم دیا یہ روٹی کے ٹکڑے جو زمین پر گرے ہوئے ہیں انہیں اٹھو اور صاف کر کے رکھو شام کو روزہ افطار کے وقت اس سے پوچھا: وہ ٹکڑے کہاں ہیں؟

اس نے جواب دیا: وہ تو میں نے کھائے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے آزاد کر دیا۔ اور کہا میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے "جسے روٹی کے ٹکڑے (زمین پر) گرے نظر آئے اور اس نے انہیں اٹھ کر کھالیں وہ اس کے معدے میں نہیں پہنچتے کہ اللہ اس بندے کی مغفرت کر دیتا ہے۔" تو ایسے شخص کو جسے اللہ نے (جہنم سے) آزاد کر دیا ہو میں کیسے غلام رکھ سکتا ہوں۔

یتیم سے شفقت و محبت کا برتاؤ

حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس نے کسی یتیم بچے کے سر پر محبت اور شفقت سے ہاتھ پھیرا اللہ اسکے ہاتھ کے نیچے آنے والے ہر مال کے بدلے ایک نیکی لکھ دیتا ہے اس کی ایک خطا معاف کر دیتا ہے اور ایک درجہ بڑھا دیتا ہے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس نے کسی مسلمان کے یتیم بچے کو اپنے کھانے میں شریک کر لیا (اسے کھانا کھلایا) اللہ اس کے مال میں برکت دیتا ہے۔ اس کے واسطے جنت لکھ دیتا ہے۔ بشرطیکہ اس نے کوئی کبیروہ گناہ نہ کیا ہو۔" (یعنی کبیروہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتا)

اسی طرح اگر اللہ نے اپنے کسی بندہ کو اپنی کسی نعمت سے محروم کر دیا ہو اور اس (بندے) نے اس پر صبر کر لیا اس کے لئے بھی اللہ جنت لکھ دیتا ہے۔ بشرطیکہ اس کے ذمہ کوئی کبیروہ گناہ نہ ہو جس کی تین بنیاں ہو وہ اس کی سلاخی طریقہ کے مطابق تربیت کر کے انہیں کھائے پلائے پھر یا تو وہ فوت ہو جائیں یا ان کی شادی کر دی جائے اس کے لئے بھی جنت لکھ دی جاتی ہے بشرطیکہ اس نے کوئی کبیروہ گناہ نہ کیا ہو۔ یہ سن کر ایک دیہاتی عرب نے دور سے پکار کر کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا دوڑ کیوں کے بارے میں بھی یہی حکم ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: دوڑ کیوں کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ حدیث بیان کرنے کے بعد فرمایا کرتے تھے اللہ الیہ حدیث بہت اہمیت رکھتی ہے۔

حضرت ابو داؤد روایت کرتے ہیں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے دل کے سخت ہونے کی شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا

"یتیم بچوں کے سر پر محبت اور شفقت سے ہاتھ پھیر کر انہیں کھانا کھلایا کرو تمہارا دل نرم ہو جائے گا۔"

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں یہ نو چیزیں کبیروہ گناہوں میں شامل ہیں۔

(۱) ہند کی معاصات و افہام میں کسی دوسری ہستی کو شریک نہ کرنا۔

(۲) کسی مسلمان کو دانت قتل کر دینا۔

(۳) میدان جہاد سے پیٹھ دکھا کر بھاگنا۔

(۴) کسی پاک دامن پر بدکاری کی تہمت لگانا۔

(۵) یتیم کا مال ظلماً اور ناجائز طور پر کھانا۔

(۶) سود کھانا۔

(۷) والدین کی نافرمانی۔

(۸) جادو کرنا اور اسے پیشہ کے طور پر اختیار کرنا۔

(۹) اور حرام چیزوں کو حلال سمجھنا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: چھ کبیرہ سزاوہ ہیں جن کی سزا لازمی طور پر جہنم ہے اور

ان میں توبہ کی بھی گنجائش نہیں ہے۔

(۱) یتیم کا مال کھانا۔

(۲) کسی پاک دامن عورت پر بدکاری کی تہمت لگانا۔

(۳) میدان جہاد سے پیٹھ دکھا کر بھاگنا۔

(۴) جادو کرنا اور اسے پیشہ بنانا۔

(۵) شرک کرنا۔

(۶) اور کسی بنی قوتل کرنا۔

ان الذہین یا کلون اموال البیتامی ظلماً بما با کلون فی بطونہم ناراً

و سیصلون سعیراً (سورہ بقرہ ۱۸۰)

”جو لوگ ظلم سے زبردستی یتیموں کا مال حاکمیت میں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھڑ

رہے ہیں وہ غنقریب جہنم میں پہنچ جائیں گے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: یہ لوگ یتیمی طور پر جہنم میں

جائیں گے (قرآن اولیٰ میں) عام طور پر یہی درہ مشہور تھا۔

مبارک ہے وہ گھر جس میں کوئی یتیم پرورش نہ رہا ہو۔ اور منجوں ہے وہ گھر جو کسی یتیم کے

حقوق کو پامال کر رہا ہے۔

ایک روایت میں ہے ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا

میرے گھر میں ایک یتیم بچہ ہے کیا میں کسی غلطی پر اسے مار سکتا ہوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا کسی ایسی غلطی پر جس پر تم اپنے بچے کو سزا دیتے ہو اسی طرح اور اسی

جذبہ سے اسے بھی سزا دے سکتے ہو۔ مگر ایسی چوٹ نہ مارو جس کا نشان جسم پر نظر آ جائے۔

حضرت فضیل ابن عیاضؒ فرماتے ہیں: تربیت دینے کے لئے ایک یتیم بچے کو طہ نجہ وار

دینا صلوہ کھلا دینے سے بہتر ہوتا ہے۔

لیکن تربیت میں کوئی ایسا طریقہ اختیار کر لیا جائے کہ جس سے اسے تنبیہ بھی ہو جائے تو

زیادہ بہتر ہے یہ نسبت اس کے کہ اسے جسمانی سزا دی جائے کیونکہ اس سے یتیم کو دلی تکلیف

ہوتی ہے وہ سوچتا ہے میرے والدہ زندہ ہوتے تو کوئی مجھے اس طرح مار پیٹ نہیں کر سکتا تھا۔

حضرت عمر ابن عبد خطابؒ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یتیم بچہ کو جب

کوئی شخص مار پیٹ کرتا ہے اس کے رونے کی آواز سے رخصن (اللہ) کا عرش ہل جاتا ہے۔ اللہ

فرشتوں سے پوچھتا ہے اس (لاوراث) بچہ کو کس نے رلا یا ہے جس کے ماں باپ (اسے تنہا

چھوڑ کر) زمین میں دفن ہو چکے ہیں؟ (حالانکہ اللہ سب کچھ جانتا ہے) فرشتے جواب دیتے

ہیں: ہمیں کچھ معلوم نہیں۔

اللہ کہتا ہے (فرشتوں!) میں تمہیں گواہ بنا کر وعدہ کرتا ہوں جو اس یتیم بچہ کو سلی دے کر

خوش کرے گا میں اسے قیامت کے روز خوش کر دوں گا۔“

راوی حضرت عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ یتیم بچوں کے سروں پر شفقت سے ہاتھ

پھیرا کرتے اور ان پر مہربانی فرمایا کرتے تھے۔ اور خود حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی یتیم بچوں سے ایسی ہی

شفقت و محبت کا رویہ رکھتے تھے۔

حضرت عبدالرحمن ابن ابی بکرؓ بیان کرتے ہیں اللہ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم دیا یتیم

کے لئے مہربان ماں باپ بن کر رہو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے جو بوڑھے وہ کانو کے (جیسا ٹل کرو

گے ویسا ہی نتیجہ سامنے آئے گا) نیک عورت کی مثال اس کے خاندان کے لئے ایسے ہے جیسے

ایک بادشاہ سر پر سنہری تاج سجائے بیٹا ہو اور لوگ اسے دیکھ کر خوش ہو رہے ہوں اسی طرح

خاندان بھی بیوی کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ اور بدخلق عورت کی مثال ایک بوزھے شخص پر بھاری بوجھ مار دینے کی سی ہے۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”میں اور عقیقہ کی کفایت (پرورش) کرنے والے جنت میں اب دو انگلیوں کی طرز ساتھ ساتھ ہوں گے۔ آپ ﷺ نے انکشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر دکھایا۔“

حضرت ابو قحیل بیان کرتے ہیں حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ سے جو سوالات کئے ان میں سے ایک سوال یہ بھی تھا اے اللہ شخص کو کیا اجر دے گا جو صرف تیری رضا کے لئے کسی عقیقہ بیوہ عورت کا سہارا ہے؟ اللہ نے جواب میں فرمایا میں اسے قیامت کے روز اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دوں گا کہ اس دن میرے عرش کے سایہ کے علاوہ کہیں سایہ نہ ہوگا۔

حضرت عوف بن مالک انجلی روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس مسلمان کی تین بیویاں ہوں وہ ان کی (اسلامی اصولوں کے مطابق) پرورش کرے۔ جب وہ شادی کی عمر کو پہنچیں ان کی شادی کر دے یا وہ فوت ہو جائیں وہ اس کے اور دوزخ کے درمیان آرز (پردہ) بن جائیں گی۔“ اس وقت ایک عورت نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا وہ لڑکیوں کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں دو لڑکیوں کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔“

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص بازار سے بچوں کے لئے کوئی چیز لے کر آئے اس کی مثال اللہ کی راہ میں خیرات کرنے والے کی سی ہے تقسیم کرتے وقت پہلے بیویوں کو دے کیونکہ اللہ بیویوں پر زیادہ مہربان ہوتا ہے۔ جو بیویوں پر مہربان ہو اس کی مثال اللہ کے خوف سے رونے والے کی سی ہے اور جو اللہ کے خوف سے رونے اس کی بخشش دیتی ہے جس نے بیویوں کو خوش رکھا اللہ سے غم و پریشانی (قیامت) کے دن خوش کر دے گا۔

زنا کا بیان

حضرت زید ابن اسلم اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں دو آدمی اپنا مقدمہ لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

ایک نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! قرآن کے مطابق ہم دونوں کا فیصلہ فرما دیں دوسرے نے (جو ذرا ہوشیار تھا) کہا حضور ﷺ! قرآن کے مطابق ہمارا فیصلہ فرما، میں اور مجھے کچھ کہنے کا موقع بھی دیں۔

آپ ﷺ نے (اس دوسرے شخص سے) کہا کہو یا کہنا چاہتے ہو۔

اس نے کہا میرا بیٹا اس کے گھر مزدوری کرتا تھا اس نے اس شخص کی بیوی سے زنا کر لیا۔ عام لوگوں نے مجھے کہا تیرے بیٹے کو رحم (سنگ ساری) کی سزا ہوگی میں نے اس (بیٹے) کی طرف سے سو بکریاں اور ایک پاندھی (جسم کے معوضہ) میں دیدیں پھر میں نے عام لوگوں سے مسئلہ معلوم کیا۔ انہوں نے بتایا تیرے بڑے کے کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلا وطن کر دیا جائے گا۔ اور اس کی عورت کو رحم (سنگ ساری) کی سزا دی جائے گی۔ یہ تفصیل سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس اللہ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں تم دونوں کا فیصلہ کتاب اللہ (قرآن) کے مطابق کروں گا۔ تیری بکریاں اور پاندھی تجھے واپس کی جاتی ہیں لیکن تیرے بیٹے کو سوڑے مارے جائیں گے (کیونکہ وہ خیر شادی شدہ ہے) ورنہ ایک سال کے لئے جلا وطن کر دیا جائے گا۔ اور اس کی عورت کو رحم (سنگ ساری) کی سزا دی جائے گی (کیونکہ وہ شادی شدہ ہے)۔

پھر آپ ﷺ نے انیس اسلمی کو حکم دیا اس کی عورت سے معلوم کرنا کہ وہ زنا کا اختلاف کر لے اسے رحم (سنگ سار) کر دو۔ چنانچہ اس نے اختلاف کر لیا جس پر اسے رحم (سنگ سار) کر دیا گیا۔“

حدیث سے معلوم ہوا کہ زنا کا ارتکاب کرے اور عورت اسے (خیر شادی شدہ) قرار دے تو اس کو سوڑے مارے جائیں گے جیسے قرآن کریم میں باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

الرأية والزاني فاجلدوا كل واحد منهما مائة جلدة

”زنا کرنے والی عورت اگر غیر شادی شدہ (کنواری) ہے، اور زنا کرنے والے مرد (اگر کنواری ہے) کو دونوں کو سو کوڑے مارو۔

ولا تأخذكم بهما رافة في دين الله ان كنتم للمؤمنين بالله واليوم

الآخر وليشهد هذا بهما طائفة من المؤمنين (سورہ نور: ۲)

”تمہیں ایسے دینی احکام کے تحت سزا دیتے وقت ان دونوں (رانی و زانیہ) پر کوئی قسم نہیں آتا چاہیے۔ اگر تم اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہو ان کو سزا دیتے وقت اہل ایمان (مسلمانوں) کا ایک گروہ موجود ہونا چاہیے۔

تاکہ سزا پانے والوں کو بھی شرم آئے اور سزا کا منظر دیکھنے والوں کو بھی عبرت ہو۔ اور وہ سوچیں کہ زنا کتنا گناہ ناجرم ہے اور اس کی سزا بھی کتنی سخت اور رسوا کن ہے۔

حدیث شریف میں متعدد واقعات کا ذکر ہے جن میں نبی کریم ﷺ نے زنا کی سزا جرم (سنگ ساری) کی شکل میں دی تھی۔

مشہور واقعہ حضرت، عزا بن، ایک اسلمی حبش کا ہے جنہوں نے خود اعتراف کیا تھا اور آپ ﷺ نے ان کو جرم کی سزا دی تھی۔

اسی طرح ایک عورت نے زنا کا اعتراف کیا تھا سے بھی سنگ سار کیا گیا تھا۔

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر رونا سے بچنے اور پرہیز کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

ولا تقربوا الزنا ان كان لافحشة

”رنا کے قریب نہ جاؤ (اس تک پہنچنے کے اسباب سے بھی دور رہو کیونکہ) یہ بڑی ہے

بیانی ہے۔“

ولا تقربوا الفواحش ما طهر منها وما باطن

”بھیالی کے قریب نہ جاؤ خواہ وہ کھلی (بے حیالی) ہو یا پوشیدہ (بے حیالی کے اسباب)

اس آیت میں ”ظہر“ سے مراد ”زنا“ ہے اور ”باطن“ سے مراد وہ اسباب مراد ہیں جو زنا کا جب بن سکتے ہیں مثلاً بوس و کنار وغیرہ۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

فل للمؤمنين يغصوا من ابصارهم ويحفظوا فروجهم ذالك او كفي

لهم ان الله خبير بما يصنعون ۝ وفل للمؤمنات يغصص من

ابصارهن ويحفظن فروجهن، (سورہ نور: ۳)

(اے پیغمبر!) مسلمان مردوں سے کہیں وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے بہتر ہے اللہ اس سے باخبر ہے جو کچھ دیکھ کر تے ہیں۔ اور مومن (مسلمان) عورتوں سے (بھی) کہیں۔ وہ (بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنے اور شرمگاہوں کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔

زنا کو توریت انجیل زبور اور قرآن غرض ہر آسمانی کتاب میں حرام قرار دیا ہے۔ کیونکہ یہ انسانی معاشرہ میں سب سے بڑا گناہ ہے یہ ایک انسان کی عزت پر حملہ ہے۔ اس سے خاندانی حسب و نسب میں خلل اور بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ حضرت جعفر ابن ابی طالب فرماتے ہیں میں نے دور باطلیت (اسلام سے پہلے کا زمانہ جب یہ اہانت عام تھی) میں بھی کبھی زنا نہیں کیا۔ نیز فرماتے تھے۔ جب مجھے یہ نواہ نہیں کوئی میری عزت پر حملہ آور ہو میں کسی دوسرے کی عزت پر حملہ یوں کروں؟ زنا کے نتیجہ میں انسان پر یہ چھ مصیبتیں پڑ جاتی ہیں:-

(۱) زنا کار کا رزق مختار دیا جاتا ہے رزق میں برکت نہیں ہوتی۔

(۲) نیک اعمال سے محروم ہو جاتا ہے۔

(۳) عام لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں۔

یہ تین مصیبتیں اسے دنیا میں پیش آتی ہیں۔ آخرت میں ان تین مصیبتوں کا سامنا ہوگا۔

(۱) اللہ کی ناراضگی اور غضب۔

(۲) آخرت کی سزا۔

(۳) دوزخ میں بھجوا جائے گا۔ دوزخ کی آگ اتنی سخت گرم ہے کہ ہماری دنیا کی آگ کی

کرمی اس کا ستر واں حصہ ہے۔

یہ کریم اللہ کے سامنے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جہنم کی کیفیات اس طرح بیان کی ہیں
 ”جہنم کی آگ سیاہ تار کی اور اتنی گرم ہے کہ اس آگ کی سوئی کے ناکے کے برابر کوئی چیز گاری
 زمین پر گر جائے تو اس کی برشتے کو جلا ڈالے گی جہنم کے لباس کا کوئی کپڑا آسمان و زمین کے
 درمیان لٹکا دیا جائے تو اس کی بدبو اور تعفن سے زمین پر چلنے پھرنے والی ہر جاندار مخلوق دم گھٹ
 کر مر جائے اگر جہنم کے ان انیس فرشتوں میں سے کوئی ایک فرشتہ جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے
 بھی زمین پر نکل آئے اسے دیکھ کر دہشت سے روئے زمین کی برشتے ہلاک ہو جائے۔ اور جہنم
 کی بیڑیوں (رنجیروں) کی کوئی کڑی زمین پر گر جائے تو وہ اتنی گرم ہے کہ سات زمینوں کو
 پھرتی ہوئی تحت الارض تک پہنچ جائے گی۔

جہنم کی یہ تقسیمات سن کر آپ جیسے پرکریہ طاری ہوگی اور جبرائیل سے فرمایا جس کرد (اب
 نہیں سنی جاتی) آپ اللہ خوف سے روئے گئے اور جبرائیل علیہ السلام کو بھی رونا آگیا۔
 حضور ﷺ نے ان سے فرمایا جبرائیل علیہ السلام اتم کیوں روتے ہو تم تو اللہ کے مقرب فرشتے ہو؟
 حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا اے محمد ﷺ یہ نہیں کس وقت خدا کی نظر کرم مدلی جائے اور
 میں وہ نہ رہوں جو آتی ہوں۔ ایسا یہ ہو کہ میں بھی ہاروت اور ماروت (دو فرشتے) کی طرح
 کسی آرمش میں ڈال دیا جاؤں یا اٹلیس مردود کی طرح راندہ درگاہ ہو جاؤں۔“

انسان خصوصاً مسلمان کو سوچنا چاہیے کہ جب جبرائیل علیہ السلام جیسے مقرب فرشتہ کی یہ
 حالت ہے تو پھر ایک عام انسان کی حیثیت ہی کیا جس سے ہر وقت گناہ سرزد ہونے کا
 امکان ہے اور گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں لہذا ہمیں چاہیے کہ ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہیں اور
 توبہ و استغفار کرتے رہیں۔

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی و طلاق دے بیٹھتا ہے مگر عام پبلک کے
 سامنے اپنی بدنامی کے خوف سے اس کا اظہار نہیں کرتا اور دونوں (میاں بیوی) طلاق دینے کے
 باوجود مدتی مجھ ساتھ رہتے ہیں

اور یہ کتاب کرتے رہتے ہیں یہ سب سے بڑا زنا ہے۔ اللہ ہر انسان کو خصوصاً زنا
 جیسی منہوں منت سے محفوظ رکھے۔ آمین

قرآن کریم میں زنا سے بچنے والوں کی اس طرح تعریف کی گئی ہے۔

والدین ہم لغرو حہم حافظوں O الاعلیٰ ارواحہم او مملکت
 ایماہم لایہم غیر ملومیں O فمن ابتغی وراء ذالک فاولسک
 ہم العادوں (۲۳ سورہ عہد ۲۹)

”جو اپنے پردے والے اعضا کی حفاظت کرتے ہیں۔ ان حصوں کو صرف اپنی بیویوں یا
 لونڈیوں کے سامنے (بھی خاص وقت پر) کھولتے ہیں۔ اس (طریقہ) کے علاوہ جو کوئی
 دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے (دو) اور ایسے لوگ حد سے پار گزرنے والے (مجرم) ہیں۔“
 ان ارشادات خداوندی کے پیش نظر ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ زنا جیسے گناہ سے فعل سے خود
 پرہیز کرے اور دوسرے لوگوں کو اس سے بچنے کی تلقین کرتا رہے۔

حضرت مکرّم اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے حضرت اکبر علیہ السلام کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
 سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے جب تم دیکھو کسی معاشرہ میں تو رنگی ہوئی (متحیّر عام استعمال
 ہونے لگیں) اور خون بہنے لگے سمجھ لو وہاں احکام خداوندی کی ناقدری (افرائی) ہو رہی ہے اور
 اس طرح انہیں آپس میں لڑا کر اللہ (اپنے احکام کی ناقدری) کا ن سے بدلے لے رہا ہے اور
 جب دیکھو کہ موسم میں بارش نہیں ہو رہی سمجھ لو کہ ریانتداری سے زکوٰۃ نہیں داترتے۔ منہ
 تقدی نے بھی اپنی بارش روک لی۔ اور جب دیکھو کسی قوم میں بیماریاں پھیل گئی ہیں۔ سمجھ لو اس قوم
 میں زنا کاری عام ہو گئی ہے۔ گویا بیماریوں کی کثرت زنا کا نتیجہ ہے۔

سود خوری

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”شب معراج میں نے ساتویں آسمان پر اپنے سر کے اوپر کی جانب بادل کی تری اور بجلی کے کڑکنے کی آواز سی میں نے نظراٹھ کر دیکھا کچھ لوگ نظر آئے جن کے پیٹ آگے کی طرف اس طرح بڑھے ہوئے تھے جیسے گھر ہوئے ہیں اور ان کے اندر ساپ پھرتے نظر آ رہے تھے۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں“

انہوں نے مجھے بتایا یہ سود خور لوگ ہیں۔“

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں سودی سود کے بہتر (۷۲) درجے ہیں ان میں سب سے کم درجہ ایسا ہے جیسے اسلام میں کسی بیٹے کا ماں کے ساتھ رہنا کرنا۔ اور سود کا ایک درجہ (روپیہ) لینے کا گناہ میں مرتبہ زنا کرنے کے گناہ سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔

قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ سب کو اپنے سامنے کھڑا ہونے کا حکم دے گا سب کھڑے ہو جائیں گے۔ مگر سود خور ایک مرگی کے مریض کی طرح مجنونا الحواس انسان کی طرح گرنے لگے گا۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں سود کی حرمت والی آیت نبی کریم ﷺ کی زندگی کے آخری دنوں میں نازل ہوئی تھی آپ ﷺ کو اس کی تفصیل بیان کرنے کا موقع نہ ملا اور آپ ﷺ سچا دل فرمے۔ لہذا ایسے چاہیے کہ سود اور دوسری ایسی مشتبہ چیزوں کو چھوڑ دیں جن میں کس طرح بھی سود کا شبہ ہو سکتا ہو۔ جس طرح صغیرہ گناہ کو اس خوف سے چھوڑ دیا جاتا ہے کہ رفتہ رفتہ کبیرہ گناہ نہ بن جائے حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے سود کھانے اس کے دل نے والے اس کے گواہ اور اس کے گواہوں نے پڑ

(ور لعنت فرمائی آپ ﷺ نے) جسم پر گودنے والی درگدوانے والی پر۔

(ور لعنت فرمائی آپ ﷺ نے) حالہ کرانے والے حد کرنے والے پر اور صدق

(زکوٰۃ) نہ دینے والے۔

حضرت حماد۔ ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص

حرام ذریعہ کی آمدنی سے صدقہ کرتا ہے اسے کوئی اجر نہیں ملا۔ جو کچھ اس سے خریدتا ہے اس میں برکت نہیں ہوتی اور مرتے وقت جو کچھ پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ وہ بھی اسے جہنم کی طرف دھکیلتا ہے۔

حضرت ابو رافعؓ روایت کرتے ہیں میں نے بوکر کے پاس ایک چاندی کی بی سولی پازیب فروخت کی انہوں نے پازیب کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا اور دوسرے پلڑے میں وزن کے درہم رکھے پازیب کا وزن قدرے (تھوڑا سا) زیادہ تھا میں نے عرض کیا (کوئی بات نہیں نا تو وزن کی چاندی) معاف کرنا ہوں مگر انہوں نے فاسقہ قبیحی سے کات کر ملک کر دیا اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے۔

چاندی زیادہ دینے والا اور زیادہ لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔

حضرت ابوسعید خدریؓ، عمرو ابن مسعودؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، درہم مگر متعدد معنی ہے یہ روایت مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”چاندی چاندی کے برابر اگر خالتو ہو تو سود ہوگا گیسوں کے بدلے گیسوں فاسق ہو تو سود ہوگا۔“ کچھ راویوں نے اس روایت میں جو کچھ درہم کا بھی ذکر کیا ہے پھر فرمایا جس سے زیادہ لیا دیا اس نے سود لیا۔“

حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں ہم اس خوف سے کہ سود نہ ہو جائے حلال کے بھی نویں دسویں حصہ کو چھوڑ دیا کرتے تھے۔

اسی طرح کا قول حضرت عمرؓ کا بھی مشہور ہے۔

کہا جاتا ہے جس شیر (یا گت) میں زنا اور سود خوری عام ہو جائے وہ خطہ تار ہو جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں یہ حکم نافذ کر دیا تھا۔

”جو لوگ دین اسلام کے تجارتی اصول و ضوابط سے ناواقف ہیں وہ ہمارے بازاروں میں تجارت (خرید و فروخت) نہ کریں۔ کیونکہ ایسے ناواقف تاجر ناپ تول بھیج نہیں رکھتے۔“

حضرت عبدالرحمان ابن سابطؓ فرماتے ہیں جب کسی قوم میں یہ چیزیں عام ہو جائیں (لوگ ان کو گناہ نہ سمجھیں) وہ قوم ہلاک ہو جاتی ہے۔

(۱) ناپ تول میں کمی سے بارشیں نہیں ہوتیں اور ملک میں قحط پڑ جاتا ہے

(۲) زنا عام ہو جانے سے وہاں کی بناریاں پھیل جاتی ہیں۔

(۳) سود خوری عام ہو جائے تو کھوار قیام سے باہر آ جاتی ہے تھیں روں کا استعمال عام ہو جاتا ہے اور لوگ آپس میں قتل و غارت شروع کر دیتے ہیں۔

حضرت عبید عمار بنی کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت علیؓ کے (دور خلافت میں) ساتھ بارہ گیارہ ان کے ہاتھ میں ایک کلباز ایک کوزا (بئر) تھا جب کسی کو ہم تو لیتے، لکھتے تو سے کوزہ مار کر کہتے ”پورا توں“

حضرت ابن عباس کہتے ہیں تم ان دو چیزوں سے پرہیز کرنا جن کی وجہ سے تم سے پہلی قوم میں برباد ہو چکی ہیں۔ (۱) کم تولنا اور (۲) پچائش میں کمی کرنا تم پورا تو لا اور پورا آپ کر دو۔

ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ایک وقت ایسا آئے گا وہی سود خوری سے نہ بچ سکے گا۔“

میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا سب لوگ سود کھانے لگیں گے؟

آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص سود نہ کھائے گا (نہ کھانا چاہے گا) اس تک اس کا غبار (اثر) پہنچ جائے گا۔ اس میں کم ر کم دو سب لوگ شامل ہو جاتے ہیں جو سود کھانا نہیں چاہتے لیکن بینکوں میں کسی طرح کی ملازمت کرتے ہیں انہیں جو تنخواہ ملتی ہے وہ اسی رقم سے ملتی ہے جو سودی کاروبار سے نفع میں حاصل ہوتی ہے۔

حضرت ابو بکر عظیمی کی روایت میں حضور ﷺ کا ارشاد پیچھے مذکور چکا ہے ”زیادہ لینے والے اور زیادہ دینے والے دونوں جہنمی ہیں۔“

بہنہ بے تاجر کے لئے ضروری ہے کہ وہ تجارت سے متعلق اسلام کے قائم کردہ اصولوں اور ضابطوں سے واقف ہو۔

اور قرآن کریم کی یہ تنبیہات تو اسے ہر حال میں سامنے رکھنی چاہئیں ارشاد باری تعالیٰ سے

”وہیں لے مطلقہیں ۵ الدین ادا اکتالوا علی الناس یستوفون ۵ واداء

کالو ہم ۵ او وریو ہم بحسروں ۵ الابطل اولئک انہم مبعوثوں ۵

لہوم عظیم یوم یقوم الناس لرب العالمین“ (سورہ مظلّمین ۱-۲)

بڑی بربادی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے (یہ لوگ) جب دوسروں سے

لے لیتے ہیں پورا لیتے ہیں اور جب خود دوسروں کو دیتے ہیں ناپ تول میں کمی کر دیتے ہیں کیا انہیں یقین نہیں کہ انہیں (مرنے کے بعد دوبارہ) اٹھایا جائے گا اس بڑے دن (قیامت کے روز) جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

حضرت عمرؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عدل و انصاف، یہ اللہ کی میزان (ترازو) ہے جس نے اس کا نواز رکھا اسے جنت میں پہنچا دیتی ہے اور جس نے اس کا لحاظ نہ رکھا اسے جہنم کی طرف دھکیل دیتی ہے۔

دنیا میں عدل بادشاہ (حکمران) کی طرف سے رعیت (عوام) کے ساتھ ہوتا ہے اور پھر عوام آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عدل کرنے کے پابند ہیں۔ لہذا عدل (انصاف) اختیار کرو تا کہ تمہاری نجات ہو سکے اور دوزخ کے عذاب سے بچ جاؤ۔

گناہوں کا بیان

حضرت جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے جو تختیاں دی گئیں وہ دس باب پر مشتمل تھیں پہلا باب جو پہلی تختی پر تھا اس میں لکھا تھا۔

اے موسیٰ علیہ السلام! شرک نہ کرنا میں نے فیصلہ کر لیا ہے مشرکین کے چہروں کو آگ میں جھلسایا جائے گا۔ میرا شکر کرتے رہو اور اپنے والدین کے شکر گزار ہو کر رہو میں تمہیں مصیبتوں اور ہلاکتوں سے بچاتا رہوں گا۔ تیری عمر میں برکت دوں گا اور تجھے خوشگوار زندگی عطا کروں گا۔ اور نیک اعمال میں تری مدد کرتا ہوں گا کسی ایسے جاندار کو قتل نہ کرنا جس کے قتل کو میں نے حرام کر دیا ہے۔ اس جرم کی وجہ سے زمین اور آسمان اپنی وسعت و فراخی کے باوجود تم پر تنگ ہو جائیں گے۔ اور کسی گوشہ میں تمہیں پناہ مل سکے گی اور میرے فضل کی زد میں آ کر جہنم میں پہنچ جاؤ گے۔ میرا نام لے کر جھوٹی قسم نہ کھانا۔ اور میرے ناموں کا احترام کرنا۔ نہ اس دولت یا مرتبے پر حسد کرنا جو میں نے لوگوں کو عطا کیا ہے۔ حاسد میری نعمتوں کا دشمن ہے اور میرے ان فیصلوں کو رد کرنا دیتا ہے جو میں نے مخلوق کے باری میں کہے ہیں وہ میرے اس تقسیم پر بھی ناراضگی ظاہر کرتا ہے جو میں بندوں میں کی ہے۔ ایسے شخص کا مجھ سے اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ ایسی بات کی گواہی نہ دو جو تمہارے کانوں سنکر نے محفوظ نہ رکھی ہو۔ تیرے دماغ اور عقل کی پاداشت میں نہ ہو اور تیرے دل کو اس پر اعتماد نہ ہو کیونکہ میں قیامت کے روز ان کی دلی ہوئی شہادتوں (گواہیوں) کے بارے میں ان سے سختی سے پوچھوں گا۔

چوری نہ کرنا۔ اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا نہ کرنا میں تم سے منہ پھیر لوں گا اور تمہارے لئے آسمان کے دروازے بند کر دوں گا۔ (میری مہربانیوں سے محروم ہو جاؤ گے) دوسرے لوگوں کے لئے بھی وہی چیز (بات) پسند کرو جو اپنے لئے کرتے ہو میرے علاوہ کسی (غیر اللہ) کے نام پر قربانی نہ دینا۔ میں اسی قربانی کو پسند (قبول) کرتا ہوں جو صرف میرے لئے اور میرا نام لے کر دی جائے اور میری رضا کی خاطر ہو۔ ہفتہ کے دس اپنے تمام گھروالوں کو ساتھ لے کر میری عبادت کرو۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

”ہفتہ کا روز اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عید کے طور پر دیا تھا اور ہمیں (مسلمانوں کو)

اس نے جمعہ کا دن عید بنا کر دیا ہے۔“

حضرت فضل ابن عبید روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حجتہ الوداع (حضور کا آخری حج ہے اس کے بعد آپ ﷺ کی وفات ہو گئی) کے خطبہ میں فرمایا تھا۔

”مومن وہ ہے جس کے ہاتھوں سے لوگوں کی جان نال اور عزت محفوظ رہے۔ مسموم وہ ہے جس کی زبان سے اور ہاتھ سے لوگ سلامتی محسوس کریں مجاہد وہ ہے جو اپنے سرکش نفس کو قابو کر کے اللہ کی عبادت میں لگا دے اور مہاجر وہ ہے جس نے گناہ چھوڑ کر تقویٰ اختیار کیا۔“

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں اللہ کی عبادت اس طرح کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو خود کو موت کے ہاتھوں میں سمجھو۔ تمہارے واسطے تمہاری جائز کمائی کی وہ تھوڑی آمدنی کافی ہے جو تمہیں خدا کی یاد سے غافل کر دے۔ یاد رکھو نیکی کبھی ضائع نہیں جاتی۔ اور گناہ کبھی بھلا یا نہیں جاتا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

”نیک عمل کبھی ضائع نہیں جاتا گناہ بھلا یا نہیں جاتا بددینے والی ہستی (اللہ) ہمیشہ سے قائم و دائم ہے۔ (اے انسان!) تو خود کو جیسا چاہے بنالے جیسا مل کرے گا ویسا بدلہ پائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اس زندگی میں جو عمل کرے گا آخرت میں ویسا ہی بدلہ پائے گا۔ اگر یہاں نیک عمل کئے ہیں آخرت میں ان کا اجر و ثواب ملے گا اور بد عملی کی زندگی گزار رہے ہیں قیامت کے دن فیصلے کے بعد عملی سزا پائے گا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ان احسنم احسنم لا یفسدکم وان اساتم فلہا (سورہ اسراء ۷)

”اگر تم اچھے عمل کرو گے اپنی ذات کے نفع کے لئے کرو گے اور برے عمل کرو گے اس کا وبال بھی تمہاری ہی ذات پر ہوگا۔“

یعنی اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا وہ نہ کسی کے اچھے اعمال کے ثواب میں کمی کرتا ہے نہ کسی سب گناہ کو سزا دے گا۔ اس نے نیکی اور بدی کے راستے واضح طور پر سب کو سمجھا دیئے ہیں۔ اور انسانوں پر مزید مہربانی یہ فرمادی ہے کہ انسان کی ہدایت کے لئے رسولوں اور نبیوں کو بھیج دیا۔ اور اس آخری اسف مسلمہ کی رہنمائی کی واسطے آخری پیغمبر محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا جن کی شریعت اب

قیامت تک کے لئے رشد و ہدایت کا معیار ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "میری اور تمہاری (انسانوں کی) مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک شخص نے آگ دھکائی ہو اور پروانے ہر طرف سے آ کر اس آگ میں گر رہے ہوں تم (انسان) بھی دوزخ کی طرف بڑھتے چلے جا رہے ہو میں تمہیں اس (دوزخ) میں گرنے سے بچانا چاہتا ہوں۔"

یعنی آپ ﷺ ہمیں گناہوں اور اللہ کی نافرمانی سے بچنے کی تلقین فرماتے ہیں کیوں کہ اللہ کی نافرمانی اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتے ہیں۔

انسان اگر اپنے گناہ پر غمازت محسوس کرتے ہوئے توبہ کرے اس کی توبہ قبول ہو جاتی ہے جس طرح کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہوئے توبہ کی۔ ان کی توبہ قبول ہو گئی حضرت آدم علیہ السلام نے (۱) اپنے قصور کا اعتراف کیا۔ (۲) قصور پر شرمندہ ہونے پر (۳) اپنے نفس کو مجرم سمجھتے ہوئے اسے ملامت کی۔ (۴) فوری طور پر توبہ کی (۵) اور اللہ کی رحمت و مغفرت سے مایوس و ناامید نہ ہوئے۔

جو شخص بھی ان پانچ باتوں کو سامنے رکھ کر توبہ کرے گا اللہ اس کی توبہ ضرور قبول فرمائے گا۔ حضرت کھول شامی کہتے ہیں: جو شخص رات کو بستر پر لیٹے وقت اپنے دن بھر کے اعمال کا جائزہ لے لیا کرے (حساب کر لیا کرے) اگر اچھے عمل کئے ہیں اللہ کا شکر ادا کرے اور برے عمل ہو گئے ہیں توبہ کر لیا کرے۔ اس کی مثال ایک کامیاب تاجر کی سی ہے۔ اور اگر ایسا نہیں کرتا تو وہ اس تاجر کی طرح ہے جو نقد کے نشہ میں بے پروائی سے خرچ کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اپنی اصل پونجی بھی کھا کر ختم کر دیتا ہے۔ اور بعد میں کف افسوس ملتا رہتا ہے۔

مشہور ہے آسانی کتاب میں لکھا ہے اللہ کہتا ہے میرے بندے! میں وہ بادشاہ ہوں جیسے زوال نہیں میں نے تجھے جو حکم دیا ہے اسے مان جس چیز سے میں نے روکا ہے اس سے پرہیز کر۔ میں تجھے وہ زندگی عطا کروں گا جو کبھی ختم نہ ہوگی۔ میرے بندے! میں وہ ہوں کہ جو چاہوں وہ ہو جاتا ہے۔"

حضرت محمد ابن یزید رحمہ اللہ کہا کرتے تھے اپنے دوست سے برائی کا برتاؤ نہ کرو کسی نے پوچھا کیا کوئی شخص اپنے دوست کے ساتھ بھی برائی کا برتاؤ کرتا ہے؟

انہوں نے جواب دیا ہاں سنو! تمہارا نفس تمہارا پسندیدہ دوست ہے اگر تم خدا کی نافرمانی کرتے ہو اپنے نفس کے ساتھ برابر تاؤ کرتے ہو (کہ اسے خدا کے غذاب میں گرفتار کرادیا) ایک فلسفی عالم سے کسی شخص نے کہا مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔

اس فلسفی عالم نے اسے نصیحت کی اپنے رب سے بے وفائی نہ کرنا۔ مخلوق سے بے وفائی نہ کر اپنی ذات سے بے وفائی نہ کر۔

- (۱) رب سے بے وفائی یہ ہے انسان غیر اللہ کو اپنی تمناؤں اور آرزوؤں (عبادت) کا مرکز بنالے۔
- (۲) مخلوق سے بے وفائی یہ ہے لوگوں کی ایک دوسرے کے سامنے نصیحت اور برائی کرنا پھرے۔
- (۳) اپنی ذات سے بے وفائی یہ ہے انسان اپنے رب کی طرف سے عائد کردہ فرائض اور ذمہ داریوں کی ادائیگی میں سستی اور کاہلی سے کام لے اور اس طرح اپنی ذات کو خدا کے غذاب میں گرفتار کرادے۔

ایک بزرگ کہس ابن حسن کہتے ہیں چالیس سال قبل مجھ سے ایک گناہ ہو گیا تھا جس پر غمازت کی وجہ سے آج تک رو رہا ہوں لوگوں نے پوچھا حضرت! وہ کیا گناہ تھا؟

انہوں نے جواب میں فرمایا چالیس سال قبل میرا بھائی مجھ سے ملنے آیا تھا۔ میں نے اس کے واسطے پھل تیار کر رکھے تھے وہ نے اس نے اپنے ہاتھ صاف کرنے کے لئے پڑوسی کی دیوار سے رگڑ کر صاف کر لئے۔ یہی گناہ ہے جس کا احساس مجھے جس نہیں لینے دیتا۔ مطلب یہ کہ کسی دوسرے کی چیز سے اس کی اجازت کے بغیر فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے۔

ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بعض گناہ اللہ کے پاس بہت بڑے گناہ شمار ہوتے ہیں مگر انسان انہیں معمولی سمجھتا رہتا ہے۔ اور بعض گناہ اللہ کی نظر میں معمولی ہوتے ہیں لیکن انسان انہیں بڑا سمجھ لیتا ہے۔"

گناہ چھوٹا ہو یا بڑا اس سے بچے رہنا ہی بہتر ہے۔ بعض صحابہ کا یہ قول مشہور ہے گناہ سے توبہ کر لی جائے تو بڑا گناہ بھی معاف ہو جاتا ہے۔ گناہ پر اصرار (بار بار کرتے رہنا) کیا جائے تو چھوٹا گناہ بھی بڑا گناہ ہو جاتا ہے۔

حضرت عوام ابن حوشب کہتے ہیں گناہ کے بعد یہ چار باتیں گناہ سے بھی بدتر ہیں (۱) گناہ کو معمولی بات سمجھنا۔

(۲) گناہ کر کے اگڑا۔

(۳) گناہ پر خوش ہونا۔

(۴) اور اسے اپنی عادت بنالینا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:-

”من جاء بالحسنة فله عشر امثالها و من جاء بالسيئة فلا يجزي الا

مثلها وهم لا يعظمون“

(سورة العنكبوت ۱۶)

جو اچھا عمل لے کر آئے گا۔ اسے دس گنا زیادہ ثواب ملے گا۔ اور جو برا عمل کر کے آئے گا

اسے عمل کے مطابق ایک ہی عمل کی سزا ملے گی۔ اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

اس آیت سے نیک اعمال کرنے والوں کو مغرور نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ بسا اوقات انسان

بظاہر نیک عمل کر لیتا ہے۔ اور دوسرے انسان بھی اسے نیک اور پارہ سنا سمجھتے لگتے ہیں مگر نیکیوں کا

حال تو خدا کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ وہی جانتا ہے کہ انسان کا یہ عمل اس کی بارگاہ میں قبول ہونے

کے قابل بھی ہے یا نہیں۔ بہر حال انسان کو اپنی طرف سے پوری کوشش کرنا چاہیے کہ اس کا عمل

صرف اللہ کی رضا کے لئے ہے اس میں کسی طرح کی ریا کاری اور دنیاوی دکھاوانہ ہو۔ اور رحمت

خداوندی سے یہ امید بھی رکھے کہ اللہ اس کی کوشش و محنت کو رد نہیں کرے گا۔

گناہ ایک تو بذات خود گناہ ہے۔ خرید و سیببتیں بھی اس کے ساتھ شامل ہو جاتی ہیں

(۱) گناہ گار انسان خود سے اللہ کو ناراض کر لیتا ہے۔

(۲) شیطان کو خوش کر دیتا ہے۔ جس کو اللہ نے رائدہ و رگدہ کیا ہوا ہے۔

(۳) اپنے اچھے مقام (جنت) سے دور ہو جاتا ہے۔

(۴) بدترین جگہ (جہنم) کے نزدیک پہنچ جاتا ہے۔

(۵) اپنے نفس سے بے وفائی کرتا ہے کہ اسے عذاب الہی کا مستحق بنادیا۔

(۶) اپنی ذات کو گندہ و ناپاک کر لیا جب کہ اللہ نے اسے پاک صاف پیدا کیا تھا۔

(۷) اپنے محافظ فرشتوں کو دکھ پہنچایا۔ جبکہ وہ اسے کوئی تکلیف نہیں دیتے۔

(۸) اس نے نافرمانی سے اپنے نبی ﷺ کی پاک روح کو تکلیف پہنچائی۔

(۹) اپنے اوپر دن و رات کی گردش کو گنہگار بنایا یہ گناہ ان کی گمراہی کی نیپ میں ریکارڈ ہو گیا۔

(۱۰) مخلوق سے خیانت اگر کسی کو اس کی گواہی سے اپنا حق مل سکتا تھا۔ وہ اس سے محروم ہو گیا

کیونکہ ایک اخلاقی جرم (گناہ) کی وجہ سے اس کی گواہی قابل قبول نہیں رہی اور عام مخلوق

سے خیانت یہ ہے کہ جس سر زمین میں گناہ عام ہو جائے وہاں باران رحمت نہیں ہوتی۔ لہذا

گناہ سے بچو کیوں جتنی چیزیں اوپر گناہی گئی ہیں سب میں انسان کا ذاتی نقصان نمایاں ہے۔

ایک عالم نے کہا: انسان کی سب سے بڑی بدبختی یہ ہے کہ:

(۱) اللہ انسان کو نعمت دے اور انسان اللہ کا شکر نہ کرے۔

(۲) انسان گناہ کرے اور توبہ نہ کرے۔

(۳) حلال و حرام کا علم ہوتے ہوئے عمل نہ کرے۔

(۴) نیک لوگوں کی صحبت میسر ہو مگر ان سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔

(۵) مرنے والوں کو دفن کرتے ہیں مگر عبرت نہیں پکارتے۔

ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (درج ذیل مقامات پر) روزانہ پانچ

فرشتے اترتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں:

(۱) مکہ میں اترنے والا فرشتہ اعلان کرتا ہے جس نے اللہ کی طرف سے عائد کردہ فرائض کو

چھوڑا وہ اللہ کی رحمت سے محروم ہو جائے گا۔

(۲) مدینہ میں اترنے والا فرشتہ کہتا ہے جس نے نبی کی سنت کو چھوڑا وہ قیامت کے دن

شفاعت سے محروم ہو جائے گا۔

(۳) بیت المقدس میں اترنے والا فرشتہ کہتا ہے جس نے حرام مال کھیا (اور کھایا) اس کا کوئی

عمل قبولی نہیں ہوگا۔

(۴) مسلمانوں کے قبرستان میں اترنے والا فرشتہ کہتا ہے اے قبروں میں سونے والو!

(مزدوا) تمہیں اہل دنیا کی کس بات پر رشک ہے اور کس بات پر ندامت ہے؟ مردے

جواب میں کہتے ہیں ہمیں اپنی زندہ گیوں کے شتم ہو جانے پر ندامت و افسوس ہے (کہ ہم

نیک عمل نہیں کر سکتے) اور ان لوگوں پر رشک آتا ہے جو جماعتوں میں شریک ہو کر اللہ کا

کلام پڑھتے اور سنتے ہیں علمی بحث و مباحث کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجتے

اور سنتے ہیں۔ توبہ و استغفار کرتے رہتے ہیں اور ہم یہ سب کچھ نہیں کر سکتے۔

(۵) مسلمانوں کے بازاروں میں مارل ہونے والا فرشتہ کہتا ہے لوگو! سنو! تمہارا اللہ جل شانہ تمہاری سب حرکات (اعمال) کو دیکھ رہا ہے دو تافرانوں سے انتقام لینا بھی جانتا ہے توبہ واستغفار سے اپنے گناہوں کے رشتوں کا علاج کرلو۔ ہم تمہیں توبہ واستغفار کا شوق دلاتے رہے۔ مگر تم نے کوئی توجہ نہ دی ہم تمہیں خدا کا خوف دلاتے رہے مگر تم باز نہ آئے۔ اگر روئے زمین پر کچھ خشوع و خضوع سے اللہ کی عبادت کرنے والے بزرگ معصوم بچے کچھ خوف خدا رکھنے والے تھے کہ نیک بندے اور بے زبان حیوانات نہ ہوتے۔ اللہ کا عذاب کبھی کا نازل ہو چکا ہوتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عائشہ! چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچتی رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ان کے بارے میں بھی پوچھے گا۔" چھوٹے گناہوں کی مثال لکڑی کے ان چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں یا کوزا کرکٹ کی سی ہے جنہیں آگ جلانے کے لئے جمع کیا جاتا ہے اور لکڑی کے ٹکڑے چھوٹے چھوٹے بے حیثیت ٹکڑے آگ کا بہت بڑا ڈھکڑا دیتے ہیں اسی طرح چھوٹے چھوٹے بہت سے گناہ جمع ہو کر گناہوں کے بڑے ذخیر کی صورت اختیار کر لیتے ہیں جو انسان کو جہنم تک بھی پہنچا سکتا ہے۔ اس لئے کسی گناہ کو چھوٹا سمجھ کر نہیں کر لینا چاہیے تو ریت میں لکھا ہے۔ "جو نیک عمل کا بیج بونے کا سلامت رہے گا۔"

انجیل میں لکھا ہے۔ "برائی کا بیج بونے والے کو شرمندگی ہوتی ہے۔"

اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

من يعمل سوءاً ایحزبه (النساء: ۱۲۳)

"جو عمل کرے گا اس کا بدلہ پائے گا۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا ایک شخص گناہ بہت زیادہ کرتا ہے ساتھ ہی عمل بھی بہت کر لیتا ہے اور ایک شخص گناہ بھی کم کرتا ہے اور نیک عمل بھی اس کے کم ہوتے ہیں۔ آپ کو ان دونوں میں سے کون سا شخص پسند ہے؟

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا وہ جو آخرت میں معاف کر دیئے جانے کے زیادہ قریب ہو یعنی کم گناہ والا۔

ایک فلسفی کا قول ہے اللہ کی عبادت تو چھوٹے سے چھوٹا (دنیاوی اعتبار سے) آدمی بھی کر لیتا ہے مگر گناہ سے بچ جائے تو حوصلہ مند انسان کا کام ہے۔ قرآن کی آیات کے مطابق طاعت و عبادت کے مطابق مقابلہ میں گناہ و خرابی ناسخ کر دیتا اور چھوڑ دیتا زیادہ اہم ہے۔

"من جاء بالحسنة فله عشر امثالها" (سورہ النعام ۱۶)

"جو قیامت کے روز نیک عمل لے کر آئے گا اسے دس گنا زیادہ اجر و ثواب دیا جائے گا۔"

اس آیت میں نیک عمل کو آخرت میں لے کر آنے کی شرط ہے۔

جبکہ ترک گناہ والی آیت میں اس طرح کی کوئی شرط نہیں ہے بلکہ براہ راست انعام (جنت) دینے کا ذکر ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

"وہی النفس عن الهوى ۝ فان الجنة هي العاوى" (سورہ طہ ۳۱)

"اور جس نے اپنی ذات کو نفسانی خواہشات سے بچا لیا۔ (اس کا انعام) اس کا جنت میں ٹھکانہ ہے۔"

ظلم اور اس کی سزا

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اشعری رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ ظالم کو ایک حد تک مہلت دیتا رہتا ہے لیکن جب اسے پکڑتا ہے چھوڑتا نہیں۔" پھر آپ ﷺ نے یہ آیات تلاوت فرمائی۔

وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخْذَ الْقُرْبَىٰ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ
(سورہ ہود ۱۰)

"تیرے رب کی گرفت (پکڑ) ایسی ہے کہ جب ہو کسی ظالموں کی ہستی کو اپنی گرفت (غذاب) میں لیتا ہے اس کی گرفت (پکڑ) بڑی سخت اور خوفناک ہوتی ہے۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اپنے مکی بھائی پر کسی طرح کا مالی یا جسمانی ظلم کیا ہو وہ آج (دنیا کی زندگی میں) اس سے معاف کر دے (یا اس کا حق ادا کر دے) اس دن سے پہلے (قیامت سے پہلے) جب اس سے (بدلہ میں دنیا ریا درہم) روپیہ پیسہ) نہیں دلایا جائے گا۔ اس دن اگر ظالم کے پاس کچھ نیکیاں ہوں گی" مظلوم کو دیدی جائیں گی۔ اگر نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کے گناہ اس (ظالم) کے کھاتے میں ڈال دیئے جائیں گے۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے دریافت فرمایا جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ عرض کیا وہ شخص مفلس ہے جس کے پاس دوست (روپیہ پیسہ) نہ ہو۔

آپ ﷺ نے فرمایا مگر میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز (بڑے بڑے) نیک عمل نہ رکھتا اور روزہ لے کر آئے گا۔ اور ساتھ ہی کسی کو گالی دی کسی پر جھوٹی تہمت لگائی کسی کا مال (نا جائز طور پر) کھاسیا کوئی قتل کر دیا اور کسی کو ظلم مارا جیسے گناہ دیا میں اس نے کئے اب ایسے سب لوگ اس کے خلاف فریاد کرتے ہوئے بدلہ لینے آئیں گے ان لوگوں کو اس کی نیکیاں بدلے میں دیدی جائیں گے نیکیاں ختم ہو گئیں اور بدلہ لینے والے باقی رہ گئے تو ان مظلوموں کی برائیاں (گناہ) لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی اور

جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

ظلم سب سے بڑا گناہ ہے اور یہ اس وقت تک معاف نہیں ہوتا جب تک کہ مظلوم کو اس کا حق ادا نہ کر دیا جائے یا اس سے معافی مانگ کر معاف نہ کرایا جائے۔ لہذا ضروری ہے کہ انسان ہر طرح کے ظلم سے پرہیز کرے کسی کا ناجائز طور پر مال یا لینا کسی کو ناجائز طور پر تنگ اور پریش کرنا کسی کو گالی دینا نصیحت کرنا وغیرہ سب ظلم میں شامل ہیں۔ لہذا ایسی باتوں سے ہر صورت پرہیز کرنا چاہیے اگر کسی مظلوم سے اپنے ظلم کی معافی مانگنا ممکن نہ ہو (یعنی مظلوم فوت ہو چکا ہو) تو ہر نماز کے بعد اس کے واسطے مغفرت کی دعا کر دیا کرے۔ اس طرح اللہ نے چاہا تو اس کے ظلم کی صفائی ہو جائے گی۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس نے ظلم کے سلسلے میں ظالم کی مدد کی اسے کوئی ایسی دلیل سمجھائی جس سے کسی مظلوم کا حق مارا جائے تو ایسا شخص بھی ظلم میں برابر کا شریک ہوگا۔ اور ظالم پر جو وبال پڑے گا یہ بھی اس سے نہ بچ سکے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سب سے بڑا جہل اور ناواقفیت اندیش وہ ہے جو دوسرے کی دنیا کے لئے اپنی آخرت برباد کر دے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اگر کسی کے ساتھ کوئی بھڑائی کی تو گویا وہ بھی اپنی ہی ذات کے لئے کی ہے اور کسی پر کوئی ظلم کیا ہے وہ بھی اپنے ہی بوجھ میں اضافہ کیا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَنْ عَمِلْ مِثْلَ مَا عَمِلَ فَلْيَنْفِسْهُ وَ مِنْ أَمَاءٍ فَعَلِيهَا -

"کسی نے کوئی اچھا عمل کیا تو اپنے (نفع کیے) لئے اور کسی نے کوئی برائی کی ہے تو اس کا وبال بھی اسی پر ہوگا۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "لوگو! اللہ کا خوف کرو اور ظلم سے باز رہو۔ کوئی کسی پر ظلم نہ کرے اللہ قیامت کے دن ظالم سے مظلوم کو بدلہ دلائے گا۔"

ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا "قیامت کے دن مظلوم کامیاب لوگوں میں شامل ہوں گے۔"

حضرت ابراہیم ابن ادھم فرماتے ہیں اللہ اپنی نافرمانی کے سزا گناہ معاف کر دے گا۔ مگر

کسی مظلوم کا حق اس وقت تک معاف نہیں کرے گا جب تک مظلوم ظالم کو خود معاف نہ کر دے۔
یا اللہ قیامت کے روز مظلوم کو ظالم سے اس کا حق نہ دلا دے۔

حضرت ابراہیم ابن ادھمؒ کا یہ قول بھی ہے کسی شخص قرض دار شخص کو اس وقت تک آرام سے بیٹھنا مناسب نہیں جب تک وہ قرض ادا نہ کر دے۔ (کیونکہ کسی کا قرض دبا لینا بھی ظلم ہے)
حضرت فضیل ابن عیاضؒ کہتے ہیں:

(۱) میرے نزدیک قرآن مجید کی ایک آیت کو سمجھ کر پڑھ لینا اور اس پر عمل کرنا پورے قرآن کو بغیر سوچے سمجھے بار بار پڑھتے رہنا اور ختم پر ختم کرتے رہنے سے زیادہ بہتر ہے۔

(۲) کسی ضرورت مند کی ضرورت پوری کر دینا عمر بھر کی نفعی عبادت سے بہتر ہے۔

(۳) آجائز طور پر دنیا کمانے سے پرہیز زمین و آسمان کی تمام مخلوق کی نفعی عبادت سے زیادہ اہم ہے۔

(۴) حرام کمائی (رشوت، چوری، ٹھمن، نصب وغیرہ سے حاصل شدہ) کے چند روپے سے پرہیز کر لینا سوچ سے بہتر ہے۔

حضرت ابو بکر و راقؒ فرماتے ہیں

اللہ کے بندوں پر ناجائز ظلم کرنے والے کے دل سے ایمان نکل جاتا ہے۔

حضرت ابو القاسمؒ کہتے ہیں، تین چیزیں انسان کے ایمان کو ختم کر دیتی ہیں:

(۱) مسلمان کہلاتے ہوئے خدا کی نعمتوں کا شکر ادا نہ کرنا۔

(۲) اسلامی عبادت کی ادائیگی میں غفلت برتنا۔

(۳) کسی مسلمان پر ظلم کرنا۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو تین باتوں کا حکم فرمایا

(۱) سب سے زیادہ اپنی موت کا خیال رکھو۔

(۲) اللہ کا شکر ادا کرتے رہو شکرے نعمتوں میں انصاف ہوتا ہے۔

(۳) دعا کرتے رہو یہ نہیں اللہ کس وقت تمہاری دعا قبول فرمائے۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا ان تین باتوں کا خیال رکھو۔

(۱) کیا ہوا عہد نہ توڑو نہ عہد توڑنے میں کسی کی مدد کرو۔

(۲) کسی پر ظلم نہ کرو اگر کوئی تم پر ظلم کرے گا اللہ تمہاری مدد کرے گا۔

(۳) کسی سے دھوکہ لاؤ فریب نہ کرو۔ اس کا نقصان خود فریب کرنے والے کو ہوتا ہے۔

ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے روز عرش الہی کے نیچے ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا اے

محمد ﷺ کی امت کے لوگو! اللہ نے اپنے احکام کی تمام نافرمانیاں تمہیں معاف کر دی ہیں تمہاری

آپس کی رنجشیں اور حقوق جو ایک دوسرے کے ذمہ ہیں آپس میں باہم معاف کرالو اور میری

رحمت سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

رحمت و شفقت کا بیان

حیوانات پر رحم اور ترس کھانا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا "ایک مسافر کو سخت پیاس محسوس ہوئی راستہ میں ایک کنواں دیکھا وہاں سے اس نے پانی پیا پانی پی کر فارغ ہو چکا تو دیکھا ایک بڑا سا کتا پیاس کی شدت کی وجہ سے کچھ چاٹ رہا ہے۔ مسافر کو کتے کے یہ حالت دیکھ کر اس پر ترس آیا اور اپنے پاؤں سے چمڑے کا سوزہ اٹا کر اس میں پانی بھرا اور کتے کو پلا دیا۔ اللہ نے اس کے اس عمل کو قبول کر لیا اور اس کی مغفرت فرمادی۔"

صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا حیوانات پر رحم کھانے سے ہمیں کوئی اجر و ثواب ملتا ہے؟
آپ ﷺ نے فرمایا "جس جاندار پر بھی تم رحم کرو اور ترس کھاؤ گے اس کا تمہیں اجر و ثواب ملے گا۔"

عام لوگوں پر مہربانی

حضرت حسن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "وہی شخص جنت میں داخل ہوگا جس کے دل میں عام مخلوق کے لئے رحم ہوگا۔"

حضرت عبداللہ روایت کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اپنے کسی مسلمان بھائی کو کسی مصیبت کی پاداش میں کسی مصیبت سے دو چار دیکھو تو اس پر لعنت و لعنت کر کے شیطان کو خوش نہ کرو۔ بلکہ یہ دعا کرو اے اللہ اس پر رحم کر اور اسے اس مصیبت سے نجات دے۔"

حضرت قسمی بیان کرتے ہیں حضرت نعمان ابن بشیر نے منبر پر بیٹھ کر حمد و ثناء کے بعد یہ حدیث بیان کرتے ہوئے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔

"مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے بھروسہ ہوں۔ جس طرح کہ جسم

کے کسی ایک حصہ میں تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے اور جب تک اس ایک حصے کی تکلیف ختم نہیں ہو جاتی سارا جسم بے چین رہتا ہے۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عام رعایہ پر مہربانی

حضرت انس ابن مالک روایت کرتے ہیں ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ حسب معمول لوگوں کے حالات معلوم کرنے باہر نکلے۔ آبادی سے باہر دیکھا کہ ایک قافلہ نے ابھی ابھی آ کر پڑاؤ ڈالا ہے خیال ہوا یہ لوگ تھکے ہارے ہوئے غفلت کی نیند سو گئے تو چور اور ڈاکو ان کا مال و اسباب لوٹ کر لیجائیں گے۔ اسی وقت حضرت عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا اور دونوں حضرات رات بھر قافلہ کی حفاظت کے لئے پہرہ دیتے رہے۔ صبح صادق کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آواز سنا کہ قافلہ والو! اٹھو نماز کا وقت ہو گیا ہے اہل قافلہ کو بیدار کیا اور واپس آئے۔

ہمیں اپنے اسلاف کی پیروی کرنی چاہیے کیونکہ ان کے عمل اور آپس کے تعلقات ہمارے واسطے مشعل راہ ہیں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی تعریف قرآن کریم میں اس طرح کی ہے۔

اشداء علی الکفار و رحماء بینہم۔ (سورہ الفتح ۲۹)

(یہ اصحاب رسول ﷺ) میدان جہاد میں کافروں کے حق میں بہت سخت۔ (مگر) آپس میں ایک دوسرے پر مہربان ہیں۔

درج بالا آیت میں مسلمان کی سختی کا ذکر میدان جہاد سے متعلق ہے عام مدنی زندگی میں ان کی مہربانیوں سے کوئی محروم نہیں رہتا تھا چنانچہ حضرت عمر کا واقعہ ہے ایک مرتبہ انہوں نے دیکھا ایک بوڑھا آدمی (جو کافر جذبہ دیکر اسلامی ملک میں رہے) بھیک مانگ رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوچا یہ غریب اپنی تندرستی کے دنوں میں ہمیں جزیہ دیتا رہا ہے۔ آج یہ خود مجبور ہو گیا ہے تو مسلمان حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس کی دیکھ بھال کرے چنانچہ بیت المال سے اس کا وظیفہ (ماہانہ رقم) مقرر کر دیا۔

مسلمانوں کا احساس ذمہ داری

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے ایک روز دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنگل میں اوڑھے چپے جا رہے ہیں میں وجہ دریافت کی تو انہوں نے جواب دیا اہل مال کا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے اسے پکڑنے جا رہا ہوں اور فرمایا بہت اہمال کا ایک اونٹ گم ہو گیا تو قیامت کے روز

مرحمت سے پوچھا جائے گا۔ اور اگرچہ چونکہ خلیفہ کی حیثیت سے اس کی حفاظت کا ذمہ دار ہے اس کی گم شدگی کے بارے میں اسی سے پوچھا جائے گا اور مزید فرمایا جو حاکم اپنی رعایا کے حقوق کا خیال نہ رکھے۔ وہ کسی طرح عزت کا حق دار نہیں۔

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کے چھ حق ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کا چھوڑ دینا ایک واجب حق کا چھوڑنا ہے۔

(۱) ایک مسلمان (فرد یا قوم) دوسرے مسلمان (مسلمانوں) کو مدد کے لیے پکارے تو اس کی مدد کی جائے۔

(۲) ایک مسلمان بھائی بیمار ہو تو اس کی عیادت (بیمار پرسی) کی جائے۔

(۳) ایک مسلمان بھائی فوت ہو جائے تو دوسرے مسلمان بھائی اس کے جنازے میں شرکت کریں۔

(۴) ایک مسلمان راستہ میں ملے تو اسے سلام کیا جائے۔

(۵) ایک مسلمان بھائی دوسرے مسلمان سے کوئی مشورہ طلب کرے تو اسے چھ مشورہ دیا جائے۔

(۶) ایک مسلمان کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہہ دے تو پھر ہر حکم اللہ (اللہ تعالیٰ پر رحم کرے) کہا جائے۔

ایک روایت میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر نبی نے گلہ بانی (جنگل میں جانور چراگاہ) کی ہے صحابہؓ نے عرض کیا کیا آپ ﷺ نے بھی؟

آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے بھی بکریاں چراگاہی ہیں۔

اللہ نے یہ امتحان سینے کے سنے کان کو دل میں حیوانات (دو دیگر جاندار) کے لئے کتنا رحم ہے ہر نبی سے گلہ بانی کرائی ہے۔ (چنانچہ نبی کریم ﷺ نے بھی ابتدائے عمر میں بکریاں چراگاہی تھیں۔)

جن کے دل میں حیوانات وغیرہ کے لئے رحم ہوتا انہیں نبی بنادیا جاتا تھا۔

ایک روایت میں ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے پوچھا: پروردگار تو نے میری نبوت کا فیصلہ کیوں فرمایا؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس لئے کہ تیرے دل میں عام مخلوق کے لئے رحم تھا۔

جب تو حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریاں چراگاہ کرتا تھا تیری ایک بکری ریوز سے الگ ہو کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ اسے پکڑ کر واپس لانے میں تجھے بڑی پریشانی ہوئی تھی۔ لیکن جب تو نے بکری کو پکڑا تو اسے گود میں اٹھ کر کہا: "اے مسکین صورت (بکری) تو نے مجھے تنکایا اور خود بھی تھک گئی۔" تیری عام مخلوق کے ساتھ تیری یہی شفقت و رحمت دیکھ کر تجھے نبی بنایا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے کسی مسلمان (کے عیوب) کی پردہ پوشی کی اللہ قیامت کے روز اس کے عیوب پر پردہ ڈال دے گا۔ جس نے اپنے کسی مسلمان بھائی کی کوئی تکلیف دور کی اللہ قیامت کے روز اس کی مصیبتیں دور کر دے گا۔ اللہ اس وقت تک بندہ کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے تم اہل زمین پر رحم کرو۔ آسمان والا اللہ تم پر رحم کرے گا۔

ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو انسانوں پر رحم نہیں کرتا اللہ اس پر رحم نہیں کرتا۔"

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں بتایا گیا ہے انجیل میں لکھا ہے۔

اے ابن آدم (انسان) جتنا تو رحم کرے گا اتنی ہی تجھ پر رحم کیا جائے گا۔ اگر تو خود رحم نہیں کرتا۔ تجھے رحم کی امید بھی نہیں رکھنی چاہیے۔ مشہور ہے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے پکڑ لینے والے بچوں سے پرندہ خرید کر یہ کہتے ہوئے ہوا میں چھوڑ دیتے یا پیش کر۔

حضرت ابو عبد اللہ شامی بیان کرتے ہیں: میں حضرت طاؤسؓ سے ملاقات کے لئے گیا اور ان کے دروازے پر پہنچ کر اطلاع کرائی۔ اندر سے ایک مہر رسیدہ بزرگ باہر آئے میں نے عرض کیا: حضرت طاؤسؓ سے ملنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: میں ہی طاؤس ہوں میں نے عرض کیا: اگر آپ ہی طاؤس ہیں آپ تو بہت بوز مے ہو چکے ہیں میرے سوالات کا کیا جواب دینگے؟

انہوں نے فرمایا: عالم کبھی بوز مے نہیں ہوتا۔ تم کہو تو توریت، انجیل اور قرآن تینوں کا اصل تین جملوں میں بیان کر دو؟

میں نے عرض کیا: مجھے خوشی ہوگی بیان فرمائیں۔

حضرت طاؤسؓ نے فرمایا:

(۱) اپنے دل میں اللہ کا تاخوف پیدا کر کہ کسی دوسرے سے خوف کھانے کی اس میں محتاج نش بند ہے۔

(۲) تیرے دل میں اللہ سے رحم کی امید اس کے خوف بھی زیادہ ہو۔

(۳) اپنے لئے جو پسند کرتے ہو وہی دوسروں کی لئے بھی پسند کرو۔

حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تین باتیں جس نے اپنے اندر پیدا کر لیں اس نے اپنے ایمان مکمل کر لیا۔

(۱) مفلسی میں (بتنا کچھ ملے اس میں سے بھی) راہ خدا میں خرچ کر دینا۔

(۲) اپنی طرف سے اپنی ذات سے، نصاب کرنا۔

(۳) ہر مسلمان کو سلام کرنا (یا عام مخلوق کو اپنی طرف سے سلامتی و امن کی ضمانت دیدینا یعنی کسی کو تکلیف نہ پہنچانا)

حضرت عمر ابن عبدالعزیز فرماتے ہیں تین باتیں اللہ کو بہت پسند ہیں۔

(۱) ظالم سے بدلہ لینے کی طاقت کے باوجود اسے معاف کر دینا۔

(۲) کوشش میں میاں روی اختیار کرنا۔

(۳) اللہ کے بندوں سے رحم کا ہر تاؤ کرنا۔ جو اللہ کے بندوں رحم کرتا ہے۔ اللہ اس پر مہربان ہوتا ہے۔

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ فرمایا تجھے چار چیزیں دی جا رہی ہیں جن میں تیری اور تیری اولاد کی بھلائی ہے ان میں سے ایک کا تعلق میری ذات سے ہے اور دوسری کا تعلق تیری ذات سے ہے تیسری وہ جس کا تعلق تجھ سے ہے اور چھٹے سے مشترک ہے۔ چوتھی وہ جس کا تعلق تجھ سے ہے اور عام مخلوق سے ہے۔

(۱) وہ جس کا تعلق صرف میری ذات سے ہے میری ہی عبادت کر کسی کو میرے ساتھ شریک نہ کر

(۲) وہ جس کا تعلق تیری اپنی ذات سے ہے عمل کر میں تجھے اس وقت اس کی جزا دینا جب تجھے اس کی سب سے زیادہ ضرورت ہوگی (یعنی قیامت کے روز)

(۳) وہ جو مجھ میں اور تجھ میں مشترک ہے تو دعا کر میں اسے قبول کر دینا۔

(۴) وہ جس کا تعلق تجھ سے اور عام لوگوں سے ہے۔ ان سے اسی طرح پیش آؤ جس طرح تم ان سے اپنے ساتھ پیش آنے کی امید رکھتے ہو۔

اللہ سے خوف کھانے کا بیان

حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تینوں حضرات نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا سب سے بڑا عالم کون ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا "عقلند"

پھر ان حضرات نے پوچھا سب سے بڑا عابد کون ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا "عقلند"

تیسری بار پھر ان حضرات نے پوچھا سب سے زیادہ افضل (قابل عزت) کون ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا "عقلند"

ان حضرات نے عرض کیا ہم تو عقلند کہتے ہیں جو با اخلاق ہو موقع و محل کے مطابق اچھی طرح تقریر کر سکا ہو ہاتھ کاغذی ہو یا عزت ہو۔

اس پر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

و ان کل ذالک لما متاع الحیوة الدنیاء و العاقبة عند ربک اللعین

(سورہ زحرف ۳۵)

"یہ تمام باتیں صرف دنیاوی اسباب (و دولت) کی حد تک ہیں۔ اور آخرت (کی بھلائی و کامیابی) جو تیرے رب کے پاس ہے متقی اور پرہیزگار لوگوں کے لئے مخصوص ہے۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا "حقیقت میں عقلند آدمی وہ ہے جو تقویٰ (پرہیزگاری اور خوف خدا) کی زندگی گزارتا ہے خواہ ظاہری دنیا کے اعتبار سے وہ غریب و مفلس ہی کیوں نہ ہو۔"

حضرت مالک ابن دینار کہتے ہیں جب کوئی شخص خوف رجا و دونوں کیفیتوں کو اپنے دل میں محسوس کرنے لگے تو سمجھ لے وہ ایمان کامل تک پہنچ گیا۔ رجا کے معنی ہیں اللہ کی ذات پر کامل بھروسہ۔ اور خوف کا مطلب ہے ان چیزوں سے باز رہنا جن سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے روکا ہے۔

رجا کی علت (نشانی) یہ ہے کہ انسان وہ کام کرنے لگے جن کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے روکا ہے۔

نے حکم فرمایا ہے اور خوف کی علامت (نشانی) یہ ہے کہ انسان ایسی باتوں سے دور رہے جن سے اللہ اور اس کے رسول نے دور رہنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت جابر روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سونے دو ہرے خوف میں گھرا ہوا ہے ایک گزری زندگی کے اعمال کا خوف کہ نہ معلوم اللہ ان کے بارے میں کیا فیصلہ کرے دوسرا آئندہ زندگی کا خوف کہ نہ معلوم اس کے متعلق میرے اللہ کا کیا فیصلہ ہے۔ (کہ اس میں مجھ سے نیک اعمال کرائے گا یا خدا نخواستہ کسی غلط راستہ پر چل نکلے گا) پس بندے کو چاہیے وہ اپنی آئندہ زندگی کے لئے نیک اعمال کا سرمایہ جمع کرتا رہے اس دنیا کو آخرت کی کمائی کا ذریعہ بنائے۔ اس زندگی کو موت کے لئے تیاری میں صرف کر دے۔

حدیث شریف میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ فرماتا ہے۔ ”مجھے اپنے عزت و شان کی قسم! میں اپنے بند پر دو خوف نہیں ڈالوں گا نہ دہرا امن اسے دوں گا۔

اگر ایک شخص دنیا میں مجھ سے ڈرتا رہا میں قیامت کے دن اسے امن دے دوں گا۔ اور جو دنیا میں میری گرفت سے بے پروا رہا اسے قیامت کے روز خوف میں مبتلا کر دوں گا۔“

حضرت عدی ابن ارجاس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ساتویں آسمان پر فرشتے اپنی پیدائش کے وقت سے ہی سجدے میں پڑے ہیں خوف خدا سے ان کے بازو کانپ رہے ہیں۔ وہ قیامت کے روز سجدہ سے سر اٹھائیں گے تو کہیں گے اے اللہ تیری ہستی ہر مہلت پاک ہے ہم تیری شان کے مطابق عبادت نہ کر سکے۔“

حضرت ابو میسرہ رضی اللہ عنہ رات کو سونے کے لئے بستر پر لیٹے ہوئے کہتے کاش میری ماں مجھے جہنم ہی نہ دیتی! ایک روز ان کی بیوی نے کہا: ایسی باتیں کیوں کرتے ہو اللہ نے تمہیں سب کچھ دیا ہوا ہے تمہیں اسلام کی دوست سے نوازا ہے۔ ابو میسرہ نے جواب دیا ٹھیک لیکن اللہ نے قرآن میں یہ بھی تو فرما دیا ہے۔ ”تم سب کو جہنم تک پہنچاتا ہے“ لیکن یہ نہیں فرمایا وہاں سے واپس بھی آتا ہے۔

حضرت فضیل ابن عیاض کہتے ہیں۔ میرے لئے نہ فرشتوں کی زندگی قابل رشک ہے نہ انبیاء و مرسلین کی کیونکہ اللہ نے ان پر بھی عتاب فرمایا ہے۔

مجھے صرف ان پر رشک آتا ہے جو پیدا ہی نہیں ہوئے کدہ ہر طرح کے خوف سے آزاد ہیں۔

ایک فلسفی کہتے ہیں غم ہو تو کھانا نہیں کھایا جاتا۔ خوف خدا ہو تو انسان گناہوں سے بچ جاتا ہے بخشش کی امید عبادت کا شوق پیدا کرتی ہے اور موت کی یا فضول باتوں میں نہیں پڑنے دیتی۔

حدیث شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”مومن کا دل جب خوف خدا سے کاچھے لگے اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درختوں سے پتے جھڑتے ہیں۔“

ایک روایت میں ہے۔ کسی شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا اے اللہ کے رسول آپ ﷺ کی آل کون لوگ ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا قیامت تک جتنے مومن و متقی لوگ دنیا میں ہوں گے وہ سب میری آل ہیں تم میں سے کسی کو کوئی فضیلت ہے تو صرف تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے ہے۔

حضرت حسن روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیں چیزیں انسان کو ہلاک کر دیتی ہیں

(۱) انسان کا نکل جو دوسروں کے لئے دلیل بن جائے۔

(۲) خواہشات نفس کی پیروی۔

(۳) انسان کا اپنی ذات پر غرور و تکبر۔

اور یہ تیں چیزیں انسان کو ہلاکت (آخرت کے عذاب) سے بچا لیتی ہیں۔

(۱) عام حالت ہو یا غصہ کی کیفیت ہو انصاف کو ہر حال میں مد نظر رکھنا (کسی کے ساتھ نا انصافی نہ کرنا)

(۲) تنگ دستی و حوش حالی ہر حالت میں میانہ روی سے زندگی بسر کرنا۔

(۳) ہر حالت میں (خدا و) لوگوں کا سامنا ہو یا تنہائی اللہ سے ڈرتے رہنا۔

خوف خدا کی علامات

جس انسان میں خدا کا خوف پیدا ہو جاتا ہے وہ سب سے پہلے۔

(۱) تجھوت ہونا چھوڑ دیتا ہے کسی کی نیابت نہیں کرتا اور ہر طرح کی فضول باتوں سے پرہیز کرتا ہے۔ تلاوت قرآن کرتا ہے اور ظلم دین کی باتوں پر غور و فکر کو اپنا مشغلہ بناتا ہے۔

(۲) حرام سے بچتا حلال روزی کھاتا ہے ضرورت سے زیادہ نہیں کھاتا۔

(۲) اپنی نظر کی حفاظت کرتا ہے غیر محرم عورتوں کی طرف نہیں دیکھتا۔ اس کی نظر ہمیشہ عبرت کی نظر ہوتی ہے یعنی جس طرف دیکھتا ہے اس سے کچھ نہ کچھ سبق ضرور حاصل کرتا ہے۔
(۳) اپنا ہاتھ کسی حرام چیز کی طرف نہیں بڑھاتا چوری نہیں کرتا۔ کسی کا مال غصب نہیں کرتا کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

(۵) کسی ایسے راستہ پر نہ نہیں جاتا جہاں کوئی تہمت لگنے کا خدشہ ہو یا حرام کاری کا راستہ ہو اور اس سے اللہ نے منع فرمایا ہو۔

(۶) اپنے دل میں کسی کے لئے کینہ، حسد اور عداوت (دشمنی) پیدا نہیں ہونے دیتا۔
(۷) اسے ہمیشہ یہ خوف لگا رہتا ہے کہ اس کی عبادت کو اللہ قبول کرے گا یا نہیں اس لئے وہ جو عمل کرتا ہے وہ صرف اللہ کی رضا کے لئے ہوتا ہے اور ہر طرح کی ریا (دکھاوے) اور منافقت سے پاک ہوتا ہے ایسے ہی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:-

وَالْآخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ (سورہ زمرہ ۴۵)
”تیرے رب کے نزدیک آخرت کی بھلائی (کامیابی) متقی لوگوں کے لئے ہے۔“
إِنَّ الْمُتَّقِينَ مَفَازٌ (الباء: ۳۱)
”بے شک متقی لوگ ہی کامیاب ہونگے۔“

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ (سورہ دھان ۵۱)
”بے شک متقی (پرہیزگار) لوگ پر امن مکان (جنت) میں ہونگے۔“
اسی طرح قرآن کریم میں متعدد مقامات پر متقی اور پرہیزگار لوگوں کی تعریف کی ہے۔ اور فرمایا:

”وَإِنْ مِنْكُمْ آلَاءُ وَارِدُكُمْ كَانَ عَلَىٰ رِبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا ۖ ثُمَّ لَسَجَىٰ
الْمَلِكِينَ اتَّقُوا وَتَلَوُا الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثَا“ (سورہ مرہ ۷۱)
”تم میں سے ہر شخص جہنم کے قریب پہنچے گا یہ تیرے رب کا اٹل فیصلہ ہے پھر ہم متقی لوگوں کو پچالیس کے اور مجرموں کو اس میں گھنٹوں کے ٹل (دھکیل کر) چھوڑ دیں گے۔“

حضرت کعب احبار رحمہ اللہ کہتے ہیں ”ان منکم الا وادعھا“ کا مطلب یہ ہے جہنم کو تمام مخلوق کے سامنے لایا جائے گا جس کی بدیو سے تمام مخلوق کا دم گھٹنے لگے گا اس وقت ایک نیچی

آواز گونجے گی اے جہنم اپنے آدمیوں کو ان میں سے جن لے اور میرے دوستوں کو چھوڑ دے چنانچہ جہنم جہنمیوں کو چھٹ لے گی وہ جہنمیوں کو ان کے ماں باپ سے بھی زیادہ اچھی طرح پہچانتی ہے اور اہل ایمان اس میں اتنی ہی دیر رہیں گے جتنی دیر کپڑے کو پانی میں تر کرنے میں لگتی ہے۔
حضرت عمران حصین رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں ہم ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر میں تھے کہ آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی

”يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ“ (سورہ حج ۱)
”لوگو! ڈرو اپنے رب سے بے شک قیامت کی گھڑی کا زلزلہ (ایک بہت بڑی دہشتناک چیز ہے۔“
جب یہ آیت نازل ہوئی آپ نے ہمیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا جانتے ہو یہ کون سا دن ہے۔“

ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔
آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ وہ دن ہوگا جس دن اللہ حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دے گا ”جاؤ اپنی اول (انہ نوں) میں سے جنت اور دوزخ کا حصہ الگ الگ کر دو۔“

جنت اور دوزخ کا حصہ

حضرت آدم پوچھیں گے پروردگار! جنت کا کتنا حصہ ہے اور جہنم کا کتنا ہے۔
اللہ فرمائے گا ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے (۹۹۹) جہنم کا حصہ ہیں اور ہزار میں سے ایک جنت کا حصہ ہے۔“
یہ سن کر صحابہ گرام روئے لگے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”مجھے امید ہے اہل جنت میں ایک تہائی تم لوگ ہو گے (یعنی محمد ﷺ کی امت) صحابہ کرام نے زور سے ”اللہ اکبر“ کہا پھر آپ ﷺ نے فرمایا ”ہر نبی سے پہلے جاہلیت (خدا ن شای) کا دور گزرا ہے جہنم کی یہ تعداد جاہلیت کے زمانہ کے لوگوں سے پوری کی جائے گی۔ ان سے پوری نہ ہوئی تو منافق لوگوں سے پوری کی جائے گی۔“ صحابہ نے پھر زور سے ”اللہ اکبر“ کہا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا ”تم انسانوں کے ساتھ دو مخلوقیں اور بھی ہیں جہرہ وہ ہوں گی

”وما امروا الا ليعبدوا الله مخلصين له الدين“ (سورہ ہود ۵)
 ”(اللہ کی طرف سے) انہیں یہ حکم دیا گیا ہے وہ صاف نیت سے صرف اللہ کی
 عبادت کریں۔“

۳۔ تیسرا (خوف) انہیں یہ ہوتا ہے

”من جاء بالحسنة فله عشر امثالها“

”جو (قیمت کے روز) نیک عمل لے کر آئے گا۔ اس کے واسطے دس گنا اجر و
 ثواب ہے۔“

آیت میں نیک عمل کو قیمت کے روز لانے کی شرط ہے۔ یعنی عمل میں جو خلاص ہے اس
 پر آخر وقت تک قائم بھی رہتا ہے۔

۴۔ چوتھا خوف توفیق الہی میرا آئے گا ہوتا ہے جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہوا ہے۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلنا والیہ ائیب (سورہ ہود ۸۸)

”مجھے یہ جو نیک عمل کرنے کی توفیق نصیب ہوئی ہے یہ میرے اللہ کی عنایت ہے۔
 میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے۔ اور اسی سے (اپنی) مغفرت کا خواستگار ہوں۔“

اللہ کا ذکر

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

”کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتا دوں جو تمہارے مالک (اللہ) کو پسند ہے۔ تمہارے درجات
 کی بلندی کا ذریعہ ہے۔ اور تمہارے لئے سونے چاندی (بڑی سے بڑی رقم) خرچ کرنے حتیٰ
 کہ میدان جہاد میں دشمن کے مقابلہ میں ان کی گردنیں اڑاتے رہو اور وہ تمہیں شہید کرتے رہیں
 سے بھی زیادہ فائدہ مند ہے۔ وہ عمل ہے اللہ کا ذکر۔“

حضرت ابو جعفر روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین عمل بہت اہم ہیں
 اور مشکل بھی۔

۱۔ انسان کا اپنی ذات سے انصاف کرنا

۲۔ اپنے بھائی کی مالی امداد

۳۔ اور اللہ کا ذکر

حضرت معاذ بن جبل کہتے ہیں، انسان کی عذاب الہی سے نجات کے لیے ”اللہ کے ذکر“
 سے زیادہ بہتر کوئی عمل نہیں۔ لوگوں نے پوچھا: کیا یہ جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ اہم ہے؟ انہوں
 نے کہا: ہاں جہاد فی سبیل اللہ سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ اللہ نے خود فرمایا ہے۔

”وللہ کبر اللہ اکبر“ (سورہ صافات ۱۸)

”اور البتہ اللہ کا ذکر بہت اہم (وجہ رکھتا) ہے۔“

حضرت حسن بصری روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ سے کسی نے پوچھا
 ”حضور! سب سے بہتر عمل کونسا ہے؟“

آپ ﷺ نے فرمایا (سب سے بہتر یہ ہے) ”تجھے موت اس حال میں آئے کہ
 تیری زبان اللہ کے ذکر میں مصروف ہو۔“

حضرت مالک بن دینار کہتے ہیں جو شخص خالق کے ذکر کو چھوڑ کر مخلوق کے ذکر میں لگا رہے
 اس نے کوئی عمل نہیں کیا۔ اس کا دل خدا کی یاد سے غافل رہا۔ اس کی عمر برباد ہو گئی۔

حضرت انس رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

”اللہ کا ذکر ایمان کی علامت (نشانی) ہے۔ اللہ کا ذکر کرنے والے تقویٰ سے بچا رہتا ہے۔ اور شیطان اسے قابو نہیں کر سکتا، اور دوزخ کی آگ سے نجات پا جاتا ہے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا۔ یہ حکم دیا انہیں پانچ باتیں بتاؤ اور مثال دے کر سمجھاؤ چنانچہ انہوں نے اس طرح احکام بتائے اور مثالیں دے کر سمجھائیں۔

۱۔ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو اور شرک نہ کرو:

مثال ایک شخص نے اپنی مثال کی کمائی کے مال سے ایک غلام خریدا۔ اس کی شادی کی، رہنے کے لیے مکان دیا اور مال دے کر اس سے کہا اس سے تجارت کر جو نفع ہو اس سے اپنا گھر کا خرچہ چلا۔ کچھ باقی بچے تو مجھے دے دیا کہ لیکن غلام معاہدہ کی خلاف ورزی کرتا اور نفع کا زیادہ تر حصہ خود خرچ کرتا اور مالک کے دشمن کو دیتا۔ اس طرح سے اصل مالک کو بہت ہی معمولی رقم (حصہ) دیتا۔ اب بتاؤ ایسے غلام سے مالک کیسے خوش ہو سکتا ہے؟ (اسی طرح اللہ بھی اپنے حکم کی نافرمانی کرنے والے بندے سے ناخوش رہتا ہے)

۲۔ نماز کا حکم دیا اور اس طرح مثال دے کر سمجھایا

مثال نماز کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شبشاہ نے کسی محتاج کو اپنے دربار میں طلب کر کے اس کی حاجت روائی کرنا چاہی ہو اور پوری توجہ سے اس کی بات سننے کے لیے متوجہ ہوا۔ لیکن بندہ اپنا مسئلہ پوری طرح اس کے سامنے پیش کرنے کے بجائے بے پروائی سے ادھر ادھر دیکھنے لگتا ہے۔ شبشاہ اس غریب شخص کی طرف سے یہ بے توجہی دیکھ کر اس سے منہ پھیر لیتا ہے، اور یہ محتاج شخص دربار میں پہنچ کر بھی ناکام و نامراد واپس آتا ہے۔ یہی حال بے توجہی سے پڑھی جانے والی نماز کا ہے۔ اللہ ایسی نماز کو قبول نہیں کرتا۔ نہ اس پر کوئی ثواب دیتا ہے۔ بلکہ بے توجہی سے پڑھی جانے والی نماز الٹی نمازی کے منہ پر مار دی جاتی ہے۔

۳۔ روزہ کا حکم دیا اور یہ مثال دی:

مثال ”روزہ دار کی مثال اس بہادر سپاہی ہے جو میدان میں جنگ میں سرحد درہنہ کے لیے

جنگی لباس پہن کر اور جنت کے پورے ساز و سامان کے ساتھ میدان میں اترتا ہے۔ وہ دشمن کو زیر کرتا چلا جاتا ہے اس پر دشمن کے کسی ہتھیار کا کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔

۴۔ صدقہ کا حکم دیا اور اس طرح مثال دے کر سمجھایا

صدقہ کی مثال ایسی ہے جیسے کسی آدمی کو دشمن نے قید کر لیا ہو۔ وہ اس سے معاہدہ کر لیتا ہے۔ تجھے اتنی رقم دیتا رہوں گا۔ اس طرح سے مسلمان صدقہ و خیرات کر کے خود کو جہنم کی قید سے آزاد کرالیتا ہے۔

۵۔ اللہ کا ذکر کرتے رہیں:

اس کو مثال کے ذریعے اس طرح سمجھایا کہ ایک قوم پر دشمن نے حملہ کیا۔ مگر ان لوگوں نے فوراً اپنے قلعہ میں داخل ہو کر اندر سے قلعہ کے دروازے کو بند کر لیا اور دشمن کے حملہ کی زد سے بچ گئے۔ اللہ کا ذکر بھی شیطان جیسے اس پر قابو نہیں پاسکتا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بھی ان پانچوں باتوں کا حکم دیتا ہوں۔ جن کا حکم اللہ نے حضرت یحییٰ کو دیا تھا۔ ساتھ ہی حرید باتوں کا حکم دیتا ہوں۔

۱۔ جماعت کے ساتھ مل کر رہو۔

۲۔ اپنے امیر کی بات سنو اور اس کے حکم کی اطاعت کرو۔

۳۔ اللہ کے احکام پر عمل کرنے کے لیے ہجرت ضروری ہو تو ہجرت کرو۔

۴۔ (اور کفر و الحاد کے خلاف) جہاد میں مصروف رہو۔

۵۔ جس نے دور جاہلیت کے (طریقہ کے) مطابق لوگوں کو اپنے گرد جمع کرنے کی کوشش کی وہ جہنم کے گہرے گڑھے کا ایندھن ہے۔“

حضرت عبداللہ ابن عمر روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اللہ اللہ“ کہنے والے کے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ ”اللہ اکبر“ سے زمین و آسمان کا خلا پر ہو جاتا ہے، اور ”سبحان اللہ“ کہنے والے کے لیے کتنا ثواب ہے اس کا اندازہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اللہ فرماتا ہے ”بندہ مجھے خاموشی سے دل میں یاد کرتا ہے۔ میں بھی خاموشی سے اسے دل میں یاد کرتا ہوں۔ وہ مجھے لوگوں میں بیٹھ کر یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے بہتر لوگوں (فرشتوں) کی جماعت میں یاد کرتا ہوں۔ اور آپ ﷺ نے (مزید) فرمایا۔ جو شخص

رات کو بستر پر لیٹتے وقت اللہ کا ذکر کرتا ہے اور اسی حال میں اسے نیند آ جاتی ہے۔ جب تک کہ وہ بیدار ہو وہ اللہ کا ذکر کئے والوں میں لکھا جاتا ہے۔

اللہ کی طرف سے ذکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ جب ذکر کرتا ہے اللہ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

حضرت فضیل ابن عباسؓ کہتے ہیں پانچ باتوں پر خاص دھیان رکھو۔

۱۔ جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچے کہو اللہ نے میری قدر میں یہی لکھا تھا۔ اس طرح تم لوگوں کی لعنت حاسم سے بچ جاؤ گے۔

۲۔ اپنی زبان کو فضول (غیبت، مضمخوری وغیرہ) باتوں سے بچائے رکھو۔ اس طرح سے لوگ تمہارے شر سے بچ جائیں گے۔ اور تم اللہ کی ناراضگی سے محفوظ رہو گے۔

۳۔ اللہ نے رزق کے سلسلہ میں جو وعدہ کیا ہے۔ اسے صحیح اور سچ مانو۔ تم بچے ہو جاؤ گے۔

۴۔ موت (کے سفر) کی تیاری میں لگے رہو۔ ایسی حالت میں موت نہ آئے کہ تم اللہ کی یاد سے غافل ہو۔

۵۔ کثر سے اللہ کا ذکر کرتے رہو۔ تم برائیوں سے بچے رہو گے۔

حضرت ابراہیم ابن ادھمؒ نے ایک شخص کو فضول باتوں میں مشغول دیکھ کر اس سے پوچھا کیا تجھے ان باتوں کے کرنے سے اللہ سے کسی ثواب کی امید ہے؟

اس شخص نے جواب دیا۔ نہیں

ابراہیم ابن ادھمؒ نے اس سے پوچھا کیا تجھے اللہ کی طرف سے بے خوفی کا پروانہ مل گیا ہے؟

اس شخص نے کہا۔ نہیں

حضرت ابراہیم ابن ادھمؒ نے اس سے فرمایا پھر ایسی باتوں سے کیا فائدہ جن سے نہ کوئی ثواب کی امید ہو اور نہ وہ اللہ کی ناراضگی سے بچا سکیں۔ بندہ خدا تو اللہ کا ذکر کرتا رہا کر کہ

آخرت میں تیرے کام آئے گا۔

اللہ کے ذکر کی برکت

حضرت کعب احبارؓ کہتے ہیں تمام آسمانی کتابوں میں اس مضمون کی عبارت ملتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جس شخص کو میرے ذکر میں مصروفیت کی وجہ سے مجھ سے کچھ مانگنے کی فرصت

نہیں ملتی۔ میں اسے مانگنے والوں کے مقابلے میں بہت زیادہ دیتا ہوں۔"

اللہ کے ذکر کی روشنی

حضرت فضیل ابن عیاضؓ کہتے ہیں جس گھر میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہ گھر فرشتوں کو اس طرح روشن اور چمکتا ہوا نظر آتا ہے جیسے کسی تاریک گھر میں کہیں شمع روشن ہو۔ اور اہل خانہ اس کی روشنی میں اپنی ہر ضرورت آسانی سے پوری کر پیتے ہوں اور جس گھر میں اللہ کا ذکر نہ ہو وہ گھر ایک ایسا اندھیرا گھر ہے جس کے رہنے والوں کو کچھ نظر نہیں آتا اور اندھیرے میں بھٹکتے رہتے ہیں۔

حضرت ابو القاسم عبد الرحمن محمد ابن واسعؒ لکھتے ہیں ایک میں بارگاہ مکرر کیا وہاں حضرت سالم ابن عبد اللہ ابن عمرؓ کے واسطے سے یہ حدیث بیان کی حضرت عمرؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بازار میں پہنچے اور یہ دعا پڑھ لے، اللہ اس کے لیے ایک لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ اس کے ایک لاکھ صغیرہ گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کے درجات میں ایک لاکھ درجوں کا اضافہ کر دیتا ہے۔ دعا وہ یہ ہے۔

لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له، له الملک و له العبد یحیی و

یمیت و هو حی لا یموت ینبذ الخیر و هو علی کل شیء قدید

راوی ابو القاسم کہتے ہیں میں نے خراسان پہنچ کر غیبی حکم کو یہ حدیث سن لی وہ روزانہ بازار جاتے اور یہ دعا پڑھ کر واپس آ جاتے۔ مقصد صرف دعا کا ثواب حاصل کرنا ہوتا تھا۔

اللہ کا ذکر تمام عبادتوں میں بڑا درجہ رکھتا ہے۔ ہر عبادت کے واسطے کوئی خاص وقت مقرر ہے اور ان کی مقدار بھی معین ہے۔ مگر ذکر اللہ کے لیے نہ کسی مقدار کا تعین ہے۔ نہ کسی وقت کی

قید ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یا ایہا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکراً کثیراً (سورہ احزاب ۴)

اے اہل ایمان (مسلمانو!) اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔

یعنی ہر حال میں اور ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے رہو۔ انسان ہر حال میں ان چار حالتوں میں سے کسی ایک حالت میں ہوتا ہے۔

۱۔ اس کی زندگی اطاعت و فرمانبرداری میں گزرتی ہے تو اللہ کا شکر ادا کرے۔

۲۔ گناہ میں مبتلا ہو تو اللہ سے توبہ کرے اور اپنے لئے دعا و مغفرت کرے۔

۳۔ خوش حالی میں خوش حال ہے تو اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر کرے۔ شکر سے نعمتوں میں اضافہ بھی ہوتا ہے۔

۴۔ اور شکر کرتی ہے تو مہر کرے اور ان حالات کی تبدیلی کے لیے اللہ سے دعا کرے۔ اس طرح اللہ کا ذکر ہر چیز اور عمل پر عادی ہے۔

اس کے علاوہ ذکر کے پانچ بڑے فائدے یہ ہیں۔

۱۔ ”ذکر اللہ“ سے اللہ کی رضا (خوشنودی) حاصل ہوتی ہے۔

۲۔ ”ذکر اللہ“ سے عبادت کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

۳۔ ”ذکر اللہ“ کے ذریعہ شیطان کے شر سے بچاؤ ہو جاتا ہے۔

۴۔ ”ذکر اللہ“ سے دل میں نرمی اور گداز پیدا ہو جاتا ہے۔

۵۔ ”ذکر اللہ“ میں مشغول رہنے والا شخص گناہوں سے بچا رہتا ہے۔

دعا کا بیان

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں جس کو یہ پانچ چیزیں حاصل ہو گئیں وہ اس کی پانچ برکتوں سے محروم نہیں رہتا۔

شکر جس کو شکر کی دولت نصیب ہوگی اس کی نعمت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

لئن شکرتکم لازیدکم۔ (سورہ ابراہیم: ۷)

”اگر تم شکر کرتے رہو تو میں تمہاری نعمتوں میں اضافہ کرتا رہوں گا۔“

۲۔ مہر جس کو مہر سے نواز دیا گیا۔ وہ آخرت میں اجر و ثواب سے محروم نہیں رہے گا۔

الصابرون اجرهم بغير احساب

”مہر کرنے والوں کو بہت زیادہ ثواب دیا جائے گا۔“

۳۔ توبہ جو توبہ اختیار کرتا ہے اس کی توبہ قبول ہوتی ہے۔

و هو الذي يقبل التوبة عن عباده۔ (سورہ شوریٰ: ۳۵)

”وہ اللہ وہ ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔“

۴۔ استغفار جو استغفار (اللہ سے اپنے گنہگاروں کی معافی کی درخواست) کرتا ہے اللہ اس کی مغفرت فرماتا ہے۔

۵۔ دعا جسے دعا کی توفیق حاصل ہوگئی اس کی دعا قبول کرنی جاتی ہے۔

ادعونی استجب لکم

”تم دعا کرو گے تو میں دعا قبول کر لوں گا۔“

ایک روایت میں چھٹی چیز انفاق فی سبیل اللہ کا بھی ذکر ہے۔

۶۔ انفاق جسے اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق حاصل ہوگئی وہ برکت سے محروم نہیں رہتا۔

وما انفقتم من شيء فهو يخلفه

”جو تم اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہو وہ اپنے پیچھے مال میں برکت کا اثر چھوڑ جاتا ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا
”کوئی بھی مسلمان جب کوئی دعا کرتا ہے وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ اس کے نتیجہ میں یا تو
ماگنی ہوئی دعا دنیا ہی میں دے دی جاتی ہے یا اس کا ثواب آخرت میں اس کے اعمال
میں ذخیرہ کر دیا جاتا ہے۔ بشرطیکہ اس نے قطع رحمی یا کسی گنہگار کی دعا نہ کی ہو۔“

آخرت میں دعاء کا ثواب

حضرت یزید رضاؒ کہتے ہیں قیامت کے دن اللہ بندے کی وہ سب دعائیں اس کے
سامنے لائے گا (جن کے بارے میں وہ سمجھتا تھا کہ وہ قبول نہیں ہوئیں) اور اس سے کہے گا
”بندے! تو نے فلاں وقت مجھ سے یہ دعا طلب کی تھی اس کا یہ ثواب ہے اور اس کو ان
دعاؤں کا ثواب دیا جائے گا کہ وہ یہ تمنا کرے گا کہ کاش! دنیا میں میری کوئی دعا قبول نہ ہوتی اور
آج میں اس کا اجر و ثواب یہاں وصول کرتا۔“

حضرت نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا
بھی قبول نہ ہوئی ہوتی اور آج میں اس کا ثواب یہاں وصول کرتا۔

و قال ربکم ادعونی استجب لکم : ان الذین یستکبرون عن عبادتی
سید مخلون جہنم داخروں۔

اور تمہارے رب نے فرمایا ہے مجھ سے دعا کرو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا بے
شک جو لوگ میری عبادت سے اعراض کرتے اور غرور سے منہ پھیر لیتے ہیں وہ تو
ذلیل و رسوا ہو کر جہنم میں جائیں گے۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اعمال اچھے ہوں تو بندے کی مختصری دعا بھی کافی
ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ بارگاہ خداوندی میں حلد رسائی حاصل کر سکتی (قبول ہو جاتی) ہے۔

دعاء میں جلد باز

حضرت حسن بصریؒ روایت کرتے ہیں وہ بندہ خوش نصیب ہوتا ہے جو دعا کے
معاطلے میں جلد باز نہیں ہوتا ”صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا حضور ﷺ جلد باز سے کیا مراد ہے؟
آپ نے فرمایا:

وہ بندہ جلد باز ہے جو یہ کہنا شروع کر دے ”میں نے تو اللہ سے دعا کی تھی، مگر میری وہ دعا
اس نے قبول نہ کی“

اللہ پر یقین و اعتماد

حضرت حسن بصریؒ بیان کرتے ہیں ہم حضرت ابو عثمان نہدی رحمۃ اللہ کی بیماری پر سی
لے گئے۔ ایک ملاقاتی نے ابو عثمان سے کہا آپ کوئی دعا کریں آپ کو بہت سی دعائیں یاد ہوں
گی جو کوئی مریض وہ دعا کرے قبول ہو جاتی ہے۔

رووی حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے۔ ابو عثمان نے حمد و ثنا قرآن کی چند آیات اور درود
شریف پڑھنے کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ ہم نے بھی ان کے ساتھ دعا کے لیے ہاتھ اٹھا
دیئے۔ جب دعائیں کر کے ہاتھ نیچے کئے عثمان نہدی نے کہا مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعا
قبول کر لی ہے۔ میں (حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ) نے ان سے کہا: آپ خداوند تعالیٰ کے معاملات
میں اتنے خود اعتماد ہیں یعنی دعا کے قبول ہونے کے بارے میں اتنے اعتماد سے کہہ سکتے ہیں؟

انہوں نے جواب میں مجھے کہا: جب میں تمہیں سچا سمجھتے ہوئے تمہاری بات کی تصدیق کرتا
ہوں پھر میں اللہ پر جو سب سے زیادہ سچا ہے اعتماد کیوں نہ کروں جبکہ وہ خود فرماتا ہے۔

ادعونی استجب لکم

”مجھ سے دعا کرو (ماگو) تمہاری دعا قبول کروں گا (تمہیں دوں گا)“

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ابو عثمان نہدی قرآن کے مہیوم کو بڑی
گہرائی میں اتر کر گھسنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ نے اللہ سے گزارش کی پروردگار! وہ کون سی گھڑی ہے
جس میں دعا کروں اور تو قبول کر لے؟۔۔۔ اللہ نے فرمایا: تو بندہ ہے میں تیرا
رب ہوں جب بھی مجھے پکارے گا میں تیری بات سنوں گا۔ حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ نے
اپنا یہ سوال بار بار دہرایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو آدمی رات کے وقت مجھ سے دعا
کیا کر میں قبول کروں گا۔ اس وقت میں بڑے سے بڑے گنہگار کی بھی (اگر وہ مجھ
سے معافی مانگے اور توبہ لے) سن لیتا ہوں۔

حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے دعا کی درخواست کی۔ انہوں

نے فرمایا اللہ تم پر رحم کرے۔ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کر اور اس سے دعا کرو۔
اپنے پریشان حال بندوں کی دعا بڑی جلدی سنتا ہے۔
حضرت صالح ابن یسار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تم دعا کو کھیل
سمجھ کر بدلی سے مجھے پکارتے رہتے ہو یہ طریقہ غلط ہے۔
کسی نے ایک فلسفی سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں مگر وہ
قبول نہیں کرتا۔ جبکہ وہ خود کہتا ہے "ادعونی استجب لکم" (مجھ سے دعا کرو
میں قبول کروں گا)

فلسفی نے کہا تمہاری یہ باتیں باتیں ہیں جن کی وجہ سے دعا قبول نہیں ہوتی۔

۱۔ تم نے اپنے رب کو ناراض کر دیا ہے اور اب اسے راضی کرنے کی فکر بھی نہیں کرتے۔
تمہارے سارے عمل اللہ کی مرضی کے خلاف ہیں۔ تم ان اعمال کو چھوڑتے ہو نہ ان پر
نادم ہوتے ہو۔

۲۔ تم اللہ کے بندے ہونے کا دعویٰ کرتے ہو مگر بندوں کے سے کام نہیں کرتے یعنی (بندہ،
غلام) سب کام اپنے مالک کے حکم کے مطابق کرتا ہے جبکہ تمہارے سارے کام اللہ کی
مرضی کے خلاف ہیں۔

۳۔ تم قرآن کے الفاظ کی تلاوت کرتے رہتے ہو۔ معافی پر غور نہیں کرتے، نہ قرآن کے
احکام پر تم توجہ دیتے ہوں۔

۴۔ تم محمد ﷺ کی امت ہونے کے دعویدار ہو۔ مگر محمد ﷺ کی سنت پر عمل نہیں کرتے۔ کھانے
پینے میں حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتے۔

۵۔ زبان سے کہتے ہو۔ دنیا کی حیثیت اللہ کے ہاں پتھر کے برابر نہیں۔ مگر خود اس پر چاں
دیتے رہتے ہو۔

۶۔ زبان سے کہتے ہو دنیا فانی ہے اور کام ایسے کرتے ہو جیسے ہمیں ہمیشہ رہنا ہے۔

۷۔ زبان سے کہتے ہو، آخرت دنیا سے بہتر ہے۔ لیکن آخرت کے حاصل کرنے کے لیے
کوئی کوشش نہیں کرتے۔ بلکہ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے رہتے ہو۔

دعا کی قبولیت کی شرط میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ دعا کے کرنے والے کی روزی حلال

ہو۔ اس کا جسم حتیٰ کہ لباس میں بھی کسی طرح کے حرام ہونے کا شائبہ نہ ہو۔

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے گزارش کی حضور! میں دعا کرتا ہوں
مگر میری دعا قبول نہیں ہوتی۔

آپ ﷺ نے فرمایا حرام سے پرہیز کرو، جس کے پیٹ میں حرام کا ایک لقمہ بھی چلا جائے
چالیس دن تک اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ انسان دعا کی فوری
قبولیت کے بارے میں فکر مند نہ ہو نہ دعا کے قبول نہ ہونے کی شکایت کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ
اپنے بندے کی دعا ضرور قبول کرتا ہے۔ لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس کی قبول ہونے کے آثار
فوراً ظاہر نہیں ہوتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ مناسب وقت پر اس کا اظہار فرماتا ہے، اور کبھی اس دعا کا
ثواب اس بندے کے لیے آخرت میں ذخیرہ کر دیا جاتا ہے۔

ایک روایت ہے کہ حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرعون کی ہاکت کی دعا کی حضرت ہارون نے اس
پر آمین کہا۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں پھر اس دعا کا نتیجہ ظاہر ہوتے ہیں چالیس سال کا عرصہ لگا۔
ایک فلسفی عالم کہتے ہیں ایسا افراد بہت بد بخت ہیں۔

۱۔ جو آپ ﷺ کا نام من کر دے و شریف نہیں پڑھتے۔

۲۔ جو زبان کا جواب نہ دیں۔

۳۔ جو نماز کے بعد مسلمانوں کے لیے دعا و خیر نہ کریں۔

حضرت عبداللہ اطاکی کہتے ہیں۔ پانچ چیزیں بیمار دل کا علاج ہیں۔

۱۔ نیک لوگوں کے پاس بیٹھنا

۲۔ قرآن (سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کرتے ہوئے) تلاوت کرنا۔

۳۔ حال خوراک کھانا

۴۔ تہجد پڑھنا

۵۔ اور بات کے آخری وقت میں اللہ کے حضور گریہ زاری کرنا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

"دونوں ہاتھوں کو سیدھے پھیلا کر اللہ سے دعا کرو، اور دعا کے بعد دونوں ہاتھ

چہرے پر پھیر لیا کرو۔"

آئے اور کہا "اے محمد ﷺ یہ پڑھا کریں۔

سبحان والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله
العلی العظیم عدد ما علم الله تعالیٰ و زنة ما علم الله تعالیٰ و ملاء ما
علم الله تعالیٰ

یہ کلمات پڑھتا ہوں۔ اللہ کے معلوم اعداد کے مطابق۔ اللہ کے علم کی معلوم مقدار کے مطابق اور اس کے علم کی معلوم حدود کے مطابق جو کل عالم میں پھیرا ہوا ہے۔
جو شخص یہ کلمات ایک مرتبہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پانچ انعامات سے نوازتا ہے۔
۱۔ اسے کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والوں میں لکھ دیتا ہے۔ یہ ذکر دن رات کے تمام اذکار
سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

۲۔ اس کے واسطے جنت میں ایک باغیچہ لگا دیا جاتا ہے۔

۳۔ اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت سے سوکھے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

۴۔ اللہ قیامت کے روز اسے رحمت کی نظر سے دیکھے گا۔

۵۔ اور جسے اللہ رحمت کی نظر سے دیکھ لے گا۔ اسے عذاب نہ دے گا۔

حضرت ابن عباس کہتے ہیں۔ اللہ نے جب عرش پیدا کیا اور فرشتوں کو اسے اٹھائے رکھنے
کا حکم دیا۔ فرشتوں کو عرش بہت وزنی معلوم ہوا اور اٹھانے میں دشوار ہوئی۔ اللہ نے انہیں حکم
دیا "یہیں اللہ پڑھا کرو۔ چنانچہ سبحان اللہ پڑھنے سے عرش کا اٹھانا آسان ہو گیا۔ وہ عرصہ تک
سبحان اللہ کا ورد کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جب اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو آدم علیہ السلام کو
چھینک آئی۔ اللہ نے انہیں الہام کے ذریعے تعلیم دی کہ الحمد للہ کہو۔ آدم نے الحمد للہ کہا اس کے
جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

یوحکم دہک و لہلہا عفتک

تیرا رب تجھ پر رحم کرے۔ (میں نے تجھے اسی لئے (یعنی الحمد للہ کہنے کے

لیے) پیدا کیا ہے۔

چنانچہ عرض کے اٹھانے والے فرشتوں نے سبحان اللہ کے ساتھ الحمد للہ کو شرم
کریا۔ اور سبحان اللہ والحمد للہ کا ورد کرنے لگے۔ اور عرصہ تک اس کا ورد کرتے رہے۔ یہاں تک

تبیحات کا بیان

دو کلمے جو اللہ کو بہت پسند ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

دو کلمے ہیں جو زبان پر بہت ہلکے (آسان) ہیں۔ مگر (قیامت کے روز) میزان میں
بھاری (وزنی) ہوں گے۔ (اور) رحمن (اللہ) کو بہت پسند ہیں۔

"سبحان الله و بحمده سبحان الله العظيم"

"پاک ہے اللہ کی ذات اور اس کی تعریف۔ پاک ہے اللہ جو عظیم و بڑا ہے۔"

دوزخ کے عذاب سے بچانے کے لیے ڈھال

حضرت خالد ابن عمران روایت کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ہمارے قید میں

تشریف لائے اور فرمایا۔ "ڈھال سنبھال لو"۔ لوگوں نے عرض کیا!

اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا کسی دشمن نے حملہ کر دیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ دوزخ کی آگ سے بچاؤ کے لیے ڈھال سنبھال لو۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔ (وہ ڈھال یہ کلمات ہیں)

سبحان والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله

العلی العظیم

"پاک ہے اللہ ہر طرح کی تعریف کا مستحق اللہ ہے۔ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ (نہیں ہر طرح کی طاقت و ہمت اللہ ہی کی طرف سے

ملتی ہے۔ جو سب سے بلند اور بڑا ہے۔"

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ کلمات قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کو سامنے

پہنچے اور دائیں بائیں سے اپنی حفاظت میں لے کر جہنم سے بچاتے ہوئے لے جائیں گے۔

حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس

کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے امانام پرستی (بتوں کی پوجا) شروع کی تو اللہ نے حضرت نوح علیہ السلام کو وحی کے ذریعے حکم دیا۔ اپنی قوم سے کہیں وہ لا الہ الا اللہ کہا کریں اور کہیں تم اس طرح کہو گے تو اللہ تم سے راضی ہو جائے گا۔ فرشتوں نے اپنے ورد میں اس کا بھی اضافہ کر لیا اور سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ کا ورد کرنے لگے اور عرصہ تک اس کا ورد کرتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے امانام پرستی (بتوں کی پوجا) شروع کی تو اللہ نے حضرت نوح علیہ السلام کو وحی کے ذریعے حکم دیا۔ اپنی قوم سے کہیں وہ لا الہ الا اللہ کہا کریں اور کہیں تم اس طرح کہو گے تو اللہ تم سے راضی ہو جائے گا۔ فرشتوں نے اپنے ورد میں اس کا بھی اضافہ کر لیا اور سبحان اللہ والحمد للہ جب اللہ نے حضرت ابراہیم کو قربانی کا حکم دیا اور وہ اپنے پیارے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے لگے۔ اللہ نے قربانی کے لیے ایک مینڈھا بھیج دیا۔ حضرت ابراہیم نے جب بیٹے کی جگہ مینڈھے کو قربان ہوتے ہوئے دیکھا تو بے ساختہ ان کی زبان سے اللہ اکبر کے الفاظ نکلے عرش کے فرشتوں نے اسے بھی اپنے ورد میں شامل کر لیا۔ اور اب اس سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ والہ اکبر کہنے لگے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یہ تمام قصہ جب نبی کریم ﷺ کو سنایا۔ آپ ﷺ نے اس پر پسندیدگی اور تعجب کے طے جملے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا "لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم"۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے عرض کیا آپ ﷺ ان کلمات کو بھی شامل کر لیں اور اب یہ ان تمام کلمات کا مجموعہ ہے۔

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ والہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم

حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں۔ اللہ نے عادات و اخلاق کی تقسیم بھی اس طرح فرمائی ہے۔ جس طرح اس نے اپنے بندوں میں رزق بانٹا ہے اللہ نے مال و دولت اپنے پسندیدہ و ناپسندیدہ سب طرح کے بندوں کو دیا ہے لیکن ایمان کی دولت صرف اپنے پیارے اور پسندیدہ لوگوں کو دی ہے۔ پس جو شخص مال و دولت پا کر بخل اور کجی کرنے لگے ساتھ ہی اسے یہ خود بھی ہو کہ کوئی اس کا مال چھین لے گا اور اس خوف کی وجہ سے اس کی راتوں کی نیند اڑ گئی ہو اسے چاہیے کثرت سے یہ دُعا پڑھے۔

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ والہ اکبر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ والہ اکبر پڑھتے رہنا دنیا کی تمام دولت سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

حضرت سرہ ابن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر کلام سے بہتر چار کلمات ہیں۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ والہ اکبر پڑھنے والا ان کو جہاں سے شروع کرے یعنی ترتیب ضروری شرط نہیں مثلاً الحمد للہ سبحان اللہ اور پھر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھے گا۔ مطلب یہ کہ ان کلمات کے مفہوم اور معنی کو سمجھ کر پڑھنا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب کسی بھکاری کو یہ صدقہ اٹکاتے ہوئے سنتے "میں یقرض اللہ قرضاً حسناً" کوئی ہے جو اللہ کو قرض حسد دے؟ وہ یہ کلمات پڑھ لیا کرتے تھے۔

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ والہ اکبر

چونکہ ایک حدیث شریف میں فرمایا نبوی ﷺ کی رو سے ایک غریب و نادار شخص یہ پڑھ لیا کرے تو اسے صدقہ و خیرات کا ثواب مل جاتا ہے۔ اس لئے حضرت ابن مسعود بھی سائل کا سوال سن کر اگر اس وقت دینے کے لیے کچھ نہ ہوتا یہ کلمات پڑھ لیا کرتے تھے۔

حدیث کی ایک روایت ہے ایک موقع پر نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کو صدقہ و خیرات کی تلقین فرما رہے تھے۔ اس وقت حضرت مامر باہلی آپ ﷺ کے سامنے بیٹھے تھے اور ان کے ہونٹ آہستہ آہستہ ہل رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا تمہارے ہونٹ مل رہے ہیں کیا کہنا چاہتے ہو یا کیا پڑھ رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا اے اللہ کے رسول ﷺ جن کے پاس مال و دولت ہے وہ صدقہ و خیرات کر کے ثواب لے لیتے ہیں میرے پاس کچھ بھی نہیں میں کس طرح صدقہ کروں۔ میں یہ کلمات پڑھ رہا ہوں۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ والہ اکبر۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "ابو امامہ! یہ کلمات تمہارے لئے اس مال و دولت کے اس صدقہ سے کہیں بہتر ہیں جو تم مال و دولت کی شکل میں کسی غریب مسکین کو دیتے۔"

نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کا بیان

حضرت محمد ابن عبدالرحمن روایت کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "میری وفات کے بعد جو شخص مجھ پر درود و سلام بھیجے گا جبرائیل علیہ السلام نے کریم کے پاس آئیں گے۔ اور عرض کریں گے۔ اے محمد ﷺ اقبال شخص نے آپ کے لیے یہ درود و سلام بھیجا ہے۔ پس میں اسے جواب دوں گا۔ علیہ السلام درجۃ اللہ و برکاتہ اس کو بھی میرا سلام اللہ اس پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تمہاری دعائیں زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہیں اگر تم دعا کے ساتھ (شروع و آخر میں) درود بھیجیں پڑھتے۔

حضرت انس ابن مالک روایت کرتے ہیں (ایک مرتبہ) نبی کریم ﷺ منبر پر چڑھے چلی میزگی پر قدم رکھتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا "آمین" دوسری میزگی پر چڑھتے ہوئے فرمایا "آمین" اور تیسری میزگی پر چڑھتے ہی آپ نے فرمایا "آمین" پھر آپ منبر پر جم کر بیٹھ گئے۔ حضرت معاذ ابن جبل (جو غائبانہ منبر کے قریب ہی بیٹھے ہوں گے) نے عرض کیا آپ ﷺ نے منبر پر چڑھتے ہوئے تین مرتبہ "آمین" فرمایا ہے۔ اس کی کوئی خاص وجہ؟ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا اس وقت جبرائیل علیہ السلام آئے تھے انہوں نے کہا جو شخص رمضان کو پائے اور اس میں (روزہ رکھ کر اور عبادت کر کے) اپنی بخشش نہ کر سکے اللہ اسے اپنی رحمت سے دور رکھے۔ وہ جہنم میں جائے۔ میں نے اس پر آمین کہا تھا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا جو شخص اپنے والدین کو یا ان میں سے کسی ایک کو پائے اور ان کی خدمت و فرمانبرداری نہ کرے خدا کی رحمت سے دور ہو اور وہ جہنم میں جائے، میں نے اس پر بھی "آمین" کہا۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے کہا جس شخص کے سامنے آپ ﷺ کا نام لیا جائے اور آپ ﷺ پر درود و سلام نہ بھیجے اللہ اسے اپنی رحمت سے دور رکھے اور وہ جہنم میں جائے۔ میں نے اس پر بھی "آمین" کہا تھا۔

حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جو شخص ایک دن میں سو مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری کر

ایتا ہے۔ جن میں سے ستر کا تعلق اس شخص کی آخرت سے ہوتا ہے اور تیس دنیاوی حاجتیں ہوتی ہیں۔"

حضرت سعید ابن عیسٰ رضی اللہ عنہ (جو جنت بدر کے مجاہدین میں سے ہیں) روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میری امت کے جس شخص نے خلوص نیت سے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔ اس کے دس درجے بلند کرتے ہے اور اس کی دس خطائیں معاف کر دیتا ہے۔"

حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں انہی کریم ﷺ نے فرمایا! جو شخص مجھ پر درود بھیجتا بھول جاتا ہے وہ (بھگو) جنت کا راستہ بھول جاتا ہے۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے روایت کرتے ہیں! نبی کریم ﷺ نے فرمایا "چار چیزیں بڑی ناپسندیدہ چیزیں ہیں"

(۱) کھڑے ہو کر پیشاب کرنا (۲) دوران نماز (نماز ختم ہونے سے پہلے پیشانی پر ہاتھ پھیرنا) (مٹی وغیرہ صاف کرنے کی نیت سے) (۳) اذان سن کر اذان سن کر اذان کا جواب نہ دینا (۴) میرا نام سن کر درود شریف نہ پڑھنا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھ پر درود بھیجتے ہر اکوفہ درود تمہارے نفس کی زکوٰۃ (طہارت) ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطے وسیلہ تک رسائی کی دعا کیا کرو۔ صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ایہ "وسیلہ" کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا "یہ جنت میں ایک اعلیٰ درجہ ہے اس درجہ تک صرف ایک انسان پہنچ سکے گا مجھے امید ہے وہ انسان میں ہی ہوں گا۔"

درود شریف کو دوسری عبادت پر کس قدر فضیلت و برتری حاصل ہے اس کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ دوسری عبادت کا حکم اللہ تعالیٰ نے براہ راست اپنے بندوں کو دیا ہے۔ جبکہ درود کا حکم اس طرح مربوط طریقہ سے دیا ہے قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

ان الله و ملائكته يصلون على النبي يا ايها الذين امنوا صلوا عليه و
صلموا تسليماً (سورہ احزاب ۵۶)

اللہ نبی (محترم) پر اپنی رحمتیں نازل کرتا ہے فرشتے ان پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ اے

ایں والو! (سنا لو!) تم بھی آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجو اور پورے نیاز مندانہ طریقے سے ان کی بارگاہ میں صلوٰۃ و سلام عرض کیا کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلے نبی ﷺ پر رحمتیں نازل کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔ پھر بتایا ہے کہ فرشتے بھی ان پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ آخر میں اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ تم بھی نبی ﷺ پر درود بھیج کر اور ان کو سلام کیا کرو۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضور کی بارگاہ میں درود و سلام کا جذبہ پیش کرنا ایک بہت بڑی عبادت ہے۔

حضرت کعب ابن عجرہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔ ہم (صحابہ) نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم کس طرح آپ ﷺ پر درود بھیجیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح پڑھا کرو۔

اللهم صلی علی محمد و علی آل محمد کما صلیت و بارکت علی
ابراہیم و علی آل ابراہیم الیک حمید مجید

اے اللہ (اپنی) رحمتیں نازل فرما محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر۔ جس طرح تو نے رحمتیں نازل کیں ابراہیم اور آل ابراہیم پر۔ بے شک تیری ذات قابل ستائش (اور) عزت و احترام کی حق دار ہے۔

اس طرح الفاظ کی تقدیم و تاخیر کے ساتھ درود کے مختلف طریقے اسی بے روایت کے مکرر مفہوم سب کا تقریباً ایک ہی ہے۔

کلمہ لا الہ الا اللہ کی فضیلت

حضرت مہدی اللہ ابن عباس رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ فرمایا: قیامت کے روز ایک شخص کو پیش کیا جائے گا جس کی خطاؤں اور گناہوں کے ٹانویں دفتر (فہرستیں) پھیلے ہوں گے۔ اور بعض فہرستیں حد نظر تک پھیلی ہوں گی۔ ان کو میزان (قیامت کے روز اعمال تائے تولنے کا ترازو) کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے گا (کوئی نیک عمل نہ ہونے کی وجہ سے دوسرا پلڑا خالی ہوگا پھر انگلی کے برابر کا نڈ (کا چھوٹا سا ٹکڑا) نکال کر جس پر اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبده و رسوله لکھا ہوگا، دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا۔ (تو یہ کل شہادت والا کا نڈ کا چھوٹا سا ٹکڑا ان گناہوں کے مقابلہ میں وزنی ثابت ہوگا) اس کا پلڑا جھک جائے گا۔

حضرت مطلب ابن حطب روایت کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر و افضل کلمہ جس کی طرف میں نے ہر لمحہ سے پہلے تمام نبیوں نے دعوت دی ہے وہ لا الہ الا اللہ ہے۔ حضرت انس ابن مالک رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام یہ آیت پڑھتے ہوئے میرے پاس آئے۔

یوم تبدل الارض غیر الارض و السموات و برز و اللہ الواحد القہار

(سورہ یس ۱۲۸)

”جس دن موجودہ زمین و آسمان کی جگہ دوسری زمین اور دوسرا آسمان تبدیل کر دیا

جائے گا اور تمام مخلوق (مع جن و انس) ایک زیر دست اللہ کے رو بہ پیش ہوگی۔“

میں نے پوچھا: قیامت کے دن لوگ کہاں اور کس حال میں ہو گئے؟

جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا: اے محمد ﷺ لوگ اس روز ایسی سر زمین پر ہوں گے جس پر کوئی گناہ نہ ہوا ہوگا۔ جہنم ایک لب (گرم) سانس لے گی۔ دہشت سے تمام فرشتے عرش سے ہٹ جائیں گے۔ اور ہر فرشتہ یہ کہا ہوگا ”پروردگار مجھے بچالے۔“ یہ پہاڑ دھکی ادن کی طرح اڑتے ہوئے نظر آئیں گے سخت چٹانیں جہنم کے خوف سے پھسل جائیں گی۔ ستر فرشتے جہنم کو

کھینچ کر اللہ کے سامنے لائیں گے۔ وہ طیش میں گرم گرم سانس لے رہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے حکم دے گا! بول نہ کیا جاتی ہے؟

جہنم عرض کرے گی! اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تیری عزت اور عظمت کی قسم آج میں ان سے تیرا انتقام لوں گی۔ جو تیرا رزق کھا کر فیروں کی عبادت کرتے رہے۔ آج میری گرفت سے صرف وہی بچ سکے گا جس کے پاس اجازت نامہ ہوگا۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا قیامت کے روز کا اجازت نامہ کیسا ہوگا؟

(حضرت) جبرائیل علیہ السلام نے بتایا! اے محمد ﷺ آپ ﷺ کی امت کے لوگوں کے پاس اجازت نامہ موجود ہے۔ غور سے سنو! جس نے (دنیا میں) اشهد ان لا اله الا اللہ پڑھ لیا (اور اس کے تقاضوں کو ملحوظ رکھا) وہ جہنم کے پل سے گزر جائے گا۔

اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اس خدائے بزرگ و برتر کا ذکر ہے جس نے میری امت کے (لوگوں) کے دلوں میں کلمہ شہادت (اشهد ان لا اله الا اللہ) اُتال دیا۔

حضرت عطاء ابن ابی رباح کہتے ہیں! میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا:

غافر الذنب و قابل التوب شديد العقاب

"گناہ بخش دینے والا، توبہ قبول کرنے والا گناہ پر سخت سزا دینے والا۔"

حضرت ابن عباسؓ نے اس کی تفسیر اس طرح بیان کی۔

جس نے "لا اله الا اللہ" کہا اس کے گناہ بخش دے گا۔ جس نے لا اله الا اللہ اس کی توبہ قبول کر لے گا اور جس نے "لا اله الا اللہ" نہ کہا اسے سخت سزا دے گا۔

پس ہر انسان (خصوصاً مسلمان) کے لیے ضروری ہے وہ کثرت سے "لا اله الا اللہ" (اس کے معانی و مطالب پر غور کرتے ہوئے) پڑھتا رہے۔ ساتھ ہی خداوند تعالیٰ سے یہ بھی دعا کرتا رہے کہ اے اللہ مجھے ایمان پر قائم رکھ۔ یہ اس کا زبان و خفہ ہو اور عملی طور پر گناہوں اور خدا کی نافرمانی سے بچتا رہے۔ کتنے افسوس کی بات ہوگی کہ دنیا میں ہم مسلمان کے نام سے زندگی گزارتے رہے اور قیامت کے روز اپنے بد اعمال کی وجہ سے کافروں کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ ایک آدمی اگر آنفکدے (پارسیوں کی عبادت گاہ) سے نکل کر جہنم میں چلا جائے تو کوئی

توبہ نہیں۔ توبہ اور حیرت و افسوس کی بات یہ ہے ایک مسلمان کہانے والا شخص مسجد سے نکلے اور جہنم میں چلا جائے۔

اس طرح ہمارے بہت سے ذاتی افعال ایسے ہوتے ہیں جو ایک سچے مسلمان کو زیب نہیں دیتے۔ ہمیں ایسے افعال و اعمال سے احتیاط و پرہیز کرنا چاہیے تاکہ قیامت کے روز اللہ کے سامنے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں۔ جنت کی قیمت "لا اله الا اللہ" کہہ کر اس کے تقاضوں کو پورا کرنا ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا جنت کی کوئی قیمت ہے؟

آپ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا "لا اله الا اللہ" اس کی قیمت ہے۔" حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں، میں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا لوگوں میں سے کون آپ ﷺ کی شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق ہوگا؟

آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا "جس نے بچے دل سے لا اله الا اللہ کہ لیا۔

ربما يو دالذین کھروا لو کانوا مسلمین ایک روز ایسے آئے گا جب کافر تمہیں کریں گے کاش! وہ مسلمان ہوتے۔ حضرت مجاہدؓ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں یہ وہ وقت ہوگا جب لا اله الا اللہ کہے والے (مسلمانوں) کو ان کے گناہوں کی سزا دے کر جہنم سے نکال دیا جائے گا۔ اس وقت کافر کہیں گے کاش! ہم مسلمان ہوتے تو ہمیں بھی جہنم سے نجات مل جاتی۔

من جاء بالحسنة فله عشر مثلها جو نیکی لے کر آئے گا بہتر بدلہ دیا جائے گا۔ کے بارے میں حضرت عطاءؓ کہتے ہیں حسنہ سے مراد لا اله الا اللہ ہے اور اس کی جزا جنت ہے اور و من جاء بالسنة فكبت و جوههم لفي النار کے متعلق کہتے ہیں یہاں "سینہ" سے مراد شرک ہے اور اس کی سزا جہنم ہے۔

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں۔ هل جواء الاحسان الا الاحسان (یعنی اچھائی کا بدلہ بھی اچھائی ہوگا) اس کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے لا اله الا اللہ پڑھ لیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

والے کے قریب ہو جاتا ہے، اور اسے دنیا چھوڑنے اور دوستوں کی جدائی جیسے صدموں سے بچ کر کلمہ "لا الہ الا اللہ" سے غافل کر دیتا ہے۔ انہیں مایوس نہ ہونے دو۔ یہ سخت مصیبت و پریشانی کا وقت ہوتا ہے۔ اس ذات برحق کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے، جان کنی کا مرحلہ بیک وقت ہزار کمروں سے زخم کھانے سے بھی زیادہ سخت ہوتا ہے۔

ایک روایت میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے اپنی زندگی میں "لا الہ الا اللہ" کہہ لیا (مرنے وقت) اس کے منہ سے یک ہزر رنگ کا پرندہ نکلتا ہے جس کے سفید بازوؤں پر موتی اور یاقوت جڑے ہوتے ہیں۔ آسمان کی طرف پرواز کر جاتا ہے۔ (پھر) اس کی ایسی کھٹکناہٹ مرثیہ کے نیچے سنائی دیتی ہے جیسی کہ شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔ اس سے کہا جاتا ہے شور نہ کر (خاموش ہو جا) وہ کہتا ہے نہیں! اس وقت تک خاموش نہیں ہوں گا جب تک میرے ساتھی کی بخشش نہ ہو جائے۔ چنانچہ کلک پڑھنے والے کی بخشش ہو جاتا ہے۔ پھر اس پرندے کے منہ پر ستر زہا نہیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جن سے وہ اپنے ساتھ کے لیے قیامت تک مغفرت کی دعا میں کرتا رہتا ہے۔ قیامت کے روز یہ پرندہ آئے گا اور اپنے ساتھی کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں پہنچا دے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ فرعون کی غرقابی کے بعد حضرت موسیٰ نے خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا پروردگار! وہ کلمات عطا فرما جن کے ذریعے میں تیرا شکر ادا کر سکوں۔

اللہ نے ارشاد فرمایا موسیٰ نے اسے کافی سمجھتے ہوئے عرض کیا تیرا کچھ نور عنایت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ ﷺ یہ وہ کلمہ ہے کہ ترازو کے ایک پلڑے میں ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں رکھ دی جائیں اور دوسرے پلڑے میں یہ "لا الہ الا اللہ رکھ، یا جائے تو ان کے مقابلے میں بھی زیادہ وزنی ہوگا۔

حضرت مجاہد کہتے ہیں چار چیزیں کو اللہ تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہوتی۔

- ۱۔ لا الہ الا اللہ کی گواہی
- ۲۔ قبولیت کے یقین کے ساتھ دعا کرنا
- ۳۔ والد کے بیٹے کے لیے دعا کرنا
- ۴۔ اور مظلوم کا ظالم کے خلاف دعا کرنا

سات کارآمد باتیں جن پر عمل کرنے والا دنیا، آخرت میں عزت پاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں ایک روز حضرت جبرائیلؑ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا اے محمد ﷺ آپ ﷺ کے رب نے آپ کو سلام کہا ہے اور پوچھا ہے کیا بات ہے بہت تمکین نظر آتے ہو؟ (جانا کہ وہ خود اس کی وجہ جانتا ہے)

آپ ﷺ نے فرمایا "لا الہ الا اللہ" کہنے والوں (مسلمانوں) کے بارے میں فکر نہ ہو (ابن عباسؓ) کہتے ہیں پھر جبرائیلؑ نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور ساتھ لے کر چل دیے اور بنو سلہ کے قبرستان کے پاس لے جا کر کھڑا کر دیا۔ وہاں جبرائیلؑ نے ایک قبر پر اپنا دایاں بازو مارا اور کہا اللہ اللہ کے حکم سے، قبر کے اندر سے ایک روشن (چستے مسکراتے) چہرے والا شخص نکلا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" الحمد للہ قرب العالمین" کہتا ہوا نکلا۔ جبرائیلؑ نے اسے حکم دیا واپس چل جا۔ چنانچہ وہ جس طرح آیا تھا اسی طرح واپس چلا گیا۔

پھر جبرائیلؑ نے اپنا دایاں بازو مار کر کہا اللہ اللہ کے حکم سے۔ اس قبر میں ایک سیاہ چہرہ اور نیلی آنکھوں والا شخص یہ کہتا ہوا برآمد ہوا ہائے افسوس! ہائے غمامت میری بد بختی۔ اسے بھی جبرائیلؑ نے یہ کہتے ہوئے واپس جانے کا حکم دیا "جا واپس چل جا" چنانچہ جس طرح قبر سے نکلا تھا اسی طرح واپس چلا گیا۔ اس کے بعد جبرائیلؑ نے آپ ﷺ سے کہا قیامت کے روز بھی لوگ اسی طرح انہیں گے اور ان کی بھی وہی حالت ہوگی جو مرتے وقت تھی۔ یعنی مرتے وقت مسلمان تھے تو کلمہ پڑھتے ہوئے انہیں گے، اور کافر تھے تو حسرت و افسوس کرتے ہوئے قبروں سے نکلیں گے۔

اسی لئے ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا ہے، اپنے مرنے والوں کو "لا الہ الا اللہ" پڑھنے کی تلقین کیا کرو۔ کہ اس سے گناہ ختم ہو جاتے ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا اگر زندگی میں کلمہ "لا الہ الا اللہ" پڑھ لے؟

ایک دوسری حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے "موت کے وقت مرنے والوں کے پاس موجود رہا کرو اور مرنے والے کو لا الہ الا اللہ" کہنے کا شوق دلاتے رہو، اور جنت کی خوش خبری سناتے رہو۔ کیونکہ اس وقت بڑے بڑے نیک اور عالم (دانا) مرد و عورت بھی پریشان ہو جاتے ہیں، اور خدا کا دشمن انہیں اس وقت (ان کو بہکانے کے لیے) مرنے

کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ خواہ وہ سمندر کے مچھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ اسے عبادت میں لطف آتا ہے اور اس کی زندگی اور موت دونوں کامیاب رہتی ہیں۔

۱۔ ہر کام شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھے۔

۲۔ کام پورا ہوتے پر "الحمد للہ" کہے۔

۳۔ زبان سے کوئی کوئی غلط بات نکلے یا اس سے کوئی غلط کام ہو جائے تو استغفر اللہ پڑھ لے۔

۴۔ کوئی خلاف شرع ناگوار منظر سامنے آئے یا کوئی برا کام ہوتے ہوئے دیکھے۔ "لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم" پڑھ لیا کرے۔

۵۔ جب آئندہ کوئی کام کرنے کا ارادہ ظاہر کر دے انشاء اللہ کہے۔

۶۔ کسی مالی یا باطنی نقصان کا سامنا ہو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ لیا کرے۔

۷۔ دن رات صبح و شام اس کی زبان لا الہ الا اللہ پڑھتی رہے۔

حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے "جس نے نیک نیتی اور یقین کے ساتھ لا الہ الا اللہ کا لہجہ جنت میں داخل ہوگا۔

ایک روایت میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے موت کے وقت کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ لیا وہ جنت میں جائے گا۔

ایک دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا جس کا دنیا سے جاتے وقت آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو وہ جنت میں جائے گا۔

ایک حدیث میں ہے۔ جس نے اخلاص (نیک نیتی) سے لا الہ الا اللہ پڑھ لیا وہ جنت میں جائے گا۔

حدیث اخلاص کی شرط ہے کہ یہ کلمہ غلو میں نیت سے پڑھا جائے۔ تو جنت کی ضمانت ہے۔

بلکہ اس طرح پڑھنا چاہیے اور اگر کوئی شخص ریاکاری اور مطلب سمجھے بغیر پڑھے جا رہا ہے تو اس میں کوئی ضمانت نہیں ہے۔ بلکہ اس طرح پڑھنا منہ نیت کی نشانی ہے اور منافق کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

اخذ میں سے کلمہ پڑھ لے تو انسان گنہگار نہیں کرتا اگر کلمہ پڑھے اور گنہگار بھی وہ قلع نہیں ہے۔

حضرت جابر ابن عبد اللہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا (حضرت) کوٹھنے نے اپنے جینے کو نصیحت کی "اللہ وایک مانو! اس کا کوئی شریک نہیں۔ جس نے اس کے ساتھ کسی کو

شریک کیا اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی۔ غرور تکبر نہ کر جس کے دل میں رانی کے دہ کے برابر بھی غرور تکبر ہو گا وہ جنت میں نہیں جاسکے گا۔

حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا لا الہ الا اللہ جنت کی چابی ہے اور چابی دہانے ہوں تب ہی تالا کھلتا ہے۔ لہذا سمجھنا چاہیے کہ اللہ کے ذکر میں مصروف رہنے والی زبان جو غیبت اور دوسری ضعیف باتوں سے بچی رہے۔۔۔ خوف خدا رکھنے والی جو حسد اور خیانت سے پاک ہو۔ پیٹ حرام غذا سے خالی ہو۔ اعضائے جسم ہاتھ پاؤں وغیرہ گناہ سے بچے رہیں۔۔۔ یہ اس صفت کی چابی کے دہانے ہیں۔ جس سے جنت کے دروازہ کا تالا کھولا جائے گا۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو جنت میں پہنچا دے اور دوزخ سے بچا دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "یہ سب سے بہتر نیک ہے۔"

قرآن کی فضیلت کا بیان

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ قرآن وہ سفارش ہے جس کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔ باہمی جھگڑے میں حق بات کی تصدیق کرنے والا ہے۔ جس نے اپنا امام بنا لیا اور اس کے احکام پر عمل کرتا رہا اسے جنت میں پہنچا دے گا۔ اور جس نے اس کو پس پشت ڈال دیا اس کا کام گومانا۔ اسے جہنم میں دھکیل دے گا۔

حضرت نافع ابن عبدالحارث (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مکہ کے گورنر) ایک مرتبہ حج کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لیے گئے۔ تو حضرت عمر (خلیفہ وقت) نے ان سے پوچھا اپنی عدم موجودگی میں مکہ کا حاکم کس کو بنا کر آئے ہو انہوں نے جواب دیا عبدالرحمن ابن ابی بکرؓ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے قریش کے معزز لوگوں پر غلام زادہ کو کیوں حاکم بنایا؟ انہوں نے فرمایا، اس لئے کہ اس سے زیادہ قرآن پڑھنے والا اور قرآن کو سمجھنے والا مجھے اور کوئی نہیں ملا۔

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہیک ہے قرآن بہت سے لوگوں کو بلند مقامات تک پہنچا دیتا ہے اور بہت سے (قرآن پر عمل نہ کرنے والے) لوگوں کو پستی کے گڑھوں میں پھینک دیتا ہے۔ عبدالرحمن ابن ابی بکرؓ کو بھی قرآن کریم نے اس میں درجہ تک پہنچایا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں قرآن کریم اللہ کی طرف علوم و فنون کا پھیلا ہوا ستر خوان ہے۔ اپنی فہم و فراست کے مطابق اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ قرآن اللہ سے تعلق قائم رکھنے کے لیے ایک مضبوط ری ہے۔ راہ ہدایت پر چلنے والوں کے لیے روشنی ہے۔ جو اسے مضبوطی سے تھام لے اس کی تمام بیماریوں کے لیے نسخہ شفا ہے۔ اسے ہر طرح کی گمراہیوں سے بچالے گا۔ جو اس کے احکام کی پیروی کرے گا اس کے لیے بات کا ذریعہ ہے۔ اس میں کوئی نیز حایل نہیں جسے سیدھا کیا جائے۔ نہ کسی طرح گمراہی کا شائبہ ہے کہ آدمی پریشان ہو۔ اس کے مضامین کا اچھوتا پن کبھی ختم نہیں ہوتا۔ نہ اس کے بار بار پڑھنے سے دس اکٹاتا ہے۔ اس کے معانی و مفہوم کو سمجھتے ہوئے اس کی تلاوت کرتے رہو۔ اللہ اس کی تلاوت پر تمہیں جزا عطا

فرمائے گا۔ اس کو سمجھ کر پڑھنے والے کو ہر حرف پر دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ دیکھو "آلہم" پڑھنے والے کو دس نیکیوں کا ثواب ملے گا

اللہ قرآن کو سمجھ کر پڑھنے والوں کا تذکرہ اپنے

مقرب فرشتوں کی محفل میں کرتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے کسی مسلمان کی دنیاوی مصیبت کو دور کیا اللہ آخرت میں اس کی مصیبت دور کر دے گا۔ جس نے اپنے تنگدست مقرر (قرضدار) کو مہلت دی۔ اللہ اس کی دنیاوی آخرت کی مشکلات آسان کر دے گا۔ اللہ اپنے بندے کی اس وقت تک مدد کرتا ہے جب تک بندہ اپنے کسی مسلمان بھائی کی مدد کرنے میں لگا رہتا ہے۔ جو علم دین حاصل کرنے کے لیے سفر کرتا ہے اللہ اس کے لیے جنت کی راہ آسان کر دیتا ہے اور جو لوگ اللہ کے کسی گھر (مسجد) میں جمع ہو کر قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور قرآن کو سمجھنے کے لیے آپس میں ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں (پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ قائم کرتے ہیں) ان کی زندگی سکون سے گزرتی ہے ایسے لوگوں کو رحمت اپنے سایہ میں لے لیتی ہے۔ فرشتے ان کو اپنی حفاظت میں لے لیتے ہیں۔ اور اللہ اپنے مقرب فرشتوں میں ان کا تذکرہ کرتا ہے۔

حضرت یزید ابن ابی حبیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے (قرآن کے مفہوم و معانی کو سمجھا اور) حفظ کر لیا اللہ تعالیٰ اس کے والدین کے مذاب میں کی کر دیتا ہے۔ خواہ وہ (والدین) کافر ہی ہوں۔

حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن اسحاق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ جو قرآن کو (سمجھ کر) پڑھتا ہے۔ وہ گویا اپنے پہلوؤں میں نبوت کی برکتیں سمیٹتا ہے۔ گو کہ اس پر وحی کا نزول نہیں ہوتا۔ اور جس نے قرآن کی تعلیم پا کر یہ سوچا کہ اللہ نے فلاں شخص کو کوئی بہتر (دنیاوی) نعمت عطا کی ہے۔ اس نے اللہ کی اس عظیم نعمت (قرآن) کی توہین کی ہے۔ کیونکہ اس نے دنیا کی حقیر چیز کو قرآن جیسی عظیم نعمت پر ترجیح دی ہے۔

قرآن کا علم رکھنے والے افراد کو یہ بات زیر نہیں دیتی۔ کہ وہ جاہلوں کی باتوں کا جواب جہالت سے دیں۔ انہیں ضرور درگزر سے کام لینا چاہیے اور ممکن ہو تو مخالف کو حسن اخلاق کا

اپنے پڑھنے والوں (کی نجات) کے لیے جکڑیں گی۔ پھر فرمایا۔ سورہ بقرہ کی تعلیم ضرور حاصل کرو (سمجھ کر پڑھو) اس کی تعلیم میں برکتیں ہیں اور اس کی (تعلیم سے) پہلوچی حسرت و افسوس کا سبب ہوگا۔ جاؤ مگر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس کے بعد فرمایا اس کے فضائل و برکات اس لوگوں کے لیے ہیں جو فضول باتوں سے بچتے ہیں، اور اس سورہ (سورہ بقرہ) کے احکام پر عمل کرتے ہیں۔ اس سے غفلت نہیں برتتے اور شاہ کھانے پینے (کمالی) کا ذریعہ بناتے ہیں۔ حضرت سعد ابن ابی وقاص رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ جس نے دن میں صبح کے وقت قرآن ختم کیا فرشتے دن بھر شام کو اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور جس نے شام کو قرآن ختم کیا فرشتے رات بھر اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں اور اکثر مہینے بھر کراہت دن کے وقت اول حصہ میں یعنی صبح کے وقت قرآن ختم کرنا پسند کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صبح کے وقت اور چاروں میں رات کے وقت قرآن ختم کرنا پسند کرتے تھے۔ تاکہ فرشتوں کی دعا زیادہ دیر تک ہوتی رہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ ایک رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن (سمجھ کر) پڑھنے والے مسلمان کی مثال سیب کی طرح ہے کہ اس کی خوشبو اچھی اور مزہ بھی اچھا ہوتا ہے۔ جو مسلمان قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال کھجور کی سی ہے جس میں خوشبو نہیں ہوتی۔ مگر مزہ اچھا ہوتا ہے اور گزہ گار شخص جو قرآن پڑھتا ہے وہ ناز بوجیب ہے کہ مہک تو خوب ہے مگر ذائقہ کڑوا ہے اور اس قاسق و قاجر کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا حنظل ترکہ کی سی ہے جس کا مزہ کڑوا ہی نہیں خوشبو سے بھی خالی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عامر رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا آہستہ قرآن پڑھنے والے کی مثال خاموشی سے صدقہ دینے والے کی طرح ہے اور ہا واز بلند قرآن پڑھنے والے کی مثال علی اننا علان دکھا کر صدقہ کرنے والے کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آواز سے پڑھنے میں بھی حرج نہیں بھرتی ہے گستاہتاً واز سے پڑھا جائے۔

حضرت ولید بن عبداللہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن کی تعلیم پا کر اسے بھلا دیا وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ جزا

(کوڑہ) کی وجہ سے اس کے ہاتھوں کی انگلیاں جھڑ گئی ہوں گی۔ اور اس کے جسم سے بدبودار ہوا خارج ہو رہی گی۔

ایک دوری روایت میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ جس نے قرآن پڑھ کر بھلا دیا وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے ہاتھ کئے ہوئے ہوں گے۔

حضرت ضحاک رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ جس نے قرآن پڑھا اور پھر اسے یاد نہ رہا یہ اس کے کسی گناہ کی وجہ سے ہے۔ اور پھر پیاہت تلاوت کی۔

وما احصاہکم من مصیبة لہما کسبت ایدیکم و بعضا عن کثیر

(سورہ شوریٰ ۳۰)

تم پر جو مصیبت پڑتی ہے وہ تمہارے کسی گناہ کی وجہ سے ہے۔ تمہارے ہاتھوں کی کمالی ہے (پڑھتی ہے) اور وہ (اللہ تو) بہت سے گناہ معاف ہی کر دیتا ہے۔
بھلا قرآن کو پڑھ کر بھلا دینے سے بڑا گناہ کونسا ہوگا؟

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جس نے سال میں دو مرتبہ پڑھ کر قرآن ختم کیا اس نے اس کا حق ادا کر دیا کیونکہ نبی کریم ﷺ سال میں ایک مرتبہ جبرائیل سے قرآن کا دور کیا کرتے تھے مگر وصال والے سال آپ ﷺ نے دو مرتبہ دور کیا تھا۔

انما یخشى الله من عباده العلموا

(سورہ طہ، ۲۸)

ترجمہ: اللہ کے بندوں میں صرف علماء ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔

اس کے بعد یہ آیت پڑھی:

کلا ان الانسان لطفی ان رآ استغنی

(سورہ علق، ۷)

”ہرگز نہیں انسان گراہ ہو جاتا ہے (جب وہ سمجھتا ہے) کہ دولت مند ہو کر وہ سب سے بے نیاز ہو گیا۔“

حضرت محمد ابن یسیرین یہاں کرتے ہیں میں بصرہ کی مسجد میں پہنچا دیکھا کہ وہاں ایک طرف اسود ابن سرقی دعا کہہ رہے تھے بہت سے لوگ ان کے گرد جمع تھے۔ دوسری جانب کچھ حضرات علمی و فقہی مسائل پر گفتگو کر رہے تھے۔ میں نے دور کھٹ نماز پڑھی بعد میں سوچتا رہا ہے کون سے لوگوں کے ساتھ بنوں۔ کوئی فیصلہ نہ کر پایا۔ آخر واپس آ گیا۔ اسی رات خواب میں ایک شخص نے میرے پاس آ کر کہا اگر تم اس مجلس میں بیٹھ جاتے جس میں لوگ علمی و فقہی مسائل پر گفتگو کر رہے تھے تو اچھا تھا۔ اس مجلس میں فرشتے بھی بیٹھے تھے۔

حضرت انس ابن مالک رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اگر کوئی شخص ایسے لوگوں کو دیکھنا چاہے جنہیں اللہ نے جہنم سے آزاد کر دیا ہے۔ تو علم دین سیکھنے والے شوقینوں کو دیکھ لے۔ اس ذات پاک (اللہ) کی قسم جس کے بقدر قدرت میں محمد کی جان ہے۔ جب کوئی دین سیکھنے کا شوقین طالب علم کسی عالم کے دروازہ کی طرف چلتا ہے اللہ اس کے ہر قدم اور ہر حرف کے بدلے ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے۔ اور ہر قدم پر بہشت میں اس کے لئے گل تعمیر کر دیتا ہے۔ زمین کے جس حصہ سے وہ گزرتا ہے وہ زمین اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتی ہے۔ اس کی صبح و شام اس حالت میں گزرتی ہے کہ اللہ نے اس کی بخشش فرمادی ہوتی ہے فرشتے ایسے لوگوں کے بارے میں یہ شہادت دیتے ہیں کہ یہ لوگ وہ ہیں جنہیں اللہ نے جہنم سے رہائی کا پروانہ عطا فرما دیا ہے۔“

حضرت ابو دردآ رحمہ اللہ کہتے ہیں میرے نزدیک دین کا ایک مسئلہ کچھ لینا رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رحمہ اللہ اپنے وقت کے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں تم ایسے مبارک وقت میں ہو جب عمل علم سے بہتر ہے۔ لیکن بعد میں ایسا وقت بھی آنے والا ہے جس

علم دین حاصل کرنے کی فضیلت و برکت

حضرت کثیر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں دمشق کی مسجد میں حضرت ابو دردآ رحمہ اللہ کے پاس بیٹھا تھا۔ کرا ایک شخص نے آ کر کہا ابو دردآ رحمہ اللہ! میں مدینہ منورہ سے یہاں تک کا سفر کر کے اس لئے آیا ہوں کہ آپ سے تحصیل علم کے بارے میں وہ حدیث سنوں جو آپ نبی کریم ﷺ سے بلا واسطہ روایت کرتے ہیں۔

حضرت ابو دردآ رحمہ اللہ نے اس سے پوچھا یہاں تم تجارت یا کسی دوسری ضرورت کی وجہ سے تو نہیں آئے؟

اس شخص نے بتایا اس کے علاوہ میرا یہاں آنے کا کوئی دوسرا مقصد نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت ابو دردآ رحمہ اللہ نے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے۔ جو شخص علم دین کی طلب میں سفر کرتا ہے۔ اس کے واسطے اللہ تعالیٰ جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ فرشتے اس سے خوش ہو کر طالب علم کی راہ میں اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔ زمین و آسمان کی تمام مخلوق ایسے عالم کے لئے بخشش کی دعا کرتی ہے۔ حتیٰ کہ پھیلیاں پانیوں کے اندر اس کے واسطے مغفرت کی دعا کرتی رہتی ہیں۔ ایک ناخواندہ (بے علم) عابد پر عالم کو اسی طرح فضیلت و برتری حاصل ہے جس طرح چودھویں کا چاند تمام ستاروں پر فضیلت رکھتا ہے۔ علماء نبیوں کے وارث ہیں۔ نبیوں کی وراثت مال و دولت نہیں ہوتی۔ ان کی وراثت ”علم“ ہے۔ جس نے علم دین حاصل کیا اس نے بہت بڑی بزرگت و دولت حاصل کر لی۔“

دو شوقین

حضرت عبداللہ ابن مسعود رحمہ اللہ کہتے ہیں دو شوقینوں کا شوق کبھی ختم نہیں ہوتا۔ ایک علم دین حاصل کرنے والے طالب کا شوق اور دوسرا دنیا حاصل کرنے والے کا شوق ہے۔ مگر ان دونوں کو ایک درجہ میں بھی نہیں رکھا جاسکتا۔ کیونکہ دونوں کی راہیں مختلف ہیں۔ علم دین حاصل کرنے والا رفتائے الٰہی کی منزلیں طے کرتا ہے۔ اور دنیا جمع کرنے والا گمراہی و ہلاکت کے گڑھے میں گرفتار ہوتا ہے۔ اس کے بعد ابن مسعود نے یہ ایک تلاوت کی:

میں علم میں سے بہتر ہوگا۔ جیسا کہ سچ کل ہے۔ کہ ہر شخص سے اپنا ایک خاص حلقہ بنایا ہوا ہے کہ بازم ایک دوسرے کو گراہ اور نفوذ دہا اللہ کا فریضہ کہہ ہے ہیں کوئی اسلام کی صحیح تعلیم دینے کو تیار نہیں۔ حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”روئے زمین پر تین عمل سب سے بہتر ہیں۔

(۱) علم دین کی تلاش و جستجو

(۲) جہاد فی سبیل اللہ

(۳) اور اپنی محنت سے جا کر روزی حاصل کرنا

کیونکہ علم دین کا طالب اللہ کا محبوب ہے

نبی ہد اللہ کا دوست ہے۔

اور محنت سے روزی کم کرنے والے کو اللہ نے صدیقی کا درجہ دیا ہے حضرت انس ابن مالکؓ کی روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا علم دین کے طالب علم کا دن روزہ دار کی طرح گزرتا ہے۔ اور رات اس طرح گزرتی ہے جیسے رات بھر عبادت کرتا رہا ہو۔ علم دین کا کچھ حصہ سکھ لینا کوہ الوہیس (ایک پہاڑ کا نام) کے برابر دولت و اخلاص میں خرچ کر دینے سے بڑا درجہ رکھتا ہے۔

حضرت ابن مبارکؒ سے کسی نے پوچھا انسان کو کب تک علم پڑھتے رہنا چاہیے؟ ابن مبارکؒ نے جواب میں فرمایا جب تک کہ انسان کو جہالت سے نفرت نہ ہو جائے۔ اسے علم سیکھتے رہنا چاہیے۔

مشہور ہے ابن مبارکؒ اپنی موت کے وقت بھی علمی کام میں مصروف تھے ایک شخص نے پوچھا آپ اس وقت علم سیکھنے میں لگے ہیں؟

فرمایا ہاں۔ شاید کوئی ایسی بات نہ ہو جو میرے لئے فائدہ مند ہو سکتی ہو۔ حضرت معاذ ابن جبلؓ کہتے ہیں علم دین حاصل کرو اس کا حاصل کرنا نیک عمل ہے۔ اس طلب میں لگنا عبادت ہے۔ اس کے مسائل پر تبادلہ خیال تسبیح کا درجہ رکھتا ہے۔ اس کو سمجھنے کے لئے باہمی بحث و مباحثہ جہاد ہے کسی بے علم کو علم سکھانا دینا صدقہ ہے۔ علم کو کسی اہل علم دین دار تک پہنچانا دینا خدا تعالیٰ کی قربت کا ذریعہ ہے۔ علم دین کے لئے سفر جنت کا سفر ہے علم پریشانی میں انسان کا دوست ہے۔ مسافرت میں ہم سفر ہے تنہائی کا غم گسار ہے۔ خوشحالی کا رہبر۔ مصیبت کے وقت کا دوست دوستوں میں عزت کا ذریعہ اور دشمنوں کے خلاف ہتھیار۔

علم کی بدولت لوگوں کو سر بلند کیا ہے۔ علم کے ماہرین و لوگوں کا پیشوا بنایا۔ اور ان کے قدم پر چھنے کو فخر کی بات سمجھا گیا ہے۔ فرشتے علم دین سیکھنے والوں سے محبت کرتے ان کی مجلسوں میں شریک ہوتے طلب علم میں سفر کرنے والوں کے قدموں میں اپنے پر اور بازو بچھا دیتے ہیں۔ دنیا کی خشکی و تری (زمین و سمندر) کی ہر مخلوق حتیٰ کہ زمین پر پگھلنے والے کیڑے، خشکی و سمندر کے درندے اور چوپائے ان کے واسطے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

علم انسان کو جہالت کے مرض سے نکال کر نئی زندگی عطا کرتا ہے۔ تاریکیوں میں انسانی آنکھوں کی روشنی ہے کمزور جسم کے واسطے طاقت کا ذریعہ ہے۔

علم کے ذریعہ ایک عام آدمی پسندیدہ لوگوں میں شامل ہو جاتا ہے۔

دنیا و آخرت میں بلند درجات حاصل کر سکتا ہے۔

علم کے ذریعہ انسان حلال و حرام میں تمیز کر لیتا ہے۔

علم امام ہے اور عمل اس کا مقتدی ہے۔

علم کے ذریعہ صراطِ حق پر قرار پاتی ہے۔

علم نیک بخت اور خوش نصیبوں کو حاصل ہوتا ہے۔

بد نصیب علم سے محروم رہتے ہیں۔

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں حصول علم کی کوشش جہاد فی سبیل اللہ سے بھی بڑا درجہ رکھتی ہے۔ جو شخص علم دین کی طلب میں اپنے گھر سے نکلتا ہے فرشتے اس کی راہ میں اپنے بازو بچھا دیتے ہیں پرندے آسمان کی فضاوں میں چھیلیاں سمندر و آبیاریاؤں میں اس کے واسطے دعا میں کرتے ہیں۔ اور اللہ اسے سب محنت کے صلے میں بہتر (۷۲) صدیقیوں کی عبادت کے ثواب کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے۔ حضرات علم دین حاصل کریں۔ وہ سکون و اطمینان سے علم دین حاصل کریں کیونکہ بے دلی اور بے اطمینانی سے کوئی چیز حاصل بھی کر لی جائے تو وہ ایر پا نہیں ہوتی۔ علم دین حاصل کرنے والوں اور علم دین کی تعلیم دینے والوں کا احترام کرو۔

علم کو فضول بحث و جدال کا ذریعہ نہ بناؤ۔ کیونکہ یہ دور منظروں کا دور نہیں ہے۔ بلکہ دین کی بات کو دوسروں تک ایچھے انداز اور حسن اخلاق سے پہنچانے کا دور ہے۔ علم کو امیروں کی خوشامد

اور سے دوست حاصل کرنے کے لئے استعمال نہ کرو۔ مخلوق خدا پر ظلم کرنے والوں کو اپنے

مہم کے ذریعہ اس ظلم سے روکو۔ جو علم حاصل کرو اس پر عمل بھی کرو۔ علم بغیر عمل کے فائدہ مند

نہیں ہے۔ علم دین حاصل کرنے والوں اور علم دین کی تعلیم دینے والوں کا احترام کرو۔

علم کو فضول بحث و جدال کا ذریعہ نہ بناؤ۔ کیونکہ یہ دور منظروں کا دور نہیں ہے۔ بلکہ دین کی

بات کو دوسروں تک ایچھے انداز اور حسن اخلاق سے پہنچانے کا دور ہے۔ علم کو امیروں کی خوشامد

اور سے دوست حاصل کرنے کے لئے استعمال نہ کرو۔ مخلوق خدا پر ظلم کرنے والوں کو اپنے

مہم کے ذریعہ اس ظلم سے روکو۔ جو علم حاصل کرو اس پر عمل بھی کرو۔ علم بغیر عمل کے فائدہ مند

نہیں ہے۔ علم دین حاصل کرنے والوں اور علم دین کی تعلیم دینے والوں کا احترام کرو۔

علم کو فضول بحث و جدال کا ذریعہ نہ بناؤ۔ کیونکہ یہ دور منظروں کا دور نہیں ہے۔ بلکہ دین کی

نہیں ہوتا۔ اور بے عمل علماء سے اللہ بھی ناراض ہوتا ہے۔ علم کے بغیر اللہ کی عبادت بھی پورا فائدہ نہیں دیتی۔ عبادت کو علم کی راہ میں حائل نہ ہونے دو۔ بے علم عباد کو شیطان جلد بہکا لیتا ہے۔ علم سے انسان کی عزت ہوتی ہے۔ بے علم عامل راستے سے الگ ہو جانے والے مسافر کی طرح ہے جسکے منزل پر پہنچنے کی بجائے بھٹک جانے کے امکان زیادہ ہیں۔ ایک شخص نے ان سے پوچھا آپ نے یہ سب باتیں کہاں سے سیکھی ہیں؟ حسن بصری نے جواب دیا اس کے لئے میں نے بڑی محنت کی ہے۔ ستر (۷۰) بدوی (جنگ بدر میں شریک صحابہ کرام) حضرات سے ملا ہوں اور چالیس برس تک سفر کرتا رہا ہوں۔

حضرت ابوذرؓ آ رہے ہیں۔ لوگو! افسوس ہے عالم دنیا سے اٹھتے جا رہے ہیں۔ اور ہمارے بے علم لوگ ان سے علم حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ علم کے انھ جانے سے پہلے کچھ نہ کچھ علم حاصل کرو۔ کسی قوم کے علماء انھ جائیں (فوت ہو جائیں) تو کبھی اس قوم سے علم اٹھایا گیا ہے۔

حضرت خرد ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ صرف علم کو دینا سے نہیں اٹھانے کا بلکہ عاموں کو اٹھانے کا جن کے ساتھ علم بھی اٹھ جائے گا۔ اور جب کوئی امام نہیں رہے گا تو جاہل لوگ ایسے جاہلوں کو عالم کا درجہ دیدیں گے جو علم سے کورے ہوتے۔ (مگر شکلیں عالموں جیسی بنا رکھی ہوں گی۔ بہرہ اپنے (ادو) لوگوں کو غلط مسئلہ بتائیں گے۔ خود گمراہ ہیں دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

حضرت عبداللہ ابن مبارکؓ سے کسی نے پوچھا اگر کسی صورت آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ آج شام تک آپ کی موت واقع ہو جائے گی تو دن کے اس بقیہ وقت میں آپ کیا کریں گے؟ انہوں نے جواب دیا میں کوشش کروں گا کچھ علم حاصل کروں۔

حضرت ابراہیمؑ کہتے ہیں۔ قہر بیست نہاری حالت میں رہتا ہے۔ ایک شخص نے پوچھا وہ کس طرح؟

ابراہیمؑ نے جواب دیا کیونکہ اس زمانہ پر ہر وقت اللہ کا ذکر رہتا ہے و درام و درام کہتا ہے نکتہ بھی اللہ کے کلام کا حوالہ دیتا ہے اور حلال کو حلال کہتے وقت وہ اللہ کے کلام سے حوالہ دیتا ہے۔

علماء اپنے زمانے کے روشن منار ہیں۔ جس کی روشنی سے عام لوگ صحیح راستہ پر چلتے ہیں

حضرت سالم ابن ابی جعدؓ کہتے ہیں۔ مجھے میرے آقا (مالک) نے تین سو درہم میں خریدا اور پھر آزاد کر دیا۔ میں نے سوچا اب کیا کروں؟ آخر میں نے علم دین حاصل کرنا شروع کر دیا۔ اللہ کا شکر ہے کچھ ہی دن میں علم دین میں خاصی سوجھ بوجھ پیدا ہو گئی۔ خلیفہ وقت نے مجھ سے ملاقات کا وقت مانگا مگر میں نے اس سے ملنے سے انکار کر دیا۔

حضرت صالح مرقی کہتے ہیں میں ایک دفعہ امیر المومنین سے ملاقات کے لئے گیا۔ انہوں نے مجھے اپنے برابر تخت پر بٹھایا۔ میں نے (وہاں بیٹھتے ہوئے) کہا حضرت حسنؓ نے سچ ہی کہا تھا۔ امیر المومنین نے مجھ سے پوچھا کیا کہا تھا حضرت حسنؓ نے؟ میں نے عرض کیا حضرت حسنؓ نے فرمایا تھا علم شریف لوگوں کا مرتبہ بڑھا دیتا ہے۔ اور غلام کو آزاد لوگوں کے برابر بٹھا دیتا ہے۔ ورنہ صالح مرقی اس قائل کہاں تھا کہ امیر المومنین کے برابر تخت پر بیٹھے۔ حضرت انس ابن مالکؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علم دین حاصل کرو خولہ تمہیں اس کے لئے جہنم درواز ملک کی مسافت کے برابر کا سفر ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ "دین کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔"

حضرت ابوذرؓ کے پاس آ کر ایک شخص نے کہا میں علم حاصل کرنا چاہتا ہوں مگر ساتھ لیا یہ خوف بھی ہے کہ میں اس پر عمل نہ کر سکوں؟

حضرت ابوذرؓ نے فرمایا جاہل رہنے سے یہ بہتر ہے کہ کچھ علم حاصل کر لے۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"انسان کے لئے دین کا علم حاصل کرنے سے بہتر کوئی شے نہیں۔ ایک عالم دین شیطان پر ایک ہزار (۱۰۰۰) عبادت گزاروں سے زیادہ بھاری ہے۔ ہر عبادت کا ستون ہوتا ہے دین کا ستون فقہ ہے۔"

ایک مرتبہ بصرہ والوں میں یہ بحث چل نکلی۔ کہ علم سیکھنا بہتر ہے یا مال جمع کرنا۔ حضرت ابن عباسؓ سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا علم سیکھنا بہتر ہے۔ اور اس کی دلیل دیتے ہوئے فرمایا! "علم" نبیوں کی وراثت ہے۔ اور مال فرعون اور قارون جیسے گمراہ لوگوں کی میراث ہے۔ نیز "علم" تمہاری حفاظت کرتا ہے۔ اور مال کی حفاظت تمہیں کرنا پڑتی ہے۔ علم اللہ کے محبوب لوگوں کو ملتا ہے۔

علم پر عمل کرنے کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "ملا، نئی چیز (کی دوست علم و عمل) کے امین ہیں تاوقتیکہ وہ حکمرانوں اور دنیا داروں سے تعلق نہ پیدا کریں گے۔ اگر انہوں نے خود کو مل دنیا سے وابستہ کر لیا تو نئی سے خیانت کر رہے ہیں۔ (ابن ماجہ) ان سے دور رہو۔"

عالم کے لئے عامل ہونا ضروری ہے

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کوئی عالم اس وقت تک عالم نہیں جب تک وہ طالب علم بن کر دین کا علم حاصل نہ کرے۔ اور عالم اس وقت تک عالم نہیں کہہ سکتا۔ جب تک وہ اپنے حاصل کئے ہوئے علم پر عمل نہ کرے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے جاہل پر ایک بار لعنت اور اس عالم دین پر سات مرتبہ لعنت جو علم پر عمل نہ کرے۔ اور ابو درداء رضی اللہ عنہ کا یہ بھی قول ہے مجھے اس بات کا خوف نہیں کہ مجھ سے یہ پوچھا جائے تو نے کیا سیکھا؟ بلکہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ تو نے جو علم سیکھا تھا اس پر کتنا عمل کیا ہے؟

عمل کی پوچھ کا خوف

حضرت عیسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص دین کا علم حاصل کرے اس پر خود عمل کرے اور دوسرے لوگوں کو اس کی تعلیم دے اسے آسان والے بہت اونچا مقام دیتے ہیں۔

عالم کون؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا اہل علم کن لوگوں کو کہا جاتا ہے؟

انہوں نے جواب دیا جو علم پر عمل بھی کریں۔

اور مال لوگوں کا محبوب ہوتا ہے۔ دولت مند کو مرنے کے بعد جلد ہی بھول جاتے ہیں۔ جب کہ عالم کو لوگ سیکڑوں برس تک یاد رکھتے ہیں۔

دولت مند سے قیامت کے روز ایک ایک درہم (روپیہ) کا حساب لیا جائے گا کس طرح کیا اور کہاں خرچ کیا۔ اور عالم ایک حدیث بھی کسی کو سنا دیتا ہے جنت میں اس کا ایک درجہ بڑھا دیا جاتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: انسانوں کی تین قسمیں ہیں:-

- (۱) عالم جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں۔
- (۲) علم دین سیکھنے کے شوقین جو راہ نجات پر گامزن ہیں۔
- (۳) تیسری قسم کے لوگ صرف ایک بھیڑ ہیں۔ جو دوسرے کی پیروی کرتے ہیں اور ہوا کے تیز فوجوں کے ساتھ اڑنے لگتے ہیں۔ اور فرما:

علم بہر حال مال سے بہتر ہے۔ علم انسان کی حفاظت کرتا ہے جبکہ مال کی حفاظت انسان کو کرتا پڑتی ہے۔ علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔ اور مال خرچ کرنے سے کم ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں علم سکھانے والا اور علم سیکھنے والا اجر و ثواب میں برابر ہیں۔ انسانوں کی دو ہی تو قسمیں ہیں

(۱) ایک علم سکھانے والا۔

(۲) دوسرا علم سیکھنے والا۔

باقی جو ہیں وہ کسی شمار میں نہیں۔

علم کو ختم کر دینے والی چیز

حضرت عمرؓ کا دوسرا سواں تھا وہ کیا چیز ہے جو انسان کے دل سے علم کو ختم کر دیتی ہے؟
عبداللہ بن مسعودؓ کا جواب تھا دنیا کی طلب (حرص و دلچسپی)

علم دین کی برکت

حضرت امام لوزائیؒ فرماتے ہیں جو شخص دین کا علم حاصل کر کے اس پر عمل کرتا ہے اللہ اس پر دوسرے علوم کے دروازے کھول دیتا ہے۔ یعنی دوسرے علوم کو سمجھنا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔

کس عالم کے پاس بیشک ہو

ایک روایت میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا "علم کے ہر دعویدار کے پاس نہ بیشک کرو۔ اس عالم کے پاس بیشک جو تم کو پانچ چیزوں سے نکال کر پانچ چیزوں پر لگا دے۔

- (۱) شک سے نکال کر تمہارے دل میں یقین پیدا کر دے۔
- (۲) غرور سے نکال کر تمہیں خشوع و خضوع (ما جری و انکسار) سکھا دے۔
- (۳) دشمنی کو نکال کر تمہارے دل میں یوں کے لئے محبت اور حوصلہ پیدا کر دے۔
- (۴) تمہارے دل میں جو ریاکاری (وکھاوا) ہے اسے نکال کر عبادت میں نیک بنی اور اخلاص پیدا کر دے۔

(۵) تمہارے اندر دنیا طلبی کو نکال کر آخرت طلبی کا جذبہ پیدا کر دے۔

حضرت علیؓ بھی کہتے ہیں عالم اپنے علم پر عمل نہ کرے تو عام ہوگے بھی اس کی باتوں پر بحیان نہیں دیتے۔ بے عمل عالم کا علم نہ اسے فائدہ دیتا ہے نہ دوسروں کو۔ بنی سرائیل میں ایک فلسفی (عالم) کے پاس علمی کتابوں کے اسی صندوق بھرے ہوئے تھے۔ اللہ نے اس وقت کے نبی کو حکم دیا اس (فلسفی) سے کہو تو جی ہی نہ میں اور جمع کرے تب بھی تجھے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ تاہنیکہ تو ان تین باتوں پر عمل نہ کرے۔

- (۱) دنیا سے محبت کرنا چھوڑ دے۔ یہ اہل ایمان کے رہنے کی جگہ نہیں ہے۔
- (۲) شیطان کی دوستی چھوڑ دے۔ وہ کبھی اہل ایمان کا دوست نہیں ہو سکتا۔
- (۳) کسی مسلمان کو ایذا نہ (تکلیف) پہنچانا۔ یہ مسلمان کا طریقہ نہیں۔

حضرت سفیان ابن عیینہؒ کہتے ہیں۔

جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے وہ سب سے بڑا عالم ہے۔ اور جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتا وہ جاہل ہے۔ مثل مشہور ہے جاہل کے سرگناہ بٹھے پائے ہیں۔ مگر عالم کا ایک گناہ معافی نہیں کیا جائے گا۔

ایک روایت ہے فرشتے ان باتوں پر حیرت کرتے ہیں:

- (۱) ایک بے عمل عالم جب خود عمل نہیں کرتا تو دوسروں کو کس نہ سے عمل کرنے کے لئے کہتا ہے۔
 - (۲) بعض فاسق و فاجر لوگوں کی قبریں چومنے اور بیٹوں سے بچی تعمیر کی جاتی ہیں۔
 - (۳) اور ان کے جنازہ پر منقش خوبصورت چادریں چڑھائی جاتی ہیں۔
- کہا جاتا ہے قیامت کے روز تین آدمیوں کو بڑی حسرت و اندامت ہوگی۔

- (۱) آقا (مالک) کا غلام (ملازم) اپنی نیک عملی کی بدولت جنت میں آجائے گا۔ اور وہ خود جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (اپنے برے اعمال کی وجہ سے)
- (۲) وہ دولت مند جو کجروی سے مال جمع کرتا رہا۔ مگر اس کے وارث اسی کا مال راہ خدا میں خرچ کر کے جنت میں جائیں گے۔ اور خود حقوق اللہ و حقوق العباد ادا نہ کرنے کی پاداش میں جہنم میں بھیج دیا جائے گا۔ (حسرت و افسوس)
- (۳) وہ عالم جس کی باتیں سن کر لوگ نیک عمل کرتے رہے جنت میں جائیں گے اور خود اپنی بے عملی کی وجہ سے جہنم رسید ہوگا۔

حضرت حسن بھریؒ کہتے ہیں عالم وہ ہے جو دنیا طلبی کے بجائے آخرت پر نظر رکھے۔ گناہوں سے بچے۔ اور غلو میں نیت سے اپنے رب کی عبادت کرتا رہے۔

دنیا دار علماء کا اثر عوام پر

مثل مشہور ہے کہ جس دور کے علماء ماں جمع کرنے لگیں عوام حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتے۔ علماء حلال و حرام کی تمیز بھول جائیں تو عوام علی الاعیان حرام کھانا شروع کر دیتے ہیں۔ اور علماء حرام کھا لیں تو عوام کو کافرانہ حرکتوں سے کون روک سکتا ہے۔

چوں کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی؟

(جب کعبہ کی حفاظت کے دعویدار راہ راست سے ہٹ گئے تو عوام کو گمراہی سے کون روک سکتا ہے؟)

عوام قیامت کے دن اپنے علماء کو الزام دیں گے

قیامت کے روز عوام ایسے علماء سے کہیں گے تم نے ہمیں گمراہ کیا تھا۔ تم سلال و حرام میں تمیز کر سکتے تھے۔ اس کے باوجود تم نے خود ان باتوں پر عمل کیا نہ ہمیں بتایا نہ ان باتوں سے روکا۔ تمہاری وجہ سے ہم گمراہ ہو گئے۔

عالم کی گمراہی

ایک روایت میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا "عالم کی گمراہی سے دنیا گمراہ ہو جاتی ہے۔" حضرت بشر بن حارث رحمہ اللہ محدث حضرات سے کہا کرتے تھے: جو حدیث لوگوں کو سنا رہے ہو اس کی رکوعہ کر دو۔

محدث حضرات ان سے پوچھتے زکوٰۃ کس طرح ادا کریں؟ بشر اس حدیث کہتے تھے تم نے جو دوسو حدیثیں بیان کی ہیں ان میں کم از کم پانچ حدیثوں پر عمل کر لو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "ان چار غرض کے لئے دین کا علم حاصل کرنے والا جہنمی ہے۔" (۱) دین کی خدمت میں گئے لوگوں کو بحث و مباحثہ میں لگا کر اصل کام سے روکنے کی نیت سے دین کا علم حاصل کرنے والا۔

(۲) ناخواندہ جاہل عوام پر حدیث زنی کرنے کے لئے دین کا علم حاصل کرنے والا۔ (۳) جاہل عوام کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی نیت سے دین کا علم سیکھنے والا۔ (مقصد عوام کی صلاح نہ ہو صرف خود کو ان میں مقبول بنانا مقصود ہو) (۴) دین کے علم کو راجع بنا کر دولتمندوں سے مال ہونے اور گمراہ و حکمرانوں کا قرب حاصل کرنے والا۔

آتش کل پہنچے ملک میں ایسے لوگوں کی بڑی کثرت ہے۔ جو مختلف ہمسوں سے اخبارات و نیلی ویژن کی زینت ہوتے ہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں عالم کے لئے ان پانچ شرطوں پر عمل کرنا ضروری ہے علم حاصل کرنے اور علم حاصل ہو جانے کے بعد کی شرطیں

- (۱) ایک شرط یہ ہے پوری توجہ اور سکون سے اپنے استاد (عالم دین) کی بات کو سنو۔
- (۲) دوسری شرط اسے اپنے دماغ میں پوری طرح محفوظ کر لو (یا ذکر لو)۔

(۳) تیسری شرط بعد میں اسے بار بار اپنے دامن میں دہراتے رہو۔

(۴) چوتھی شرط اس پر پہلے خود عمل کرو۔

(۵) پانچویں شرط اسے دوسروں تک پہنچاؤ اس کی تبلیغ کرو اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دو۔

دس آدمیوں کو دس باتیں زیب نہیں دیتیں

حضرت ابو حفص رحمہ اللہ کہتے ہیں ان دس آدمیوں کو یہ دس باتیں زیب نہیں دیتیں۔ (۱) کے لئے مناسب نہیں)

- (۱) حکمران کو مزاج کی سختی (ظلم)
- (۲) دولتمند کے لئے بخل (کنجوسی)
- (۳) دین کے عالم کے لئے حرص و لالچ (طلب دنیا)
- (۴) درویش کے لئے ضرورت سے زیادہ دنیا کماتے کی دوزخ و صوب۔
- (۵) خاندانی شریف لوگوں کے لئے بے حیائی کے طریقے اپنانا۔
- (۶) بڑے حاکم میں جوانوں کی سی حرکتیں کرنا۔
- (۷) مرد کے لئے عورت کی مشابہت اور عورت کے لئے مرد کی مشابہت اختیار کرنا۔ اس صورت میں یہ بھی ہے کہ عورت مردوں جیسا لباس پہن لے۔ اور مرد عورتوں جیسا لباس پہن لے)
- (۸) متقی و پرہیزگار لوگوں کے لئے دنیا داروں کی خوشامد۔
- (۹) عابد کے لئے دین کے احکام سے ناواقف رہنا۔
- (۱۰) مومن کے لئے سخت دل ہونا۔

علمی مجلس کی فضیلت و برتری کا بیان

حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ”ایک روز رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرماتے تھے۔ باہر سے تین آدمی آئے ایک نے اہل مجلس کے درمیان جگہ دیکھی اور بڑھ کر وہاں بیٹھ گیا۔ دوسرا مجلس کے کنارے ہی بیٹھ گیا۔ تیسرا آدمی واپس چلا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے (جاری) گفتگو کرنے کے بعد فرمایا میں تمہیں ان افراد کے بارے میں بتائے دیتا ہوں۔ پہلے نے اللہ سے ٹھکانہ مانگا۔ اللہ نے اسے ٹھکانہ دے دیا۔ دوسرے نے اس خیال سے کہ اس کی وجہ سے دوسرے مسلمانوں کو تکلیف ہوگی۔ اللہ سے حیا کی اور مجلس کے کنارے ہی بیٹھ گیا۔ اللہ نے بھی اس کے ساتھ حیا کا برا تاؤ کیا۔ مگر تیسرے نے اللہ سے منہ پھیر لیا اللہ سے منہ پھیرنے والے سے اللہ بھی منہ پھیر لیتا ہے۔“

نیک لوگوں کے پاس بیٹھو

نعمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا بیٹے! اگر کہیں ایسے لوگوں کی محفل دیکھو جہاں اللہ کی باتیں ہو رہی ہیں تم بھی ان کے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ اگر تمہارے اندر علم و دانش ہے تو ان کے ساتھ بیٹھنے سے تمہارے علم میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ اور اگر تمہیں یہ باتیں معلوم نہیں تھیں تو اب معلوم ہو جائیں گی۔ جو تمہارے واسطے فائدہ مند ثابت ہوں گی۔ اور اللہ نے ان پر رحم و کرم کیا تم اس میں شامل ہو جاؤ گے۔

بروں کے پاس مت بیٹھو

اور ایسے لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جو خدا کی یاد سے غافل ہوں ان کے پاس بیٹھنے سے تمہارا اپنا علم بھی ضائع ہو جائے گا۔ بلکہ ان کے ساتھ بیٹھنے سے گمراہی میں پھنس جاؤ گے۔ اور اگر ان پر خدا کا عذاب نازل ہوا تم بھی اس میں پھنس جاؤ گے۔

زمین پر گشت کرنے والے فرشتے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے کچھ فرشتے ہر وقت زمین پر گشت کرتے

رہتے ہیں۔ جب وہ کوئی ایسی محفل دیکھتے ہیں جہاں لوگ اللہ کے ذکر میں مصروف ہوں۔ تمام فرشتے وہاں آ جاتے ہیں اور محفل کو چاروں طرف سے اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ اور ان کی باتیں سنتے ہیں۔ جب وہ آسمان پر واپس جاتے ہیں اللہ ان سے پوچھتا ہے تم نے میرے بندوں کو زمین پر کیا کرتے پایا اور کیا کرتے ہوئے چھوڑا؟ حالانکہ وہ اس کے بارے میں خود ہی سب کچھ جانتا ہے۔

فرشتے کہتے ہیں وہ تیری حمد و ثنا کر رہے تھے۔ تسبیح پڑھ رہے تھے اور تیرا ذکر کر رہے تھے۔ اللہ پوچھتا ہے اس کے عوض میں کیا چاہتے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں وہ جنت کے طلب گار ہیں۔ اللہ پوچھتا ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں نہیں۔

اللہ کہتا ہے اگر وہ اسے دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہوگا؟

فرشتے کہتے ہیں ان کی طلب اور شوق میں حریداً اضافہ ہو جائے گا۔

پھر اللہ پوچھتا ہے وہ پناہ کس چیز سے چاہتے ہیں؟

فرشتے کہتے ہیں وہ دوزخ سے پناہ چاہ رہے تھے۔

اللہ پوچھتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟

فرشتے کہتے ہیں نہیں۔

اللہ پوچھتا ہے اگر وہ اسے دیکھ لیں تو کیا ہوگا؟

فرشتے کہتے ہیں پھر وہ اس سے ڈر کر اور زیادہ دور بھاگیں گے؟

اللہ کہتا ہے میرے فرشتوں میں تمہیں گواہ بناتا ہوں میں نے ان کی بخشش کر دی ہے۔

فرشتے کہتے ہیں ان میں ایک بہت بڑا گناہ کار شخص بھی تھا۔ جو اس محفل میں شرکت کے لئے نہیں بلکہ اپنی کسی دوسری ضرورت سے آیا تھا۔ اور یہاں ویسے ہی بیٹھ گیا تھا۔

اللہ فرماتا ہے (کوئی بات نہیں) یہ وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے والے بھی میری رحمت سے محروم نہیں رہتا۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود کہتے ہیں مجھے دوست کی مثال عطر فروش کی ہے۔ اگر وہ تمہیں

کچھ نہ دے تب بھی اس کی خوشبو سے تمہارا بس معطر ہو جاتا ہے۔ اور برے دوست کی مثال وہاں

کی بھٹی کی طرح ہے کہ وہاں سے اپنے کپڑے جدا کر یا کم از کم ناک میں بدبو لے کر ہی اٹھو گے۔

حضرت کعب بن جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ نے مخلوقات پیدا کرنے سے پہلے دو طرح کی

تحریریں لکھ کر عرض کے نیچے رکھ لی ہیں۔ جن کا علم فرشتوں کو بھی نہیں۔

ایک تحریر یہ ہے (کاغذ پر لکھی ہوئی بات) ایک شخص سارے عمل نیک لوگوں جیسے کرتا ہے۔ مگر اس کا نعتنا بیٹھنا برے لوگوں کے ساتھ ہے۔ اللہ کہتا ہے میں اس کے نیک عملوں کو برائیوں میں تبدیل کر دوں گا۔ اور اسے قیامت کے دن ناسخ و فاسخ لوگوں کے ساتھ ہی اٹھاؤں گا۔ دوسری تحریر یہ ہے، ایک انسان گنہگار ہے۔ سب کام برے لوگوں جیسے کرتا ہے۔ مگر اس کا نعتنا بیٹھ نیک لوگوں کے ساتھ ہے اور انہیں سے اس کی دوستی ہے۔

اللہ کہتا ہے: میں اس کی ساری برائیاں نیکیوں میں بدل دوں گا۔ و قیامت کے روز اسے نیک لوگوں کے ہمراہ اٹھاؤں گا۔

نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھنے والا بہر حال قائمہ میں رہتا ہے۔ اگر وہ ان سے کچھ حاصل نہ بھی کر سکے تب بھی اللہ اسے ان سات (۷) خوبیوں سے نوازا دیتا ہے۔

(۱) اسے دین کا علم سکھنے والے طالب علم کا درجہ مل جاتا ہے۔

(۲) وہ جب تک وہاں بیٹھے گا۔ گناہوں اور فضول باتوں سے بچا رہے گا۔

(۳) وہاں سے اٹھے گا تو اللہ کی رحمت لے کر اٹھے گا۔

(۴) اس مجلس پر اللہ کی جو برکتیں اور رحمتیں نازل ہوں گی یہ بھی ان سے محروم نہیں رہے گا۔

(۵) جب تک وہاں بیٹھ کر ان کی باتیں سنتا رہے گا اس کے نام نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی۔

(۶) اہل محفل کے ساتھ یہ بھی فرشتوں کے ہزاروں کے سائے میں رہے گا۔

(۷) اس محفل کی طرف جاتے ہوئے اس کا ہر قدم گناہوں کا کفارہ اور درجات کی بلندی کا ذریعہ ہوتا ہے۔

ان سات خوبیوں کے علاوہ اللہ اسے حریہ چھ (۶) خوبیاں عطا کرتا ہے۔

(۱) اس کے دل میں دین کا علم رکھنے والے عالموں کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔

(۲) اہل علم کی باتیں سن کر ان پر عمل کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا علم دین سکھ کر عمل کرے وہ لے کو ملتا ہے۔

(۳) ان اہل محفل میں ہنسکی معفرت ہو جائے گی وہ اپنے ساتھ بیٹھنے والے کے لئے اللہ سے بخشش کی سفارش کرے گا۔

(۴) اس کا دل برے لوگوں کی باتیں سننے (اقتبول کرنے) سے بچا رہتا ہے

(۵) وہ دین کا علم حاصل کرنے والے نیک لوگوں کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے۔

(۶) اور اگر اس نے دین کی کچھ باتیں سکھ کر خود ان پر عمل کیا اور دوسرے لوگوں تک پہنچا دیں۔

تو یہ ان لوگوں میں شامل ہو جائے گا۔ جن کے ہرے میں خداوند کریم کا یہ ارشاد ہے۔

کو نوا رہائیں معا کتم تعلمون الكتاب - (۲۴ آج ۱۸)

ترجمہ (وگوئے) خدا پرست ہو کر رہو۔ تم کتاب ہدایت (قرآن وحدیث) کی تعلیم دیتے ہو۔

عالم وہ ہے۔ جو اللہ اور رسول ﷺ کے احکام سے واقف ہو۔ خود اس پر عمل کرتا ہو۔ اور

دوسرے لوگوں تک ان احکام کو پہنچاتا ہو اور ان کی تبلیغ کرتا ہو۔

ایک فلسفی کا قول ہے اس دنیا میں بھی اللہ کی ایک جنت ہے جو اس تک پہنچ گئی۔ اس کی

زندگی بہت آرام سے گزرتی ہے وہ جنت ہے اللہ کا ذکر۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

”ایک نیک آدمی کی ہم نشینی سے دو لکھ بری دوستیوں کے اثرات ختم ہو جاتے ہیں۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطاب فرماتے ہیں!

بہ اوقات ایک آدمی اپنے گھر سے نکلتا ہے اس کے گناہوں کا بوجھ کسی بڑے پہاڑ کے

برابر ہوتا ہے چلتے چلتے اس نے کسی عالم سے کوئی اچھی بات سن لی دل میں خدا کا خوف پیدا ہوا۔

گناہوں سے توبہ کر لی جب گھر لوٹا تو وہ گناہوں سے بالکل پاک تھا۔ لہذا علمائے دین کی باتیں

سننے رہوان کی محفلیں بڑی ہمارکت ہوتی ہیں۔

اللہ نے روئے زمین پر علم کی مجلس سے زیادہ ہمارکت چیز پیدا نہیں کی ہوگی۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا

قیامت کب واقع ہوگی؟

آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا: ”تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟“

اس شخص نے بتایا میرا روزہ نماز کا عمل تو کچھ ریہا وہ نہیں۔ البتہ میں اللہ اور اس

کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔

آپ ﷺ نے اس سے فرمایا ”انسان جس سے اپنی نسبت قائم کرتا ہے انہیں میں شمار ہوتا

ہے تو بھی جن سے محبت کرتا ہے ان کے ساتھ ہوگا۔“

روای حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ کی زبان سے یہ بات سن کر مسلمان اتنے خوش

ہوئے کہ میں نے اس سے پہلے کبھی اتنا خوش نہیں دیکھا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں تین باتوں پر میرا یقین ہے۔

(۱) اللہ جسے دنیا میں پنا دوست بنائے قیامت کو اسے غیر کے خوئے نہیں کرے گا۔

(۲) جسے اسلام نصیب نہ ہوا اسے کچھ نہ ملا۔

(۳) ہر انسان قیامت کے روز اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

(۴) اور چوتھی بات پر بھی قسم کھا سکتا ہوں اللہ نے دنیا میں جس کی پردہ پوشی کر لی۔ قیامت کے دن بھی اس کے محبوب ظاہر نہیں کرے گا۔

ایک روایت میں ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جب کچھ لوگ ایک جگہ جمع ہو کر اللہ کے دین کی باتیں ایک دوسرے سے سیکھتے اور

سمجھتے ہیں (جب یہ لوگ فارغ ہوتے ہیں) آسمان سے ایک اعلان ہوتا ہے۔ (اب

یہاں سے) خوش ہو کر انھوں میں نے تمہارے گناہ نیکیوں میں تبدیل کر دیے ہیں۔ اور تم سب

کی مغفرت کر دی ہے"

حضرت شیخ زاہدؒ کہتے ہیں میری مجلس میں تیس قسم کے آدمی ہو سکتے ہیں

(۱) کھلا کافر (۲) منافق (۳) سچا مومن

(۱) میں صرف خدا و رسول سے باتیں کرتا ہوں۔ جو انہیں نہ مانے وہ کھلا کافر ہے۔

(۲) اور جسے میری یہ باتیں منکر دل کی تنگی محسوس ہو۔ وہ منافق ہے

(۳) اور جس نے میری باتیں سن کر پچھلی زندگی سے توبہ کر لی اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کر

لیا وہ سچا مومن ہے۔

ہاں جیسے لوگوں کے ساتھ بیٹھتا ہے ان کی عادات اور حوصلوں کا اثر اس کی طبیعت پر بھی

پڑتا ہے۔ ذیل میں اس کی آٹھ (۸) مثالیں پیش کی جاتی ہیں:-

(۱) دولت مند کے ساتھ بیٹھنے سے دل میں دنیا کی محبت و خواہش پیدا ہوتی ہے۔

(۲) درویشوں کے پاس بیٹھنے سے طبیعت میں شکر اور اللہ کی بنائی نعمت پر خوش رہنے کا

بذریعہ بھرتا ہے۔

(۳) رشا و منکران کے ساتھ بیٹھنے سے حرور و تکبر پیدا ہوتا ہے اور دل غت ہوتا ہے۔

(۴) عورتوں کے ساتھ بیٹھنے سے طبیعت میں جہالت و شہوت اور طاقت بڑھتی ہے۔

(۵) بچوں سے زیادہ میل جوں طبیعت میں کھیل کود اور رقبت اور غیر و مہار کی بڑھ جاتی ہے۔

(۶) بد کردار افراد (برے لوگوں) کے ساتھ بیٹھنے سے انسان گناہوں کا عادی اور خدا کا

نافرمان ہو جاتا ہے۔ اسے توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔

(۷) نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھنے سے عبادت کا شوق پیدا ہوتا ہے اور انسان حرام کاموں

سے بچ جاتا ہے۔

(۸) علمائے دین کے پاس بیٹھنے سے علم و تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔

ان تین باتوں میں سونے سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔

(۱) وعظ و نصیحت کی محفل میں بیٹھ کر سونا

(۲) فجر کی نماز کے بعد سونا

(۳) عشاء کی نماز سے پہلے سونا۔

ان اوقات میں جسنا اللہ کو ناپسند ہے:-

(۱) جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے ہنسنا۔

(۲) اللہ کے ذکر کی محفل میں بیٹھ کر ہنسنا۔

(۳) قبرستان میں ہنسنا۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں اس چار چیزوں کا چھوٹ جانا انسان کی بہت بڑی بد نصیبی ہے۔

(۱) نماز جماعت میں تکبیر اولیٰ (تکبیر تحریر) کا چھوٹ جانا۔

(۲) وعظ و نصیحت کی محفل کا چھوٹ جانا۔

(۳) حج فرض ہوتے ہوئے اس کا چھوٹ جانا۔

(۴) عام دعوت جہاد کے وقت جہاد کا چھوٹ جانا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے "جس نے کسی عالم دین سے ملاقات کی اس نے گویا

مجھ سے ملاقات کی ہے اور جس نے عالم دین سے مصافحہ کیا۔ اس نے مجھ سے مصافحہ کر لیا جو کسی

عالم کی مجلس (وعظ) میں بیٹھ دو میرے ساتھ بیٹھا اور جو دنیا میں میرے ساتھ بیٹھا اللہ اسے

قیامت کے دن جنت میں میرے ساتھ بٹھائے گا۔"

حضرت حسن مہریؒ کہتے ہیں "حالموں کی مثال ستاروں کی سی ہے۔ ان سے رنگ

ہدایت حاصل کرتے تھے اور جب وہ چھپ جاتے ہیں۔ لوگ حیران رہ جاتے ہیں۔"

(اس بات پر کہ اب وہ کس سے راہ معلوم کریں گے۔) عام کی موت اسلام کا ایسا نقصان

ہے جس کی طافی ممکن نہیں۔

شکر کا بیان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس بندے سے خوش ہوتا ہے جو ایک نعمت (کھانا) کھا کر یہ پانی (کا یک گھونٹ) پی کر الحمد للہ کہتا ہے۔“

آخرت کے عزت دار لوگ

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ سے میں نے سنا ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں: ”جس روز اگلی پچھلی ساری مخلوق جمع کی جائے گی (قیامت کے دن) ایک اعان ہوگا آج سب کو معلوم ہو جائے گا ”عزت دار“ لوگ کون ہیں (اس آواز کو تمام مخلوق سنے گی) وہ لوگ انھیں کرسیاں آجائیں جو بستروں سے اٹھ اٹھ کر رات کو عبادت کیا کرتے تھے۔ ایسے لوگ انھیں گے مگر تعداد میں بہت تھوڑے ہوں گے۔ پھر اعلان ہوگا وہ لوگ سامنے آئیں جنہیں تجارت اور دیگر کاروباری مشغلہ اللہ کی یاد (نماز) سے غافل نہیں کرتے تھے۔ ایسے لوگ انھیں گے مگر ان کی تعداد بھی کم ہوگی۔ پھر اعلان ہوگا وہ لوگ انھیں کرسیاں آجائیں جو خوش مالی و رنگدستی (ہر حالت) میں اللہ کی حمد و ثنا (شکر) کرتے رہتے تھے۔ ایسے لوگ انھیں کرسیاں آجائیں گے مگر وہ بھی تعداد میں بہت تھوڑے ہوں گے۔ پھر اس کے بعد سب لوگوں کے اعمال کا حساب ہوگا۔

حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ہارگاہ خد وندی میں عرض کیا پروردگار! تو نے آدمی کو پیدا کیا اس کے جسم میں روح پھونکی۔ اسے جنت میں رکھا اسے فرشتوں سے مجبور کر دیا۔ وہ تیرے اتنے احسانات کا شکر کس طرح ادا کرے؟

اللہ نے فرمایا: موسیٰ! میں نے جب آدم ﷺ کو یہ سب باتیں بتائیں تھیں اس نے اس پر میری حمد و ثنا کی تھی بس یہی میرا ”شکر“ ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

وہ شخص دنیا و آخرت میں کامیاب و خوش نصیب ہے جسے یہ چار چیزیں مل جائیں۔

(۱) اللہ کا کر کرنے والی زبان۔

(۲) اللہ کا شکر ادا کرنے والا دل۔

(۳) مشکلات و مصائب برداشت کرنے والا (صابر) جسم۔

(۴) اور نیک مسلمان بیوی۔

مشہور ہے حضرت داؤد علیہ السلام یہ دعا کیا کرتے تھے اے اللہ! میں تجھ سے اپنے لئے چار چیزیں مانگتا ہوں:-

(۱) وہ زبان جو تیرا ذکر کرتی رہے۔

(۲) وہ دل جو تیرا شکر گزار ہو۔

(۳) وہ جسم جو مشکلات و مصائب مہر کے ساتھ برداشت کرے۔

(۴) اور وہ زندگی کی ساتھی (بیوی) جو دنیا و آخرت کے بنانے میں میری مددگار ہو۔

اور ان چار چیزوں سے مجھے بچائے

(۱) نافرمان ادا۔

(۲) بد مزاج بیوی جو مجھے وقت سے پہلے یوز حاکم کر دے۔

(۳) ایسا مال جو میرے لئے وبال جان بن جائے۔

(۴) اور ایسا پڑوسی جو میری خوبیوں کو چھپائے اور برائیوں کو اچھالے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے احباب سے پوچھا

تم لوگ آرام کی زندگی کسے کہتے ہو؟ ہر ایک نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق جواب دیا۔ حضرت

معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عافیت و آرام کی زندگی وہ ہے جس میں یہ چار چیزیں میسر آجائیں۔

(۱) رہنے کے لئے ایک گھر۔

(۲) ایسا ذریعہ معاش (رورگار) جس سے اسے حلال روزی مل سکے۔

(۳) نیک بیوی۔

(۴) اور ایسا پڑوسی جسے ہم پریشان کر سکیں نہ وہ ہمارے لئے پریشانی کا سبب ہو۔

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں جس آدمی کو یہ دو نعمتیں مل جائیں اسے اللہ کا شکر گزار ہونا چاہیے۔

(۱) اسے سرکاری کاروبار پریشان نہ کریں۔

(۲) طبیب (ڈاکٹر) کے پاس جانے کی ضرورت پیش نہ آئے۔

حضرت ابو بکر ابن عبد اللہ حنفی کہتے ہیں جو مسلمان ہے اور تندرست ہے اسے دین و

آخرت کی نعمت مل گئی۔

(۱) حمد رتی دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے۔

(۲) اور اسلام آخرت کی سب سے بڑی نعمت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:-

"اللہ کی بھلا کردہ دو نعمتوں سے انسان فائدہ نہیں اٹھاتا۔"

(۱) جسمانی تندرستی (۲) خوشی مالی

ایک نابھی بزرگ کا قول ہے:

(۱) اللہ کسی کو دولت دے تو اسے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

(۲) غم آئے تو توبہ واستغفار کیا کرے۔

(۳) اور تندرستی دہائی ہو تو کثرت سے لاحول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم پڑھا کرے۔

ایک روایت میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا "چار چیزوں کے کھانے سے برکت ہوتی ہے

(۱) حلال ہولہ و حلال ذریعہ سے حاصل ہوا ہو۔

(۲) کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھ لی جائے۔

(۳) کھانے میں دوسروں کو بھی شریک کر لیا جائے۔

(۴) اور کھانے سے فارغ ہو کر الحمد للہ کہہ لیا جائے۔ (یا کھانے کی دعا پڑھ لی جائے)

حضرت حسن علیہ السلام روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا

جو شخص اللہ کی عطا کردہ ہر چھوٹی بڑی نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اللہ اس سے بہت سے

بہتر نعمت عطا کرتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا مومن ہر حال میں کامیاب ہے۔ نعمت پر شکر

کرتا ہے اللہ (اس سے خوش ہو کر) اس کی نعمت میں اضافہ کر دیتا ہے۔ کوئی مصیبت آئے اور

اس پر صبر کر لے اللہ آخرت میں اس کا مرتبہ بڑھا دیتا ہے۔"

حضرت کمالیہ سے ایک شخص نے اس آیت کا مطلب پوچھا۔

ثم لتسئلن يومئذ عن النعم

ترجمہ تم سے اس (تیا جھکے) اس نعمتوں کا حساب لیا جائے گا۔

انہوں نے جواب میں فرمایا یہ وہ نعمتیں ہیں جو ہر انسان روزانہ استعمال کرتا ہے جیسے ٹھنڈا

پانی 'سایہ مکانات' ہیٹ بھر کر کھانا 'تندرستی اور میٹھی نیند کی لذت وغیرہ۔

مشہور ہے ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کے پاس اس طرح آئے کہ موٹی

اون کا لباس ریب تن اور موٹی اون کی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ سو پتھوں اور سر کے بال منڈے

ہوئے۔ بھوک سے چہرے کا رنگ بدما ہوا۔ بازوؤں در سینے کے باں بڑھے ہوئے ہیں۔ آتے

ہی پہلے السلام علیکم فرمایا پھر فرمایا اے بنی اسرائیل (حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد) ادین کو کم تر

درجے پر رکھو یہ تمہیں آسانی سے مل جائے گی۔ آخرت کی فکر کرتے رہو۔ آخرت کے معاملہ کو

بلکائے سمجھو۔ وہ ہم چیز ہے۔ جبکہ دنیا کی حیثیت اس کے مقابلہ میں بہت معمولی ہے۔ اور تمہیں ہر

وقت کسی۔ کسی طرح کے فتنے میں لھجائے رکھتی ہے۔ یہ دنیا کی فکر ایک خسار سے ارتقا کا

سودا ہے۔ مگر تم میرے بچے اتنی ہونڈیا کو حقیر سمجھو اور اس سے نفرت کرو۔ اگر تم ایسا نہ کر سکتے

تمہارا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ اے بنی اسرائیل عبادت گاہوں میں زیادہ وقت گزرا اور اللہ کی

عبادت میں لگے رہو۔ تم اس دنیا میں مہمان کی طرح ہو۔ تمہارے کھانے پینے کا انتظام اللہ کے

ذمہ ہے۔ کیا تم فضا میںڑتے پرندوں کو نہیں دیکھتے آدھ کوئی کھیتی باڑی نہیں کرتے آسمان کا خد

انہیں رزق دیتا ہے۔ اے بنی اسرائیل اجونی روٹی اور سزیایں کھایا کرو۔ تم اللہ کی اس نعمتوں

نعمتوں کا بھی شکر ادا نہ کر سکو گے۔ پھر تم اس سے بڑی نعمتوں کے طلب گار کیوں ہوتے ہو۔

حضرت سعید ابن جبیرؓ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں جنت میں سب سے پہلے وہاں فیل ہوگا

جو خوشحالی و تندرستی (ہر حالت) میں اللہ کا شکر ادا کرتا رہا۔

اللہ کی حمد و ثنا عبادات میں شامل ہے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے خدا کے نیک بندے اور

فرشتے اللہ کی حمد و ثنا اور اس کا شکر ادا کرتے رہے ہیں۔ اور جب تک قائم رہے گی حمد و ثنا کرتے

رہیں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو جہنم آئی انہوں نے الحمد للہ کہا۔ حضرت نوح علیہ السلام کو باران

کے ساتھیوں کو کشتی میں سوار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا

فاذا استوت ابن و من معک علی الفلک فقل الحمد للہ الہی

مجاننا من القوم الظالمین - (سورہ صافات: ۱۸)

ترجمہ جب تم اور تمہارے ساتھی کشتی پر پہنچ جاؤ تو کہو الحمد للہ (شکر ہے) (اللہ کا)

جس نے ہمیں ظالم قوم سے نجات دی۔

حضرت امیر المومنین نے اس طرح شکر ادا کیا

حضرت سلیمان نے اس طرح شکر ادا کیا:

و امتازو اليوم ايها الصغرىون

"اے مجرمو! (ایک حرف) الگ ہو جاؤ۔"

آخرت میں پہلی بار اہل ایمان اور اللہ کے نیک بندے اس طرح اللہ کا شکر ادا کریں گے۔

الحمد لله الذي نجانا من القوم الظالمين (سورة ممتحنة - ٢٨)

”شکر ہے اسی اللہ کا جس نے ہمیں ظالموں سے بچالیا۔“

دوسری بار ایل سرائے سے گزر جانے کے بعد مومن کہیں گے۔

الحمد لله الذي اذهب عنا الحزن طاب لنا لقاءه في مشكور

(سورۃ طہ، ۳۷)

”شکر ہے اس اللہ کا جس نے یہ رنجیدہ منظر (جہنم) ہم سے دور کر دیا۔ بے شک

ہمارا رب بہت مہربان (اپنے شکر گزار بندوں کا) قدردان ہے۔“

تیسری مرتبہ جب وہ آپ حیات کے چشمہ سے غسل کر کے جنت کی طرف دیکھیں گے تو کہیں گے:

الحمد لله هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

”شکر ہے مں اللہ کا جس نے ہمیں یہاں تک پہنچایا۔ اللہ ہمارے رہنمائی نہ کرتا

ہم یہاں تک پہنچ نہیں سکتے تھے۔"

جو بھی مار اس وقت جب جنت میں پہنچ جائیں گے اس وقت کہیں گے۔

الحمد لله الذي صفا وعده واورثنا الارض سوا من الحجة حيث نشاء

”اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے کیا ہوا اہتادہ و پورا کیا۔ اور ہمیں جنت کی سرزمین

کا ادارت بنادیا۔ ہم اس میں جہاں چاہیں رہیں۔“

پانچویں مرتبہ جب اہل جنت اپنی قیام گاہوں میں پہنچ جائیں گے تو اس طرح شکر ادا کریں گے۔

الحمد لله الذي اذهب عنا الحزن ان ربنا لغفور شكور O الذي

احلأ دارالمقامة من فضله

شکر ہے جس نے اللہ کا جس نے رنج و تکلیف کی بیوی ہم سے دور کر دی ب شک

ہمارا رب بہت مہربان اور (اپنے بندوں کا) قدر دان ہے۔ اس نے ہمیں اپنی

مہربانی سے ہمیشہ قائم و آباد رہنے والے گھر میں پہنچا دیا۔

اور چھٹی مرتبہ جنت میں کھانے سے فارغ ہو کر کہیں گے

الحمد لله رب العالمين

”شکر ہے اللہ کا وہ تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔“

ایک فلسفی کہتے ہیں ان تین باتوں پر ایک مسلمان کو بہر حال خدا کا شکر گزار ہونا چاہیے

(۱) ان اشرف المخلوقات (تمہہ مخلوق میں حب سے با عزت) ہے اللہ نے ہمیں اس مخلوق

میں پیدا کیا۔

(۲) سلام اللہ کا نازل کردہ آحری اس کے آخری محبوب نبی محمد ﷺ کا دین ہے۔ اللہ نے

ہمیں مسلمان بنانا۔

(۳) امت محمدی علیہ السلام کے آخری محبوب و خلیفہ حضرت محمد علیہ السلام کی امت ہے اللہ نے ہمیں اس

امت میں پیدا کیا۔

شکر کی دو قسمیں

عسکر کی دو قسمیں ہیں:

(۱) شکر جام (۲) قشربخام

() شکر عام یہ ہے کہ زبان سے شکر ہو، یہ جانے اور اللہ کی عطا کردہ نعمت کا اقرار و اظہار کیا جائے۔

(۲) شکر خاص یہ ہے نہاں سے نعمت کا اقرار اور شکر یہ ہے دل میں اس نعمت کی حقیقت پر

غور کیا جسم نے اعصاب، طاقت و پائے والی خدمت اور اس کے حکام کی تفصیل

ہے وقف روایا ہے۔ روایت کو قبول اور بقاء پاتوں سے چاروں
 ہے۔ غرض خود کو ہر اس چیز سے بچ کر رہا ہے جو اس کو اپنے والے کی مرضی
 اور احکام سے خلاف ہو۔

محمد بن عبید کہتے ہیں: شکر کا اظہار انسان کے ثل سے ہونا چاہیے۔ جیسا خداوند تعالیٰ
 کا ارشاد ہے۔

اعملوا آل داؤد شکراً

”اے آل داؤد! وہ عمل کرو جن سے نعمتوں کے شکر کا اظہار ہو۔“

عمر بن شعیب اپنے والد اور دادا کے واسطے سے روایت کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ فرمایا: ”جس شخص میں یہ دو باتیں ہوں اللہ اس کو سائر مخلوق
 ہے۔ یہ کراچی معاملات میں اپنے سے بہتر آدمی کی طرف دیکھے اور اس کو اقتدار کرے۔
 اور دنیاوی معاملات میں اپنے سے کم درجہ شخص کی طرف دیکھے اور اللہ کا شکر کرے کہ اس نے
 مجھے اس سے بہتر حالت میں رکھا ہے۔“

شکر یہ ہے کہ انسان اپنے دشمن کے مقام و مرتبہ کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کو مدد دے تاکہ
 ہوئے اس کا شکر ادا کرے۔

جو کچھ ملا ہے اس پر خوشی کا اظہار کرے۔

اپنے کسی عمل سے اس کی نافرمانی کا اظہار نہ ہو۔

محمد بن عبید کہتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اللہ ہے جس شخص کو یہ
 چار چیزیں مل کر دیں اسے ساری دنیا کی سلطنت سے بھی بڑی دولت مل کر دی ہے۔

(۱) خشیہ الہی نسبت کے ہر عمل سے خوف خدا کا اظہار ہو۔

(۲) خوشی و شکر: میں اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔

(۳) ہر حالت میں انصاف سے کام لے۔

(۴) خوشی و مسرت، ہر حالت میں اللہ کا شکر ادا کرتا رہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ سب سے زیادہ
 خوش نصیب کون ہے؟

انہوں نے جواب دیا: وہ خاک نشین جسے مذاہب کا خوف نہ ہو اور ثواب کا امیدوار نہ ہو۔

حلال کمائی کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص عداوت پر دیر سے رہا ہو اور اس کی حالت (تھک) کی حالت سے بچ جائے اپنے
 گمراہی کا خرچہ پر دیر سے اور اپنے ضرورت مند پر دیر سے بھی نہ کرے۔ اللہ قیامت
 کے روز اسے اس حالت میں اٹھائے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں سے پانچویں کی طرف چمک رہا ہوگا۔
 اور جس نے نقص دولت سے بچنے کے لئے حلال و حرام کی تمیز نہ کی ہو اور اس پر غرور
 بڑا ہو تو خداوند تعالیٰ قیامت کے دن اللہ اس سے ناراض ہوگا۔“

حضرت نصر ابن ابی نضر سے روایت ہے حضرت داؤد علیہ السلام جب باہر نکلتے تو اس میں ملنے والے
 ہر شخص سے یہ پوچھتے: ”اور ادا دے کیسے آدمی ہے؟“ ایک روز ان کو انسانی شکل میں حضرت
 جبرائیل علیہ السلام ملے ان سے بھی حضرت داؤد نے یہی سوال کیا بھلی دودھ سے کہیں دلی ہے؟
 حضرت جبرائیل نے جواب دیا: اچھا انسان ہے کہ وہ مسکینوں سے بیت المال
 (سرکاری خزانہ) سے اپنا خرچہ لینا چھوڑ دے تو زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ اللہ وہ دیندار پسند ہے جو
 محنت کر کے کماتا اور کھاتا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام یہ سن کر روئے ہوئے غریب (عیادت گاہ) میں گئے اور نماز ادا
 کرنے کے بعد نہایت خشوع و خضوع سے (روستہ کو گزرتے ہوئے) خدا سے دعا کی
 ”پروردگار! مجھے کوئی ہنر سکھا دے جس سے میں اس کے دریا اپنے ہاتھ سے اپنی روزی کمائوں اور بیت
 المال سے اپنا خرچہ نہ لے کر دوں۔“ اللہ نے ان کو ارہ (دبے سے بنا ہوا جنگی لباس) عطا کیا
 دیا۔ اور وہ لوگوں کے ہاتھ میں اتنا نرم کر دیا جیسے گندھ ہو آٹا ہوتا ہے اور جس طرح پوچھتے
 لوہے کی کڑیاں بناتے اور ذرہ بناتے رہتے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی عظمت کا مومنوں سے فارغ نہ کرنا تو اوقات ضروری میں یا
 کرتے۔ دیر نہ بنا کر وہ ہمارے فرائض کرتے۔ اس کی آمدنی سے پنا اور اپنے گھر والوں کا
 خرچہ چلاتے۔ کوئی سلطنت کا کام و خدمت خلق نے طور پر بنا لیا تھا کیا کرتے تھے۔ اس کا کر

قرآن کریم میں اس طرح کیا گیا ہے۔

إِنَّمَا لَهُ الْحَدِيدُ وَ عَلَمَاهُ صَعْدَةُ لِبُوسٍ لَكُمْ لِحْصَكُم مِّنْ بَاسِكُم

(سورۃ سبا: ۱۰ الانبیاء: ۸)

”ہم۔۔۔ ن کے لئے لوہے کا تہذیب کر دیا۔ ہم نے سکھا دیا ان کو پاس بنانے کا طریقہ جو جنگ میں تمہاری حفاظت کر سکے۔“

حضرت ثابت بنانیؓ کہتے ہیں صافیت (پرسکون زندگی) کے دس طریقے ہیں جن میں سے نو صیغہ خاموش رہنے میں۔ اور ایک گوشہ نشینی میں ہے اسی طرح عبادت کے بھی دس صیغے ہیں ان میں سے نو صیغہ حامل رواری کی تلاش میں اور ایک ننگی عبادت میں ہے۔

حضرت جابر ابن عبد اللہؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو شخص بھیک مانگنا شروع کر دے اللہ ست تباہ (بھارتی سی) بنا دیتا ہے۔ اور جو اس سے بچنا چاہے اللہ اسے بچا لیتا ہے۔ اور جو شخص اللہ سے غنا (ب نیاری صبر) طلب کرتا ہے اور اسے (فی صبر کرنا) کر دیتا ہے۔ (میرے نزدیک) کوئی شخص جنگل میں جا کر سوکھی لکڑیاں (جلانے کا ایندھن) لائے اور شام کو بازار میں، کرنہ دشت کر دے اس کے بدلے ایک سیر آدھا سیر گھوڑ لیکر کر گھر کی روزی کا انتظام کر لے۔ اس کہیں بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے بھیک مانگنا بھرے۔ کوئی اسے کچھ دیدے گا اور وہی سے (ذلت سے) دھتکار دے گا۔“

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

”حضرت ذکر یا عیسیٰ کا پیشہ نبوی (بزمی کا کام) تھا“ (وہ اس سے اپنی رواری کمایا کرتے تھے)۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کپڑے کی تجارت نہ کرو کیونکہ تمہارے (قریش کے) باپ حضرت ابو نعیمؓ بھی کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔“

وَلَوْ سَظَّ اللَّهُ الْوَرَقَ لَعَبَادَهُ لِبُغْوَالِي الْأَرْضِ

”اگر اللہ اپنے تمام بندوں کے لئے رزق کی فراخی کر دیتا۔ وہ زمین میں بھارت (فرد) پیدا کرتے۔“

حضرت شفیق ابن ابی نعیم اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں ”اگر اللہ تمام بندوں کو رزق میں خوشنمیل بنا دیتا اور انہیں بغیر محنت کے روزی ملتی رتی۔ ان کے پاس قاتو

وقت ہوتا۔ روئے زمین پر فتنہ و فساد پھیلے کی نئی نئی تہذیب سوچ کر ہنگامہ و فساد برپا کرتے۔ اللہ نے انسان کو محنت میں لگا کر اس فتنہ و فساد سے روکا ہے۔

حضرت عمرؓ فرمایا لوگوں سے کہا کرتے تھے ”لوگو! ہمت کرو تجارت کا پیشہ فقیر کر کے روزی کی دینا سامان بھی ہے۔ اور تم کسی پر بار بھی نہ ہو گے۔“

حضرت عبد اللہ ابن مبارکؓ کہا کرتے تھے جو شخص بازار (تجارت و محنت) دوری) کو چھوڑ دیتا ہے۔ اس میں مرد نہ پن نہیں رہتا اس کی زندگی تنگ ہو جاتی ہے۔

حضرت ابراہیم ابن یوسفؓ کہا کرتے تھے۔ لوگو! تجارت کا پیشہ اختیار کرو اس میں نفع بھی ہے اور انسان کی عزت بھی ہے۔

حضرت جابر ابن عبد اللہؓ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”جس نے کوئی پھندہ روز دشت لگایا یا کوئی کھیت بویا سب اس میں سے انسان چوپائے پرندے اور درندے جو کچھ بھی کھائیں گے وہ اس کی طرف سے صدقہ لکھا جائے گا۔“

حضرت انس ابن مالکؓ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”اگر (ایسے وقت پر) قیامت آجائے کہ تم گھوڑ کا پودا لگا کر پودے ہو تو اس پودے کو لگا کر اٹھنا۔“

حضرت کھولؓ روایت کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”(لوگوں کی) مہم جوئی بے جا تحریف (خوشامد) معذرتی اور مردوں کی طرح بیکار نہ پڑے رہو، سستی و کاہلی سے خود کو بچائے رکھو۔“

حضرت ابو الخارقؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ کہ ایک دیہاتی نو جوان سامنے سے گذر حضرت بوکرؓ اور حضرت عمرؓ نے اسے دیکھ کر کہا اگر اس کی یہ طاقت اور جوانی جہاد کی سبیل اللہ میں صرف سوتی تو بڑا ثواب پاتا یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

”اگر یہ (نوجوان) اپنے بوزمے ماں باپ کی خدمت کے لئے محنت کرتا ہے یہ بھی جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اپنی کم سن (چھوٹی) دکان کی پردہش کے لئے محنت کرتا ہے تب بھی جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف ہے۔ رُحور و شکاری میں دھوکے سے سامنے ہاتھ پھیلائے (بھیک مانگے) سے بچا ہے لئے محنت کرتا ہے تب بھی جہاد فی سبیل اللہ میں ہے۔ اور اگر شخص شہرت اور دنیا کاری (آٹھارے) کے لئے محنت کرتا ہے۔ تو یہ شیطنی راستہ پر چلتا ہے۔“

حضرت اس عمر میں روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا

"اللہ تعالیٰ اس مسلمان کو پسند فرماتا ہے جو اپنے اہل خانہ (بیوی بچوں) کی پرورش نہ ولی کامیاب محنت و زحمت سے کرے۔ ایسی ہی وہ اس (مسلمان و محی) پسند نہیں کرتا جو تندرست ہوتے نہ صراطِ یقین سے دنیا کو لے کر رہے۔ نہ اپنی آخرت سنوارنے کے لئے کوئی نیک کام کرتا ہے۔"

حضرت جعفر بن محمد نے اپنے والد کے اسٹے سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے گھر کی ضرورت کی چیزیں بازار سے سے خرید کر لایا کرتے تھے۔ صحابہؓ کو لایا کرتے تھے آپ ﷺ سے اس کی وجہ دریافت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو اہل بیت کے لئے لایا ہے جو شخص اپنے اہل و عیال و اپنی ضروریات سے دوسروں کی محتاجی سے بچانے سے خود محنت کرتا ہے۔ وہ جہاں تک سبیل اللہ میں مصروف ہے۔

حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں ایک شخص نے اپنی ضرورت کے لئے ضرورت سے کچھ سواں لیا۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا تیرے گھر میں کوئی چیز ہے؟

اس شخص نے بتایا ایک پھل ہوائی (بوریہ ہے) ہے جس پر ہم بیٹھتے ہیں رات کے وقت اس کا ایک حصہ ستر بنا کر بچا لیتے اور باقی حصہ اوزار لیتے ہیں اس سے طاوایک پیار ہے جس میں صاف حاتے اور پانی پیتے ہیں۔ اس میں پانی بھر کر غسل کرتے وقت سر پر مال لیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ دونوں چیزیں میرے پاس سے آؤ۔ وہ سے آیا آپ نے وہ دونوں چیزیں ہاتھ میں لے کر لوگوں کو دکھلاتے ہوئے فرمایا ولی اس دونوں کا خریدار ہے؟

ایک شخص نے کہا میں وہیں واپس درہم میں خرید سکتا ہوں۔ آپ نے پھر دوسرے فرمایا کوئی شخص ان دونوں کو ایک درہم سے زیادہ قیمت دے کر خریدنا چاہتا ہے۔

اس پر ایک دوسرے شخص نے کہا میں وہیں وہ دونوں درہم میں خرید سکتا ہوں۔ آپ نے وہ چیزیں اس خریدار کو دیدیں اور وہ درہم لے کر اس شخص (چیزوں کے مالک) کو دیدیتے۔ اور فرمایا ایک درہم سے گھر میں کھانے کی چیزیں خرید کر گھر پہنچا دے اور دوسرے درہم سے ایک کلباڑا خرید کر میرے پاس لے آئے۔ وہ شخص طلبہ کا خریدنے آئے۔ آپ نے اپنے اپنے دست مبارک (ہاتھ) سے اس میں لکڑی کا دستہ ڈالا۔ اور اس شخص کو کلباڑا دیتے ہوئے فرمایا (جنگل سے) "سڑیوں (اندھوں) کا کٹرا اور ہار میں بیچ کر پندہاؤں سے

پیشے میں تمہیں ادھر (سب سے بڑھتے) لے دیکھیں۔"

اوپنایا اور ان پندہاؤں میں دن میں محنت کر کے اس نے اس درہم کی سے جس میں چودہ اس سے گھر میں کھانے پینے کا سامان ڈالا۔ اور چوتھ سے پہلے سے پندرہ خرید لیا۔ اس کے بعد جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔

آپ نے فرمایا "کیا یہ اس سے بہتر نہیں کہ تو قیامت کے روز ٹھکانے تیری پیشانی پر بھینک کا سیاہی لگے دوزخ کی آگ میں جا کر ہی منایا جاسکتا تھا۔"

ایک فلسفی کا کہنا ہے اس ملک میں رہنا مناسب نہیں

(۱) جس میں ایک با اختیار نہ کم نہ ہو۔

(۲) انصاف کرنے والی عدالت نہ ہو۔

(۳) مضبوط تجارتی مراکز نہ ہوں۔

(۴) پینے کے لئے صاف سترے پانی کا انتظام نہ ہو۔

(۵) اور ماہر حکیم (مرض شناس) و ڈاکٹر نہ ہوں۔

ایک فلسفی سے کسی نے پوچھا کونسی کمالی (پیشہ بہتر) اختیار کرنا بہتر ہے؟

فلسفی نے جواب دیا وہ پیشہ اختیار کیا جائے جس کی عاقل کمالی سے دنیاوی حاجات پوری ہوتی رہیں۔ اللہ کی عطاات میں عمل نہ پڑے۔ اور آخرت سے ٹکے۔ اس میں سے چھو صدقہ و خیرات بھی کر دیا جائے۔

اس۔ بعد فلسفی نے مزید کہا جو کمالی وہ ہے جو حرام طریقہ سے شہمی کی جائے حرام جہد خرچ ہو اور جو باقی بچے وہ اللہ کے نافرمان لوگوں کے چھوڑ جائے۔

آخرت کے لئے صعب سے بدترین کمالی یہ ہے۔

(۱) شخص خد و بہت بھری سے حق بات کا انکار کیا جائے۔

(۲) گھر پر اسے ریا جائے۔

(۳) اور دنیا میں ظلم و فساد کی کوئی رسم و الہی جائے۔

کمائی کی خرابیاں اور ان سے پرہیز کا بیان

حضرت قتادہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا
"اگر تم چاہو میں قسم کھا سکتا ہوں کہ تاجر کھلا گھنگار ہوتا ہے"

حضرت قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: آپ اکثر فرمایا کرتے تھے

"میں حیران ہوں (آخرت میں) تاجر کیسے خلاصی (نجات) پائے گا۔ یہ دن بھر (محمّدی
پہن) قسمیں کھا رہا ہے اور رات بھر اپنی کمائی کے حساب کتاب سے اسے فرست نہیں ہوتی۔"
اہل علم و دانش کہتے ہیں دنیا کا نظام ان چار طبقوں سے وابستہ ہے۔

(۱) علماء لوگوں کو جائز و ناجائز (بھلے برے) کی تمیز کرتے ہیں اور ان کی رہنمائی کرتے ہیں۔

(۲) حاکم اس سے انتظامی معاملات وابستہ ہیں اور امن و امان کے ذمہ دار ہیں۔

(۳) فوج: ملکی سرحدوں کی حفاظت اس کی ذمہ داری ہے۔

(۴) صنعت کار و تاجر لوگ: ان کی ذمہ داری یہ ہے کہ دینت داری سے اہل ملک کو
ضروریات زندگی بہم پہنچاتے ہیں۔ یہ لوگ خیانت و بے ایمانی کریں گے تو لوگوں کا اعتماد
کھو دیں گے اور آخرت میں بھی اس کا جواب دینا ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تاجر اگر شریعت اسلام کے تجارتی اصولوں سے واقف نہ ہو
وہ سود خوری میں پھنس جاتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں سرکاری طور پر یہ حکم نافذ تھا۔

جو لوگ دین اسلام کے تجارتی اصولوں سے ناواقف ہیں وہ ہمارے بازاروں میں
تجارت نہ کریں۔

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے تجارت پیشہ لوگوں کی ظاہری شان و شوکت سے
دھوکا نہ کھاؤ اس خوبصورت لباس میں ایک نفع خور بھیڑیا پھپھو ہوا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کا یہ بھی قول ہے

(۱) مال داروں کے پڑوس میں نہ رہو۔

(۲) بازاروں، دوکانوں، چکر کرتے آن پڑھنے والے قاریوں پر احتیاط نہ کرو۔

(۳) درود صلا بھی صحیح بات نہیں کہتے جو امیروں اور حاکموں کے خوشامدی بنے ہوئے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: حال روزی کہنا پہاڑ کو اس کی جگہ سے بھر دوسری
جگہ منتقل کرنے سے مشکل ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں قیامت سے دن پر بندہ اسے پھر حال ضرور
کئے جائیں گے۔

(۱) جسمانی طاقت سے کیا کام لیا؟

(۲) عمر کا وقت کن کاموں میں صرف کیا؟

(۳) سکھے ہوئے علم پر کس طرح عمل کیا؟

(۴) مال کس طرح کمایا اور کہاں خرچ کیا۔

مومن منافق

ایک فلسفی کا قول ہے منافق حرم طبع اور لجاجت سے دنیا جمع کرتا ہے تم ہو جانے کے خوف
سے خرچ نہیں کرتا۔ خرچ کرتا بھی ہے تو ہاں جہاں ناموری اور شہرت مقصود ہو۔

مومن چار طریقہ سے بھی خدا سے ڈرتے ہوئے دنیا کی دولت کماتا ہے۔ شکر کرتے
ہوئے اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔

حضرت ابی ثبر مردہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

حیرت ہے انسان بیماری کے خوف سے جائز چیزوں سے پرہیز کر لیتا ہے۔ مگر دوزخ سے
خوف سے حرام چیزوں کو نہیں چھوڑتا۔

حرام خور پر جنت حرام ہے

روایت ہے ایک مرتبہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے صرف شکر کی بنا پر حیا ہوا کھانے سے کر
کے چہیت سے ہار نکال دیا اور فرمایا تھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے۔

"اللہ نے اس جسم کے لئے جنت حرام کر دی ہے۔ جس کی پرورش حرام خور سے ہوئی ہو۔"
حال روزی کی کمائی حاصل کرنے کے لئے پانچ باتوں کا قائل رکھنا ضروری ہے۔

(۱) کمائی کے خیال سے فرض مہربان چھوڑنے سے باز نہ رہنا۔

(۲) کمائی کے لئے کسی کو تکلیف نہ دے نہ کسی کو نقصان پہنچائے۔

ساتھ۔ گزرتا دیکھتے سے نہ ٹوٹے اور کوئی غریب آدمی نظر آتا اسے فوراً جاکر کھانے میں شریک کر لیتے۔ اور کب رستے تھے لوگ اس کو کھانے کی دعوت دیتے ہیں انہیں بھلا نہیں ہوتی۔ اور بھوکوں کو نہیں پوچھتے۔

نبی کریم ﷺ سے ایک شخص نے پوچھا: جنت میں کیا چیزیں ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تقویٰ اور اچھے خلاق والے جنت میں زیادہ ہوں گے۔ پھر اس شخص نے پوچھا: وہ کیا چیز ہے جس کی وجہ سے لوگ جہنم میں زیادہ جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں زیادہ تر لوگ مذہبان شرمگاہ اور بد اخلاقی کی وجہ سے جائیں گے۔

حسن اخلاق و صلہ رحمی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حسن اخلاق، پیروی کے ساتھ اور صلہ رحمی سے۔ ستیاں آیا رہتی ہیں ان میں ایسے والے لوگوں کی عمریں زیادہ ہوتی ہیں۔

حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں: سجدہ کے بعد حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہم "یہود آدمی ابو بکر بن عمر بن عبد الرحمن بن مسعود رضی اللہ عنہ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور (میں) عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ حاضر تھے۔ کہ ایک نوجوان آیا سامنے اور بیٹھ گیا پھر (نوجوان) نے آپ سے پوچھا: مسلمانوں میں سب سے چھ مسلمان کون ہے؟

سب سے اچھا مسلمان

آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: "جس کا اخلاق اچھا ہو۔"

پھر اس (نوجوان) نے پوچھا: مسلمانوں میں سب سے ہوشیار کون ہے؟

سب سے ہوشیار مسلمان

آپ ﷺ نے فرمایا: جسے ہر وقت موت یاد رہتی ہو۔ اس نے واسطے اچھی طرح تیاری کر چکا ہو۔ ایسے مسلمان زیادہ ہوشیار ہیں۔

نوجوان خاموش بیٹھ گیا۔

نبی کریم ﷺ ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

مہاجرین اور انصار کی جماعت اگر تم یہ پانچ چیزیں دیکھو اور خدا نہ کرے تمہیں ان کا

دیکھنا نصیب ہو۔ تم ان سے اللہ کی پناہ مانگو۔

پانچ برائیاں اور ان کے نتائج

(۱) جس قوم میں عام بے حیائی پھیل جائے اس میں ظالموں اور دوسری نئی نئی بیماریاں پھیل جاتی ہیں۔

(۲) لوگ باپ توں میں کمی کر لیں (تجارت میں بے یقانی و خیانت ہو) تو قحط پڑتا ہے مصائب عام ہو جاتے ہیں اور حکمران ظلم کرتے ہیں۔

(۳) لوگ زکوٰۃ دینا بند کر دیں۔ تو بارشیں نہیں ہوتیں۔

(۴) اللہ اور رسول کے حکام کو پس پشت ڈال دیں تو کوئی غیر قوم ان پر مسلط ہو کر انہیں غلام بنا لیتی ہے۔

(۵) حکمران بدلی کتاب (قرآن) پر عمل نہ کریں توں میں آپس میں دشمنیاں ہو جاتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو لوگ باہر حالت (غریبی) کی وجہ سے دوسروں کی ہائی مشکل اور نہیں کر سکتے انہیں چاہیے کہ وہ دوسروں سے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آئیں۔

حضرت نوس ابن سمعان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے نیکی (نیک عمل) اور گناہ کے متعلق دریافت کیا۔

گناہ کی پہچان

آپ ﷺ نے فرمایا: "میں اچھے خلاق کا ہمارے ہے۔ اگر گناہ یہ ہے کہ وہ تمہارے دل میں کھٹکے اور تم اسے دوسروں سے چھپانے کی کوشش کرو۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انسان کی عزت اس کی دینداری عقل و دانش اور خیر اخلاق سے ہوتی ہے۔

باعزت انسان

حضرت ابو ثوبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تمہارا حسن خلاق

آحمت میں تمہیں مجھ سے قریب کر دے گا۔ اور تمہیں میری پسندیدہ شخصیت بنا دے گا۔"

برائی کو اچھے اخلاق سے ختم کرو

حضرت امین عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اچھا خلق ہر ایسے کو اس طرح ازاد دیتا ہے جس طرح سورن کی کریمیں خیم کو ازاد دیتیں ہیں۔ اور بد خلقی انسان نے نیک مصلحتوں میں مبتلا کر دیتی ہے۔ جیسے شہزادہ کو کہ گلاب دیتا ہے۔“
حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: مجھے یحییٰ کا مامل بنا کر رخصت کرتے وقت نبی کریم ﷺ نے آخری نصیحت یہ فرمائی تھی:-

حسن اخلاق کی اہمیت

”معاذ ابن جبل انہوں سے حسن اخلاق کا بہتاد کرتا۔“

حضرت جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

خوش اخلاقی

”حسن خلق (انسانی مہربانی سے) ایک با خلق انسان کی ناک میں؛ نہ ہوئی تکمیل ہے جس کی رہی ایک فرشتے کے ہاتھ میں ہے جو اسے خیر (جہانی) کی طرف کھینچ رہا ہے اور خیر، جہانی اسے جنت میں پہنچا دے گی۔ اور اسی طرح بد اخلاقی دور رخ کے مذہب کی تکمیل ہے جس کی دور شیطان سے ہاتھ میں ہے۔ شیطان سے برائی کی طرف کھینچ رہا ہے اور بد خلقی اسے دور رخ میں پہنچا دے گی۔“
حضرت جابر ابن عبد اللہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”یہ دین (اسلام) دو دین ہے جو میں نے اپنے واسطے پسند کیا ہے۔“

دو عادتیں اسلام کا زیور ہیں

دو عادتیں اس میں حسن و کمال پیدا کرتی ہیں وہ دو عادتیں ہیں:-

(۱) سخاوت (۲) چھا خلاق اپنے، سلام کو ان دونوں سے مرین رکھو۔

ضروری باتیں:

میزبان

احوت میں زیادہ تکلف سے کام نہ لے سنت کے مطابق جو خوراک؛ سہلی سے دستیاب ہو
مہمان کو پیش کرو۔ کھانا مامل اور مامل عدلی سے حاصل کیا ہو۔ کھانے کا وقت نماز کے
وقت کا لیا کر رکھ کر مقرر کرے کہ نماز فوت نہ ہو۔

مہمان

مہمان کو پیش کرے جہاں بیٹھا ہے۔ جو کھانا پیش کیا جائے اس میں وہی سبب نہ نکالے
کھانے کے بعد میزبان کے لئے اللہ سے خیر و برکت کی دعا کرے

بخل سے بچنے کا طریقہ

ایک روایت میں ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جس نے اپنے مامل کی رقوم اور اپنی قوم کے مامل
مستحقوں کو نہ دیا، ہمارا اس نے حوالہ مل (لہوئی) سے چھینا۔

اللہ پر توکل (بھروسہ) کا بیان

حضرت حسینیؑ فرماتے ہیں: اپنی قوم سے فدا کیا کل (سندہ) نے اُنھیں اپنی گردن رکھ کر (کافران) اپنا رزق ہاتھ لے کر لے لیا۔

پھونکے پھونکے یزیدوں کو دیکھو! میں رزق دیتا ہے۔ اگر تم یہ کہو کہ میں نے بیت پھونکے ہیں تو پرندوں کو دیکھو! اگر کہو پرندے پرندوں سے ان پر رزق تلاش کرتے ہیں تو پھر ہماری بھاری جسم والے بچے پاویں اور درندوں کو دیکھو! وہ (بے اثر) ہیں نہ تیزی سے اور نہ سستہ (جس) ان سے بیت تھنے بڑے بڑے ہیں۔ اللہ ان کو بھی روزی پہنچاتا ہے۔

حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے: مجھے پرانا نہیں ملنے کی سزا تھی ہو یا کسی نہ ہو کیونکہ مجھے یہی معلوم نہیں کہ میری بھلائی میری پسند میں ہے یا ناپسند میں۔

حضرت مطلب ابن حنبلؒ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے جبرائیلؑ تم تک پہنچانے کا مجھے حکم دیا میں نے دو بات تم تک پہنچا دی۔ اور جن باتوں سے اس نے منع کیا میں نے ان سے تمہیں روک دیا۔ غور سے سوچو حضرت جبرائیلؑ نے مجھے بتایا کہ چاند اوروں وقت تک موت نہیں آئے گی۔ جب تک وہ اپنے مقدر میں لکھا ہو اور رزق نہ ملے اگر کسی کو اپنے رزق میں تاخیر محسوس ہوتی ہو تو وہ کوئی اچھا طریقہ اختیار کرتے ہوئے اسے تلاش کرے۔ جو اللہ سے بخیر لیا ہے تو اس کو راضی کر کے ہی لیا جاسکتا ہے۔"

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص طاقتور بن کر رہتا ہے اسے اللہ پر محروم رکھنا چاہیے۔"

جو شخص محتاج سے رہنا چاہے اسے اللہ کا خوف اس میں رکھنا چاہیے۔ جو شخص بیمار ہو اسے اللہ سے دعا کرنا چاہیے۔ (عیب مانگنے) سے بچنا چاہیے۔ اپنی اولاد پر محروم نہ ہونے کی دعا اللہ کا امیدوار رہنا چاہیے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: اللہ نے میری طبیعت فرمائی

توکل (پرہیزگار) کہ وہ ہے جس میں یہ تین باتیں موجود ہوں:۔
(۱) اپنے مقصد کے پورا ہونے کی اللہ سے پوری امید رکھنے
(۲) جو مل جائے اس پر خوش رہنے۔

(۳) کوئی نقصان ہو جائے تو اس پر صبر کر لے۔

حضرت مطیع ثقفیؒ نے حاتم ابن اسلمؓ سے پوچھا میں نے سنا ہے آپ نے بڑے بڑے سفر بغیر کسی سفر خرچ کے طے کئے ہیں۔

حضرت حاتم ابن اسلمؓ نے جواب دیا نہیں بلکہ یہ پانچ چیزیں میرا سفر خرچ ہوتی ہیں۔

(۱) میں نے دنیا کے تمام اطراف و جوانب و بندوں حکومت میں شامل بھی۔

(۲) تمام مخلوق اللہ کا کئیہ ہے۔

(۳) دنیا کے رائج و سہا پ اللہ کے قبضہ میں ہیں اور وہی سب کو رزق دیتا ہے۔

(۴) اور اللہ ہی کا حکم ہماری دنیا پر چل رہا ہے۔

ایک شخص نے حضرت ثقیفؒ سے کہا مجھے کوئی نصیحت فرمائیے۔

حضرت ثقیفؒ نے فرمایا: تین باتوں کا خیال رکھو۔

(۱) اللہ کی عبادت کرتے رہو (اللہ کا بندہ بن کر رہو) وہ تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔

(۲) اللہ کے دشمنوں کا مقابلہ کرتے رہو۔ اللہ تمہاری مدد کرتا رہے گا۔

(۳) اللہ کو اپنے وعدہ میں سچا سمجھو وہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں: اگر علماء علم و علم سے قندہاں و علم سے مستحق لوگوں تک پہنچا دیں۔ وہ اپنے وقت کے یا عمرت لوگوں میں شمار ہوں گے۔ اگر انہوں نے اپنا علم دنیا بھروسے کا وسیع بنالیا اور ناقدر سے دنیا داروں کے گھروں سے چکر کاٹنے لگے۔ تو وہ لوگوں کی نظر سے گر جائیں گے۔

اس کے بعد ابن مسعودؓ نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے

جس نے اپنے تمام غموں کو ایک غم یعنی آخرت کا غم بنالیا۔ اللہ اس کے ہر غم کو ختم کر دیتا ہے۔ اور جسے دیا کے غموں سے گھیر لیا۔ اللہ کو بھی اس کی پروا نہیں جہنم کے کسی حصہ میں گرے یا کسی حصہ میں رہا رہے۔

تورات میں لکھا ہے اے انسان! محنت کر میں تیرے واسطے رزق ہے اور نہ تیرے کھول

دوس کا۔ میرے احکام پر عمل کرنا مجھے اپنی مصیبتیں نہ سمجھا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں اسکا مومن پر نیچے دس سے اسیکام حاصل ہوتا ہے

(۱) یقین اللہ پر کامل یقین ہوس نے اپنے بندوں سے جو وعدے کئے ہیں وہ کبھی ضرور پورا کرے گا۔ اس نے رزق کا وعدہ کیا ہے وہ انسان کو ہر حالت میں ملتا ہے۔

(۲) عدل (انصاف) ہر دوست و دشمن سے انصاف پایا جائے نہ اگر کسی کا حق آپ نے اوپر ہے اسے فوراً ادا کر دیں۔ اگر کسی پر آپ کا حق ہے تو اس سے نرمی اور سہولت کا برتاؤ کریں۔

(۳) مر ائماناں پر توجہ مثلاً حالات آج میں تو ٹھہرا کر چیخ و پکار شروع نہ کر دے بلکہ صبر و سکون سے انھیں برداشت کرے اور اللہ سے دعا کرتا رہے کہ ان حالات سے نجات دے کیونکہ اللہ ہی انسان کو مشکلات سے نجات دے سکتا ہے۔

(۴) جہاد خود وراپے دین کو دشمن کے ہتھکنڈوں سے بچانے کی کوشش کرتا رہے۔ خصوصاً شیطان (جو اس کا رلی دشمن ہے) سے ہمیشہ چوکن رہے وہ مختلف طیلے بہانوں سے اس پر اور اس کے دین پر حملے کرتا رہتا ہے۔

حضرت شفیق علیہ نے حضرت حاتم ابن اسلم سے پوچھا تم نے زندگی میں کیا سیکھا ہے؟ حاتم ابن اسلم نے جواب دیا میں نے تیس سال کے تجربے سے چھ نصیحتیں حاصل کی ہیں اگر میں نے اس پر عمل کر لیا تو دنیا کے بہت سے تقنوں سے بچ جاؤں گا۔

(۱) میں نے قرآن کریم کی اس آیت پر غور کیا۔

وَمَنْ دَابَا فِي الْأَرْضِ الْأَعْلَىٰ ذَلَّهَا (سورہ ہود ۶)

”زمین پر چلتے پھرنے والے ہر (جاندار) مخلوق کو رزق پہنچانے کی ذمہ داری اللہ پر ہے۔“

میں نے محسوس کیا اللہ کی اس مخلوقات میں سے ایک مخلوق میں بھی ہوں اس نے جو میرا رزق میرے واسطے مقدر کر دیا ہے وہ مجھے ضرور ملے گا۔ کیونکہ اللہ کسی کو بھول نہیں۔ وہ جہاں ہاتھی جیسے بھاری بھرکم جانور کا بیت بھرتا ہے وہاں ہچکچسی اور چوٹی جیسے چھوٹے جانوروں کو بھی ان کی خوراک پہنچاتا ہے۔

(۲) پھر میں نے اس آیت پر غور کیا۔

انما المؤمنون اخوة (سورہ ہجرات ۱۰)

”سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔“

اس سے میرے دل میں یہ مسلمان کے سے محبت پیدا ہوئی۔ بھائی بھائی سے حسد نہیں رہتا میرے دل میں ہی مسلمان کے لئے حسد اور دشمنی نہ رہی۔ اب حالت یہ ہے کہ مشرق میں کسی مسلمان کوئی تکلیف پہنچتی ہے میں محسوس کرتا ہوں یہ تکلیف مجھے پہنچتی ہے۔ اور مغرب میں کوئی خوش ہوتا ہے میں بھی خوش ہوتا ہوں۔

(۳) میں نے محسوس کیا کہ اس دنیا میں ہر آدمی کو نہ کسی شخص یا عمل و پسند کرتا ہے۔ میں نے اللہ کی عبادت کو اپنا دوست بنالیا۔ کہ اس فانی دنیا کی ہر چیز میرے ساتھ چھوڑ دے گی۔ مگر اللہ کی عبادت قبر میں میدانِ حشر میں اور پل صراط سے گزرتے وقت غرض ہر لمحہ میرے ساتھ رہے گی۔ لہذا میں نے ہر چیز کو چھوڑ چھوڑ کر عبادت سے دوستی کر لی۔

(۴) میں نے محسوس کیا یہاں ہر آدمی کے ساتھ کوئی نہ کوئی دشمن بھی لگا ہوا ہے۔ ہذا دشمن اور اس کی دشمنی سے بچ کر رہنا چاہیے مجھے اپنے دو دشمن نظر آئے ایک کافر انسان اور دوسرا شیطان کافر انسان زیادہ خطرناک دشمن نہ تھا اگر وہ مجھے ہلاک کر دیتا ہے تو میں شہادت کا درجہ پالیتا ہوں اور میں اسے مار دیتا ہوں تو غازی کہلاتا ہوں اور آخرت میں مجھے اس کے خلاف جہاد کرنے کا ثواب مل جاتا ہے۔

مگر دوسرا دشمن زیادہ خطرناک ہے اس میں سے دیکھ نہیں پاتا اور وہ چھپ کر وار کر جاتا ہے۔ وہ دشمن شیطان ہے جو ہر وقت اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ مجھے صحیح راستہ سے ہٹا کر غلط راستہ پر لے جائے جو سیدھا جہنم کی طرف جاتا ہے لہذا میں نے ہر چیز کی دشمنی چھوڑ کر شیطان کو اپنا سرورل کا دشمن سمجھ لیا اور اب میں اس سے ہتھکنڈوں سے بچنے کی کوشش کرتا رہتا ہوں۔

(۵) قبر میں نے دیکھا کہ ہر انسان کا ایک گھر ہوتا ہے۔ میں نے قبر و پنا گھر سمجھ لیا اور اس کی تعمیر شروع کر دی۔

(۶) موت میں نے دیکھا یہاں ہر کوئی دوسرے کو اوصاف پھر رہا ہے معلوم ہو موت کا فرش میری تلاش میں ہے میں نے اس کے ساتھ چھپنے کی تیاری شروع کر دی۔ اب جب وہ آئے گا مجھے اس کے ساتھ جانے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔

یہ باتیں سن کر حضرت شفیق علیہ نے فرمایا واقعی اگر ان پر عمل کیا جائے تو ہماری

نجات ہو سکتی ہے

حضرت ابو بکرؓ روایت کرتے ہیں ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کو یہاں تک کہا اے اللہ کے نبی! مجھے یہ بتائیے میں اپنی ادنیٰ کو کھلا چھوڑ دوں اور اللہ پر بھروسہ کروں یا کسی ایک جگہ اس کا پیر باندھ کر اسے تھادوں اور پھر اللہ پر بھروسہ کروں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کا پیر باندھ کر تھادو اور پھر اللہ پر بھروسہ کرو۔“ ایک بزرگ کہتے ہیں اللہ کے ولی میں یقین خصوصیتیں ہوتی ہیں۔

(۱) اللہ پر کامل بھروسہ۔

(۲) اپنی ہر ضرورت پوری کرنے کی اللہ سے درخواست کرنا۔

(۳) اور ہر دینی و دنیا معاملہ میں اللہ کے حکم پر عمل کرنا۔

دنیا والے کس کی عزت کرتے ہیں

حضرت فضیل ابن عیاض کہتے ہیں:

ماں لوگ اس شخص کی عزت کرتے ہیں جو اپنی ضروریات کے لئے ان کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے اور وہ شخص عوام کی نظر سے گر جاتا ہے جو اپنی ہر ضرورت کے واسطیان کی طرف دیکھتا ہے۔

اللہ کس بندے کو پسند اور کس کو ناپسند کرتا ہے

اللہ اس بندے کو پسند کرتا ہے جو خود کو اس کے سامنے یقین بنا کر پیش کرے اور اپنی ہر ضرورت کے لئے اس کے سامنے ہاتھ پھیلا کر دعا کرتا رہے۔ اور وہ اس بندے کو پسند نہیں کرتا جو اپنے غرور و غمنہ میں پھنس کر اس سے بے نیازی برتا رہے۔ اور اپنی ضروریات کے لئے دنیا کے سامنے ہاتھ پھیلاتا پھرتا رہے۔

حضرت لقمانؓ کی بیٹی کو نصیحت

حضرت لقمانؓ نے اپنی وفات کے وقت بیٹی کو نصیحت کی اور فرمایا بیٹی! چھ باتوں کو ہمیشہ ذہن میں رکھو

(۱) دنیا جاہ طریقے سے جتنی ہی کم و بختی زندگی کے لئے ضروری ہے۔

(۲) اللہ کی اتنی عبادت کر جو تیری دنیا اور آخرت سنوار دے۔

(۳) آخرت کی ہمیشہ کی زندگی کے لئے پوری طرح مہم تیار کر۔

(۴) جہنم کے عذاب سے بچنے کے لئے اپنے نیک عمل و اللہ سے استغفار کر کہ تجھے اپنی نجات کا یقین ہو جائے۔

(۵) گناہ کرنے سے پہلے یہ سوچے کہ کیا تو اس کے بدلہ میں اللہ کی طرف سے دی جائے والی سزا کو برداشت کر سکتا ہے؟

(۶) گناہ کے لئے ایسی جگہ تلاش کر جہاں تجھے اللہ شد دیکھ رہا ہو۔

یقین اور توکل میں فرق

یقین یہ ہے کہ اللہ نے آخرت میں جن چیزوں کا وعدہ کیا ہے ان کا یقین رکھ جائے۔

اور توکل یہ ہے کہ اس دنیاوی زندگی میں اللہ نے جو کچھ دیے یا ہم پہنچانے کی ذمہ داری لی ان کے چاند و ریج سے حصوں کی کوشش کرتے ہوئے اللہ پر بھروسہ رکھ جائے۔

حضرت یعلیٰ ابن مرہمہ کہتے ہیں ہم ایک رات حضرت علیؓ کی رہائش گاہ کے باہر پہرہ دے رہے تھے۔ حضرت علیؓ نماز فجر کے لئے ہا ہر آئے تو انہوں نے ہم سے پوچھا تم

لوگ یہاں کیوں کھڑے ہو؟ ہم نے عرض کیا آپ کی حفاظت کے لئے پہرہ دے رہے ہیں۔

حضرت علیؓ نے ہم سے پوچھا تم کن سے میری حفاظت کرنا چاہتے ہو زمین والوں یا

آسمان والوں سے؟

(راوی کہتے ہیں) ہم نے عرض کیا زمین والوں سے آپ کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا تمام فیصلے آسمان پر ہوتے ہیں وہاں سے میری موت کا فیصلہ ہوگا تو

کوئی مجھے بچا نہ سکے گا۔

تقویٰ کا بیان

حضرت قتادہؓ کہتے ہیں حضرت عبد اللہؐ میں مطرف اللہؐ وہ نیک بندوں کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں تمہیں وہ آدمی ملیں گے جن سے ایک شخص بہت روزے رکھتا، کچھ سے نمازیں پڑھتا ہے اور صدقہ و خیرات کرتا ہے لیکن دوسرا شخص اتنا کچھ نہ کر سکتے ہے یا جو اس سے افضل اور رتبہ میں بڑھا ہوا ہے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کس لئے؟

عبد اللہؐ میں مطرفؓ۔ ہوا اب میں کہ اس نے کہ وہ (دوسرا شخص) حرام و حلال میں تمیز کر سکتا ہے اس لئے حرام چیزوں سے بچتا رہتا ہے۔ اور حرام چیزوں سے چٹائی تقویٰ ہے جس کی قرآن کریم میں بار بار ترغیب دی گئی۔

جنت کے ضروری عمل

انسان میں ایک پندرہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم مجھ سے چھ باتوں کا عہد کرو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں:-

- (۱) جھوٹ نہ بولو۔
- (۲) وعدہ خلافی نہ کرو۔
- (۳) امانت میں خیانت نہ کرو۔
- (۴) غیر محرم عورتوں کی طرف نہ دیکھو۔
- (۵) زنا سے دور رہو۔

(۶) حرام چیزوں سے پرہیز کرو۔ جنت حاصل ہو جائے گی۔

حضرت عمران بن حصینؓ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میرے بندے! میں نے جو کچھ پر غرض کیا ہے اس سے پورا کرنا رہو۔ تو سب سے بڑا عہد (عبادت گزار) ہوگا۔ جس سے میں نے روکا ہے اس سے بچاؤ تو سب سے بڑا تقویٰ (پرہیز گار) ہوگا۔ میرے وعدہ کردہ رزق پر میری طرف سے بڑا نعمی (دولت مند) ہوگا۔

حضرت عیسیٰ بن عیاضؓ کہتے ہیں پانچ باتیں خوش نصیبی کی ثانی ہیں۔

(۱) دل میں (اللہ پر) کامل یقین۔

(۲) دین کے احکام کے مطابق تقویٰ اختیار کرنا۔

(۳) غیر ضروری دنیاوی اشیاء سے پرہیز۔

(۴) آنکھوں میں شرم و حیا۔

(۵) اور عام روش میں عاجزی و انکسار۔

اسی طرح یہ پانچ باتیں ہدایت کی علامت ہیں۔

(۱) سخت دل ہونا (۲) شوخ چٹخی (۳) بے حیائی

(۴) دنیا کمانے کی حرص (۵) لمبی لمبی امیدیں باندھے رکھنا۔

حضرت عمرؓ بن خطابؓ فرماتے ہیں ہم تقویٰ کی وجہ سے مشتبہ (وہ چیزیں جن کے حلال یا حرام ہونے کے بارے میں کوئی واضح حکم شریعت میں موجود نہ ہو)۔ بچے رہنے کے خیال سے اس حلال چیزوں سے نوک چھوڑ دیا کرتے تھے۔

ایک دانشور کا قول ہے یوں تو پوری دنیا ہی سمجھ میں نہ آئے وہاں بلکہ ہر انسان چیز ہے مگر پانچ چیزوں پر زیادتی ضرورت ہوتی ہے۔

(۱) اس انسان پر جو خود کو تمام مخلوقات سے بہتر اور عقلمند سمجھتے ہوئے بھی اپنی فالتو دولت اس دن کے لئے تو شہ آفرین بنا کر آگے نہیں بھیجتا جس دن (روز قیامت) اسے سب سے زیادہ اس کی ضرورت ہوگی۔

(۲) اس زبان پر جو اپنے دل کی پسند پر فضول باتیں کرتی رہتی ہے مگر اللہ کے ذکر و قرآن کی تلاوت نہیں کرتی۔

(۳) اس تندہ دست انسان پر جو کوئی مشقت کا کام بھی نہیں کرتا اور پھر بھی مہینہ میں کم از کم تین روزے بھی نہیں رکھتا۔ اسے چٹا چٹا پیسے بیدار نہ آتا حرمت میں بہت کام دیکھئے۔

(۴) اس انسان پر جو رات بھر بستر میں پڑا سوتا رہتا ہے یہ کیوں نہیں سوچتا تہجد کی اس دو راتوں میں بڑی برکت ہے اور رات کو کچھ کر دو رکعت نماز پڑھ لیا کرے۔

(۵) حیرت ہوتی ہے ایسے انسان پر جو اللہ کے سامنے بڑی جرأت و سبکدوشی سے وہ کام کرتا رہتا ہے جس سے اس نے اسے منع کیا۔ حالانکہ اسے یہ بھی معلوم ہے کہ قیامت کے روز اللہ کے حضور پیش ہو کر ہر چیز کا جواب دینا ہے۔

”وردہ جب خرچ کرتے ہیں ہے یا خرچ نہیں کرتے۔ (راہ خدا میں خرچ کرتے ہوئے) کچھ کی کرتے ہیں بلکہ میانہ روی اختیار کرتے ہیں۔“

(۸) متقی انسان غرور و غمنہ نہیں کرتا لوگوں میں بڑا فتنہ مگر میں پڑتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

مک النار الاخرة جمعها للدين لا يريدون علوا في الارض والافساد
”یہ آخرت کا (آرام دہ) گھر (بنت) ہم اس لوگوں کے مخصوص کرتے ہیں جو زمین میں ملندی، برتری (غرور) کے خیال میں نہیں پڑتے ورنہ فساد و پھیل جاتے ہیں۔“
(۹) متقی انسان نماز کا پابند ہوتا ہے۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ کا حکم ہے۔

حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى وقوموا لله قانتين (سورہ بقرہ ۲۳۸)
”نمازوں کی پابندی کر، خصوصاً درمیان نماز (وقت پر راضی) کا خاص خیال رکھو۔ اور اللہ کے حضور عاجزی و انکسار کے ساتھ کھڑے ہوا کرو۔“

(۱۰) متقی انسان سنت نبوی کا پابند ہوتا ہے اور مسلمانوں میں تفرق بازی نہیں کرتا بلکہ مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد قائم رکھنے کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
و ان هذا صراطي مستقيماً فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بكم
عن سبيلہ ذالکم و شکم به لعلکم تتقون۔ (سورہ النعام ۱۰۳)

”اور یہ میرا (مستقیم) سیدھا راستہ ہے اس پر چلے آؤ تفرق رستوں پر نہ چلو وہ تمہیں (اختلاف میں ڈال کر) منتشر کر دیں گے اللہ نے تمہیں یہ حکم دیا ہے تاکہ تم متقی ہو کر رہو۔“
حضرت محمد ابن عبد القلی کہتے ہیں مسلمانوں کو پابندی ہے کہ ان تین باتوں کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔
(۱) خدا کے حکامات سے سرکشی نہ کریں۔ کیونکہ اس کا وہاں اسی سرکشی پر پڑتا ہے چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

(سورہ بقرہ ۲۲)

انما بعثکم علی انفسکم

”تمہاری سرکشی تمہاری اپنی ذات پر وبال جان بنے گی۔“

(۲) کسی سے دھوکہ نہ دیا جائے کیونکہ دھوکہ بازی کا برا نتیجہ مکارا آدمی اور دھوکا پر کوئی ممکن پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ولا یحق المکر التبیی الا باعلہ

(سورہ قلم ۳۳)

”دھوکا دہی کا برا انجام خود دھوکا باز کو بھگتنا ہوگا۔“

(۳) کسی سے بد عہدی و وعدہ خلافی نہ کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فمن مکث فاسما بکنت علی مصدہ

(سورہ اناج ۲۰)

پھر جو شخص عہد توڑے گا اس کے عہد توڑنے کا وہاں کسی پر پڑے گا
حضرت ابراہیم ابن ابراہیم کہتے ہیں تقویٰ کے تین درجے ہیں۔

(۱) تقویٰ کا اول درجہ: حرام چیزوں سے پرہیز کیا جائے۔

(۲) تقویٰ کا دوم درجہ: حرام چیزوں سے استقامت میں احتیاط سے کام لیا جائے۔

(۳) تقویٰ کا تیسرا درجہ: مشتبہ (بے شک و یقین) چیزوں میں احکام اللہ میں سے پرہیز کیا جائے۔
فکر کی دو قسمیں ہیں ایک صحیح و سچی فکر دوسری نقصان دہ۔

(۱) فائدہ مند فکر: وہ فکر ہے جو آخرت کو سنوارنے کے متعلق ہوتی ہے۔

(۲) نقصان دہ فکر: دنیا کی دولت جمع کرنے کی فکر نقصان دہتی ہے۔

(۱) اصل تقویٰ یہ ہے کہ انسان حرام کی طرف توجہ نہ دے۔ اپنی نظر حرام سے بچائے۔

(۲) اپنی زبان کو نجاست سے بچائے۔

(۳) اور اپنے جسم کے تمام اعضاء کو حرام سے دور رکھے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رطقت میں شام سے بڑے بڑے برتنوں میں زیتون کا تیل آیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پیا۔ کے در بعد لوگوں میں تقسیم کر دیا ہے تھے پیا۔ جب خانہ پر لے رہے تھے ان کے پیچھے (چھوٹے) بیٹے جو اس وقت ان کے ساتھ تھے پیالہ سے پانی پیتے۔ کہہ رہے تھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا معصوم ہوتا ہے تمہارے ہاتھ مس ہوں گے تیل سے پیا ہے۔ یہ فرماتے ہوئے پچھ کو حجام کے پاس بھا کر اس کے سر کے بال منڈوا دیئے۔

ایک دفعہ حضرت ابراہیم ابن ابراہیم نے ایک گدھا کر یہ پر لیا اور اس پر سوار ہو کر سفر پر روانہ

ہوئے۔ راستہ میں ایک جگہ ان کا کوڑا ہاتھ سے گر گیا۔ گدھا سے اتر کر پیچھے گئے اور کوڑا اٹھ کر لے آئے۔ لوگوں نے کہا: ”آپ نے اپنے گدھے کو ہی واپس موڑ لیا ہوتا؟“ فرمایا میں نے سفر پر جانے کے لئے گدھے کو اتر یہ پر لیا ہے اسے واپس لے جا کر لے گا کر ایسے طے نہیں ہوا تھا۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ جا رہا تھا آپ ﷺ ایک گدھے پر سوار تھے جس کی پیٹھ پر پالان کا کپڑا بندھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا معاذ جانتے ہو اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے؟“ میں نے عرض کیا: ”لقد دروس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔“

فرمایا: ”(بندوں پر اللہ کا یہ حق ہے)“ ”وہ (بندے) صرف اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اور کیا تم جانتے ہو کہ اللہ پر بندوں کا کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ پر (بندوں کا) یہ حق ہے کہ وہ انہیں جنت میں داخل کر دے۔“

حیاء کے بیان میں

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ انصاری روایت کرتے ہیں چار عادتیں حیاء کی خصوصیت ہیں۔

(۱) خوشبو لگانا (۲) نکاح (شادی) کرنا

(۳) مسواک کرنا (۴) حیاء

حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”عام لوگوں کو نبیوں کی صرف ایک بات یاد رہی ہے جسب تیرے اندر حیاء نہ رہے تو جو چاہے کرتا پھرے۔“

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ سے اس طرح حیاء کرو جیسے کا حق ہے۔ صحابہ نے عرض کیا اللہ کا شکر ہے ہم اس سے حیاء کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ نہیں بلکہ اصل حیاء کرا جیسے حیاء یہ ہے جو اللہ سے پوری طرح حیاء کرتا ہے تو اسے چاہئے اپنے سر کی حفاظت کرے، دماغ سے کوئی گنہ کی بات نہ سوئے۔ آنکھوں کو غیر محرم کی طرف نہ منے سے پچائے اپنے دل کو برے خیال سے اپنے پیٹ کو حرام خوراک سے بچائے۔ سوت اور اس کے بعد اپنی بوسیدہ ہڈیوں کا خیال کرے۔ جو حرمت کی کامیابی چاہتا ہے دو دنیاوی زندگی کی زرب دوزخیت میں نہ پڑے جس نے یہ کچھ کر لیا۔ اس نے اللہ سے حیاء کا حق ادا کر دیا۔“

حضرت حسن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں لے جائے گا۔

بنہ حیائی، (خدا کے احکام سے) نافرمانی ہے اور نافرمانی دوزخ میں لے جاتی ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے تین دفعہ مر کر جی انھن اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں کسی کو بے پردہ دیکھوں یا کوئی مجھے بے پردہ دیکھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے اللہ کسی کے بے پردہ دیکھنے والے درخشاں کو بے پردہ ہونا اور اس کے لئے اوونوں پر لعنت کرتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مشرک مرد (جو پہلے عورت میں ہوتا تھا) یا ان کی طرف سے
بولتے ہیں (میں بغیر زیر جوار (تہنہ) کے داخل ہونا چاہتا ہوں)۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: "نظر و غیرہ کی طرف سے ہے یا وہ۔ یہ تو ان سے
شہوت پرستی ہے۔"

ایک امام سے لوگوں نے پوچھا: "فاسق (مرد کا) سے کہتے ہیں؟"
امام نے جواب دیا: "جو اپنی ناک و لوگوں سے کہ وہ میں تاک جاتا ہوں اور فیہ غم و کمر۔"
اندر سے دیکھنے سے نہ دوک سکے۔

حضرت علامہ ابن ماجہ روایت کرتے ہیں: "ایک آدمی غسل کرتا رہا جو
فرمایا: "غسل کرتے وقت پردہ کر لیا کرو۔"

حضرت انس ابن مالک علیہ السلام روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب لوں شخص
قصے حاجت کے لئے بیٹھنا چاہے زمین کے قریب ہو کر کپڑا اٹھائے۔"

حیاء کی دو قسمیں ہیں

(۱) ایک انسانوں سے حیاء وہ یہ ہے کہ جو چیزیں انسان کے لئے حلال نہیں ان کی طرف
نظر نہ اٹھائے۔

(۲) دوسری قسم بندہ کا اللہ سے حیاء کرنا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ نے جب انسان کو اپنی حقارت سے
نوازا ہے تو انسان سوچا ہے کہ اللہ نے حکم سے سرکاری (نافرمانی) کر لے۔

ایک روایت میں ہے: ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ ﷺ
کو دیکھتے ہوئے دیکھ کر عرض کیا: آپ ﷺ کس لئے رو رہے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے جبرائیل نے بتایا ہے کہ اللہ نے آدھی کو عذاب میں ڈالتے
ہوئے شرماتا ہے پھر یہ مسلمان بوزمے گناہ کرتے وقت اللہ سے کیوں نہیں شرماتے۔

ایک بزرگ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: تیرے دل میں گناہ کا خیال پیدا ہو
تو پہلے ان کی طرف دیکھ کر آمان والوں سے حیاء کر یہ نہ ہو سکے تو پھر اور دوزخ میں پڑنے
والوں سے حیاء کر۔ اگر آسمان اور زمین میں تجھے کسی سے خوف یا حیاء نہ آئے تو کبھی تو
انسان نہیں بنو گا۔

حضرت فضیل ابن عیاض کہتے ہیں: انسان اپنے جیسے انسانوں سے تو شرم و حیاء کرتا ہے

ان کی بات سے اور رہنمائی دیتا ہے۔ پھر اس قرآن سے جو اس نے سینہ میں اور
اس خد سے۔ میں حیاء نہیں کرتا جس سے اس کی حرکت پوشیدہ نہیں

حضرت منصور ابن عمار رحمہ اللہ کہتے ہیں:

جو بچہ عیب، نیچے نہتا ہے وہ کسی دوسرے کے عیب نہیں دیکھتا۔

جو حقوی (خدا حقوی) کال میں آتا ہے کوئی ہنس کی پردہ پوشی نہیں کر سکتا۔

جو بندہ کی دلی مولیٰ روزی پر خوش ہوتا ہے وہ کسی کا ہمتا نہیں ہوتا۔

جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے وہ اپنے ہی ہاتھ کاٹتا ہے۔

جو کسی دوسرے انسان کے لئے کڑھا ہوتا ہے خود ہی اس میں کرتا ہے۔

جو کسی کے عیب ظاہر کرتا ہے وہ اپنے اپنے عیب نہیں چھپا سکتا۔

اپنی بری غلیبوں و غم زدہ دوسروں کی چھوٹی غلیبوں کو اچھا ہے۔

مشورہ قبول نہ کرنے والا عموماً غمگین رہتا ہے۔

تکبر کرنے والا ذلیل ہو کر رہتا ہے۔

ہر معاملہ میں جاوے جادغل دینے والا آخر تھک جاتا ہے۔

غور کرنے والے کا غرور ٹوٹ جاتا ہے۔

غلط راستوں سے گزرنے والا بدنام ہو جاتا ہے۔

دوسروں کے مال پر نظر رکھنے والا احتیاج ہو جاتا ہے۔

صبر کرنے والا آرام سے رہتا ہے۔

اللہ سے ڈرنے والا عزت پاتا ہے۔

جند باز نقصان اٹھاتا ہے۔

اہل حق کا مقابلہ کرنے والا رسوا ہو جاتا ہے۔

اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھانے کی کوشش نہ کر۔

موت پر نظر رکھنے والا دنیا سے امید نہیں لگاتا۔

جہالت کی راہ اختیار کرنے والا انصاف نہیں کر سکتا۔

بُيُوتُ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ عَمَلِهِ

”مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہوتی ہے۔“

علمائے حدیث نے اس کا مطلب اس طرح بیان کیا ہے یہاں اوقات انسان کسی نیک کام کی نیت کرتا ہے لیکن کسی مجبوری کی بنا پر وہ کام نہ کر سکا اس کے باوجود اسے نیت کا ثواب مل جائے گا۔

ایک روایت میں ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”قیامت کے روز ایک شخص کو لایا جائے گا جس کے ساتھ نیکیوں کے پھانسیوں کی چوٹیوں جتنے اونچے اونچے ڈھیر ہوں گے۔ اور پھر منادی کرائی جائے گی اس شخص کے ذمہ کسی کا کوئی حق ہو تو آکر ملے جائے۔ لوگ آئیں گے اور اس نیکیوں میں سے اپنے اپنے حق کے مطابق لیتے جائیں گے۔ حتیٰ کہ اس کی تمام نیکیاں لوگوں میں تقسیم کر دی جائیں گی۔ تب یہ شخص حیران و پریشان کھڑا رہ جائے گا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا بندے اتیری نیکیوں کا ایک خزانہ میرے پاس محفوظ ہے۔ جس کے متعلق مخلوق کے کسی فرد کی گرفتوں تک کہ علم نہیں ہے۔ بندہ حسرت سے پوچھے گا پروردگار! وہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے فلاں نیک کام کی نیت کی تھی۔ میں نے اسے ستر گنا کر کے تیرے حساب میں لکھ لیا تھا۔“ (چنانچہ اس نیک نیت کا ثواب اس بندے کو مل جائے گا۔)

ایک روایت میں ہے نبی اسرائیل میں سے ایک مامد نے ریت کے ایک ٹیلے پر سے گزرتے ہوئے سوچا (اس وقت قضا کا زمانہ تھا) اگر یہ ریت ہٹا آتا تو میں یہ سارا ڈھیر بنی اسرائیل کے بھوکے انسانوں کو کھلا دوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے نبی کو وحی کے ذریعے حکم دیا اس عابد کو بتا دو میں نے اس آئے کے ڈھیر کے صدقہ کا ثواب اس کے حساب میں لکھ لیا ہے۔

ایک روایت میں ہے قیامت کے روز ایک شخص کے دائیں ہاتھ میں اس کا اعمال نامہ دیا جائے گا وہ دیکھے گا اس میں حج عمرہ جہاد زکوٰۃ و صدقات جیسے عمل لکھے ہوں گے۔ سوچے گا یہ عمل تو میں نے کبھی نہیں کئے شاید کسی دوسرے شخص کا اعمال نامہ مجھے دے دیا گیا ہے۔ اس وقت اللہ فرمائے گا اسے پڑھ یہ تیرا ہی اعمال نامہ ہے۔ تو دنیا میں جتنے دن رہا تمناؤں آرزو کرتا رہا، مگر میرے پاس مال ہوتا میں حج کرتا، مال ہوتا تو میں جہاد میں حصہ لیتا اسی طرح تو دوسرے نیک اعمال کی نیت کرتا رہا۔ میں نے دیکھا تو اپنی نیت میں سچا ہے لہذا اترم نیقوں کا ثواب تیرے لئے موجود ہے۔ انسان کی اس نیک نیتی کا انکار دنیا میں اس طرح ہو سکتا ہے کہ جو کچھ وہ فی سبیل اللہ خرچ کر سکتا ہو اس کے خرچ میں نفل نہ کرے۔ مثلاً ایک بھوکا شخص سوال کرے تو اسے دھتکارا نہ

عمل کا دار و مدار نیت پر ہے

حضرت ذہب ابن میسرینہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

”میں فلسفی کی ہر بات کو قبولیت کا درجہ نہیں دیتا بلکہ اس کی نیت کو دیکھتا ہوں اگر اپنی باتوں سے اسے میری رضا حاصل کرنا مقصود ہے۔ میں اس کی خاموشی و غور و فکر دیتا ہوں اور اس کی گفتگو کو اپنا ذکر شمار کر لیتا ہوں۔ خواہ خاموش ہی رہتا ہو۔“

حضرت ابراہیم نخعی کہتے ہیں کبھی کبھی ایک نسا بہت اچھی بات کہتا ہے مگر سننے والے اسے پسند نہیں کرتے۔ ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں کو اس کی بات پر غور و فکر کرنے اور سوچنے کی طرف مائل کر دیتا ہے۔ اور کہہ اٹھتے ہیں ان باتوں کا مقصد تو ہماری بھلائی ہے خواہ واقعی طور پر ہمیں پسند نہ آ رہی ہوں۔

اور کبھی ایک آدمی ایسی میٹھی میٹھی اور عام لوگوں کی دلچسپی کی باتیں کرتا ہے مگر اس کا مقصد نیک نہیں ہوتا بلکہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنا اور اپنے جال میں پھنسا کر اس کا مقصد ہوتا ہے۔ ایسے موقع پر اللہ ہر آدمی کو لوگوں کے دلوں کو اس کی طرف سے متنفر کر دیتا ہے۔ اور وہ کہہ اٹھتے ہیں۔ اس کی ان باتوں میں کوئی بھلائی نہیں اس کا مقصد صرف لوگوں کو بہکانا اور اپنے جال میں پھنسانا ہے۔

حضرت عوں ابن عبد اللہ کہتے ہیں پہلے بزرگان، مین اکثہ مواقع پر ایک دوسرے کو یہ تین باتیں لکھ کر بھیجا کرتے تھے۔

- (۱) جو شخص آخرت سنوارے۔ کی فکر کرتا ہے اللہ اس کی دیا سنوار دیتا ہے۔
- (۲) جو شخص اپنے باطن (دل) کو برائیوں سے پاک کر لیتا ہے۔ اللہ اسے کھانا کو بھی پاک کر دیتا ہے
- (۳) جو اللہ سے دوستی کرتا ہے اللہ دنیا و انوس کو اس کا دوست بنا دیتا ہے۔

حضرت حسن بصری کہتے ہیں۔

قُلْ كُلُّ يَعْمَلْ عَلَىٰ شَاكِلِهِ۔

”کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص اپنی نیت کے مطابق عمل کرتا ہے۔ یعنی سے عمل کا

ثواب نیت کے مطابق ملے گا۔“

ایک حدیث میں ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جائے اسے کھانا کھلا دیا جائے یا جو میسر ہو دیدیا جائے۔ اور کچھ بھی پاس نہ ہو تو اسے کسی دے کر نہایت نرمی سے معذرت کر لی جائے۔

لیکن جو شخص اپنی ضرورت سے زیادہ (خواہ کم ہی ہو) راہ خدا میں خرچ نہیں کرتا اس سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس کے پاس زیادہ دولت ہوئی تب زیادہ کجی کرے گا۔ لہذا ایسے شخص کی نیت کا کوئی اعتبار نہیں۔ نہ ہی اس نیت پر اسے کوئی ثواب ملے گا۔

اسی طرح وہ شخص ہے جس نے قرآن کی چند چھوٹی چھوٹی سورتیں یاد کی ہوئی ہیں۔ اگر وہ ایک حافظ قرآن کو صلوات کرتے دیکھ کر یہ کہے میں حافظ ہوتا میں بھی اسی طرح پڑھتا۔ دیکھا جائے گا کہ چند سورتیں جو اسے یاد ہیں انہیں پڑھتا ہے یا نہیں مگر وہ انہیں نہیں پڑھتا سمجھا جائے گا یہ شخص اپنی نیت میں مجھوتا ہے۔

حضرت سہل ابن سعدؓ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "مومن کی نیت اس کے عمل سے اور منافق کا عمل اس کی نیت سے بہتر ہے۔ ہر شخص اپنی نیت کے مطابق عمل کرتا ہے۔" اللہ کے لئے دوستی اور اللہ کے لئے دشمنی وہ عمل ہے جس پر زیادہ ثواب مل جاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تو نے کبھی کوئی عمل میرے لئے بھی کیا ہے؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا میں نے تیرے لئے نمازیں پڑھیں۔ روزے رکھے صدقہ و خیرات کیا اور تیرا ذکر کیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(۱) نماز تیرے واسطے محبت (فرمانبرداری کی دلیل) ہے

(۲) روزہ (غذا ب دوزخ سے بچاؤ کے لئے) تیری ڈھال

(۳) صدقہ (قیمت کے دن کی تیر مگری میں) تیرا سہبان ہے۔

ان میں سے کونسا عمل میرے لئے ہوا؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا پھر تو ہی مجھے بتاؤ کونسا عمل ہے جو صرف تیرے لئے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو نے کبھی میری رضا حاصل کرنے کے لئے کسی سے دوستی اور صرف میری رضا کے لئے کسی سے دشمنی کی ہے؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام سمجھ گئے سب سے بہتر عمل یہ ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دوستی اور اللہ کی رضا کے لئے دشمنی ہو۔ (اس میں انسان کی کوئی اپنی ذاتی غرض یا خواہش شامل نہ ہو۔)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اللہ کی نظر تمہاری صورتوں (شکلوں) یا تمہارے مال و دولت کی طرف نہیں اس کی نظر تمہارے دلوں اور نیتوں کی طرف ہے۔"

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جس نے لوگوں کو ناراض کر کے اللہ کو خوش کیا۔ اللہ اسے لوگوں میں بھی پسندیدہ شخصیت بنا دیتا ہے۔ مگر جس نے اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو خوش کیا اللہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے اور وہ شخص لوگوں میں بھی کوئی عزت نہیں پاسکتا۔"

حضرت ابو مسعود انصاریؓ روایت کرتے ہیں ایک شخص نے جہاد میں شریک ہونے کے لئے آپ ﷺ سے سواری کا جانور مانگا۔ آپ ﷺ نے اسے ایک شخص کے پاس بھیج دیا۔ اس نے اسے سواری کا جانور دیدیا۔ وہ شخص جانور لے کر آپ کے پاس آیا آپ ﷺ نے فرمایا۔ "جو شخص کسی کو بھلائی کی راہ پر ڈالتا ہے۔ اسے بھی بھلائی کرنے والے برابر کے ثواب ہوگا۔" ایک دوسری حدیث میں ہے "بھلائی کی راہ پر ڈالنے والا بھی بھلائی کرنے والے کی طرح ہے۔"

حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ "جس نے بھلائی کی بنیاد ڈالی اور اس پر لوگوں نے عمل کیا۔ اسے ان عمل کرنے والوں کے برابر ثواب ہوگا۔ جب کہ عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔" "اور جس نے کسی برائی کی بنیاد ڈالی اسے اس کی عمل میں برائی کرنے والوں کے برابر گناہ ہوگا۔"

حضرت عیسیٰ داریؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس شخص نے ان پانچ باتوں میں اظلام اختیار کیا اسے قیامت کے روز جنت میں جانے سے کوئی حق نہیں روک سکتی۔

(۱) اللہ کے ساتھ اظلام۔

(۲) اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ اظلام۔

(۳) اللہ کی کتاب (قرآن) کے ساتھ اظلام۔

(۴) عادل و انصاف پسند مسلمان حکمرانوں کے ساتھ اظلام

(۵) اور عام مخلوق خدا کے ساتھ اظلام۔

(۱) اللہ کے ساتھ اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ انسان اللہ پر ایمان لائے اور دوسرے لوگوں کو بھی اس کی دعوت دے۔

(۲) رسول اللہ کے ساتھ اخلاص کا مطلب کہ رسول اللہ جو احکام اللہ کی طرف سے لے کے آئے ہیں دل سے ان کی تصدیق کی جائے رسول کی سنت پر عمل کیا جائے اور دوسرے لوگوں کی بھی اس پر عمل کرنے کی دعوت دی جائے۔

(۳) اللہ کی کتاب (قرآن) کے ساتھ اخلاص کا مطلب یہ ہے اسے سمجھ کر پڑھا جائے اس کے حکموں پر عمل کیا جائے اور کوشش کی جائے کہ دوسرے لوگ بھی قرآن کے احکام پر عمل کریں یہ کوشش اس طرح بھی ہو سکتی ہے کہ قرآن کو سمجھ کر پڑھنے کی طرف عام لوگوں کو راغب کیا جائے۔ اور عام لوگوں کی تعلیم کا بندوبست کیا جائے۔

(۴) مسلمان حکمران کے ساتھ اخلاص کا مطلب یہ ہے اس کے ان احکام پر عمل کی جائے جو اللہ اور اس کے رسول کے فرمان کے مطابق ہیں۔ اور اس کے جو حکم اللہ اور رسول کے احکام کے خلاف ہوں ان سے اسے روکا جائے۔ یعنی اچھے کاموں میں اس کا تعاون کیا جائے اور برے کاموں سے اسے روکا جائے لیکن اس کے خلاف بغاوت نہ کی جائے۔

(۵) عام لوگوں کے ساتھ اخلاص کا مطلب یہ ہے انہیں اپنی ہی طرح انسان سمجھا جائے جو چیز اپنے لئے پسند ہو وہی ان کے واسطے پسند کی جائے اور کوشش کی جائے کہ سب لوگ رسول اللہ ﷺ کے حکم "تکونوا عباد اللہ احوالاً" کے (اللہ کے نیک بندو! بھائی بھائی بن کر رہو) تحت محبت سے رہیں۔

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ نے فرمایا "دین (اسلام) آپس میں خیر خواہی اور محبت سے رہنا ہے۔"

نیک نیت کا ثواب

بہت سے لوگ رات بھر سوتے رہنے کے باوجود تہجد کا ثواب حاصل کر لیتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص کی روز کی عادت تھی کہ صبح فجر سے پہلے اٹھتا ہے اور وضو کر کے تہجد کی تہ پڑھ لیتا ہے۔ لیکن ایک روز اس کی آنکھ نہیں کھلتی اور فجر کی اذان ہونے تک سویا رہتا ہے اذان سن کر بیدار ہوتا ہے اسے تہجد کی نماز فوت ہو جانے کا افسوس ہوتا ہے اور "اِنَّ اللّٰهَ وَاَنَا الْبَرّٰ وَاَجْنَوْنَ" پڑھتا ہے۔ اسے تہجد کی نماز کا ثواب مل جاتا ہے۔

غرور و خود پسندی کا بیان

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں نیک نمتی اور تقویٰ (پرہیزگاری) میں نجات ہے۔ اور مایوسی و خود پسندی میں ہلاکت ہے۔

حضرت دہب ابن مہد کہتے ہیں ہم سے پہلی امت میں ایک شخص عابد تھا جو ایک ہفتہ روزہ رکھتا اور دوسرا ہفتہ بے روزہ گزارتا اور ستر برس عبادت الہی میں لگا رہا ہے ایک مرتبہ اس نے کوئی دعا کی جو پوری نہ ہوئی اس نے اپنے نفس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تیرے اندر کوئی خوبی ہوتی تو یہ دعا پوری ہو جاتی جیسے کہ پہلے بھی دعا قبول ہوتی تھی اور تجھے تیری ضرورت کی چیزیں ملتی رہیں۔

اسی وقت ایک فرشتے نے آکر اس عابد سے کہا تیری زندگی بھر کی عبادتوں سے یہ کمزری زیادہ بہتر ہے جس میں تو نے اپنے نفس کو سمجھ لیا ہے۔

حضرت شعیبی بیان کرتے ہیں ایک عابد جب دھوپ میں سفر کرتا ہے بادل اس پر سایہ کر لیتا۔ دوران سفر ایک دوسرا مسافر اس پر سایہ دیکھ کر ساتھ چھٹنے لگا۔ اس عابد نے اپنے دل میں کہا ایسے مسولی لوگ ہمارے سایہ میں چلا کرتے ہیں (یعنی عابد کے دل میں اپنی عبادت اور پارہ سائی کا غرور پیدا ہو گیا) جب ان دونوں کے راستے مختلف ہوئے دوسرا مسافر اپنی راہ جانے لگا تو بادل کا سایہ بھی اس کے ساتھ چلا گیا۔ اور عابد خود پسندی و غرور کی وجہ سے سایہ سے خروام ہو گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں تو بہ کی خوبی یہ ہے کہ گناہ کی حقیقت (گناہ چھوٹا یا بڑا) کو سمجھ کر تو بہ کی جائے اور شکر کی خوبی یہ ہے کہ انسان کو اپنی کمزوری کا احساس ہو جائے۔

ایک روایت منقول ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہما ابن عبدالعزیز کو خطبہ کے دوران کبھی بڑے پن کا احساس ہونے لگا تو اپنی بات وہیں ختم کر دیتے۔ اور کوئی چیر لکھتے ہوئے یہ احساس دل میں پیدا ہوتا تو دوا تحریر پھاڑ دیتے تھے اور یہ دعا پڑھتے تھے۔

اللھم انی اعوذ بک من غرور نفسی۔

"اے اللہ میں اپنے نفس کی شرارت سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

حضرت مطرف بن عبد اللہ کہتے ہیں میں رات بھر سو کر گزاروں اور صبح اپنی کمزوریوں پر افسوس کرتا ہوں۔ اس سے بہتر ہے کہ رات بھر عبادت کروں۔ اور صبح کے وقت غرور و خود پسندی کا نشہ میرے دماغ میں بھرا ہو۔

حضرت عائشہ سے ایک شخص نے پوچھا مجھے یہ کیسے معلوم ہوگا کہ میں نیک انسان ہوں؟ حضرت عائشہ نے جواب میں فرمایا جب تو یہ سمجھنے لگے کہ میں اللہ کا ایک عاجز و مجہا گار بندہ ہوں۔

اس نے دوبارہ پوچھا مجھے یہ کیسے معلوم ہوگا کہ میں گنہگار ہوں۔

حضرت عائشہ نے جواب دیا جب تو یہ سمجھ بیٹھے کہ میں نیک انسان ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ انسان کو اپنی نیک عملی اور پارسی پر مغرور نہ ہونا چاہئے۔ کہتے ہیں بنی اسرائیل کے ایک نوجوان نے دنیا چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کر لی اور ایک ویرانہ میں عبادت و ریاضت شروع کر دی۔ بستی کے دو بڑے آدمی اسے سمجھانے کے لئے اس کے پاس گئے اور کہا صاحبزادے تو نے یہ بہت مشکل کام شروع کیا ہے تو اسے پورا نہ کر سکے گا۔

نوجوان نے جواب دیا قیامت کے روز اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونا اس سے زیادہ مشکل ہوگا۔

ان بڑوں نے سمجھا یا تیرے لئے بہتر کہ اپنے رشتہ داروں اور دوستوں میں رہ کر عبادت کرنا بہتر ہوگا۔ ان سب کو ناراض کر کے عبادت کرنا مناسب نہیں۔

نوجوان نے جواب دیا اگر میرا رب مجھ سے راضی ہو گیا تو یہ سب لوگ بھی مجھ سے راضی ہو جائیں گے۔

ان دو بڑوں نے کہا تم کم عمر ہو ہم یہ راہ دیکھ چکے ہیں ڈرتے ہیں تیرے اندر پاری (نیکی) کا غرور نہ پیدا ہو جائے۔

نوجوان نے جواب دیا جو شخص اپنی حقیقت (کہ میں اللہ کا ایک حقیر اور عاجز بندہ ہوں) کو جانتا ہو۔ اس میں کوئی غرور پیدا نہیں ہو سکتا۔

آحررونوں (بڑے بزرگ) یہ کہتے ہوئے وہیں آ گئے یہ نوجوان جنت کی خوشبو پا گیا ہے اب وہیں نہیں آ سکتا۔

ایک روایت میں ہے حضرت داؤد علیہ السلام نے سمندر کے کنارے ایک سال تک اللہ تعالیٰ کی

عبادت کی وہیں آتے ہوئے انہوں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا پروردگار! میری کم جھک گئی ہے میری آنکھوں کی چٹائی کمزور ہو گئی ہے۔ لیکن مجھے معلوم نہیں میرے ساتھ کیا سلوک ہوگا؟

اللہ تعالیٰ نے ایک مینڈک کو حکم دیا میرے بندے داؤد کو ان باتوں کا جواب دو۔ چنانچہ مینڈک نے حضرت داؤد علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے اللہ کے نبی! تم ایک سال عبادت کر کے ہی اللہ پر احسان جتا رہے ہو۔ اس ذات برحق کی قسم جس نے تم کو پانی پینا کر بھیجا ہے۔ میں اس روئے زمین پر تمیں سال سے اللہ کی تسبیح اور حمد و ثناء کر رہا ہوں اور میرے بازوؤں کے پٹھے اللہ تعالیٰ کے خوف آن بھی کا پٹے ہیں یہ سن کر داؤد علیہ السلام نے ہنسنے لگے۔

جو شخص خود پسندی اور غرور سے نجات پانا چاہتا ہے اسے ان چار باتوں پر عمل کرنا چاہیے۔ (۱) جو نیک عمل یا عبادت اس نے کی ہے اسے اللہ کی توفیق سمجھے اس طرح اس میں شکر کا جذبہ پیدا ہوگا اور خود پسندی و غرور ختم ہو جائے گا۔

(۲) اللہ کی عطا کردہ نعمتوں پر غور کرے جب ان نعمتوں پر غور کرے گا اور ان پر اللہ کا شکر ادا کرے گا۔ اپنے عمل کی اہمیت اس کی نظر میں خود بخود ختم ہو جائے گی اور اس کے لئے خود پسندی و غرور کا سبب بن سکتا ہے۔

(۳) اپنے عمل کے بارے میں سوچے یہ اللہ کے ہاں قبول بھی ہوگا یا نہیں؟ اس طرح بھی اس کے اندر غرور و خود پسندی پیدا ہونے کا امکان ختم ہو جائے گا۔

(۴) جو گناہ ہو چکے ہیں۔ جب اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوگا کہ اس کے گناہ عمل کے مقابلے میں زیادہ ہیں تو اس طرح اللہ کا خوف دہش میں پیدا ہوگا۔ اور خود پسندی و غرور ختم ہو جائے گا۔ اور پھر انسان کو یہ سوچنا چاہیے کہ نہ معلوم قیامت کے روز اس اعمال کے نامہ میں کیا لکھا ہوگا۔ جب وہ یہ سوچے گا تو خود پسندی اور غرور پیدا نہیں ہوگا۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں یہ بات پڑھا کرتا تھا

ہاء م افروء ا کتابہ (سورہ الحافہ ۱۹)

”آؤ میرا نام پڑھا کر دیکھو۔“

اور سوچ کر تھو وہ کن لوگوں کو اپنا اعمال نامہ دکھائے گا اور اسے پڑھنے کے لئے کہے گا کہ اپنا ایک ایک روز کعبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اتفاق سے اس وقت ہم بھی وہاں بیٹھے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید کے کہا قرآن کریم کے کسی مفہوم پر کچھ بیان کریں۔

نیک آدمی کے لئے اللہ کا انعام و اکرام

حضرت کعبہؑ نے اس طرح سلسلہ کام شروع کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمام مخلوق کو ایک کھلے میدان میں جمع کرے گا۔ کوئی پکارنے والا کسی کو پکارے گا تو سب اس کی نگاہوں کے سامنے ہونگے اور اس پکارنے والی کی آواز کو سب سنیں گے۔ ہر جماعت کو اس کے امام (رہبر، استاد، پیر) کے نام سے بلایا جائے گا یعنی اس شخص کے نام سے جو ان لوگوں کو سیدھی راہ پر لے کر چلا تھا یا جو ضلالت و گمراہی کی طرف لے کر جاتا تھا۔

سب سے پہلے ایک نیک اور صالح امام کو اس کے آدمیوں کی طرف سے نمانند دینا کر دیا جائے گا۔ اور اس کے دائیں ہاتھ میں اس کا اعمال نامہ دیا جائے گا جس میں پہلے اس کے نیک اعمال لکھے ہونگے۔ وہ انہیں پڑھتا جائے گا۔ اور اس کے پاس کھڑے لوگ بھی اس کے اعمال نامہ کو پڑھ کر کہیں گے۔ فلاں شخص تو بڑا خوش نصیب ہے اس اعمال نامہ میں بڑی نیکیاں لکھی ہیں۔ پھر آخر میں اس کے گناہ لکھے ہونگے جنہیں دیکھ کر وہ دل میں سوچے گا۔ میں تو راکھا گیا (ہدایہ ہو گیا) لیکن گناہوں کے بعد لکھ ہو گا میں نے تیرے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔

اسے ایک تاج پہنا دیا جائے گا جس سے روشنی کی کرنیں پھوٹ رہی ہوں گی اور پھر اسے اللہ کی طرف سے حکم دیا جائے گا جو اپنے ساتھیوں (پیروکاروں) کے پاس اور انہیں خوش خبری سنا دو کہ ان کو بھی اسی طرح انعام و اکرام سے نوازا جائے گا جس طرح تجھے نوازا گیا ہے۔ جب یہ وہاں سے چلے گا ہر گروہ اسے دیکھ کر کہے گا کاش یہ ہمارے پاس آ جائے آخروہ اپنے گروہ میں پہنچ جائے گا اور ان لوگوں سے کہے گا "اور پڑھو میرا اعمال نامہ" اللہ نے مجھے بخش دیا ہے۔ اور تمہیں بھی مبارک ہو تمہارے واسطے وہی انعام و اکرام تیار ہے جس سے مجھے نوازا گیا ہے۔

پھر ایک گمراہ لوگوں کے پیشوا (لیڈر) کو بلایا جائے گا۔ اسے اعمال نامہ دیا جائے گا تو وہ اس کو لینے کے لئے دایاں ہاتھ آگے بڑھانا چاہے گا۔ مگر دایاں اور ہاتھ ٹھا کر اس کی گردن میں لپٹ جائے گا ہاتھ میں لینا چاہے گا۔ تو یہ ہاتھ اس کی پیٹھ (کمر) کے پیچھے چلا جائے گا۔ اور پیچھے سے اپنا اعمال نامہ ہاتھ میں لے گا اور پیچھے کی طرف گردن گھما کر اپنا اعمال نامہ پڑھے گا۔ شروع میں اس کے نیک کام لکھے ہوں گے تاکہ وہ یہ نہ کہے کہ میرے اچھے کارنامے تو لکھے ہی نہیں گئے اسے کہا جائے گا تو نے یہ نیک کام کیا اسے کا تجھے یہ بدلہ مل گیا تو نے فلاں نیک

کام کیا اس کا یہ بدلہ ہے۔ یہاں تک کہ اس کی ساری نیکیوں کا بدلہ دیا جائے گا۔ نیکیوں کا حساب اس طرح بنے باقی ہو جائے گا اب اس کے گناہ نمایاں ہو کر سامنے آئیں گے جنہیں سب لوگ دیکھیں اور پڑھیں گے اور کہہ اٹھیں گے فلاں شخص پر لعنت ہے اس نے اتنے گناہ کئے ہیں وہ اپنا اعمال نامہ پڑھ چکے گا تو اس کے آخر میں اسے لکھا ہوا نظر آئے گا۔ تیرے واسطے عذاب کا فیصلہ صادر ہو چکا ہے۔

پھر اس کا چہرہ کالا کیا جائے گا اور سر پر آگ کی آگیشیں رکھ دی جائیں گی جس سے دھواں اٹھتا ہو گا اسے حکم ملے گا۔ جا اپنے ساتھیوں (ماننے والوں) کو بھی بتا دے کہ ان کے واسطے بھی یہی کچھ تیار ہے وہ جدھر سے بھی گزرے گا لوگ اسے دیکھ کر کہیں گے اے اللہ اسے ہم سے دور ہی رکھ اور ساتھ ہی اس پر لعنت بھیجیں گے۔ اور جب وہ اپنے پیروکاروں (مریدوں) کے پاس پہنچے گا وہ بھی اسے لعن طعن کریں گے جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بِنَفْسِهِمْ يَنْفَعُ وَيُلْغِي بِنَفْسِهِمْ بِنَفْسِهِمْ۔

"پھر قیامت کے روز تم میں سے ہر ایک دوسرے سے اپنے تعلق کا منکر ہوگا اور ایک دوسرے پر لعن طعن کر دے گا۔"

حضرت مروقؑ کا قول ہے:

انسان کے واسطے تا ظلم کا پیچھا ہے جو اس میں خدا کا خوف پیدا کر دے اور یہ انسان کی سب سے بڑی جہالت ہے کہ وہ اپنے نیک عمل پر فرد و گمراہ نہ کرنے لگے۔

حضرت محمداؐ روایت کرتے ہیں حضرت عثمانؓ کے سامنے کچھ لوگ حضرت سعیدؓ بن عامرؓ کی تعریف کر رہے تھے۔ حضرت مقدادؓ نے جو اسی مجلس میں بیٹھے تھے انھیں کران کے چہروں پر منگی بھر کر دھون پھونکی اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے "تعریف کرنے والوں کے چہروں پر منگی ڈالو۔"

حضرت معاذ ابن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نماز جمعہ میں حاضر ہو رہا تھا۔ بعد میں جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مجھ سے اس غیر حاضری کی وجہ دریافت فرمائی۔

میں نے عرض کیا حضور! میرے دسے فلاں یہودی کا قرض ہے۔ مجھے خدشہ تھا کہ اس وقت نکلا تو وہ مجھے روک لے گا اور میں آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکوں گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں وہ دعا بتائے دیتا ہوں جس سے تمہارا تمام قرض اور ہو جائے گا "تم آل عمران کی آیت:

"قل اللهم مالك الملك

بغیر حساب تک (آیت ۲۶-۴۱) پڑھ کر یہ دعا پڑھا کرو۔

يا رحمن الدنيا والاخرة ورحيمهما تعطي مهبما من تشاء وتمنع

منهما من تشاء فارحمي رحمة تغني بهما عن رحمة من سواك"

اے دنیا و آخرت کے سب سے بڑے بخشش کرنے والے اور ان دونوں کے سب سے بڑے مہربان! تو جسے چاہتا ہے ان دونوں کی برکتیں عطا فرما دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے محروم کر دیتا ہے مجھ پر اپنی وہ مہربانی فرما جو مجھے تیرے سوا ہر ایک کی مہربانی سے بے نیاز کر دے۔

یہ دعا اگر کوئی قیدی پڑھے تو اللہ اسے قید سے رہائی دلادے گا۔ حضرت امامہ بائیں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح کے وقت یہ دعا پڑھتا ہے اگر وہ اسی دن فوت ہو گیا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور اگر شام کے وقت پڑھتا ہے اور اسی رات اس کی موت ہوگئی۔ اس کے لیے جنت ہوگئی۔ دعا یہ ہے۔

اللهم لك الحمد لا اله الا انت انت ربى وانا عبدك آمنت بك

مخلصاً لك ديني اصبحتك على عهدك ووعدك ما استطعت و

التوب اليك من وسى عملى واستغفرک للذنوبى اله لا

يغفر الذنوب الا انت.

اے اللہ ہر طرح کی تعریف تیرے لیے ہے۔ تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں تو میرا رب ہے میں تیرا بندہ ہوں میں ظلموں دل سے تجھ پر ایمان لایا اور تیرا دین قبول کیا میں نے اپنی ہمت کے مطابق تجھ سے کئے وعدے اور عہد کو نبایا۔ میں اپنے ہرے اعمال سے توبہ کرتا ہوں اور تجھ سے اپنے گناہوں کی معفرت چاہتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی نہیں جو میرے گناہ معاف کر دے۔

حضرت ابان ابن عثمان رحمہ اللہ اپنے والد کے واسطے سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح کے وقت تین مرتبہ یہ دعا پڑھا کرے اسے شام تک کسی مصیبت کا سامنا نہ ہوگا اور جو شام کے وقت (تین مرتبہ) یہ دعا پڑھا لے اسے صبح تک کوئی مصیبت پیش نہ آئے گی۔

بسم الله الذى لا يضر مع اسمه شئ فى الارض ولا فى السماء وهو السميع العليم

اللہ کے نام سے جس کے نام کی برکت سے زمین و آسمان کی کوئی چیز (ان کو) کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی وہ ہر بات کو سنتے اور جاننے کی طاقت رکھتا ہے۔

تنگدستی دور ہونے کی دعا

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے اپنی تنگ دستی کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا:

"طلوع فجر اور فجر کی نماز کے درمیانی وقت میں یہ دعا پڑھا کر دینا خود تیرے پاس مل کر آئے گی۔

سبحان الله العظيم استغفر الله

پاک ہے اور عظیم ہے اللہ کی ذات میں اللہ بخشش کا طلب گار ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ رات کو سونے سے پہلے سورۃ اخلاص اور معوذتین پڑھا اپنے اوپر دم کر لیا کرتے تھے۔

ظالم کے ظلم سے بچنے کی دعا

حضرت حمزہؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی ظالم سے خوف زدہ ہو وہ یہ دعا پڑھا کرے اللہ اسے ظالم کے ظلم سے بچالے گا۔

رضيت بالله ربنا وبمحمد نبياً وبالقرآن حكماً واماماً

میں خوش ہوں اللہ کو اپنا رب اسلام کو اپنا دین محمد کو اپنا نبی اور قرآن کو اپنا حکم اور پیشوا بنانا کر۔

بد خوابی سے بچنے کی دعا

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ دعا سے بد خوابی (نیند میں کوئی برا خواب دیکھ کر پریشان ہو جانا) کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا دعا پڑھا لیا کرو۔

اعداء بكلمات الله التامة من عصبه وعقابه وشر عباده ومن همرات

الشياطين واعوذ بك رب ان يحضروني

میں اللہ کے تملکات کے ذریعہ اس کے عصبے اور عقاب سے اس کی پناہ چاہتا ہوں اور

اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس کے بندوں کی شرارت اور شیطانوں کے اثر سے اور اے پروردگار! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ شیطان میرے قریب آئیں۔

نماز کا سلام پھیرنے کے بعد کی دعا

نبی کریم ﷺ نے حضرت حمادؓ سے فرمایا۔

نماز کے بعد ہمیشہ یہ دعا پڑھا کرو۔

اللهم اعصی علی ذکرک و شکرک و حسن عبادتک

اے اللہ میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کرتا رہوں تیرا شکر بجالاؤں اور تیری عبادت حسن و

خوبی کے ساتھ ادا کرتا رہوں۔

نیند سے بیدار ہونے کے بعد کی دعا

حضرت حذیفہ ابن یمانؓ روایت کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نیند سے بیدار ہوتے وقت

یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

الحمد لله الذی احیانی بعد ما اماتنی والیہ النشور

ہر تعریف اللہ کے لیے جس نے مجھے موت کے بعد دوبارہ زندہ کر دیا۔

گھوڑے وغیرہ پر سوار ہوتے وقت

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہمیشہ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

صحن الذی مسح لنا هذا وما كنا له مقرین وانا الی ربنا لمقلبون

پاک ہے اللہ کی ذات جس نے اس سواری کو ہمارے تابع کر دیا۔ جب کہ ہم اسے کسی

طرح اپنے تابع نہ کر سکتے تھے اور ہم خود بھی اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں

سفر پر روانگی کی دعا

اور جب ابن مسعودؓ کسی سفر پر روانہ ہوتے یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

اللهم انت الصاحب فی السفر والحلیۃ فی الازل اللهم اطولنا الارض

وہوں علیہ السفر اللہم انا معوذ بک من وعناء السفر والحدور بعد

الکدور وکابة المقلب وموء المنظر فی الازل والامال ولو اشد

اے اللہ تو میرا ہم سفر ہے میری عدم موجودگی میں میرے گھر کا نگہبان ہے۔ اے اللہ ہمارے واسطے مسافت سفر کو کم کر دے۔ ہمارے سفر کو آسان کر دے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں سفر کی پریشانیوں سے خوش حالی کے بعد بد حالی سے۔ بری داپسی سے اور اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب میں پراگندہ حالی کا منظر دیکھنے سے۔

بیوی سے پہلی رات ملاقات کی دعا

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں۔

بیوی سے اول شب ملاقات کرنے سے پہلے دو رکعت نفل ادا کیے جائیں۔ نماز و دعا سے فراغت کے بعد بیوی کی پیشانی کے بال پکڑ کر یہ دعا پڑھیں۔

اللهم بارک لی فی اہلی وبارک لاهلی فی ودرقی مہا و ودرقہا

مسی و اجمع بیننا ما جمعت بحیر و فرق بیننا ما فرقت بخیر۔

اے اللہ میرے واسطے میری اہلیہ کو ہر کثرت ثابت کر اور اس کے لیے مجھے ہر کثرت بنادے ہم دونوں کو ایک دوسرے کے فائدے مند بنادے تو جب تک ایک دوسرے کے ساتھ رکھے خیر کے ساتھ رکھ۔ اور تو اگر ہمیں ایک دوسرے سے الگ کرنا چاہے وہ بھی ہمارے حق میں بہتر ہو۔

مصیبت سے نجات کے لیے دعا

حضرت جعفر ابن محمدؓ کہتے ہیں کہ جس انسان کو کوئی مصیبت پیش آ جائے تو وہ یہ دعا پڑھے۔

لا الہ الا انت سبحانک الی کنت من الظالمین

(اے اللہ) تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو ہر مہم سے پاک ہے۔ میں گناہ گار ہوں۔

دشمن سے خوف کے وقت کی دعا

حسبی اللہ ونعم الوکیل

میری حفاظت کے لیے اللہ کافی وہ بہترین نگران ہے۔

قریب و جعل سازی سے بچنے کی دعا

کسی شخص کی طرف دھوکہ دے یا قریب کا اندیشہ ہو تو یہ دعا پڑھی جائے۔

الفرض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد (سورہ بقرہ ۲۳)

میں اپنا معاملہ اللہ کے حوالے کرتا ہوں۔ کیونکہ اللہ کی نظر ہر بندے پر ہے۔

جنت کے حصول کے لیے دعا

جنت کی طلب میں یہ دعا مفید ہے۔

(سورہ کہف-۳۹)

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔

جو اللہ نے چاہا (وہ ہوا) اسیں وہاں تک پہنچنے کی طاقت بھی دے گا۔

دنیا و آخرت میں کامیابی کی دعا

ہر مسلمان کو بیچ وقت نماز کے بعد یہ دعا کرنی چاہیے۔

ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار (البقرہ-۲۰۱)

اے پروردگار! ہمیں دنیا و آخرت میں کامیابی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کی آگ کے

عذاب سے بچالے۔

ابدال کی دعا

جو شخص ابدال کے منصب پر فائز ہوتا ہے وہ یہ دعا کرتا ہے۔

اللہم اصلح امہ محمد ﷺ للہم ارحم امہ محمد ﷺ اللہم فرج امہ

محمد ﷺ اللہم اظفر لامہ محمد ﷺ

اے اللہ! امت محمد ﷺ کے حالات کو سنوارنے والے اے اللہ! امت محمد ﷺ پر رحم

کرا، اے اللہ! امت محمد ﷺ کی مشکلات کو آسان فرما، اے اللہ! امت محمد ﷺ کی مغفرت فرما۔

نخت کلامی سے پرہیز

کچھ یہودی لوگ حضور ﷺ سے ملاقات کے لیے آئے۔ انہوں نے السلام علیکم کی

بجائے السلام علیکم کہا حضور ﷺ نے جواب میں ولیم فرمایا۔ حضرت عائشہؓ اس وقت وہاں

موجود تھیں انہوں نے ولیم السلام (تم پر ہلاکت ہو) کہا۔ حضور ﷺ نے فرمایا "نزی غیری رکرا

اللہ نزی کو پسند کرتا ہے۔"

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ مہربان ہے

مہربانی کو پسند کرتا ہے۔ نرم مزاج آدمی کو وہ دولت مل جاتی ہے جو سخت مزاج کو نہیں ملتی۔"

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ جب کسی خاندان پر مہربان

ہوتا ہے تو اس خاندان کے افراد میں باہمی محبت اور مہربانی پیدا کر دیتا ہے۔ مہربانی کی اگر کوئی شکل ہوتی تو اس سے زیادہ خوبصورت کوئی نہ ہوتا۔ اسی طرح بد خدائی (امتنہ خوئی) کی کوئی شکل ہوتی۔ اس سے زیادہ بد صورت کوئی نہ ہوگا۔

سنت پر عمل

نسخہ ہدایت، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل کی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تمہارے لیے دو بہت اہم چیزیں چھوڑ کر چلا ہوں جب تم ان پر عمل کرتے رہو گے (صحیح راہ پر رہو گے) مگر اوندھ ہو سکو گے۔ وہ دو چیزیں ہیں قرآن اور میری سنت" (حدیث)

سنت طریقے کے مطابق تھوڑا عمل بڑا اجر رکھتا ہے اور جس میں بدعت

شامل ہو وہ ثواب کی بجائے عذاب کا باعث ہوتا ہے

حضرت حسن چچہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھوڑا عمل جو سنت کے مطابق ہو اس پر وہ عمل سے بہتر ہے جس میں بدعت شامل ہو ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں:

سنت کے مطابق آسان عمل اس مشکل عمل سے بہتر ہے جس میں کوئی دولت شامل ہو مگر ہو۔

سنت کی اہمیت

حضرت حسن بھریؓ کہتے ہیں کہ کوئی قول عمل کے بغیر معتبر نہیں کوئی قول عمل نیت کے بغیر قابل اعتبار نہیں اور وہی قول عمل اور نیت مستتر ہے جو سنت کے مطابق ہو۔

شفاعت سے محروم

حضرت معقل ابن یسارؓ روایت کرتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خاتمہ حاکم اور بدعتی عالم کو میری شفاعت نصیب نہ ہوگی۔"

سنت کے مطابق اللہ کا ذکر

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو شخص اللہ کے رسول کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق اللہ کو یاد کرتا ہے اللہ کے خوف سے اس کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں وہ جہنم سے نجات پاتا۔
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

ایک وقت ایسا آئے گا جب بدعت پر سنت کی طرح عمل کیا جائے گا اور اس پر ٹوکنے والے کو گمراہی طعن دیا جائے گا۔ ایک شخص نے پوچھا اے عبداللہ اس وقت کی کوئی نشانی بتادیں۔
ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا یہ اس وقت ہوگا جب لوگوں میں امانت دہری ختم ہو جائے گی۔
دولت مندوں کی کثرت ہوگی۔ دین کو بکھنے والے کم ہوں گے مگر بے سمجھے قرآن پڑھنے والے بہت ہوں گے لوگ دین کے دیرینہ دنیا کا نہیں گے اور عام لوگ دین کی بجائے دنیا کے علوم میں بہارت حاصل کریں گے۔ حاکم کراہ ہوں گے جو اپنی قوم کو بھی گمراہ کریں گے۔

صراط مستقیم

حضرت عبداللہ ابن مسعود روایت کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے میرے سامنے ایک سیدھی لائن کھینچی اور اس کے دونوں کچھ چھوٹی چھوٹی نیکریں بنادیں سیدھی لائن سے باہرے میں فرمایا یہ صراط مستقیم (سیدھا راستہ) ہے اور اس کے دونوں جو چھوٹے چھوٹے راستے ہیں ان میں سے ہر ایک پر ایک شیطان بیٹھا ہے۔ جو اپنی طرف بلاتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَاِنْ هَدَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهِ وَالْوَعْدُ لَكُمْ تَقْوٰنَ (سورہ انعام: ۱۵۳)

یہ دین اسلام (میری طرف آنے والا) سیدھا راستہ ہے تم اسی پر کار بند رہو (پہلے رہو) ادھر ادھر کے راستوں پر نہ جاؤ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں گے اللہ تمہیں اسی پر پہنچانے کا حکم دیا۔ تاکہ تم ظلم راہوں پر نہ جاؤ۔

اللہ کے خوف سے بننے والا آنسو

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو آنکھ خوف خدا میں آنسوؤں سے بھیک گئی۔ اللہ اسے دوزخ میں

نہیں جلائے گا۔ اگر وہ آنسو چہرے پر بہہ گئے۔ چہرہ ہر طرح کی ذلت و رسوائی سے محفوظ رہے گا۔ انسان جو بھی نیک عمل کرتا ہے۔ اس کے مطابق اسے ثواب مل جاتا ہے۔ مگر آنسو آگ کے سمندروں کو غلٹا کر سکتا ہے۔ اگر کوئی خوف خدا سے کسی عمل میں رو دیا۔ اللہ تعالیٰ اس ایک شخص کے رونے سے پوری محفل پر رحم فرمائے گا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ اخبار کہتے ہیں، خوف خدا میں میرے چہرے کا آنسوؤں سے تر ہو جاتا۔ مجھے اپنے وزن کے برابر سونا خیرات کر دینے سے زیادہ پسند ہے اور جس شخص کی آنکھ سے خوف خدا میں ایک قطرہ زمین پر گر گیا اسے دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جس بندے کی آنکھیں خوف خدا میں آنسوؤں سے تر ہو جائیں اس پر اللہ کا بڑا فضل ہے جب کسی بندے کی آنکھ سے کوئی آنسو بہتا ہے فرشتے اپنا دل تمام کر دیتے ہیں۔
حضرت حسن بصری کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

اللہ کو دو قطرے بہت پسند ہیں۔ ایک وہ آنسو کا قطرہ جو اللہ کے خوف میں آنکھ سے بہہ جائے۔ دوسرا وہ قطرہ خون جو راہ حق میں جہاد کرتے ہوئے میدان جہاد میں زمین پر گر جائے۔
”ایک مسلمان اپنے شب روز کیسے گزارے“

حضرت مجاہد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا: مجاہد! صبح ہو جائے تو شام کی نیند کو اور شام ہو جائے تو صبح کی نگرمت کرو۔ کوئی بیماری آنے سے پہلے اپنی صحت سے فائدہ اٹھا لو۔ نہ معلوم کل تمہارا نام زندہ لوگوں میں لکھا ہو یا مردوں میں۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ ہر انسان (خصوصاً مسلمان) صبح جب بستر سے اٹھے ان چار باتوں کا ارادہ کر لے۔

(۱) سب سے پہلے اللہ کی طرف عائد شدہ فرض کو ادا کرے گا۔

(۲) ان باتوں سے پرہیز کرے گا جن سے اللہ نے روکا ہے۔

(۳) کسی سے کوئی لین دین کا معاملہ ہے۔ اسے انصاف کے ساتھ حل کرے گا۔

(۴) جس سے کوئی دشمنی ہے اسے جائز طریقے سے ختم کر دے گا جس نے اپنے دن کی اس طرح ابتدا کی امید ہے وہ دنیا و آخرت میں یک لوگوں میں شمار ہوگا۔

توکل اور خوف خدا

ایک مسلمان قلبی کا کہنا ہے کہ مسلمان صبح جب بیدار ہوا اسے دو چیزوں کا خیال رکھنا چاہئے۔ سکون و آرام اس حالت میں ہے وہ اس نیت کے ساتھ صحت و کوشش شروع کرے کہ جو رزق اللہ کی طرف سے مقرر ہے وہ اسے ضرور ملے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اللہ نے جو فرض اس کے ذمہ لگایا ہے۔ اسے ضرور ادا کرے جس انسان نے اس باتوں پر عمل کر لیا۔ اسے دو چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک قناعت (سیر) دوسری چیز یہ کہ اسے اللہ کی عبادت میں لطف آنے لگتا ہے۔

درویش کی زندگی

حضرت سفیان ثوری نے اپنے والد کے واسطے سے حضرت سعید ابن مسروق سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔

وہ انسان اس دنیا میں بے خوف زندگی کے گزار سکتا ہے جسے ہر وقت (زندگی میں) گھر کے تبدیل ہو جانے (موت) کی فکر لگی رہتی ہو اور اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ زندگی ختم ہونے اور موت کے بعد کون سا گھر اسے ملے گا۔ وہ جنت ہو گا یا دوزخ۔

لکن سیرین نے ایک شخص سے پوچھا کیا حال ہے؟

اس شخص نے جواب دیا ایسے آدمی کا کیا حال ہو سکتا ہے جس پر پانچ سو درہم (عرب کا پرانا سکہ) قرض ہو اور گھر میں بیچے بھوکے بیٹھے ہوں۔

حضرت ابن سیرین نے اسے ایک ہزار درہم دے کر کہا۔ جو پانچ سو درہم قرض ہیں وہ ادا کر دو اور باقی پانچ سو سے اپنے گھر کا خرچہ چلاؤ۔

حضرت ابراہیم ابن ادہم کی نصیحت

حضرت ابراہیم ابن ادہم کہتے ہیں کہ انسان کو صبح بیدار ہوتے ہی چار چیزوں کے لیے خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

(۱) بیدار ہوتے ہی وہ کہے۔ شکر ہے اللہ کا اس نے میرے دل کو ہدایت کا نور بخشا مجھے اہل ایمان میں شامل کیا اور گمراہی سے بچایا۔

(۲) شکر ہے اللہ کا اس نے مجھے محمد ﷺ کی امت میں پیدا کیا۔

(۳) شکر ہے اللہ کا اس نے میرا رزق اپنے ہاتھ میں رکھا اور مجھے کسی انسان کا محتاج نہ بنایا۔

(۴) شکر ہے اللہ کا اس نے میرے گناہوں پر پردہ ڈال رکھا ہے۔

شیخ ابن ابراہیم کہتے ہیں جو شخص دو سو سال زندہ رہا اور یہ چار باتیں اسے معلوم نہ ہوئیں وہ جہنمی ہے۔

(۱) خدا شناسی: یہ ہے کہ انسان یہ سمجھ جائے کہ اللہ تعالیٰ میرے پر ہر خطہ ہر دباطن سے واقف ہے۔ وہ مجھے جو دیتا چاہے گا کوئی دوسرا اسے روک نہ سکے گا اور جو چیز اللہ مجھے نہ دیتا چاہے کوئی مجھے نہ دے سکے گا۔

(۲) نیک عمل: انسان کو یہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ عمل قبول کرتا ہے جو نیک نیت سے صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کیا جائے۔

(۳) اپنے نفس کی پیچون: انسان کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے وہ کمزور ہے اللہ کی بنائی ہوئی تقدیر کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

(۴) انسان کا سب سے بڑا دشمن اس کی بد عملی ہے۔ انسان کو چاہئے وہ نیک عمل کرتا رہے تاکہ بد عملی کا زور ٹوٹ جائے۔

انسان پر صبح بخیرت بیدار ہوتے دس چیزیں فرض ہو جاتی ہیں۔

(۱) بیدار ہوتے ہی اللہ کو یاد کرے۔ قرآن میں ارشاد ہوا ہے کہ

صبح بحمد ربک حمین تقوم

اٹھتے ہی اللہ کی تسبیح اور حمد کا ورد کیا کر۔

(۲) ستر عورت اور لباس پہننا

ارشاد ہوتا ہے کہ

یا نبی آدم خلوا ان یتکم عند کل مسجد

اے انسان نماز کے وقت اور مسجد میں حاضری کے پورا لباس پہنا کر۔

(۳) نماز کے لیے پوری تسلی سے وضو کرنا:

قرآن میں حکم دیا گیا ہے کہ:

یا ایہا الذین امنوا اذا قمتم الى الصلوة فاعلموا وجوهکم وابدانکم

الی العرافی ومسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین
اے مسلمانو! جب نماز کا ارادہ کرو اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ کھینچ کر دھویا کرو اور اپنے سر کا
سج کرو اور دونوں پیر تختوں سمیت دھو دو۔

(۱) نماز وقت پر اور پابندی کے ساتھ پڑھنا
قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے کہ

ان الصلوة کانت علی المومنین کتاباً موقوفاً (سورہ نساء ۱۰۳)

بے شک نماز مسلمانوں پر پابندی وقت کے ساتھ فرض کی گئی ہے۔

(۵) اللہ پر بھروسہ رکھے ہوئے جائز ذرائع سے اپنی روزی تلاش کرے رزق دینا اللہ کی ذمہ
داری ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ

وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقها

زمین پر چلنے والے ہر جاندار کا رزق اللہ کے ذمے ہے۔

(۶) اللہ کے عطا کردہ مال و دولت پر صبر و قناعت کرنا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

نحن قمنا بینہم معیشتهم فی الحیوة الدنیا (الزمر ۳۳)

ہم نے دنیاوی زندگی میں انسانوں کو معاش ذریعوں کو ان میں بانٹ دیا ہے۔

(۷) اللہ پر توکل (احتمار) رکھنا:

حکم ہوا ہے کہ:

علی اللہ توکلوا ان کنتم مومنین

اگر مسلمان ہو تو اللہ پر کامل اعتماد رکھو

(۸) اللہ کے حکم اور فیصلوں کو تسلیم کرنا:

ارشاد ہوا ہے کہ

فاصبر لحکم ربک

اللہ کے فیصلہ کو تسلیم کر۔

(۹) اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا

قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے کہ

واشکروا نعمۃ اللہ ان کنتم ابناء تعقلون

(سورہ نمل ۱۱۳)

اگر اللہ کے بندے ہو تو اس کی نعمتوں کا شکر ادا کیا کرو۔

اور شکر کا سب سے بہتر طریقہ پابندی سے وقت پر نماز ادا کرنا ہے۔

(۱۰) حلال رزق کھانا:

حکم خداوندی ہے کہ:

کلوا من طیبات ما رزقناکم

ہم نے تمہیں جو حلال چیزیں عطا کی ہیں وہ کھاؤ۔

غور و فکر

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا انسان کو ہمہ وقت ان آیات پر غور
و فکر کرتے رہنا چاہئے جو ان آیات پر غور نہیں کرتا وہ بہت بد نصیب ہے۔

ان فی خلق السموات والارض واحتلاف الیل والنهار والعلک

الشی تجری فی البحر بما یضع الناس وما اقول اللہ من السماء من ماء

فاحیا بہ الارض بعد موتها وبث فیہا من کل دابة وتعریف الربام

والسحاب المسخر بین السماء والارض لآیات لقوم یعقلون ومن

الناس من یتخذ من دین اللہ انداد یحبونہم کحب اللہ والذین احب

حب اللہ ولو ہر الذین ظلموا اذا یرون العذاب ان القوة للہ جمیعاً وان

اللہ شدید العذاب اذا نبرا الذین اتبعوا من الذین اتبعوا وراوا العذاب

وتقطعت بہم الاسباب۔ وقال الذین اتبعوا لو ان لناکرة فتراہم

کما نبراوا ما کذلک یرہم اللہ اعمالہم حسرات علیہم وما ہم

ببخارجین من النار۔ (سورہ بقرہ ۱۶۳-۱۶۴)

بے شک آسمان و زمین کی پیدائش رات اور دن کے آگے پیچھے آئے ان کشتیوں

(سمندری جہازوں) میں جو انسانوں کے نفع بخش چیزیں سمندر میں ادھر سے ادھر آتے جاتے

رہتے ہیں اور اللہ کے آسمان سے پانی برسا کر مردہ زمین (خجڑ زمین) کو سرسبز کر دینے اور زمین

کے اندر جانداروں کے پھیلا دینے ہواؤں کے چلاتے اور آسمان و زمین کے درمیان بادلوں

ظہر ادا دینے میں مثل مسہ لوگوں کی بڑی نشانیاں ہیں۔

بعض ایسے انسان بھی ہیں جو اللہ کے علاوہ دوسری چیزوں کو معبود بنا لیتے ہیں اور ان سے کسی طرح محبت کرتے ہیں جیسے اللہ سے محبت کرنی چاہئے اور اہل ایمان (مسلمان) تو صرف اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ اگر یہ اللہ کے علاوہ دوسری چیزوں کو معبود بنا بیٹے والے اس وقت کا دور کریں جب دوزخ کا عذاب ان کے سامنے ہو گا اور ہر طرح کا اختیار وقت صرف اللہ کے پاس ہوگی وہ لوگ جن کی باتوں پر عام لوگ چلتے تھے۔ اس وقت اپنے ماننے والوں سے الگ ہو جائیں گے اور ان کا آپس کا ہر تعلق ٹوٹ جائے گا۔

وہ لوگ جو اللہ کے علاوہ دوسروں کی باتوں پر چلا کرتے تھے کہیں گے۔ کاش ہمیں دوبارہ زندگی مل جائے تو ہم بھی ان کو اسی طرح چھوڑ دیں گے جس طرح انہوں نے ہمیں چھوڑ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں انکے اعمال اسی طرح حسرت و افسوس کی شکل دکھائے گا اور وہ جہنم کی آگ سے اسی طرح باہر نہ آسکیں گے۔

حضرت عمرو بن تارہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
مخلوق کے بارے میں غور و فکر کرو۔ خالق کی ذات کے متعلق غور و فکر مت کرو۔

شیطان کے دوسو سے اور انسان کا جواب

حضرت عمرو روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
ایک شخص کے دل میں شیطان دوسرا آتا ہے اور سوال کرتا ہے آسمان کو کس نے پیدا کیا۔ وہ شخص جواب دیتا ہے کہ اللہ نے۔

شیطان دوسرا سوال کرتا ہے کہ زمین کو کس نے پیدا کیا؟

وہ شخص جواب دیتا ہے کہ اللہ نے۔

شیطان تیسرا سوال کرتا ہے کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب انسان ایسی بات محسوس کرے اس وقت وہ کہے "آمنت باللہ رسولہ" میں اللہ اور اس کے رسول کی باتوں پر یقین رکھتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ایک گھڑی کا غور و فکر سال بھر کی (نفل) عبادت سے بہتر ہے۔"
انسان کو ان پانچ چیزوں پر غور و فکر کرنا چاہئے۔

(۱) اللہ کی آیات و علامات پر غور کرنا:

اللہ کی آیات و علامات پر غور کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان سوچے زمین و آسمان کو اللہ نے پیدا کیا۔ وہ روزانہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے اور مغرب میں غروب کر دیتا ہے۔ دن اور رات ہیں کہ مسلسل ایک دوسرے کے پیچھے آرہے ہیں اور جارہے ہیں اور انسان اپنی ذات کے بارے میں سوچے میرے جسم میں کتنے اعضاء ہیں ہر ایک کا اپنا اپنا ایک مخصوص کام ہے۔ مثلاً دل و دماغ سوچتے ہیں۔ کان سنتے ہیں آنکھ دیکھتی ہے زبان بولتی ہے۔ پاؤں چلتے ہیں۔ ہاتھ انسان کی ضرورت کی چیز پکڑتے اور حاصل کرتے ہیں وغیرہ۔ اسی طرح سوچنے سے انسان کے اندر معرفت الہی پیدا ہوتی ہے اور اللہ پر اس کا یقین و اعتماد بڑھ جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

وفي الارض آيات للموقنين وفي انفسكم الا لا تبصرون (سورہ ابراہیم ۲۱)

اللہ پر یقین کرنے والوں کے لیے زمین میں (اس کی قدرت کی) بہت سی نشانیاں ہیں اور اے انسانو! خود تمہاری ذات کے اندر (اس کی) بہت سی نشانیاں تم دیکھتے کیوں نہیں؟

(۲) اللہ کی نعمتوں پر غور و فکر کرنا۔ نعمتوں پر غور و فکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان ان نعمتوں کے بارے میں سوچے جو اللہ نے اسے عطا کی ہوئی ہیں۔ مثلاً جسمانی صحت، پیروں میں چھنے کی طاقت، ہاتھوں میں پکڑنے کی قوت، زبان میں بولنے کی صلاحیت، کانوں میں سننے کی قوت اور دماغ میں سوچنے کی صلاحیت وغیرہ۔ اس طرح بے شمار نعمتیں اللہ نے انسان کو عطا کی ہوئی ہیں جنہیں وہ شمار نہیں کر سکتا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے کہ

وان تعلموا نعمت اللہ لا تحصوها (سورہ ابراہیم ۳۴)

تم اگر اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو شمار نہ کر سکو گے۔

(۳) اللہ کی عبادت پر جو ثواب ہو گا اس پر غور کرنا ثواب پر غور کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اپنے نیک بندوں کے واسطے جنت میں کیا کیا نعمتیں تیار کر رکھی ہیں۔ انسان جب اس پر غور کرے گا انسان کی طبیعت اللہ کی عبادت کی طرف راغب ہوگی اور ہر بات میں اللہ کی رضا کو پیش نظر رکھے گا۔

(۴) اللہ کی نافرمانی پر اس کے عذاب کے بارے میں غور و فکر کرنا عذاب کے بارے میں اس طرح سوچے کہ اللہ نے اپنے حکم کی نافرمانی کرنے والوں کے لیے دوزخ

میں کیسی سخت سزا کی تیار کر رکھی ہیں۔ اس سے انسان کے دل میں خوف خدا پیدا ہوگا اور خدا کے قرب سے بچ جائے گا۔

(۵) اللہ کے احسانات اور بندے کی نافرمانیاں: اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان سوچے کہ اللہ نے میرے کتنے گناہوں اور عیبوں کو چھپایا ہوا ہے اور اس نے ان کی وجہ سے مجھ پر کوئی معصیت یا عذاب نازل نہیں کیا اور کہتا ہے بندے! توبہ کر لے میں تیرے گناہ معاف کر دوں گا۔ ان پانچ باتوں پر جو شخص غور کرے گا وہ ان لوگوں میں سے ہوگا جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

”تفکر ساعة خیر من عبادت سنة“

انسان کا اپنی ذات کے بارے میں غور و فکر کرنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

ایک فلسفی کا قول ہے کہ:

انسان تین چیزوں کے بارے میں سوچ سوچ کر اپنا وقت ضائع نہ کرے۔

(۱) فقر (محتاجی): فقر کے بارے میں ہمتا سوچے گا تمہارا غم بڑھتا جائے گا اور غم انسان کے اندر طبع اور حرص پیدا کر دیتا ہے۔

(۲) ظلم: اگر انسان پر کسی نے ظلم کیا ہے اس کا معاملہ اللہ کے حوالے کر کے ظلم کے بارے میں سوچنا بند کر دے۔ کیونکہ جو انسان ظلم کے بارے میں سوچتا ہے اس کا دل سخت ہو جاتا ہے کینہ و دشمنی بڑھ جاتی ہے اور انسان پر ہر وقت غصہ چھایا رہتا ہے۔

(۳) طول عمر: انسان یہ نہ سوچے کہ میں دنیا میں زیادہ مدت تک رہوں۔ اس سے طبیعت میں دولت جمع کرنے کی حرص پیدا ہوتی ہے پھر دولت جمع کرنے کی دوڑ دھوپ میں ساری زندگی خدا سے غفلت میں ضائع کر دیتا ہے گوئل نہیں کر پاتا اور گناہوں سے توبہ کرنا بھی نصیب نہیں ہوتا۔

اقوال زریں

(۱) نیت کے بغیر عادت بے کار ہے۔

(۲) عاجزی و انکساری کے ہر عمل بے کار ہے۔

۳۔ ضرورت سے زیادہ دنیا کمانا دینداری کے خلاف ہے۔

ابدال کی نشانیاں

(۱) اس کا دل حسد سے پاک ہوتا ہے۔

(۲) طبیعت میں سکوت ہوتی ہے۔

(۳) بات کا سچا ہوتا ہے۔

(۴) حراج میں نرمی ہوتی ہے۔

(۵) معصیت پر صبر کرتا ہے۔

(۶) تنہائی میں اللہ کے سامنے روتا اور گڑگڑاتا ہے۔

(۷) لوگوں کو اچھی باتیں بتاتا ہے۔

(۸) مسلمانوں کے حق میں رحم دل ہوتا ہے۔

(۹) موت کے بارے میں غور و فکر کرتا رہتا ہے۔

(۱۰) عام حالات سے عبرت حاصل کرتا ہے۔

حضرت بکھول شامی کہتے ہیں۔

انسان کو چاہیے کہ رات بستر پر لیٹتے وقت یہ غور کر لیا کرے کہ آج دن بھر میں اس نے کیا کیا ہے۔

اگر کچھ اچھے کام کیے ہوں۔ اللہ کا شکر ادا کرے اور اگر کوئی گناہ ہو گیا ہے۔ اس سے توبہ کرے اور اللہ سے معافی کی دعا کرے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا اس کی مثال اس تاجر کی سی ہے جو تجارت میں لگی دولت کو بے حساب خرچ کرتا رہتا ہے۔ ساری دولت خرچ کر بیٹھتا ہے اور فحاش ہو کر رہ جاتا ہے۔

خوش نصیب انسان

ایک فلسفی کا قول ہے کہ وہ انسان خوش نصیب ہے کہ جس کے اندر یہ باتیں پیدا ہو جائیں۔

(۱) ذہن فضول خیالات سے پاک ہو۔

(۲) پیٹ حرام غذا سے پاک ہو۔

(۳) ضرورت سے زیادہ دولت کی فکر نہ ہو۔

(۴) نیک اعمال کا شوق ہو کیونکہ اللہ نیک اعمال ہی کو قبول کرتا ہے۔

قرب قیامت کی نشانیاں: ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ قیامت کب آئے گی؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کا صحیح وقت تو اللہ ہی کو معلوم ہے۔ البتہ اس کی کچھ نشانیاں ہیں۔

- (۱) بڑے بڑے ہزار ہوں گے مگر ہر تاجر کساد بازار (مندہ) کی شکایت کرے گا۔
- (۲) بارشیں ہوں گی مگر پیداوار کم ہوگی۔
- (۳) سود خوری کو گناہ نہ سمجھا جائے گا۔
- (۴) اولاد نافرماں ہوگی۔
- (۵) دولت کی زیادہ عزت ہوگی۔
- (۶) بد عمل لوگ مسجدوں کے منتظم ہوں گے۔
- (۷) برے لوگوں کا بول بالا ہوگا اور نیک لوگوں کی بات کوئی نہ سنے گا۔

جس روز ایمان لانا بے فائدہ ہوگا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

”قیامت سے پہلے سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ اس روز سب لوگ اللہ پر ایمان لے آئیں گے۔ مگر ان کا ایمان لانا بے فائدہ ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ۔

وَيَوْمَئِذٍ لَا يَنْفَعُ بَعْضُ أَيْمَانِهِمْ لِمِ تَكُنِ أَمْتٌ مِنْ قَبْلِ أَوْ كَسَبَتْ فِي أَيْمَانِهِمْ عَمِيرًا

اس روز کسی ایسے شخص کا ایمان لانا اس کے واسطے فائدہ مند نہ ہوگا جو پہلے ایمان نہ لایا ہو اور بہ حالت ایمان اس نے نیک عمل نہ کئے ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔

”تمام نبی آپس میں ان بھائیوں کی طرح جن کی مائیں مختلف ہیں۔ مگر باپ ایک ہے اور ان کا دین بھی ایک ہے میں عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم سے زیادہ قریب ہوں میرے اور ان کے درمیان کو دھڑائی نہیں ہے۔ وہ میری امت میں میرے خلیفہ ہوں گے۔ (یعنی شریعت محمدی ﷺ کی پیروی کریں گے۔ ان کی اپنی شریعت نہ ہوگی) وہ آسمان سے اتریں گے خنزیر کو قتل کر دیں گے اور صلیب کو توڑ دیں گے۔ جزیہ ختم کر دیں گے (کیونکہ اس کے زمانہ میں کوئی کافر نہ ہوگا) کفر و اسلام کی جنگ ختم ہو جائے گی۔ ہر طرف عدل و انصاف کا دور دورہ ہوگا کوئی کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔ حتیٰ کہ شیر اونٹ کے ساتھ چیتا گائے کے ساتھ اور بھیڑیا بکری کے ساتھ جنگل میں گھس گھس اور انسانوں کے بچے سانپ سے کھیلتے ہوں گے۔“

عجسے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں:

جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے دجال کا جسم ان کے خوف سے اس طرح پھٹنے لگے گا جیسے گرمی سے چربی پھلتی ہے۔ آخر وہ اسے قتل کر دیں گے۔ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر بھاگیں گے۔ مگر جن جن کو قتل کر دیے جائیں گے۔ حتیٰ کہ کوئی یہودی کسی پتھر کے پیچھے چھپ ہوگا تو پتھر پکارے گا دیکھو ایک یہودی یہاں چھپا ہوا ہے اسے قتل کر دو۔

حضرت حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ مجھ تک نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث پہنچی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا ”قیامت سے پہلے خوفناک تاریک راتوں کی طرح فتنے اٹھیں گے۔ لوگوں کے دل مردہ ہو جائیں گے۔ یقین و ایمان کمزور ہو جائیں گے۔ ایک شخص جو صحیح مسلمان تھا شام کو کافر ہو جائے گا۔ جو شام کو مسلمان تھا صبح کافر پیدا ہوگا۔ لوگ دنیا کے لیے دین کو بیچ دیں گے۔“ (جیسے کہ آج دینیات میں ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں لینے والے کر رہے ہیں)

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

”نیک عمل کرو اس سے پہلے کہ سورج مغرب سے طلوع ہو دجال ظاہر ہو آسمان دھواں ہو جائے۔ دامة الارض پیدا ہو تمہیں کا وقت آگھرے اور قیامت کے آثار پیدا ہوں۔“

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مسجد میں پہنچا دیکھ کہ نبی کریم ﷺ تہا تشریف فرما ہیں میں نے موقع غنیمت سمجھ کر آپ ﷺ سے کچھ حدیثیں سن لوں (آپ نے مجھے اپنے پاس بلا کر بٹھایا۔ میں نے آپ ﷺ سے حدیث دریافت کیا۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ وضو کیا ہے؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابو ذر وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ وضو انسان کے تمام صغیرہ گناہوں کو دھو ڈالتا ہے۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ نماز کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں

نبی کریم ﷺ نماز سب سے بہتر عمل ہے جو چاہے فرض اور سنتیں ادا کر لے اور جو چاہے نفل پڑھ کر اس میں اضافہ بھی کر سکتا ہے۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ زکوٰۃ کیا ہے؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابو ذر جو شخص ایمان دار نہ ہو وہ امانت نہیں ہو سکتا اور جو زکوٰۃ (صاحب نصاب ہوتے ہوئے) نہ دے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ اور اللہ نے اس دار لوگوں پر تین زکوٰۃ فرض کی ہے جس سے فقراء و مساکین ضرورتیں پوری ہو جائیں۔ اللہ نے ماں و روں کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا ہے اور زکوٰۃ نہ دینے والوں کو عذاب کی وعید سنائی ہے زکوٰۃ

ادا کرنے سے ماں میں نقصان نہیں ہوتا نہ وہ کسی طرح ضائع ہوتا ہے۔ مومن خوشی سے زکوٰۃ دے کرتا ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے والا مشرک ہے۔

ابو ذرؓ: روزہ کیا ہے؟

نبی کریم ﷺ: روزہ دوزخ سے بچانے والی ذہل ہے۔ اللہ اس کا اجر و ثواب خود عطا فرمائے گا۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ ایک اطہار کے وقت اور دوسری خوشی اللہ سے ملاقات کے وقت حاصل ہوگی۔ روزہ دار کے منہ کی بوالہ کے ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ بڑا درجہ رکھتی۔ قیامت کے روز اللہ کی طرف سے نیک لوگوں کی مہمانداری کے لیے بجائے گئے دسترخوان پر سب سے پہلے روزہ داروں کو کھانے کی دعوت دی جائے۔

ابو ذرؓ: صبر کیا ہے؟

نبی کریم ﷺ: صبر کی مثال ایسی ہے جیسی کوئی شخص لوگوں کے درمیان مشک (کستوری) کی تھیلی لیے بیٹھا ہو اور مشک کی خوشبو منگھنے کے لیے اس کے قریب بیٹھنا چاہتا ہو۔

ابو ذرؓ: صدقہ کیا ہے؟

نبی کریم ﷺ: صدقہ خاموشی سے چھپ کر صدقہ دینا اللہ کے قصہ کو شہنشاہ کر دیتا ہے۔ علانیہ صدقہ دینا سات سویرائیوں کو ختم کر دیتا ہے۔ صدقہ گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔ صدقہ دوزخ کی آگ کو بجھا دیتا۔ صدقہ بہت عجیب (کام کی) چیز ہے یہ الفاظ آپ ﷺ نے تمہیں دفعہ فرمائے۔

ابو ذرؓ: حضور غلام آزاد کرانے کے متعلق فرمائیں۔

نبی کریم ﷺ: وہ غلام آزاد کراد جس کی قیمت زیادہ ہو۔

ابو ذرؓ: ہجرت کا مطلب کیا ہے؟

نبی کریم ﷺ: سب سے بڑی ہجرت یہ ہے کہ انسان برائی کو چھوڑ دے۔

ابو ذرؓ: سب سے اچھا مسلمان کون ہے؟

نبی کریم ﷺ: سب سے اچھا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں۔ (یعنی کسی کی غیبت نہ کرنے کسی پر ظلم نہ کرے)

ابو ذرؓ: سب سے عاجز اور کمزور کون ہے؟

نبی کریم ﷺ: جو اللہ سے دعا نہ مانگ سکے۔

ابو ذرؓ: سب سے بڑا بخیل (سبجوس) کون ہے؟

نبی کریم ﷺ: سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو کسی مسلمان کو سلام نہ کرے۔

حج کی فضیلت کا بیان

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں تھے کہ یمن کے کچھ لوگوں نے آپ ﷺ سے عرض کی۔

ہمارے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! ہمیں حج کی خوبیاں اور فضائل بتائیے

حج کی برکات: آپ نے فرمایا ہاں سنو! کوئی شخص حج یا عمرے کے ارادے سے اپنے گھر

سے نکلے ہوئے جو قدم بھی اٹھاتا اور رکھتا ہے گناہ اس کے جسم سے اس طرح جھڑتے ہیں جیسے درخت سے سوکھے پتے جھڑا کرتے ہیں جب بدینہ پہنچ کر وہ مجھے سلام درجہ سے معافی کرتا

ہے فرشتے اسے سلام کرتے اور اس سے معافی کرتے ہیں۔ جب ذوالحجہ میں پہنچ کر وہ غسل کرتا ہے۔ اللہ اسے گناہوں سے بالکل پاک کر دیتا ہے۔ جب احرام کے نئے کپڑے پہنتا

ہے۔ اللہ اس سے نیک اعمال کا یہ سلسلہ شروع کر دیتا ہے۔ جب وہ ”لیک اللہم لبیک“ کہتا ہے اللہ (اس کے جواب میں) لبیک وسعدیک کہتے ہوئے فرماتا ہے۔

میں تیری دعا سن رہا ہوں میری توجہ تری ہی طرف ہے۔ جب مکہ پہنچ کر طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمتوں اور برکتوں کی بارش شروع کر دیتا ہے۔

جب میدان عرفات میں وقوف کرتے ہوئے اور دعا کرتے ہوئے چیلوں کی آوازیں بلند ہوتی ہیں۔ اللہ ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کے سامنے ان (حاجیوں) پر فخر کرتے ہوئے

فرماتا ہے۔ میرے فرشتو! میرے آسمانوں پر رہنے والو! کیا تم میرے ان بندوں کو دیکھ رہے ہو جو دور دراز سے چل کر آئے اور دھول میں ٹپے ہوئے ہیں۔ اپنا مال خرچ کیا سر کیا

مشکلیں برداشت کیں اور میرے سامنے حاضر ہوئے۔ مجھے اپنی عزت اور بلند مرتبہ کی قسم! میں آج ان کی ہر برائی کو چھائی میں بدل دوں گا اور ان کو گناہوں سے اس طرح پاک کر دوں گا

جس طرح اس وقت یہ گناہوں سے پاک تھے۔ جب ان کو ان کی ماؤں نے جنم دیا تھا۔ پھر جب وہ وہی جہاد (شیطان کو ننگریاں مارنے کا عمل) کرتے ہیں۔ اپنے سر منڈاتے اور

خانہ کعبہ کی زیارت کرتے ہیں۔ عرش سے ایک اعلان ہوتا ہے۔ جاؤ تم جہنم گئے اور اب تم

سرے سے زیادہ اچھے عمل کرنے کی کوشش کرو۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ”بیت اللہ“ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان یہ بیت اللہ کیا (یعنی اس کی اصل حقیقت) ہے؟

آپ نے جواب میں فرمایا ”اے علی رضی اللہ عنہ! یہ اللہ نے روئے زمین پر اس لیے بنایا ہے کہ میری امت کے لوگ یہاں آ کر اپنے گناہ معاف کرالیا کریں۔“

(علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) پھر میں نے پوچھا: یہ ”حجر اسود“ کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا ”(حجر اسود) اللہ نے جنت سے زمین پر اتارا تھا۔ یہ اتنا صاف اور شفاف تھا کہ اس کے اندر سے سورج کی طرح روشنی کی کرنیں پھوٹی تھیں۔ مشرکین کے ہاتھوں نے چھو چھو کر اسے سیاہ کر دیا ہے۔“

حضرت عباس ابن مرداس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے یوم عرفہ کی شام اللہ سے امت کے لیے مغفرت و رحمت کی دعا کی۔ اللہ نے جواب میں فرمایا: ظلم کے علاوہ ہر گناہ معاف کر دیا جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے عرض کیا: پروردگار! تو قادر مطلق ہے چاہے تو مظلوم کو ظلم سے بہتر اجر و ثواب دے سکتا ہے لیکن اس شام آپ ﷺ کی یہ دعا قبول نہ ہوئی۔ اگلی صبح مزدلفہ میں پھر آپ ﷺ نے یہ دعا کی۔ اللہ کی طرف سے جواب ملا میں نے انہیں معاف کر دیا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا صحابہ نے عرض کیا: ایسے موقع پر آپ تبسم نہیں فرمایا کرتے۔ آج کوئی خاص وجہ ہوئی؟

آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا ”میں اس لیے مسکرایا تھا کہ جب ابلیس ملعون کو میری دعا کی قبولیت کا علم ہوا۔ وہ یا گلوں کی طرح اپنی ہلاکت و بربادی کا رونا روتے ہوئے اپنے سر پر خاک ڈالتا ہوا بھیگ کھڑا ہوا تھا۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے حج کیا اور کوئی بے حیائی و گناہ کی بات نہ کی وہ (حج کر کے) اس طرح گنہوں سے پاک واپس لوٹتا ہے جیسے اس روز گناہ سے پاک تھا جب اسے اس کی ماں نے جنم دیا تھا۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابن خطاب کہتے ہیں جو شخص صرف طواف کعبہ کی نیت سے گھر سے چل کر کعبہ تک آیا۔ وہ طواف کے بعد گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح اپنی پیدائش

کے دن گناہ سے پاک تھا۔

ایک روایت میں ہے ”نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”یوم عرفہ میں جب بندوں پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے ان کے بڑے بڑے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اس روز شیطان خود کو بہت زیادہ حقیر و ذلیل محسوس کرتا ہے اور غم و غصہ سے بھرا ہوتا ہے۔ اسی طرح کی حالت میں اسے جنگ ہدر کے موقع پر بھی دیکھا گیا تھا۔“

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ فریضہ حج ادا کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب مسجد حرام (بیت اللہ) میں داخل ہوئے انہوں نے حجر اسود کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا ”تو صرف ایک پتھر ہے۔ تو کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع۔ اگر میں نے یہ نہ دیکھا ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے بوسہ دیا ہے میں ہرگز تجھے بوسہ نہ دیتا۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی آنکھوں کی پینائی ختم ہو جانے کے بعد ایک مرتبہ فرمایا تھا مجھے سب سے زیادہ افسوس و عداوت اس بات پر ہے کہ میں پیدل چل کر حج نہیں کر سکتا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

يَا لَوْكَ رَجُلًا وَّ عَلَيَّ كَلٌّ ضَامِرٌ (الحج: ۲۷)

ترجمہ: وہ (حجاج) آئیں گے ترے پاس پیدل اور کمزور و دلی اذیتوں پر سوار ہو کر۔ اس کا مطلب یہ ہے اگر حرم سے قریب ہو اور راستہ بھی پر امن ہو تو پیدل چل کر جانا اور حج کرنا باعث ثواب ہے۔ لیکن دور دراز کا سفر ہو تو سواری پر جانا افضل ہے۔ تاکہ سفر کی تکالیف فرائض حج کی ادائیگی میں حارج نہ ہو۔

حضرت حسن بصری کہتے ہیں فرشتے دوران سفر حاجیوں سے ملاقات کرتے ہیں۔ اونٹ پر سوار کو سلام کرتے ہیں۔ گھوڑوں، خچروں اور گدھوں پر سوار لوگوں سے مصافحہ کرتے اور پیدل لوگوں سے معاف کرتے ہیں۔

حضرت شہاک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”جو شخص جہاد میں شریک ہونے کی نیت سے گھر سے سوار ہو کر چلا کر سواری نے اسے گرا دیا یا سانپ نے اسے ڈس لیا (اور چلنے پھرنے کے قابل نہ رہا) یا کسی بھی وجہ سے اس کی موت ہو گئی۔ وہ شہید ہے اور جو شخص حج کی نیت سے چلا۔ مگر حج ادا کرنے سے پہلے ہی راستہ میں اس کی موت واقع ہو گئی۔ اللہ نے اس کے واسطے جنت واجب کر دی ہے۔“

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی۔

”اے اللہ حج کرنے والے کو اور جس کے واسطے وہ مغفرت کی دعا کرے اسے بھی بخش دے۔“

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

”میری اس مسجد (مسجد نبوی) میں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری کسی مسجد میں نماز پڑھنے

کے ثواب سے ہزار گنا زیادہ ہے۔“

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ میری اس مسجد (مسجد نبوی) میں نماز پڑھنے کا ثواب

کسی دوسری مسجد میں نماز پڑھنے سے دس ہزار گنا زیادہ ہے۔ سوائے مسجد حرام (بیت اللہ خانہ

کعبہ) کے کہ مسجد حرام میں نماز پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ نماز کے ثواب کے برابر ہے اور جہاد

کے دوران ایک نماز کا ثواب دو لاکھ نمازوں کے ثواب کے برابر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا

وہ عمل تمہیں نہ بتا دوں جو ان سب سے افضل ہے؟ وہ یہ ہے کہ آدھی رات میں اٹھے اچھی طرح

وضو کرے دو رکعت نماز تہجد پڑھے اور اس کا مقصد صرف اللہ کی رضا حاصل کرنا ہو۔“

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اسلام کی عمارت پانچ

ستونوں پر قائم ہے۔

۱۔ کلمہ شہادت: اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد عبده ورسوله

میں گوئی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں محمد ﷺ اس کے بندے

اور اس کے رسول ہیں۔

۲۔ نماز ادا کرنا ۳۔ زکوٰۃ دینا ۴۔ رمضان کے روزے رکھنا

۵۔ اور بیت اللہ کا حج کرنا (وہاں تک جانے آنے کی سہولت ہونے کی صورت میں)

حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

ایک حج سے تین آدمی جنت میں جائیں گے:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ ایک حج کے صلے میں تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتا

ہے۔ حج کی ترغیب دینے والا حج کا خرچ برداشت کرنے والا اور حج کرنے والا اور عمرہ و جہاد کا

معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔

غزوہ اور جہاد کی فضیلت کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا کسی انسان

کے جسم پر جہاد فی سبیل اللہ کی گرد اور جہنم کی آگ کا دھواں اکٹھے نہیں ہو سکتے اور نہ کسی انسان

کے دل میں ایمان اور کفر (کجی) جمع ہو سکتے ہیں۔

حضرت حسن روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”جہاد فی سبیل اللہ کی نیت سے

صبح یا شام (غرض کسی بھی وقت) نکلنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ

بن رواحہ کو ایک سریہ (جہاد کے لیے جانے والا فوجی دستہ) کے ساتھ جانے کا حکم دیا تھا۔ اس روز

جمعہ تھا لوگ روانہ ہو گئے۔ عبد اللہ بن رواحہ نے سوچا آپ ﷺ کے ساتھ جمعہ کی نماز ادا کرنے

کے بعد روانہ ہو جاؤں گا اور ساتھیوں سے چالوں گا۔ نبی کریم ﷺ نے نماز جمعہ میں انہیں دیکھ کر

دریافت کیا۔ تم صبح اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیوں نہیں گئے؟ انہوں نے جواب دیا میں نے

سوچا تھا کہ جمعہ کی نماز ادا کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں سے چالوں گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا تم اگر دنیا کی ساری دولت بھی خرچ کر دو وہ ثواب تمہیں نہیں مل سکتا جو

تمہیں ان کے ساتھ صبح کے وقت جانے پر حاصل ہوتا۔“

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کی فوری طور پر تعمیل اور بجا آوری کی طرف اشارہ

ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک رات ساحل سمندر پر اسلامی لشکر کی حفاظت کے

لیے پیہرہ دینا اپنے گھر میں رہ کر ایک مہینہ مسلسل روزے رکھنے اور پورے مہینہ کی راتیں عبادت

میں گزارنے سے بہتر ہے، اور جو شخص اسلامی لشکر کی حفاظت کے لیے پیہرہ دیتے ہوئے فوت ہو

گی۔ اللہ سے قبر کے عذاب سے محفوظ رکھے گا قیامت کے دن وہ ہر طرح کے خوف و دہشت

سے مامون ہوگا اور قیامت تک رات دن کے جہاد کا ثواب اس کے نام لکھا جاتا رہے گا۔

حضرت عبداللہ ابن عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے پوچھا اسلام کیا ہے؟

آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا "عمدہ گفتگو (چھ خلاق سے پیش آتا) بھوکوں کو کھانا کھانا اور ہر مسلمان کو سلام کرنا۔"

پوچھنے والے نے دوسرا سوال پوچھا: کون سا اسلام بہتر ہے؟
آپ ﷺ نے فرمایا "اس مسلمان کا اسلام بہتر ہے۔ جس کے ہاتھ (ظلم) اور زبان (غیبت وغیرہ) سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

تیسرا سوال یہ تھا: نماز کون سی اچھی ہے؟
آپ ﷺ نے فرمایا: وہ نماز جس کا قیام لمبا ہو (یعنی جس میں قرآن زیادہ پڑھا جائے)
چوتھا سوال تھا: "صدقہ کون سا بہتر ہے؟"
آپ ﷺ نے فرمایا اس غریب آدمی کا صدقہ سب سے بہتر ہے جو محنت کر کے اپنی ضروری میں سے صدقہ کرتا ہے۔"

پانچواں سوال تھا: کون سا ایمان سب سے بہتر ہے؟
آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا "جو مشکلات پر صبر کرنا سکھائے اور دس میں دوسروں کے لئے رحم و بخشش کا جذبہ پیدا کرے۔"
چھٹا سوال تھا جہاد کون سا افضل ہے؟
آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا وہ جہاد فی سبیل اللہ جس میں جہاد کا گھوڑا (سواری) بھی کام آجائے اور خود بھی شہید ہو جائے۔

ساتواں سوال تھا کس غلام (قیدی) کو آزاد کرنا یا رہائی دینا بہتر ہے؟
آپ ﷺ نے فرمایا: جس کی قیمت (یا زرخامت) زیادہ ہو۔
ایک روایت میں ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا
"کسی مسلمان کی ناک میں جہاد فی سبیل اللہ کا غبار، اور دوزخ کا دھواں جمع نہیں ہو سکتے۔"
ایک دوسری روایت میں اس طرح سے ہے: آپ ﷺ نے فرمایا "قیامت کے روز ان تین آنکھوں کے علاوہ ہر آنکھ روتی ہوگی۔"

۱- وہ آنکھ جو زندگی میں خدا کے خوف سے روتی رہی
۲- وہ آنکھ جس نے خود کو حرام چیزوں کی طرف اٹھنے سے روک رکھا۔
۳- اور وہ آنکھ جو جہاد فی سبیل اللہ کے موقع پر راتوں کو چا گتی رہی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "مجھے تین ایسے آدمی دکھائے گئے ہیں جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔"

جو یہ ہیں: ۱- شہید ۲- وہ غلام جسے دنیاوی غلامی اللہ کی عبادت سے نروک سکی۔
۳- اور وہ غریب و محتاج آدمی جو کسی دوسرے انسان کے سامنے بھیک کے لیے ہاتھ پھیلائے سے خود کو بچاتا رہا۔

اور مجھے تین آدمی ایسے دکھائے گئے جو سب سے پہلے جہنم میں جائیں گے۔
۱- وہ حکمران جو رعایا (عوام) کی مرضی کے خلاف حکومت پر قائم ہو جائے
۲- وہ دولت مند جو دولت اپنی میں سے اللہ کا حق (زکوٰۃ و صدقات) ادا نہ کرے
۳- اور وہ فقیر و محتاج آدمی جو فقر و محتاجی میں بھی غرور و تکبر سے باز نہ آئے۔
ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ سے کسی نے پوچھا کون سے عمل بہتر ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا:

۱- فرض نماز وقت پر ادا کرنا ۲- والدین کی خدمت کرنا
۳- اللہ کے دین کو دنیا میں پھیلانے کے لیے جہاد (کوشش) کرتے رہنا۔
حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا
جس نے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے کسی مجاہد کو گھوڑا دیا (سواری مہیا کی) اسے اپنے مال و جان سے جہاد میں شریک ہونے کا ثواب ملے گا۔

۲- جس نے کسی مجاہد کو تلوار (تھیار) مہیا کی۔ قیامت کے روز وہ تلوار یہ کہتی ہوئی آئے گی: میں فلاں (اس شخص کا نام لے گی) شخص کی تلوار ہوں اور آج تک اس کی طرف سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتی رہی ہوں۔
۳- جس نے کوئی نیزہ (تھیار) راہ خدا میں جہاد کے لیے دیا اس کا ثواب قیامت تک دینے والے کے نام لکھا جاتا رہے گا اور قیامت کے دن وہ اتنے بڑے ڈھیر کی شکل میں نیزہ دینے والے کو ملے گا جتنا بڑا "احد" پہاڑ ہے۔

۴- جس نے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے کوئی ڈھال (حملہ سے بچاؤ کا کوئی تھیار) مہیا کی قیامت کے دن اللہ اسے دوزخ سے بچاؤ کا ذریعہ بنا دے گا۔
قیامت کے دن اللہ اسے دوزخ سے بچاؤ کا ذریعہ بنا دے گا۔

۵- جس نے جہاد فی سبیل اللہ میں کوئی زخم کھایا قیامت کے دن اس کے زخم سے مشک (کستوری) کی خوشبو آتی ہوگی اور اس کی راہ روشنی سے منور ہوگی۔

۶- جس نے میدان جہاد میں کسی پیاسے کو پانی پلایا۔ اسے جنت کی سر بہر خوشبودار شراب سے سیراب کیا جائے گا۔

۷- جس نے جہاد فی سبیل اللہ کی نیت سے گھوڑا یا (سواری تیار رکھی) قیامت کے روز اسے اس کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی کا ثواب ملے گا۔ اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جائے گا اور ایک خطا معاف کر دی جائے گا۔

۸- جس نے جہاد فی سبیل اللہ کے موقع پر ایک رات پہرہ دیا۔ اسے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کے خوف و دہشت سے محفوظ رکھے گا۔

۹- جو جس نے محض اللہ کی رضا حاصل کرنے کی نیت سے کسی مسلمان بھائی سے ملاقات کی اللہ اسے ہر قدم پر ایک نیکی کا ثواب عطا کرے گا۔ اس کا ایک درجہ بڑھا دے گا اور ایک خطا معاف کر دے گا۔

حضرت بن عباس کہتے ہیں کہ اگر تم جہاد فی سبیل اللہ کے لیے جانے والی کسی جماعت میں شریک ہو تو جماعت کے چھپے حصے میں شامل ہو کر چلو اس سے کمزور دلوگوں میں حوصلہ پیدا ہوگا اور خوف زدہ ہوں گے تو ان کا خوف دور ہو جائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک حبشی نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جیسا کہ آپ ﷺ دیکھ رہے ہیں۔ میں ایک بد صورت آدمی ہوں جس سے بھی جو آتی ہے۔ میرا خاندان بھی کوئی با عزت خاندان نہیں ہے۔ اگر میں راہ خدا میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جاؤں۔ میرا ٹھکانا کہاں ہوگا؟

آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: ”تو جنت میں ہوگا۔“

وہ شخص مسلمان ہو گیا اور عرض کیا میرے پاس بکریاں ہیں ان کا کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان کا رنڈہ بند (شہر) کی طرف کر کے ہانک دے۔ وہ خود اپنے گھر پہنچ جائیں گی۔ اس نے ایسا ہی کیا اور جہاد میں شریک ہو گیا۔ لڑائی ختم ہونے پر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا اپنے ساتھیوں کو تلاش کرو۔ تلاش کے لیے جانے والے نے آپ کو اطلاع دی۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ حبشی میدان جہاد کے فداں حصہ میں زخمی حالت میں پڑا ہے۔

آپ ﷺ نے اس کے پاس پہنچ کر فرمایا آج اللہ نے تیری بد صورتی کو خوبصورتی میں بدل دیا ہے۔ تیرے بدن کی بدبو خوشبو میں تبدیل ہوگئی اور تیری خاندان کی عزت بھی بڑھا دی ہے۔ یہ سن کر وہ (زخمی حبشی) خوشی سے رو دیا۔ آپ ﷺ اسی وقت وہاں سے واپس لوٹ آئے۔

صحابہ نے عرض کیا: آپ ﷺ کے اتنی جلد واپس لوٹ آنے کی کوئی خاص وجہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات پاک (اللہ) کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں نے دیکھا تھا جنت کی وہ حوریں جو اس کی بیویاں بننے والی تھیں۔ وہ دوڑ کر اس کی طرف آ رہی تھیں اور اس تیز رفتاری میں ان کی پازیب (پیر کا زیور) تک نظر آنے لگی تھی۔“ مجاہدوں کی تین جماعتیں ہوتی ہیں۔

۱- ایک وہ جو راہ راست میدان جہاد میں دشمن کے مقابل ہو کر لڑتے ہیں۔
۲- دوسرے وہ جو لشکر کے جانوروں (سوار یوں) اور سپاہیوں کی حفاظت کرتے اور ضرورت کے وقت لڑنے والے مجاہدوں میں شریک ہو کر جہاد کرتے ہیں۔
۳- اور تیسرے وہ لوگ جو لشکر کی خوراک وغیرہ کا انتظام کرتے ہیں اور موقع ملنے پر یہ بھی لڑنے والوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔

ان تینوں گروہوں کا اجر و ثواب برابر ہے۔
حضرت انس روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”اجر کے اعتبار سے جماعت کی خدمت کرنے والوں کا درجہ زیادہ اونچا ہے۔“
حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بھی شخص اپنی موت کے بعد خواہ اسے پوری دنیا کی دولت بھی دی جائے دنیا میں واپس آنے کی تمنا نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ جاں کنی کی مشکلات سے ڈرا ہوا ہوتا ہے۔ مگر شہید شہادت کے درجات کو دیکھ کر بار بار زندہ ہونے اور شہادت کی موت مرنے کی آرزو کرتا رہتا ہے۔“

”لصالح من فی السموات و من فی الارض الامن شاء اللہ“
آسمان و زمین تمام مخلوق بے ہوش ہو جائے گی۔ مگر اللہ جس کے ہوش قائم رکھنا چاہے۔
حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”من شاء اللہ (جسے اللہ چاہے) سے مراد شہید ہیں۔ جو عرش کے گرد تلواریں لیے کھڑے ہوں گے۔
حضرت قتادہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ جہاد فی سبیل اللہ کے مجاہدوں کو تین انعامات سے نوازتا ہے۔

۱- جو شہید ہو جاتا ہے اسے آخرت میں زندگی مل جاتی ہے اور اسے باقاعدہ اللہ کی طرف سے رزق (خوراک) مہیا کیا جاتا ہے۔

۲- جو شہید ہو جاتا ہے۔ اللہ اسے بھی اجر عظیم عطا فرماتا ہے۔

۳- اور جو جہاد کے میدان سے جہاد ختم ہونے کے بعد زندہ واپس آ جاتا ہے۔ اللہ اسے دنیا کی زندگی میں بھی عزت کی روزی عنایت فرماتا ہے۔

حضرت حسن بصری کہتے ہیں۔

جو اپنے لیے شہادت کی تمنا اور دعا کرتے ہوئے فوت ہو جاتا ہے اسے بھی شہادت کا ثواب ملتا ہے۔

”اہل احواء عند ربہم یوزقون“

بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس انہیں رزق (خوراک) دیا جاتا ہے

حضرت ابن مسعود اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں شہیدوں کی روحیں

جنت کے سبز پرندوں میں منتقل کر دی جاتی ہیں وہ جنت میں جہاں چاہیں اڑتے

پھرتے ہیں اور عرش کے نیچے لگی ہوئی نورانی قلندریوں میں آ کر آرام کرتے ہیں۔

حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ جو شخص اتنی دیر کے لیے جہاد میں شریک ہوا

جتنی دیر میں نوٹنی کا دودھ دہویا جاتا ہے۔ وہ بھی جنت کا حق دار ہو گیا۔ جس نے اللہ سے سچے دل

سے شہادت کی دعا کی پھر اسے موت آ گئی یا وہ قتل ہو گیا اسے بھی شہادت کا ثواب ملے گا۔ اور جس

نے جہاد فی سبیل اللہ میں کوئی زخم کھایا یا اس کے جسم پر کوئی خراش آ گئی۔ قیامت کے روز جب وہ

اٹھے گا۔ اس کے زخم کا رنگ زعفرانی ہوگا اور اس سے مشک (کستوری) کی سی خوشبو مہک رہی ہوگی۔

حضرت حسن بصری روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز ہر آنکھ

رو رہی ہوگی مگر یہ چار آنکھیں اس کیفیت سے دوچار نہ ہوں گی۔

۱- وہ آنکھ جو جہاد فی سبیل اللہ میں شائع ہو گئی۔

۲- وہ آنکھ جو زندگی بھر اللہ کے خوف سے آنسو بہاتی رہی۔

۳- وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر سے راتوں کو جاگتی رہی۔ (اس میں وہ آنکھیں بھی شامل ہیں جو

قرآن وحدیث کے مطالب کو سمجھنے کے لیے مطالعہ میں مصروف رہتی ہیں)

۴- اور وہ آنکھ جو جہاد فی سبیل اللہ کے موقع پر اسلامی لشکر کی حفاظت کے لیے پہرہ دیتے

ہوئے جاگتی رہی۔

جہاد فی سبیل اللہ کی غرض سے لشکر کی تیاری کا بیان

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

”جہاد فی سبیل اللہ اور اسکا ملک کی سرحدوں کی حفاظت کے لیے لشکر کی تیاری میں ایک

دن صرف کر دینا (مگادینا، خرچ کر دینا) ایک ہزار دن کے روزوں اور ہزار راتوں کی عبادت

سے افضل ہے۔“

حضرت کھول روایت کرتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضرت شریک بنہ سے

(جبکہ وہ ایران میں ایک قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے) فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ

فرماتے ہوئے سنا ہے ”جہاد فی سبیل اللہ میں ایک دن گزارنا مہینہ بھر کے روزوں اور مہینہ کی

راتوں کی عبادت سے افضل ہے۔ جو اللہ کی راہ میں مجاہدین کے لشکر کی حفاظت کرتے ہوئے

فوت ہو جائے وہ قبر کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے اور اس کا یہ عمل قیامت تک آنے والے ہر

دن کے ساتھ بڑھتا رہتا ہے۔“

حضرت امین عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

جو شخص جہاد فی سبیل اللہ کے موقع پر بلند آواز سے ”اللہ اکبر“ (اللہ سب سے بڑا ہے)

کہتا ہے قیامت کے روز اسے اس کے نامہ اعمال کے ترازو میں ایک بھاری چٹان کی شکل میں

رکھا جائے گا۔ جو زمین و آسمان کی ہر چیز سے وزنی ثابت ہوگی۔ اور جس نے میدان جہاد میں

بلند آواز سے ”لا الہ الا اللہ واللہ اکبر“ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے) کہا

اس بندے سے لگاتار خوش ہوگا کہ اس بندے کو جنت میں حضرت محمد ﷺ اور حضرات ابراہیم

علیہ السلام جیسے بلند مرتبہ نبیوں کے ساتھ رکھا جائے گا۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے عرض کیا

اے اللہ کے رسول! میں اپنا مال خرچ کر کے مجاہد کے برابر ثواب حاصل کر سکتا ہوں؟

رسول اللہ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا ”کتنا مال خرچ کرنا چاہتا ہے؟“

اس شخص نے کہا چھ ہزار

آپ ﷺ نے فرمایا ”یہ تو مجاہد کی ایک نیند کے برابر بھی نہیں۔“

حضرت محمد بن قاسم اپنے والد کے واسطے سے روایت کرتے ہیں۔

ایم جہاد میں یہ بات مشہور ہو گئی تھی جو شخص جہاد کے دنوں میں اپنے سر کے بال منڈوا کر دفن کر دے جب تک یہ بال دفن رہیں گے اسے جہاد میں شرکت کا ثواب ملتا رہے گا۔ (یاد رہے کہ بال گل کر ختم نہیں ہوتے)

حضرت عثمان ابن عطاء اپنے والد کے واسطے سے روایت کرتے ہیں۔

ایک شخص حضرت عبدالرحمن بن عوف کے باغ میں ان کے ساتھ گیا۔ انہوں نے وہاں کام کرنے والے اپنے تئیں غلاموں کو آزاد کر دیا۔ یہ شخص حیران ہوا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے اسے حیران دیکھ کر فرمایا اس سے بھی بڑا (افضل) یہ عمل ہے کہ ایک شخص جہاد فی سبیل اللہ میں شرکت کے لیے اپنی سواری (گھوڑا وغیرہ) پر چارہ ہے۔ اسے چھینک آئی سواری کو ہانکنے کے لیے ہاتھ میں پکڑا ہوا کوزا یا چھری ہاتھ سے گر گئی۔ اس سے یہ شخص کچھ پریشان ہو گیا۔ اس مجاہد کا یہ عمل میرے تئیں غلام آزاد کرنے سے زیادہ افضل ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک نے ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز اللہ زمین سے کچھ ایسے لوگوں کو بھی اٹھائے گا۔ جو پل صراط سے ہوا کی طرح گزر جائیں گے اور ان سے کوئی حساب نہ ہوگا نہ انہیں عذاب ہوگا۔“

صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! وہ کون سے لوگ ہوں گے؟

آپ ﷺ نے فرمایا ”یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے جہاد فی سبیل اللہ میں شرکت کی اور چھاؤنی کی حفاظت کرتے ہوئے یا میدان جہاد میں موت آئی۔“

حضرت ابوامامہ باہلی روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

چار آدمیوں کے عمل کا ثواب انہیں موت کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔

۱- ایک وہ جسے اسلامی لشکر کی حفاظت کرتے ہوئے موت آ گئی۔

۲- دوسرا وہ جس نے علم دین سیکھا اور دوسروں کو سکھایا تو لوگ جب تک اس کے سکھائے ہوئے علم پر عمل کرتے رہیں گے اسے بھی ان کے برابر ثواب ملتا رہے گا

۳- تیسرا وہ جس نے فی سبیل اللہ عوم کے فائدہ کے لئے کوئی عمارت (مسجد، مدرسہ وغیرہ)

بنادی یا کوئی ادارہ قائم کر دیا۔ جب تک وہ قائم رہیں گے اور ان سے فائدہ اٹھایا جاتا

رہے گا۔ اس شخص کو ثواب ملتا رہے گا

۴- چوتھا وہ شخص جس نے نیک اوداد دنیا میں چھوڑی جو خود نیک عمل کرتی رہی اور اپنے والدین کے لیے دعا کرتی رہے۔“

رہا اور چھاؤنی اسلامی ملک کی ان حدود کو کہا جاتا ہے جن سے باہر دشمن ملک (کافر) کی حدود شروع ہو جاتی ہیں۔

حضرت سفیان ابن عیینہ کہتے ہیں ان اسلامی سرحدوں پر ایک مرتبہ کافر ملک کا حملہ ہو تو چالیس برس تک یہ سرحد رباط کے حکم میں رہتی ہے اور وہاں ہر وقت مجاہدین کی فوج متعین رہنی چاہئے۔ دوسری مرتبہ حملہ ہو تو یہ سرحد ایک سو بیس سال تک رباط کہلائے گی۔ اور اگر تیسری بار حملہ ہو گیا تو قیامت تک یہ سرحد رباط کے حکم میں رہے گا۔

امی“ (تجھ پر میرے ماں باپ قربان) الفاظ استعمال کئے اور انہیں کے واسطے یہ دعا بھی فرمائی۔ ”پروردگار! ان کی نشانہ بازی میں قوت پیدا کر اور ان کی دعاؤں کو قبول فرما“

حضرت عمرو بن شریک روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اوست آپے مالک کی عزت بڑھاتا ہے بکری پالنے سے گھر میں برکت ہوتی ہے اور گھوڑے کی پیشانی میں قیامت تک کے لیے خوش نصیبی لکھ دی گئی۔“

ایک دوسری روایت اس طرح ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانی (قسمت) میں عزت ہے اور بیلوں کی دم (پکڑ کر چننے) میں ذلت و رسوائی۔“

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب لوگ گھوڑے پالتا ہوں تو وہیں جس میں اسلام اور مسلمانوں کی عزت ہے، جہاد ترک کر دیں اور بیلوں کی پرورش کرتے ہوئے زمیندار یوں میں پھنس جائیں گے تو آرام پسند ہو کر ہر ذلت و رسوائی بلکہ غلامی تک کو قبول کر لیں گے

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جہاد فی سبیل اللہ میں ایک تیر دشمن پر چلایا اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔“

حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”عقرب روئے زمین کا بہت بڑا علاقہ فتح ہو کر تمہارے قبضہ میں آ جائے گا۔ تم عیش و آرام کی زندگی گزارنے لگو گے۔ لیکن خبردار! شوقیہ تیر اندازی کا مشغلہ پھر بھی نہ چھوڑنا“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نشانہ بازی کا دائرہ (ہدف) جنت کا ایک باغچہ ہے۔ نشانے پر تیر مارنے و ادا دشمن پر تیر چلانے والے جہاد کی طرح ہے اور تیر اٹھا کر دینے والا ایک غلام آزاد کرنے والے کے برابر ہے۔ حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر بیٹھے ہوئے یہ آیت

واعلموا انکم ما استطعتم من قوۃ

ترجمہ: ان (دشمنوں کے مقابلہ) کے لیے پوری قوت سے تیار رہو۔ تلاوت کرنے کے بعد فرمایا یا در کھو! ”قوۃ“ تیر اندازی (دور مار تھپتھار) ہے۔“

یہ الفاظ آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرائے۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے تیر اندازی کا فن سیکھنے کے

تیر اندازی اور گھڑ سواری کی فضیلت کا بیان

ایک تیر کی بدولت تین آدمی جنت میں جائیں گے۔ حضرت جابر ابن زید روایت کرتے ہیں کہ میں ایک صحابی سے تیر اندازی سیکھنے کے لیے ان کے پاس جایا کرتا تھا۔ ایک روز کسی وجہ سے میں نہ جا سکا۔ دوسرے دن میں جب ان کے پاس پہنچا۔ انہوں نے کل نہ آنے کی وجہ پوچھی میں نے اپنی مجبوری انہیں بتادی۔ انہوں نے مجھے ایک حدیث سنائی۔ کہتے ہیں۔

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ ایک تیر کی بدولت تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرے گا۔ (۱) تیر انداز (۲) جہاد میں استعمال کرنے کی غرض اور ثواب کی نیت سے تیر بنانے والا (۳) مجاہد کو تیر خرید کر دینے والا۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”تیر اندازی اور (گھوڑے پر) سواری کرنا سیکھو۔ تیر اندازی تمہارے واسطے فائدہ مند ہے اور مجھے گھوڑ سواری پسند ہے ہر کھیل مسلمان کے واسطے وقت کا ضیاع ہے مگر تین کھیوں کی اسے اجازت ہے (۱) قومی دفاع کے لیے تیر اندازی سیکھنا (۲) اپنے گھوڑے کو سواری کے لیے سدھانا (۳) اور اپنی بیوی سے ہنسی مذاق کرنا بلکہ یہ تو اس کا حق ہے۔“

حضرت کھول روایت کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے دور خلافت میں) اہل شام کو حکم نامہ بھیجا تھا۔ اپنی اہل کو تیراکی، تیر اندازی اور گھوڑ سواری سکھاؤ۔ نیز انہیں کہو وہ ایک دوسرے سے نشانہ بازی میں مقابلہ کیا کریں۔

حضرت مجاہد روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نشانہ بازی کے مقابلوں کی بڑی سختی سے تاکید کیا کرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے نبی کریم ﷺ نے ”حکب احد“ کے موقع پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ”سعد! تم پر میرے ماں باپ قربان! تیر چلاتے رہو“

حضرت سعد رضی اللہ عنہ وہ خوش نصیب صحابی ہیں جن کے لیے نبی کریم ﷺ نے ”فداک ابی

بعد اسے بھلا دیا اس نے میری ایک سنت کو بھلا دیا۔“
اور اسی حدیث کی ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ملتے ہیں۔
”جس نے تیرا انداز بھلا دی وہ بہت بڑی نعمت سے محروم ہو گیا۔“

بزرگوں کی نصیحت:

ہر شریف آدمی کو خواہ میر ہو یا غریب ان چار باتوں کو ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہئے۔

۱۔ والدین کی عزت و احترام کا لحاظ رکھنا۔

۲۔ کمزوروں کی مدد کرنا، مہمان کی خدمت کرنا۔

۳۔ گھوڑے کی سواری سیکھنا۔

۴۔ استاد کی عزت کرنا۔

غزوہ و جہاد کے آداب کا بیان

جنگ کی دعائے کرو لیکن دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو ثابت قدم رہو۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”دشمن سے مقابلہ کی آرزو نہ کرو۔ اللہ سے خیر و عافیت کی دعا کرتے رہو۔ پھر جب دشمن سامنے آجائے ثابت قدمی سے اس کا مقابلہ کرو اور اللہ کو کسی حال میں نہ بھولو۔“

حضرت عوف ابن مالک اجمعی کہتے ہیں کہ جہاد کے لیے ان دس باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ والدین سے اجازت لے کر جہاد پر جائے۔

۲۔ حقوق اللہ یعنی فرائض روزہ، نماز، زکوٰۃ، حج (اگر فرض ہوں) یا قاعدگی سے ادا کرے۔
لوگوں کی جو امانت اس کے پاس ہو اسے ادا کر دے۔ کسی سے ظلم زیادتی کی ہو تو معاف کرالے۔ غیبت و جھوٹ بھی بری عادت کوئی ہو اس سے توبہ کرے۔

۳۔ گھر والوں کے واسطے اپنی واپسی تک کی مدت کے خرچہ کا انتظام کر دے۔

۴۔ اس کا ذریعہ معاش حلال ہو کیونکہ اللہ صلاں اور پاکیزہ مال کو ہی قبول کرتا ہے۔

۵۔ اپنے امیر کا حکم مانے خواہ امیر کوئی جیسی غلام ہی کیوں نہ ہو۔

۶۔ اپنے ساتھیوں کے حقوق کا لحاظ رکھے۔ جب بھی وہ ملیں ان سے خندہ پیشانی سے پیش آئے

۷۔ راستہ میں کسی مسلمان اور کسی ایسے شخص کو تنگ نہ کرے جو غیر مسلم ہے مگر اسلامی ملک میں جزیہ (حفاظتی ٹیکس) دے کر رہتا ہے۔

۸۔ مقابلہ کے وقت میدان جہاد سے فرار ہونے کی کوشش نہ کرے۔

۹۔ مال غنیمت (دشمن سے چھینا ہوا مال) میں سے کوئی چیز چھپ کر نہ رکھے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

”وَمَنْ يَغْلِبْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ (زل عمران ۱۶۱)

اور جو کوئی چیز چھپائے یا خبیثت دے ایمانی کرے گا۔ قیامت کے روز وہ چیز اس کے ساتھ ساتھ ہوگی۔

۱۰- جب وہیں شرکت کا مقصد دین اسلام کی سر بلندی اور مسلمانوں کی مدد کرنا ہو۔

مجاہد میں یہ اضافی صفات بھی ہوں تو زیادہ بہتر ہے۔

۱- بہادر ہو (بزدلی نہ دکھائے)۔

۲- مقابلہ کے وقت دشمن سے مرعوب نہ ہو۔

۳- دشمن پر ہر پہلو سے حملہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

۴- حم کر مقابلہ کرے پیٹھ نہ پھیرے۔

۵- کسی مشکل سے نہ گھبرائے

امت محمدیہ ﷺ کی فضیلت و برتری

حضرت مقاتل بن سلیمان بیان کرتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ پروردگار! مجھے تورات کی تختیوں میں ایک ایسی امت کا ذکر مہیا ہے جس کے لوگ شفاعت کریں گے، دوران کی شفاعت قبول بھی کی جائے گی۔ اسے میری امت بنادے۔
اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: وہ لوگ محمد ﷺ کی امت میں ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: مجھے تورات کی تختیوں میں ایسی امت کا ذکر بھی ملا ہے جس کی پانچ نمازیں لوگوں کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہو جائیں گی۔ اسے میری امت بنادے۔
اللہ کی طرف سے جواب دیا گیا وہ بھی (حضرت) محمد ﷺ کی امت ہے۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گزارش کی میں نے تورات کی تختیوں میں ایک ایسی امت کا ذکر دیکھا ہے جس کے لوگ کافروں، گمراہوں حتیٰ کہ کانے و جال کا بھی قتل کر دیں گے۔
الہی ان کو میرا امتی بنادے۔

اللہ نے جواب دیا: وہ بھی (حضرت) محمد ﷺ کے امتی ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا پروردگار! مجھے تورات کی تختیوں میں ایک ایسی امت کا ذکر ملا ہے جس کے لوگ پانی اور مٹی دونوں سے طہارت حاصل کر لیا کریں گے اسے میری امت بنادے۔

اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: وہ بھی محمد ﷺ کی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا تورات کی تختیوں میں مجھے ایک ایسی امت کا ذکر بھی ملا ہے جس کے لوگوں کے لیے صدقہ و خیرات کا مل کھانے کی اجازت ہوگی۔ جبکہ پہلی امتوں میں صدقہ کے مال آگ کھا جایا کرتی تھی۔ انہی کو میری امت بنادے۔ اللہ کی طرف سے جواب دیا جائے گا۔ وہ بھی محمد ﷺ کی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا پروردگار! تورات کی تختیوں میں ایک ایسی امت کا ذکر بھی ملا ہے۔ جس کے افراد کوئی چھ عمل کرنے کا راہہ کریں گے اس راہہ پر ہی ان کے نام

ایک عمل لکھ دیا جائے گا اور عمل کرنے پر دس گنا سے ستر گنا اور بعض حالتوں میں اس سے بھی زیادہ ثواب کے مستحق قرار پائیں گے۔ اور کوئی برائی ان سے سرزد ہوگی تو ایک ہی برائی لکھی جائے گی۔ انہیں کو میرا امتی بناوے۔

اللہ نے جواب دیا وہ بھی حضرت محمد ﷺ کی امت کے لوگ ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا مجھے تو رات کی تختیوں میں ایک ایسی امت کا ذکر ملتا ہے۔ جس کے ستر ہزار افراد حساب کے بغیر جنت میں جائیں گے۔ اسے میری امت بناوے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ سعادت بھی حضرت محمد ﷺ کے امتیوں کو ہی حاصل ہوگی اس اضافے کے ساتھ حضرت محمد ﷺ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ پروردگار! مجھے تو رات کی تختیوں میں ایک خیر الہام (بہترین امت) کا ذکر ملتا ہے۔ جس کے لوگوں کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ چھٹی باتوں کی طرف لوگوں کو بدلائیں گے اور بری باتوں سے روکیں گے۔ انہیں میری امت میں شامل کر دوے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا وہ بھی محمد ﷺ کے امتی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا میں تو رات کی تختیوں میں ایسے لوگوں کا ذکر پاتا ہوں جو زمانہ کے اعتبار سے سب سے مؤخر (آخر میں)۔ لیکن قیامت کے روز سب سے مقدم (پہلے درجہ پر) ہوں گے ان کو میرا امتی بناوے۔

اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا وہ محمد ﷺ کی امت کے لوگ ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا پروردگار! تو رات کی تختیوں میں ایک ایسی امت کا تذکرہ ہے جس کے افراد کلام اللہ (قرآن) کے حافظ ہوں گے وہ ناظرہ اور حفظ قرآن کو پڑھ سکیں گے۔ انہیں میرا امتی بناوے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ بھی محمد ﷺ کے امتی ہیں۔

یا موسیٰ! اسی اصطلاح کے علی الناس بر صلاتی و بکلامی فخذ ما اتیتک و کن من الشاکرین ومن قوم موسیٰ امة یهدون بالحق و بہ یعدلون۔ (الاحزاب: ۱۷۳-۱۵۹)

اے موسیٰ! میں نے تجھے (اپنے دور کے) لوگوں پر رسالت (و نبوت) سے سرفراز

فرما کر ایک اعزاز بخشا ہے۔ اپنی ہم کلامی سے تیری قدر و منزلت میں اضافہ کیا ہے۔ جو کچھ میں نے تجھے دیا ہے۔ اسے قبول کر اور شکر گزار (بندہ) بن کر رہ۔ اور موسیٰ کی امت میں ایسے لوگ بھی ہیں جو حق پر کار بند ہیں (سچی بات کہتے ہیں) اور اسی کے مطابق عدل و انصاف سے فیصلہ کرتے ہیں۔

اس طرح اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تسلی کی۔

حضرت مقاتل ابن حیان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا معراج کی شب ”سدرۃ المنتہی“ پر پہنچ کر جبرائیل نے مجھ سے کہا: اب آگے آپ ﷺ تنہا تشریف لے جائیں میں اس سے آگے نہیں جاسکتا اور اللہ کے ہاں آپ ﷺ کا درجہ مجھ سے بلند ہے۔ میں آگے گیا میں نے دیکھا ایک سنہری تخت بچھا ہے جس پر جنت کی ریشمی چادر بچھی ہوئی ہے۔ جبرائیل نے پیچھے سے مجھے آواز دے کر بتایا کہ اللہ کی طرف سے مجھ پر سلام کا نزول ہو رہا ہے میں اسے غور سے سنوں جو حکم ہوا اسے مانوں اور اس ہم کلامی سے مجھ پر کوئی خوف و دہشت طاری نہیں ہونی چاہئے۔ چنانچہ میں نے اس طرح اللہ کے کلام کا جواب دیا

التحیات لله والصلوات والطیبات

ہماری ہر قوی و فعلی و مالی عبادت ہماری نمازیں اور ہر اچھا عمل اللہ کے لیے۔

اللہ کی طرف سے ارشاد ہوا۔

السلام علیکم ایہا النبی و رحمة الله و ہوکاتہ

اے نبی! تجھ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ میں نے عرض کیا۔

السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین

ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر (اللہ کی طرف سے) سلامتی و رحمت کا نزول ہو۔

اور جبرائیل نے کہا:

اشہد ان لا اله الا الله واشہد ان محمداً عبده ورسوله

میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور

اس کے رسول ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

امن الرسول بما اتزل الیہ من ربه

رسول ﷺ نے اسے تسلیم کیا (اس پر ایمان لے آیا) جو اس پر اس کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا۔

میں نے "امت بک" (میں تجھ پر ایمان لایا) کہہ کر عرض کیا۔

"والمؤمنون كل امن بالله وملائکته وکتابه ورسوله لا یفرق بین احد من رسله" (البقرہ: ۲۵۵)

اور تمام مومن بھی ایک اللہ پر اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اور اس کے تمام رسولوں پر ایمان لائے ہم اس کے کسی رسول کے بارے میں (اختیازی) فرق روا نہیں رکھتے۔

جس طرح کہ یہود نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں فرق و امتیاز روا رکھا اور نصاریٰ عیسائیوں نے دونوں میں فرق سمجھا۔

اللہ نے ارشاد فرمایا۔

لا یکلف الله نفساً الا وسعها

اللہ کسی ذی روح ہستی پر اس کی طاقت سے زیادہ بار نہیں ڈالتا۔

لها ما کسبت وعلیها ما اکتسبت

وہ جو چھاکام کرے گا اس کا ثواب پائے گا اور جو برائی کرے گا اس کی سزا پائے گا۔

پھر اللہ نے فرمایا: "ما گوا جو مانگو گے ملے گا۔"

میں نے عرض کیا:

غفرانک ربنا والیک المصیر

پروردگار! ہمیں تیری بخشش چاہئے ہمیں (قیامت کے روز) تیرے ہی پاس لوٹ کر بھی آنا ہے۔

اللہ کی طرف سے ارشاد ہوا۔ میں نے تجھے اور تیری امت کے ہر اس شخص کو بخش دیا جو میری خدائی میں کسی کو شریک نہ سمجھے اور تجھے اللہ کا آخری نبی تسلیم کرے۔

پھر اللہ نے فرمایا "اے محمد! مانگ ملے گا۔"

میں نے عرض کیا

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اعطانا

پروردگار! بھول چوک پر ہماری گرفت نہ کر۔

اللہ نے فرمایا میں تمہاری بھول چوک پر گرفت نہیں کروں گا اور جو غلط بات تم سے زبردستی کہلوائی گئی ہو اس پر مواخذہ نہیں کروں گا اور فرمایا "ما گوا ملے گا"

میں نے عرض کیا۔

ربنا ولا تحمل علینا اصرار کما حملته علی الذین من قبلنا

پروردگار! ہم پر اتنا بوجھ نہ ڈال جتنا ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔

جیسے کہ یہی اسرائیل کی غلط کاریوں کی وجہ سے بعض حلال چیزیں بھی ان کے لیے حرام کر دی گئی تھیں۔

اللہ نے فرمایا تمہاری یہ بات منظور کی جاتی ہے اور مانگو عطا ہوگا۔

میں نے عرض کیا

ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به

پروردگار! ہماری طاقت سے زیادہ بوجھ ہم پر نہ ڈال۔

کیونکہ میری امت بہت کمزور ہے۔

اللہ نے فرمایا یہ بھی منظور اور مانگو ملے گا۔

میں نے عرض کیا

واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا بصرونا علی القوم الکافرین

ہمیں معاف کر دے ہماری مغفرت فرما۔ ہم پر رحم کر تو ہی تو ہمارا مالک و آقا ہے۔ اپنے

نافرمانوں کے خلاف ہماری مدد فرما۔

اللہ نے فرمایا یہ بھی منظور بلکہ تمہارے میں آدمی دشمن کے دوسو آدمیوں پر غالب (فتح) مندار ہا کریں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"مجھے اللہ کی طرف سے پانچ خاص چیزیں عطا ہوئی ہیں جو پہلے کسی نبی کو نہ ملی تھیں۔

۱۔ مجھے تمام نبی نوع انسان (کالے گورے) کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔

۲۔ تمام روئے زمین میرے واسطے مسجد قرار دے دی گئی ہے جہاں چاہیں نمازیں پڑھی جا

سکتی ہیں۔ مٹی کو پاک قرار دے دیا گیا۔ اس سے تمیم کر سکتے ہیں۔

۳- ایک مہینہ کی مسافت سفر تک میرا رعب و دبدب قائم کر دیا گیا۔

۴- جنگ کے بعد دشمن سے حاصل شدہ مال غنیمت حلال مال قرار دیا گیا۔

۵- مجھے خدا کے رب و شفاعت کا حق ملا۔ جو میں نے قیامت کے روز اپنی امت کے حق میں استعمال کرنے کے لیے رکھا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک یہودی پر حضرت عمرؓ کا کچھ قرض تھا حضرت عمرؓ نے اس سے کہا: اس ذات برحق (اللہ) کی قسم! جس نے ابو القاسم (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمام انسانوں کی رہنمائی کے لیے منتخب فرمایا ہے۔ تو آج میرا قرض چکائے بغیر یہاں سے نہ جائے گا۔ یہودی نے کہا: اللہ نے ابو القاسم (نبی کریم) کو سب انسانوں کی رہنمائی کے لیے تو منتخب نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ نے اس گستاخی پر یہودی کے چہرے پر ایک طمانچہ مار دیا۔ یہودی نے کہا اب میرا تمہارا فیصلہ ابو القاسم (نبی کریم) کریں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

یہودی نے شکایت کی عمرؓ نے کہا تھا کہ اللہ نے آپ کو تمام انسانوں کی رہبری کے لیے منتخب کیا ہے۔ اس پر میں نے یہ کہہ دیا اللہ نے آپ کو تمام انسانوں کی رہبری کے لیے منتخب نہیں کیا۔ اس بات پر انہوں نے مجھے طمانچہ مارا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرؓ کو حکم دیا "اس کو کسی طرح راضی کر کے اس سے اپنا جرم معاف کرالو۔"

اس کے بعد آپ ﷺ نے یہودی سے فرمایا یہودی اسن حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ روح اللہ تھے اور میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) حبیب اللہ ہوں۔ اے یہودی اسن لو، اللہ اپنے دو محبوب ناموں سے میری امت کے لوگوں کو موسوم (جس کا نام رکھا جائے) کیا ہے۔ اللہ کا ایک نام "المومن" ہے اور میری امت کے نیک اور صالح لوگوں کا نام بھی اللہ نے "مومن اور مومنین" رکھا ہے۔ اور اللہ کا دوسرا محبوب نام "سوام" ہے اور میری امت کے لوگوں کا نام بھی اس نے مسلم اور مسلمین رکھا ہے۔ اے یہودی سن! میں نے اللہ سے ایک دن مانگا تھا۔ اس نے ہمارے واسطے جمعہ کا دن مقرر کیا ہے۔ اب جمعہ ہمارا نکل ہفتہ کا دن تمہارا اور اس کے بعد کا دن (اتوار، نصاریٰ (عیسائیوں) کا دن۔ اے یہودی! یہ صحیح ہے کہ تم ہم سے زمانہ کے اعتبار سے پہلے ہو اور ہم بعد میں ہیں۔ لیکن قیامت کے دن ہم سب سے آگے ہوں گے۔ یہودی اسن مجھ سے پہلے کوئی نبی بھی جنت میں نہ

جائے گا۔ نہ ہی میری امت سے پہلے کوئی دوسری امت جنت میں داخل ہوگی۔"

حضرت کعب احبارؓ کہتے ہیں کہ اللہ نے اس امت محمدیہ کو تین ایسے اعزازات (قابل عزت مرتبے) سے نوازا ہے جن سے پہلی امتوں کے نبیوں کو نوازا گیا تھا۔

۱- ہر نبی اپنی امت پر گواہ ہوگا اور یہ امت تمام سابقہ امتوں پر گواہ ہوگی۔

چنانچہ ارشاد ہری تعالیٰ ہے کہ

وَلْتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ

تم تمام لوگوں پر گواہ ہو۔

۲- ہر رسول کے لیے حکم تھا

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا الصَّالِحَاتِ

اے رسولو! حلال کھاؤ اور نیک عمل کرو۔

اس امت کو بھی حکم ہوا

كُلُوا مِنَ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ

ہم نے جو پاکیزہ (اور حلال) چیزیں تمہیں دی ہیں ان میں سے کھاؤ (پو)

ہر نبی کی ایک دعا قبول ہوتی تھی۔ اس امت کے لوگوں کو بھی کہا گیا:

ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ

تم مجھ سے دعا کرو۔ میں (تمہاری دعا) قبول کروں گا۔

ایک روایت منقول ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کی امت کو چار انعامات سے نوازا ہے۔ جن سے میں محروم رہا۔

۱- میری توبہ مکہ (کے مقام پر) پہنچ کر قبول ہوئی تھی۔ جبکہ اس امت کے لوگ جہاں بھی توبہ کریں گے اللہ ان کی توبہ قبول کرے گا۔

۲ میں نے جنت میں ایک حکم عدویٰ کی جنت کا لباس اتر گیا۔ اس امت کے لوگ علی الاعلان نافرمانی کریں گے۔ مگر ان کا لباس نہیں اترے گا۔

۳ مجھ سے ایک حکم عدویٰ ہوئی میری بیوی (۱۶) مجھ سے جدا کر دی گئی۔ مگر امت محمدیہ کے لوگ گناہ کریں گے۔ مگر ان کے جوڑوں میں اس طرح عیدگی نہ ہوگی

۴ مجھے ایک حکم عدویٰ کی بنا پر جنت سے نکالا گیا۔ لیکن امت محمدیہ کے لوگ گناہوں سے

توبہ کر کے جنت میں پہنچ جائیں گے۔

حضرت علی روایت کرتے ہیں کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ہم آپ ﷺ سے چند باتیں پوچھنا چاہتے ہیں جو اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتائی تھیں اور اللہ ایسی باتیں اپنے نبیوں یا مقرب فرشتوں کو ہی بتاتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو؟

یہودیوں نے کہا: ان پانچ نمازوں کے بارے میں بتائیے جو اللہ نے آپ کی امت پر فرض کی ہیں۔

۱۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا: ظہر کی نماز جب سورج ڈھل جائے۔ اس وقت ہر مخلوق اپنے رب کے نام کی تسبیح پڑھتی ہے۔

۲۔ عصر کی نماز اس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے جنت میں اس درخت کا پھل کھایا تھا جس سے منع کیا گیا۔

۳۔ مغرب کی نماز۔ یہ وہ گھڑی ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی تھی۔ اس وقت جو مسلمان پورے خشوع و خضوع (نیاز مندی کا اظہار کرتے ہوئے) سے نماز ادا کر کے اللہ سے جو دعا کرے گا قبول ہوگی اور جو کچھ مانگے گا اللہ اسے عطا کر دے گا۔

۴۔ عشاء کی نماز جو شخص رات کے اندھیرے میں چل کر نماز کے لیے مسجد میں آئے گا اللہ اس کے لیے قیامت کی تاریکی میں روشنی پیدا کر دے گا جس کی بدولت وہ آرام سے پل صراط پر رک جائے گا۔ اور اللہ اس پر روزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے۔

۵۔ فجر کی نماز جو مسلمان چالیس روز تک فجر کی نماز جماعت سے ادا کرتا ہے۔ وہ روزخ کی آگ سے بچ جاتا ہے اور اس کے دل میں نفاق پیدا نہیں ہوتا۔

یہودی جماعت کے لوگوں نے کہا: اے محمد ﷺ آپ ﷺ نے بجا فرمایا: اب آپ ﷺ ان میں (رمضان کے) روزوں کے بارے میں بتائیں وہ آپ ﷺ کی امت پر کیوں فرض کیے گئے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے جواب میں فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام نے جنت میں جو ممنوعہ پھل کھایا تھا۔ اس کا اثر تیس روز تک ان کے پیٹ میں رہا۔ اس کے نتیجہ میں اولاد آدم کو تیس دن بھوکا رہنے کا حکم دیا گیا اب یہ رات کو کچھ کھانے پینے کی جو اجازت ہے وہ اللہ کی اپنی مخلوق پر مہربانی ہے۔

یہودی جماعت نے کہا: آپ ﷺ نے درست فرمایا ہے اب اس روزوں کا فائدہ بھی بتادیتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص روزے کے تمام قواعد و ضوابط کو ملحوظ رکھتے ہوئے ثواب کی نیت سے روزہ رکھتا ہے۔ اسے چھ فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

۱۔ اس کے جسم میں اگر ناجائز خوراک کے اجزاء ہوں گے تو وہ ختم ہو جائیں گے۔

۲۔ بندہ اللہ کی رحمت کا مستحق قرار پاتا ہے۔

۳۔ اسے بھوک پیاس پریشان نہیں کرتی۔

۴۔ اس کے عذاب قبر میں آسانی ہو جاتی ہے۔

۵۔ قیامت کے دن اللہ کے عطا کردہ نور کی روشنی میں پل صراط پار کر جائے گا۔

۶۔ جنت میں اس کے درجات بلند کر دیے جائیں گے۔

یہودی جماعت نے کہا: بجا فرمایا اب یہ بتائیں آپ کو دوسرے نبیوں پر قصیدت کیوں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی نے اپنی امت کے لیے ہلاکت کی دعا کی۔ مجھے دعا کا اختیار ملا میں نے اسے قیامت کے روز اپنی امت کے حق میں شفاعت کی غرض سے بجا کر رکھا ہے۔

یہودی جماعت نے یہ سن کر کہا: آپ ﷺ نے بالکل درست درست فرمایا

شہد ان لا اله الا الله و اسک رسول الله

ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ناز ہونے والی کتاب توریت کے بعض حصوں میں پڑھا ہے اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ احمد ﷺ اور ان کی امت کے لوگ فجر کی نماز پڑھیں گے میں اس کے بدلے ان کے ایک دن اور رات کے صغیرہ گناہ معاف کر دوں گا اور یہ بندے میری حفاظت میں رہیں گے۔

اے موسیٰ! احمد ﷺ اور ان کی امت کے لوگ ”ظہر“ جو چار رکعتیں پڑھیں گے۔ پہلی پر میں ان کی مغفرت کر دوں گا دوسری رکعت کے ثواب میں قیامت کے روز ان کے اعمال کے پلڑے کو بھاری (وزنی) کر دوں گا۔ تیسری رکعت پر میں ان کے لیے فرشتے مقرر کر دوں گا۔ جو میری تسبیح کرتے ہوئے ان کے واسطے مغفرت کی دعا کرتے رہیں گے۔ چوتھی رکعت پر ان کے لیے آسمان کے دروازے کھول کر دوں گا۔ وہ میرے سامنے اپنی جو حاجت بھی پیش کریں گے

میں اسے پور کروں گا اور جنت کی حوریں انہیں شوق سے جھٹکنے لگیں گی۔

اے موسیٰ! احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی امت کے لوگ عصر کی جو رکعتیں پڑھیں گے۔ اس کے نتیجے میں زمین و آسمان میں جتنے فرشتے ہیں سب ان کے واسطے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور جن کے یہی فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ میں انہیں عذاب نہیں دوں گا۔

اے موسیٰ! احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے امتی مغرب کی جو تین رکعتیں پڑھیں گے۔ میں ان کے واسطے آسمان کے دروازے کھول دوں گا۔ وہ اپنی جو حاجت بھی میرے سامنے پیش کریں گے میں وہ حاجت پوری کر دوں گا۔

اے موسیٰ! احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے امتی شفق (آسمان کی سرخی) فروغ ہونے کے بعد عشرہ کی جو چار رکعتیں پڑھیں گے وہ ان کے واسطے دنیا کی ہر دولت سے زیادہ فائدہ مند ہوں گی اور وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائیں گے جیسے اس وقت پاک تھے جب ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔

اے موسیٰ! احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے امتی میرے حکم کے مطابق وضو کریں گے میں ان کے اعضا کے چٹکنے والے ہر قطرے کے عوض جنت میں داخل کروں گا۔

اے موسیٰ! احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے امتی سال بھر میں ایک مہینہ (رمضان) کے روزے رکھیں گے۔ میں انہیں ان روزوں کے ثواب میں جنت کے اندر ایک پورا شہر عطا کر دوں گا۔ اس مہینہ میں جو نفل عبادت کریں گے انہیں فرض ثواب عطا کروں گا۔ اس مہینہ میں ایک لیلۃ القدر ہوگی جو اس رات میں سچے دل سے اپنے گناہ پر نادم ہو کر مجھ سے مغفرت طلب کرے گا، اگر اسی رات یا اس مہینہ کے اندر وہ فوت ہو گیا۔ میں اسے تیس شہیدوں کے برابر ثواب عطا کروں گا۔

اے موسیٰ! احمد رحمۃ اللہ علیہ کی امت میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو ہر بلند مقام سے لوگوں کو کلہ طیبہ، لا الہ الا اللہ کی تلقین و تبلیغ کرتے ہوں گے۔ اس کے عوض بیویوں کے برابر ثواب ملے گا۔ ان پر میری رحمت ہوگی اور وہ میرے غضب اور ناراضگی سے محفوظ ہوں گے۔ میں اس امت کے لا الہ الا اللہ کہنے والے کسی فرد پر توبہ کا دروازہ بند نہیں کروں گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی امت کو بلایا جائے گا اور حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھا

جائے گا کیا تم نے میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟

حضرت نوح علیہ السلام جواب دیں گے: ہاں اے پروردگار! پہنچا دیا تھا۔

پھر ان کی قوم سے پوچھا جائے گا کیا نوح نے اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیا تھا؟

نوح کی قوم جواب میں کہے گی: نہیں ہم کو کوئی پیغام نہیں پہنچا۔

اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام سے فرمائے گا: یہ لوگ کہتے ہیں۔ تم نے ان تک کوئی پیغام

نہیں پہنچایا۔ کیا تمہارے پاس اپنی بات کے ثبوت میں کوئی گواہ ہے؟

حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے: ہاں گواہ موجود ہے؟

اللہ تعالیٰ پوچھے گا کون ہے گواہ؟

حضرت نوح علیہ السلام کہیں گے: (وہ گواہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے

چنانچہ امت محمد کے لوگوں کو بلایا جائے گا اور وہ گواہی دیتے ہوئے کہیں گے۔

ہم گواہی دیتے ہیں کہ نوح علیہ السلام نے اللہ کا پیغام اپنی قوم تک پہنچا دیا تھا۔ حضرت

نوح علیہ السلام کی قوم کہے گی تم یہ گواہی کس طرح دے رہے ہو ہم تم سے پہلے تھے اور تم ہمارے

بعد دنیا میں آئے اور آخری امت میں تھے۔

امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگ کہیں گے: ہم اس بنیاد پر گواہی دے رہے ہیں کہ اللہ نے ہمارے

پاس جو رسول بھیجا تھا اس پر اللہ نے ایک کتاب (قرآن) بھی نازل کی تھی۔ جس میں تمہارے

متعلق یہ اطلاع بھی موجود تھی کہ تم نے اپنے نبی کی بات نہیں مانی تھی۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم گواہی امت میں مگر قیامت کے روز ہم ان سے

مقدم ہوں گے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَكذلك جعلكم امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس و يكون

الرسول عليكم شهيدا۔

اسی طرح ہم نے تمہیں ایک درمیانی امت بنایا ہے۔ تاکہ تم (دوسری امت کے)

لوگوں پر گواہ بنو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم پر گواہ ہوں۔

بیوی پر شوہر کے حقوق

حضرت ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی عرب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض گزار ہوا میں مسلمان ہو چکا ہوں مگر آپ ﷺ کوئی معجزہ دکھائیں تاکہ میرا ایمان پختہ ہو جائے۔

آپ ﷺ نے اس سے دریافت کیا: کیا معجزہ دیکھنا چاہتا ہے۔

دیہاتی نے کہا: اس سامنے والے درخت کو اپنے پاس بلائیں۔

آپ ﷺ نے دیہاتی سے فرمایا جا کر اسے میری طرف سے یہاں آنے کا پیغام دو۔

دیہاتی نے درخت کے پاس پہنچ کر کہا: تجھے رسول اللہ ﷺ یاد ہے ہیں

درخت ایک طرف جھکا اس کے دوسری طرف جڑیں اکٹڑ گئیں۔ اسی طرح پھر دوسری طرف اور آگے پیچھے کی طرف جھکا اور اس کی ساری جڑیں اکٹڑ گئیں۔ پھر درخت نے اپنے تنے اور شاخوں سمیت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا۔ دیہاتی یہ سب کچھ دیکھ کر پکار مٹھ مٹھ بکس بکس میرے یقین کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ آپ ﷺ نے درخت کو واپس چلے جانے کا حکم فرمایا اور درخت پھر اپنی جگہ پہنچ کر پہلے کی طرح کھڑا ہو گیا۔

دیہاتی نے حضور ﷺ سے عرض کیا کیا آپ ﷺ مجھے اس بات کی جارت فرما سکتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے سر اور پیروں کا بوسہ لے لوں۔

آپ ﷺ نے اسے اپنے سر اور پیروں کا بوسہ لینے کی اجازت دے دی۔ سر اور پیروں کا بوسہ لینے کے بعد دیہاتی نے کہا کیا آپ ﷺ مجھے اس بات کی اجازت دے سکتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کو سجدہ کروں؟

حضور نے فرمایا نہیں۔ سجدہ کی اجازت نہیں ہے اور کوئی انسان دوسرے انسان کو سجدہ نہیں کر سکتا اگر اللہ کے سوا کسی کے سامنے سجدہ کرنا جائز ہوتا، میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کیا کرے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا

اے اللہ کے رسول ﷺ! عورت پر اپنے خاوند کے کیا کیا حقوق ہیں؟

آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا خاوند اسے بلائے تو اس کے حکم کی تعمیل کرے۔ رمضان کے فرض روزوں کے علاوہ کوئی نفل روزہ اس کی اجازت کے بغیر نہ رکھے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو گنہگار ہوگی۔ اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ جائے۔ اگر اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر گئی فرشتے اس وقت اس پر عست کرتے رہیں گے جب تک گھر واپس نہ آئے گی۔

حضرت کعب کہتے ہیں قیامت کے روز عورت سے نماز کے بعد سب سے پہلے سوال خاوند کے حق کی ادائیگی کے بارے میں ہوگا۔

حضرت حسن روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر کوئی عورت خاوند کے گھر سے بھاگ جائے۔ اس کی کوئی نماز قبول نہ ہوگی۔ تا وقتیکہ وہ واپس آ کر اپنے خاوند سے معافی چاہتے ہوئے آئندہ کے لیے یہ عہد نہ کر لے کہ آئندہ وہ اس کی اجازت کے بغیر کبھی گھر سے باہر نہ جائے گی۔

حضرت قتادہ روایت کرتے ہیں ہمیں بتایا گیا ہے رسول اللہ ﷺ نے حج کے موقع پر منیٰ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا ”لوگو! جس طرح عورتوں پر تمہارے حقوق ہیں اسی طرح تم پر بھی ان کے کچھ حق ہیں ان پر تمہارا ایک حق یہ بھی ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی غیر آدمی کو نہ بیٹھنے دیں۔ کسی ایسے آدمی کو گھر میں نہ آنے دیں جس کا آنا تمہیں پسند نہ ہو اور کوئی کھلے حیاتی کا کام نہ کریں۔ اگر وہ ایسا کریں تو تمہیں اجازت ہے انہیں مرادے کر ایسی باتوں سے روک سکتے ہو۔ لیکن ایسی مار نہ مارو جس کا نشان جسم پر نمایاں ہو جائے اور تم پر ان کے یہ حقوق ہیں۔ ان کے لباس اور وہ عام خوراک جو تم خود کھانا پسند کرتے ہو۔“

حضرت انس ابن مالک روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا

جس عورت نے پانچ وقت کی فرض نماز ادا کی۔ رمضان کے فرض روزے رکھے اپنی عصمت و عفت کو محفوظ رکھا اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کر رہی وہ جنت کے (آٹھ دروازوں میں سے) جس سے چاہے جنت میں جا سکتی ہے۔

۳- ۱ سے حلال روزی کھائے کیونکہ حرام خوراک سے پرورش پانے والا جسم جہنم کا ایدھن ہوگا۔

۴- اس پر قلم نہ کرے نہ کسی ناجائز کام پر اسے مجبور کرے۔

۵- اگر اس سے نادانستہ کوئی غلطی ہو جائے اس سے درگزر (معاف) کرے۔

کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر کے پاس اپنی بیوی کی شکایت کرنے آیا۔ مگر جب اس نے حضرت عمرؓ کی بیوی کی باتیں سنیں کہ وہ حضرت کے سامنے زور زور سے بول رہی ہیں۔ واپس جانے لگا۔ حضرت عمرؓ نے اسے واپس بلا کر سمجھا دیا۔ تو نے یہ جو کچھ سنا ہے ہر گھر میں ہوتا ہے۔ مگر چونکہ مجھ پر بھی اس کے کچھ حقوق ہیں۔ میں درگزر کرتا ہوں۔

۱- اس کا یہ احسان مجھ پر ہے کہ اس نے مجھے دوزخ کے عذاب سے بچایا ہوا ہے کہ اس کے ہوتے میں حرام میں پڑ کر دوزخ کا مستحق نہیں ہوا۔

۲- وہ میرے گھر کی محافظ ہے۔

۳- میرے کپڑے دھوتی ہے۔

۴- میرے بچوں کی پرورش کرتی ہے انکس دودھ پلاتی ہے۔

۵- میرے بے کھانا تیار کرتی ہے۔

یہ سن کر اس شخص نے کہا: بھئی کچھ تو میری بیوی بھی کرتی ہے۔ مگر میں پھر بھی اس پر ناراض ہوتا رہتا ہوں اب درگزر سے کام لوں گا۔

حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان چار اخراجات کے بارے میں قیامت کے روز کوئی سوال نہ ہوگا۔

۱- اپنے والدین پر خرچ کرنا ۲- روزہ افطاری کا خرچ

۳- روزہ کے لیے سحری کا خرچ ۴- اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار دینار

۱- وہ دینار جو نبی اللہ خرچ کیا جائے۔

۲- وہ دینار جو کسی غریب مسکین کو دے دیا جائے۔

۳- وہ دینار جو کسی غلام کو آزاد کرنے پر خرچ کیا جائے

۴- اور وہ دینار جو اپنے گھر والوں پر خرچ کیا جائے ثواب کے لحاظ سے یہی ۴ خری خرچ

زیادہ فائدہ مند ہے۔

خاوند پر بیوی کے حقوق کے بارے میں

حضرت انس ابن مالک روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ کس مومن کا ایمان مکمل ہے؟

آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ جو اپنے اہل خانہ سے اچھا برتاؤ رکھے۔

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے ہر شخص نگران (محافظ) ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ ایک امام (والی حکومت) سے اس کے زیر انتظام رہنے والے لوگوں کے بارے میں سوال ہوگا۔ ایک سربراہ خاندان اپنے گھر اور کنبہ کا نگران ہے۔ اس سے اس کے گھر، کنبہ اور خاندان والوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ ایک غلام اپنے آقا (مالک) کے مال و اسباب کا نگران ہے۔ اس سے اس کے بارے میں سوال ہوگا۔ بیوی اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے۔ اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ خیردار اہم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحت کے بارے میں سوال ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس شخص نے کسی عورت سے مہر مثل (اس جیسی عورت کا جتنا مہر عام طور پر ہوتا ہے) دینے کی شرط پر نکاح کر لیا، مگر مہر ادا کرنے کی نیت نہ ہو۔ وہ زنا کار ہے اور جس نے کسی سے قرض لیا۔ مگر قرض واپس کرنے کی نیت نہ ہو وہ چور ہے۔“

حضرت حسن بصریؒ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”عورتوں سے حسن سلوک اور بھلائی کا برتاؤ رکھو۔ وہ تمہارے ماتحت ہیں۔ ان کا اپنا کوئی اختیار نہیں نہ وہ اپنے اختیار کی مالک ہیں۔ انہیں تم نے اللہ سے امانت کے طور پر حاصل کیا ہے اور اللہ کے حکم کے تحت ان کا جسم تم پر حلال ہوا ہے۔“

خاوند پر بیوی کے پانچ عام معاشرتی حقوق ہیں۔

۱- گھر سے باہر کی اس کی تمام ضروریات پوری کرے کیونکہ ایک عورت کے واسطے مناسب نہیں کہ وہ اپنی گھر بیٹہ ضرورت کی چیزیں بازار میں تلاش کرتی پھرے۔

۲- اسے ضروری دینی مسائل کی تعلیم دے۔ مثلاً وضو نماز اور روزہ وغیرہ کے مسائل

دو مسلمانوں میں صلح کرادینے کا بیان اور

آپس میں دشمنی رکھنے کی ممانعت

حضرت ابو ایوب انصاری روایت کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی مسلمان کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے یوں چال بند رکھے بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دونوں کا راہ چلتے ہوئے سامنا ہو اور دونوں ایک دوسرے سے منہ پھیر کر گزر گئے۔ ان دونوں میں سے اچھا (مسلمان) وہ ہے جو پہلے سلام کرتا ہے۔“

حضرت حسن بصری روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آپس کے تعلقات منقطع نہ کرو اگر کسی وجہ سے تعلقات ٹوٹ جائیں تو پھر بھی تین دن سے زیادہ بول چال بند نہ رکھو۔ جو دو مسلمان اس حالت میں فوت ہو گئے کہ ان کے تعلقات ٹوٹے ہوئے تھے وہ جنت میں بھی اکٹھے ہو سکیں گے۔“

حضرت انس ابن مالک روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جن کے چہنچہ کے واسطے قیامت کے روز نورانی کرسیاں رکھی جائیں گی۔ وہ نبی ہیں نہ شہید بلکہ نبی و شہید بھی ان پر رشک کر رہے ہوں گے۔“

صحابہ نے عرض کیا حضور! وہ کون سے لوگ ہیں؟

آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا ”یہ وہ لوگ ہیں جو آپس میں بے غرضانہ صرف اللہ کے لیے محبت کا تعلق رکھتے ہیں۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

پیر اور بھرات کے روز جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ ان دونوں دنوں میں مشرک کے علاوہ ہر شخص کی بخشش ہو جاتی ہے۔ مگر ایسے شخص کی بخشش نہیں ہوتی جو اپنے کسی مسلمان بھائی سے ناراض ہے۔ ایسے دونوں افراد کو مہلت دی جاتی ہے کہ وہ آپس میں تعلقات ٹھیک کر لیں۔ اگر وہ تین دن تک آپس میں صلح نہیں کرتے تو ان کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

حضرت ابو امامہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

”شعبان کی پندرہویں شب اللہ تعالیٰ پہلے آسمان پر نزول فرماتا ہے اور کافرو آپس میں دشمنی رکھنے والے کے سوا سب کی بخشش فرمادیتا ہے۔“

حضرت انس ابن مالک روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”پانچ آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔“

۱۔ وہ عورت جس سے اس کا خاوند ناراض ہو۔

۲۔ وہ غلام جو اپنے آقا (مالک) کو ناراض کر کے بھاگ گیا ہو۔

۳۔ وہ شخص جو تین دن سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے بات چیت بند رکھے۔

۴۔ وہ شخص جو ہمیشہ شراب پیتا رہتا ہو۔

۵۔ اور وہ امام جس سے (جائز و جوہات کی بنا پر) اس کے مقتدی ناراض ہوں اور یہ زبردستی امام بن کر انہیں نماز پڑھاتا ہو۔“

ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ آسان سائل بتا دوں جو اللہ کو بہت پسند ہے؟

صحابہ نے عرض کیا: ضرور بتائیے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ عمل ہے آپس میں دو ناراض مسلمانوں میں صلح کرادینا۔“

حضرت ابو داؤد روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ عمل بتا دوں جو مرتبہ کے اعتبار سے روزہ نماز اور صدقہ سے بھی افضل ہے

صحابہ نے عرض کیا، ضرور بتائیے۔

فرمایا دو مسلمان بھائیوں میں جن میں ناراضگی ہو صلح کرادینا۔“

ایک صحابی فرماتے ہیں اگر کوئی شخص ساتھ والے آٹھ عمل نہ کر سکے وہ یہ آٹھ عمل کر لیا کرے۔

۱۔ جو رات میں تہجد سے محروم رہ جائے وہ دن میں اللہ کی نافرمانی سے بچتا رہے۔

۲۔ جو نفلی روزہ نہ رکھ سکے۔ وہ اپنی زبان غیبت اور جھوٹ جیسی برائیوں سے بچا کر رکھے۔

۳۔ جو علم حاصل نہ کر سکا ہو۔ وہ غور و فکر سے کام لے۔

۴۔ جو جہاد میں شرکت نہ کر سکا ہو وہ شیطان کو اپنے قریب نہ آنے دے۔

- ۵- جو اپنی غربت و مفلسی کی وجہ سے صدقہ نہ دے سکا ہو وہ لوگوں کو اچھی باتیں بتادیا کرے۔
- ۶- جو حج نہ کر سکا ہو (حج فرض نہ ہونے کی صورت میں) وہ جہد کے، ختماع کا نفع نہ کرے۔
- ۷- جو عبادت گزروں کا درجہ حاصل کرنا چاہے وہ لوگوں میں صلح و صفائی کرا دیا کرے اور کوشش کرے کہ لوگوں میں عداوت و دشمنی پیدا نہ ہو۔
- ۸- جو ابدال کا درجہ حاصل کرنا چاہے وہ لوگوں کے واسطے وہی بات وہی چیز پسند کرے جو اپنے واسطے پسند کرتا ہے۔
- حضرت علی ابن حسین روایت کرتے ہیں۔ فرمایا قیامت کے روز اعلان ہوگا کہ اہل فضل (بلند رتبہ) کہاں ہیں؟ یہ سن کر کچھ لوگ گردن اٹھائے جنت کی طرف چل دیں گے۔ راہ میں ملنے والے فرشتے ان سے پوچھیں گے۔
- کہاں کا ارادہ ہے؟
- وہ کہیں گے ہم جنت میں جا رہے ہیں۔
- فرشتے پوچھیں گے: کیا حساب کے بغیر ہی؟
- وہ جواب دیں گے: ہاں حساب کے بغیر۔
- فرشتے ان سے پوچھیں گے: تم کون ہو؟
- وہ جواب دیں گے: ہم صاحب فضیلت لوگ ہیں۔
- فرشتے پوچھیں گے: دنیا میں تمہیں کون سی فضیلت حاصل تھی؟
- وہ جواب دیں گے: دنیا میں کوئی اپنی نادانی کی وجہ سے جگ کرنا تھا تو ہم خاموشی سے برداشت کر لیتے اور معاف کر دیا کرتے تھے۔
- فرشتے کہیں گے: جاؤ چلے جاؤ جنت میں ایسے نیک کام کرنے والوں کے اعمال کا یہی بہترین بدلہ ہے۔

اس کے بعد دوبارہ اعلان ہوگا: صابر لوگ کہاں ہیں:

کچھ لوگ گردنیں اٹھا کر جنت کی طرف چل دیں گے۔

فرشتے ان سے پوچھیں گے: کہاں کا ارادہ ہے؟

وہ جواب دیں گے: جنت میں جا رہے ہیں۔

فرشتے پوچھیں گے: کیا حساب کے بغیر ہی؟

وہ جواب دیں گے: ہاں۔

فرشتے پوچھیں گے: تم کون ہو؟

وہ جواب دیں گے: ہم صابر لوگ ہیں۔

فرشتے پوچھیں گے: تم نے کیا صبر کیا تھا؟

وہ جواب دیں گے: ہم نے خود کو اللہ کی عبادت اور فرمانبرداری اور عبادت کا پابند کر لیا تھا اور اللہ کی نافرمانی سے خود کو بچائے رکھتے تھے۔

فرشتے کہیں گے: جاؤ جنت میں چلے جاؤ ایسے نیک عمل لوگوں کی یہی جزا ہے۔

اس کے بعد (تیسری مرتبہ) اعلان ہوگا: اللہ کے پڑوسی کہاں ہیں؟

یہ سن کر کچھ لوگ جنت کی طرف چل دیں گے۔

فرشتے ان سے پوچھیں گے: کہاں کا ارادہ ہے؟

وہ کہیں گے: جنت میں جا رہے ہیں۔

فرشتے پوچھیں گے: حساب کے بغیر ہی؟

وہ جواب دیں گے: ہاں

فرشتے پوچھیں گے: تم کون ہو؟

وہ جواب دیں گے: ہم دنیا میں اللہ کے پڑوسی تھے۔

فرشتے پوچھیں گے: تمہارا یہ پڑوس اللہ کے ساتھ کیا تھا؟

وہ جواب دیں گے: ہم بے غرض صرف اللہ کے لیے آپس میں محبت رکھتے اسی سلسلے میں

باتیں کرتے اور اسی غرض سے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے تھے۔

فرشتے کہیں گے: جاؤ چلے جاؤ جنت میں۔ ایسے نیک عمل لوگوں کا یہی عمدہ بدلہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے لیے بے غرضانہ محبت کرنے والے کہاں

ہیں؟ مجھے اپنی عزت و شان کی قسم! آج جب کہیں سایہ نہیں میں انہیں اپنے عرش کے سایہ میں

جگہ دوں گا۔

حضرت ابو امامہ کہتے ہیں کہ کسی مریض کی عیادت کے واسطے ایک میل بھی جانا پڑے ضرور

جاؤ۔ بے غرض مسلمان بھائی کی ملاقات کے لیے دو میل جانا پڑے ضرور جاؤ اور ملاقات کرو اور

تین میل طے کر کے دو مسلمانوں کے تعلقات ٹھیک کرنا سکو تو ضرور ٹھیک کراؤ۔“

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس نے دو مسلمانوں میں صلح کرا دی، اللہ اسے ہر حکم (بات) کے عوض ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب دے گا۔

حضرت عہداری روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

خبردار دین خیر خواہی (نہیت) کا نام ہے۔“ یہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا

صحابہ نے دریافت کیا: کس کی خیر خواہی؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اس کے رسول اللہ کی کتاب (قرآن) مسلمان حاکم اور عام مسلمان کی خیر خواہی۔“

۱- اللہ کی خیر خواہی یہ ہے شرک نہ کیا جائے اور اللہ کے احکام پر عمل کیا جائے جس سے اس نے منع کیا ہے اس سے باز رہا جائے اور عام انسانوں کو اس کے احکام کی تبلیغ کی جائے۔

۲- رسول کی خیر خواہی یہ ہے۔ یہ سنت پر عمل کیا جائے اور دوسرے لوگوں کو بھی اس پر عمل کرنے کی تلقین کی جائے۔

۳- قرآن کی خیر خواہی یہ ہے کہ اسے سچے دل سے اللہ کی کتاب مانا جائے۔ اسے سمجھ کر پڑھا جائے اس کے احکام پر خود عمل کریں اور دوسرے لوگوں کو بھی عمل کرنے کی دعوت دی جائے۔

۴- مسلمان حاکم کی خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ ان کے خلاف بغاوت نہ کی جائے ان کے واسطے دعا کی جائے کہ وہ عدل و انصاف پر قائم رہیں۔

۵- اور عام مسلمان کی خیر خواہی یہ ہے کہ ان کے واسطے وہی چیز (وہی حالات) پسند کی جائے جو ہم اپنی ذات کے لیے پسند کرتے ہیں۔

ایک روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز اللہ کی نظر میں سب سے بڑا عزت اور زیادہ ثواب کا حقدار وہ ہوگا جس نے دنیا میں عام لوگوں کے فائدے کے لیے زیادہ کام کیے اور اللہ کا قرب (نزدیکی) حاصل کرنے والے وہ ہوں گے جو لوگوں کو فتنہ فساد سے روکتے اور صلح صفائی کی تلقین کرتے رہے۔“

بادشاہ اور حکمرانوں کے ساتھ میل جول رکھنا

حضرت انس ابن مالک نے روایت کیا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: علماء جب تک سلطانوں (بادشاہوں اور حاکمان وقت) سے تعلق پیدا نہ کریں اور دنیا داری میں نہ پڑیں وہ رسولوں کی امانت (امانت دین) کے حقیقی وارث ہیں۔ لیکن جب وہ بادشاہ (اور حکمرانوں) سے تعلق پیدا کرنے لگیں اور دنیا طلبی میں پڑ جائیں وہ امانت میں خیانت کرتے ہیں۔ ان سے تعلق توڑ لو اور ان سے دور رہو۔“

حضرت عبید ابن عمیر نے روایت کیا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آدمی حاکمان وقت سے ہٹنا قریب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اتنا ہی دور ہوتا چلا جاتا ہے (اسی حالت میں) جو اس کی بیروی کرتے ہیں وہ سب شیطانی ٹولہ ہوتا ہے۔ وہ جتنی دولت جمع کرے گا اسی جتنی سے اس کا قیامت کے روز حساب لیا جائے گا۔

حضرت حذیفہ کہتے ہیں: فتنوں کے دروازوں سے دور رہو۔ لوگوں نے ان سے پوچھا: فتنوں کے دروازوں سے مراد کیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا: یہ امیروں کے دروازے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کچھ لوگوں نے کہا: ہم جب بادشاہ کے پاس جاتے ہیں ان جیسی باتیں کرتے ہیں لیکن باہر آ کر ان کے خلاف باتیں کرتے ہیں۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا: ہم اسے فتناء (دوغلا پن) کہتے ہیں۔

حضرت ابن مسعود کہتے ہیں: کوئی عالم جب کسی حاکم کے پاس جاتا۔ اس کا دین اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ مگر جب وہیں آتا ہے۔ دین اس کا ساتھ چھوڑ چکا ہوتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا: وہ کس طرح ابن مسعود نے جواب میں کہا: اس نے حاکم کو خوش کر کے اللہ کو ناراض کر دیا ہے۔ اسلاف میں سے بعض اصحاب کہتے تھے: جو قاری امیر لوگوں کے دروازوں کے چکر لگاتا نظر آئے سمجھ لو وہ ریا کار (دکھوے کا قاری) ہے۔ اور کسی عالم کو امیروں کے دروازوں پر گھومتے دیکھو۔ سمجھ لو وہ بہت بڑا احمق (بے وقوف) ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: تین چیزیں اس امت کے دین کے واسطے سب سے زیادہ خطرناک ہیں۔

- ۱- روپے پیسے کی محبت ۲- بڑے پن کی سرداری کی طلب
۳- اور عامان دین کا حکمرانوں سے تعلق

کوئی پہنچا ہے تو اللہ نے ان سے بچاؤ کے راستے اور طریقے بھی بتا دیئے ہیں۔
حضرت کھول کہتے ہیں جس نے قرآن کریم کے مفہوم و مطالب کی تعلیم حاصل کی۔ پھر
چاپوسی و خوشامد کرتا ہو کسی حکمران (حاکم) کے پاس پہنچا اور اس کی ہاں میں ہاں ملے تارہا۔ وہ اپنی
خوشامد و چاپوسی کے حساب سے جہنم کے گڑھے میں اترتا چلا گیا۔

حضرت میمون ابن مہران کہتے ہیں: حکمرانوں سے میل جول میں دو ہر خطرہ ہے۔ مگر
اس کی ہر بات مانی جائے۔ دین ہاتھ سے جاتا ہے اور اس کی سختی کی جائے تو جان سے ہاتھ
دھوٹا پڑتے ہیں۔ بہتر یہ ہے اس کے قریب ہی نہ جاؤ۔

حضرت فضیل ابن عیاض کہتے ہیں: ایک ایسا شخص جو صرف ایک مسلمان کی حیثیت سے
اپنے اوپر یا مذکورہ فرض ادا کر لیتا ہے اور حکمرانوں سے بھی کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ اس نام نہاد عالم
سے بد درجہا بہتر ہے جو بادشاہوں اور حکمرانوں سے تعلق قائم کئے ہوئے ہے۔ چاہے روزہ بھی
رکھے۔ راتوں کو تہجد پڑھے۔ حج بھی کرے اور جہاد میں بھی شریک ہو۔

اس عالم سے بدتر کوئی نہیں۔ جسے لوگ تلاش کریں اور انہیں بتایا جائے وہ حکمران (صدر
وزیر اعظم وغیرہ) سے ملنے گئے ہیں۔

حضرت حسن روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تک اس امت کے اچھے
لوگ (عالم) برے حاکموں کو ان کی برائی پر ٹوکتے رہیں گے اور بد کرداروں کو نصیحت کرتے
رہیں گے اور قرآن کی تعلیم دینے والے کسی حاکم وقت اور دولت مندوں کا ناجائز دباؤ قبول نہیں
کریں گے اس امت پر اللہ کا دست شفقت و رحمت قائم رہے گا۔ اور جب یہ لوگ اپنے یہ
فرائض چھوڑ کر ان کی خوشامد اور چاپوسی میں لگ جائیں گے اللہ ان کی کمائیوں سے برکت اٹھا
لے گا اور سخت دل ظالموں کو ان کا حکمران بنائے گا۔ جس سے یہ ہر وقت خود کو ان کے دباؤ میں
محسوس کریں گے اور قاتلوں کے عذاب (قسط) میں مبتلا ہو جائیں گے۔

حضرت عیسیٰ کا فرمان ہے کہ اے ظالمو! تم راہ راست سے ہٹک گئے ہو اور دنیا کے پیچھے
دوڑ پڑے ہو۔ خبردار! جس طرح دولت مندوں اور حکمرانوں نے علم و حکمت تمہارے واسطے چھوڑ
کر دنیا کی دولت و حکومت کو اپنی توجہ کا مرکز بنا لیا ہے۔ تم بھی دنیا کی دولت اور حکومت کے
مشغلوں کو ٹھکرا کر اپنے جائز حق علم و حکمت پر توجہ دو۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے
فرمایا جس شخص کو کسی چیز کا والی و مختار (ذمہ دار) بنالیا گیا۔ قیامت کے روز (حساب کے لیے)
پہلے صراط پر کھڑا کر دیا جائے گا۔ اگر حساب صحیح ہو نجات پا جائے گا اور اگر خیانت کی ہوگی تو پہلے
اس کے نیچے سے پھنسنے کا اور وہ ستر برس تک سفر کی مسافت کی گہرائیوں واسے جہنم کے گڑھے میں
گرتا چلا جائے گا۔ یہ گڑھا انتہائی سیاہ اور اندیرا ہوگا۔

حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”قیامت کے روز قاضی (عدالت
کے جج) سے اتنی سختی حساب کیا جائے گا کہ وہ سوچے گا کاش! میں نے کوئی فیصلہ نہ کیا ہوتا۔“ (یہ
عہدہ ہی قبول نہ کرتا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو قاضی (جج) بنادیا
کیا وہ گویا بغیر چھری ذبح کر دیا گیا۔“

حضرت ابوسوی اشعری روایت کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ سے ملاقات کرنے جا رہا
تھا کہ دو آدمی میرے ساتھ ہو لیے۔ ہم اندر پہنچے ان دونوں نے حضور ﷺ سے گزارش کی کہ ہمیں
بھی کسی جگہ کا عامل (حاکم، گورنر) لگا دیجیے۔

آپ ﷺ نے فرمایا ”ہم ایسے لوگوں کو عامل نہیں بناتے جو عہدوں کے طلب گار ہوں۔“
ایک روایت ہے نبی کریم ﷺ نے حضرت کعب ابن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ”کعب میں اللہ
سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے بے وقوف امیروں (حاکموں) سے اپنی پناہ میں رکھے۔“ (یہ الفاظ
آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمائے) اس کے بعد فرمایا جو ان کے جھوٹے (غلط، خلاف شرع)
احکام کی تعمیل کرے گا اس کا مجھ سے اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ کعب! جو گوشت حرام
خوراک سے پرورش پائے بہتر ہے وہ دوزخ کی آگ کی خوراک بنے۔ کعب! روزہ عذاب جہنم
سے بچنے کے ذمہ ہے۔ صدقہ گناہوں کو ختم کر دیتا ہے اور نماز انسان کو اللہ کے قریب کر دیتی
ہے۔ کعب! لوگ صبح بیدار ہوتے ہیں کچھ لوگ دن بھر نیک اعمال کر کے اپنی ذات کو جہنم کی
آگ سے آزاد کرا لیتے ہیں اور کچھ لوگ اپنی بد اعمالیوں سے اسے ہلاکتوں میں جھونک دیتے
ہیں۔ حضرت زاذان روایت کرتے ہیں ہم صحابی رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن عباس کے پاس
بیٹھے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ لوگ ادھر سے ادھر اپنا سامان اٹھائے بھاگ رہے ہیں۔ پوچھا
انہیں کیا ہوا کیوں بھاگے جا رہے ہیں؟

لوگوں نے بتایا طاعون پھیلنے کا خطرہ ہے اس سے ڈر کر بھاگ رہے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ نے زور زور سے کہنا شروع کر دیا اے طاعون! آج مجھے پکڑ لے۔ لوگوں نے اعتراض کیا آپ اسکی دعا کیوں کر رہے ہیں جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ نے کہا: میں ان چھ وجوہات سے موت کی دعا کر رہا ہوں۔

(۱) چھوٹے لوگوں (کم فہم) کو امیر بنالیا گیا ہے (۲) لوگ بات بات پر شرط لگانے لگے ہیں (۳) عدالتوں کے فیصلے رشوت لے کر کئے جانے لگے ہیں (۴) صدر جمعی (الحاظ و مروت) ختم ہو گئی ہے (۵) ذمہ داریوں سے پہلو تھکی کی جاتی ہے۔ (۶) اور آنے والی نسبین قرآن سے بے پروا ہوتی جا رہی ہیں (یا کی جا رہی ہیں)

اور ان لوگوں کو امام بنالیا جاتا ہے جو قرآن کو گنا کر پڑھتے ہیں۔

ایک روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

خود کو دولت مندوں کا پڑوسی نہ بناؤ۔

حاکموں کی خوشامد کرنے والے ظالموں سے بچو۔

بازاری قاریوں (کیسٹوں میں بکنے والوں) سے دور رہو۔“

قاضی عیسیٰ ابن موسیٰ نے ابن شرمہ سے ایک مرتبہ شکایت کرتے ہوئے کہا کیا بات ہے

آپ ہم سے معاملات کرنے بھی نہیں آتے؟ ابن شرمہ نے جواب دیا۔ میں آپ کے پاس

آ کر کیا کروں گا۔ تمہارے پاس آنے میں بھی خطرہ اور قریب آ کر، لگ ہونے میں بھی

پریشیاں ہیں۔ میرے پاس دولت بھی نہیں جس کا آپ حساب مانگیں اور جو آپ مجھے دنیا

چاہیں اس کی مجھے ضرورت نہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں حکمرانوں (حاکموں) اور

دولت مندوں کے دروازوں سے دور رہو۔ تم ان کی دنیا سنوار نہیں سکتے۔ البتہ وہ تمہاری

عاقبت خراب کر دیں گے۔ جو اس دنیا سے کہیں بہتر ہے۔

پرانے بزرگوں کا قور تھا امیروں اور دولت مندوں کے پاس جانے سے یہ تین نقصان

ہوتے ہیں:

۱۔ ان کی دنیا داری کی عزت کرنا۔ ۲۔ ان کا بل جواز احترام کرنا

۳۔ ان کی غلط کاریوں کی تعریف کرنا۔

نمود بائہ من ضرور الفسنا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

مرض (بیماری) میں بھلائی کا پہلو

مریض کی عیادت اور (بیمار پرسی) کا بیان

بیماری خدا کی رحمت و بخشش کا ذریعہ ہے۔

حضرت عطاء ابن یسار روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی انسان جب

بیمار ہوتا ہے تو اللہ اس کے پاس دو فرشتوں کو یہ حکم دے کر بھیجتا ہے کہ چاؤ دیکھو میرا یہ بندہ بیمار

پرسی کے لئے آنے والوں سے کیا کہتا ہے؟ بندہ اگر پرسش حال کرنے والوں کے جواب میں

”الحمد للہ“ کہتا ہے۔ فرشتے اسی طرح اللہ کے روبرو پیش ہو کر مریض کی یہ بات نقل کر دیتے

ہیں۔ حال اللہ خود بھی سب کچھ جانتا ہے۔ (اس کے جواب میں) اللہ کہتا ہے۔

میرے اس بندے سے جا کر کہہ دو۔ اگر وہ اس مرض میں فوت ہو گیا۔ میں اسے جنت

میں داخل کر دوں گا اور شغایب ہو گیا تو اس کے جسم میں ضائع شدہ گوشت اور خون کی جگہ اس

سے بہتر خون اور گوشت پیدا کر دوں گا اور اس کی سابقہ خطائیں معاف کر دوں گا۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی

خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کو سخت بخار تھا۔ میں نے آپ ﷺ کے جسم کو چھو کر

دیکھتے ہوئے عرض کیا کہ آپ کو اتنا سخت بخار ہے؟ فرمایا ہاں مجھے تم لوگوں کے مقابلہ میں

دو گنا سخت بخار ہوتا ہے۔“

میں نے عرض کیا: آپ کو اجر بھی تو دو ہر امتا ہے۔

فرمایا اس ذات (اللہ) کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری روح (جان) ہے۔ اللہ

اس روئے زمین پر جس مسلمان کو کسی مرض میں مبتلا کرتا ہے۔ اس کے پچھلے سارے گناہ اس

طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت سے (سوکھے) پتے جھڑتے ہیں۔“

حضرت سلمان فارسیؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب کسی مومن کو

بخار ہوتا ہے اس کی وجہ سے روح بخار سے پوچھتی ہے۔ اے بخار! تو اس مومن بندے پر کیوں

آ رہا ہے؟ بخار اسے جواب دیتا ہے! اے پاک روح تیرا یہ جسم گناہوں کی گرد سے آلودہ ہو گیا

ہے۔ میں اسے صاف کرنے آیا ہوں۔ روح اسے کہتی ہے پھر ٹھیک ہے آجلدی سے اسے گناہوں سے پاک کر روح یہ کلمات تین دفعہ دہراتی ہے۔“

کہتے ہیں بیمار پر خدوند تعالیٰ کی طرف سے یہ چار مہربانیاں ہوتی ہیں۔

۱- بیماری کے دوران اس کے گناہ نہیں لکھے جاتے۔

۲- نیک اعمال کے لکھے جانے کا سلسلہ اسی طرح جاری رہتا ہے جس طرح وہ تندرستی میں نیک عمل کرتا تھا اور لکھے جاتے تھے۔

۳- اس کے جسم کے ہر جوڑے سے خطا و گناہ کا سواد (واٹر) نکال دیا جاتا ہے۔

۴- اس حالت میں موت ہوگئی وہ بخشا گیا اور تندرست ہو گیا تب بھی وہ گناہوں سے پاک ہوگا۔

حضرت معاذ بن جبل روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی مومن پر کوئی مرض ڈالتا ہے۔ خطائیں لکھنے والے فرشتے سے کہتا ہے کہ لکھنا بند کر اور نیکیاں لکھنے والے فرشتے کو حکم دیتا ہے تو اسی طرح میرے اس بندے کے حساب میں نیک عمل لکھتا رہ جس طرح اس کی تندرستی کے وقت اس کے نیک عمل لکھے جاتے تھے اس وقت یہ میرے قبضہ میں ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: بخار ایک سیاہ بد شکل عورت کی شکل میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپ ﷺ نے اس سے دریافت کیا ”تو کون ہے؟“

اس نے جواب دیا میں بخار ہوں۔

آپ ﷺ نے دریافت فرمایا ”کیا کام کرتی ہے؟“

اس نے جواب دیا گوشت کھاتی ہوں اور خون پیتی ہوں۔ میری گرمی جہنم کی آگ کی گرمی ہے۔

آپ ﷺ نے اس سے پوچھا ”کیا چاہتی ہے؟“

اس نے عرض کیا: مجھے ان کے پاس بھیج دیں جو آپ کو پسند ہیں۔

آپ ﷺ نے اسے انصار کی طرف بھیج دیا۔ انصار ایک ہفتہ بخار میں مبتلا رہے آخر انہوں نے آپ ﷺ سے دعا کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے ان کے واسطے دعا فرمائی اور اللہ نے انصار سے اسے ہٹالیا۔ اس کے بعد جب وہ لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا ”خوش نصیب ہو تمہیں اللہ نے گناہوں سے پاک کر دیا ہے۔“

حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیمار کو کچھ کھانے پینے پر مجبور نہ کیا کرو۔ اللہ انہیں کھل پل دیتا ہے۔“

ایک روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”مریض کا روٹا سیج (سیحان اللہ کہنا) کا درجہ رکھتا ہے اس کا چھٹنا ازالہ اللہ کے برابر ہے۔ اس کا سانس صدق ہے۔ نیند عبادت ہے اس کا کروٹ بدلتا جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہے۔ اس کے اعمال نامہ میں اسی طرح نیکیاں لکھی جاتی ہیں جس طرح وہ تندرستی میں نیک عمل کرتا تھا اور لکھے جاتے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”چار آدی نئے سرے سے عمل کرنا شرع کرتے ہیں (یعنی ان کے پہلے برے عمل معاف ہو جاتے ہیں)

۱- مریض تندرست ہونے پر

۲- وہ شخص جو شرک چھوڑ کر ایمان لے آئے (مسلمان ہو جائے)

۳- خشوع و خضوع سے جمعہ کی نماز ادا کر کے آنے والا۔

۴- حلال کمائی کے مال سے حج کرنے والا۔“

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں بھلائی کا خزانہ ہیں۔

۱- مرض کی تکلیف کو ہنسی خوشی سے برداشت کر لینا۔

۲- صدقہ چھپا کر اور خاموشی سے دینا۔

۳- مصیبت کو صبر و سکون سے برداشت کر لینا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت سلمان کی ایک مرض کے موقع پر عیادت کرتے ہوئے فرمایا

”تمہارے اس بستر (بیمار کے بستر) میں تین خوبیاں ہیں۔

۱- اپنے رب کو یاد کرتے رہو۔

۲- پچھلے گناہوں کا کفارہ۔

۳- بیمار کی دعا قبول ہوتی ہے جتنا اس کے دعا کرتے رہو۔

حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ بیماری کی حالت میں اجر و ثواب نہیں نکھ جاتا کیونکہ اجر و ثواب عمل کی جزا ہوتا ہے جب بیمار ہونے کی وجہ سے عمل ہی نہیں کیا جاتا اجر و ثواب کیسا؟ بدست یہ بیماری اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ مریض ان گناہوں سے توبہ کرے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرے۔

حضرت حسن امیری روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بخار مومن کے واسطے جہنم سے محفوظ رہنے کا ذریعہ ہے۔“

حضرت ابوسعید خدری روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا رب کہتا ہے کہ مجھے اپنے جلال و عزت کی قسم! میں جب اپنے کسی بندے پر مہربان ہوتا ہوں۔ اسے اس وقت تک دنیا سے نہیں اٹھاتا (موت نہیں دیتا) جب تک اسے بیماری یا تنگ دستی (غربت) میں مبتلا کر کے گناہوں سے پاک نہیں کر دیتا اور پھر بھی کوئی گناہ رہ جائے تو اسے موت کی سختی دے کر گناہوں سے پاک کر دیتا ہوں اس طرح جب وہ میرے سامنے آتا ہے گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہوتا ہے جس طرح اس وقت پاک تھا جب اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا اور جب میں کسی بندے کو آخرت میں عذاب دینا چاہتا ہوں اس کے لیے دنیا میں ہر طرح کا بیش و آرم بھجھ پھینچتا ہوں اسے جسمانی صحت، دور روزی میں فراخی عطا کرتا ہوں اس طرح اس کے تمام نیک اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں دے دیتا ہوں اور پھر بھی کچھ باقی رہ جائے تو اس کی موت میں آسانی کر دیتا ہوں۔ یہاں تک جب وہ میرے پاس آتا ہے کوئی نیک عمل اس کے پاس نہیں ہوتا۔“

حضرت ابو العالیہ کہتے ہیں کہ جب ایک مومن بندہ بیماری کی حالت میں موت کے قریب پہنچ جائے۔ گناہوں سے اس طرح پاک ہوتا ہے جس طرح اپنی پیدائش کے وقت تھا۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ میرے اس بندے کے لیے ان سب نیک اعمال کا اجر و ثواب لکھ دو جو وہ سترستی کی حالت میں کیا کرتا تھا۔ پھر میں اس کی روح قبض کر لیتا ہوں اور جنت کے لیے اس کا راستہ صاف کر دیتا ہوں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص کسی مریض کی عیادت کو جاتا ہے وہ اللہ کی رحمت سے قریب تر ہوتا رہتا ہے اور جب وہ مریض کے پاس بیٹھ کر اس کا حال پوچھتا ہے۔ اللہ کی رحمت پوری طرح اسے اپنے سایہ میں لے لیتی ہے۔“

حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو کسی مریض کی عیادت کرتا ہے اسے سات سو دنوں کے نفل روزوں کا ثواب ملتا ہے اور جو کسی مسلمان کے جنازہ میں شریک ہوتا ہے اسے بھی سات سو نفل روزوں کے برابر ثواب ملتا ہے۔

ایک شخص نے حضرت ام درداء سے اپنے دل کی سختی کے بارے میں شکایت کی۔ حضرت ام درداء نے کہا کہ یہ بہت بڑی بیماری ہے لیکن تم مریضوں کی عیادت کیا کرو۔ جنازہ میں شریک ہوا کرو و قبرستان جایا کرو۔ اس شخص نے اس باتوں پر عمل کیا۔ کچھ دن کے بعد سے محسوس ہوا کہ دل کی سختی دور ہوئی اور بری کے آثار پیدا ہو رہے ہیں اس نے آ کر حضرت ام درداء کا شکریہ ادا کیا اور کہا اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔

نفل نماز کی فضیلت اور اس کے ثواب کا بیان

حضرت حسن بصری روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نماز ادا کرنے والے کو تین نعمتیں حاصل ہوتی ہیں

۱- اسے زمین سے آسمان تک رحمت کے فرشتے اپنے گھرے میں لے لیتے ہیں۔

۲- آسمان سے اس پر رحمت کی بارش ہوتی ہے

۳- ایک فرشتہ اس کے متعلق اعلان کرتا ہے کہ اگر اس نمازی کو یہ علم ہو کہ وہ کسی سے ہم کلام ہے وہ کبھی اپنی نماز ختم نہ کرے۔

حضرت عمر ابن خطاب روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مہم پر ایک سریہ (فوجی دستہ) بھیجا۔ وہ بہت سا مال غنیمت لے کر جلد ہی واپس لوٹ آیا۔ صحابہ نے تعجب کرتے ہوئے کہا ہم نے آج تک کوئی ایسا فوجی دستہ نہیں دیکھا جو اتنی جلدی اور اتنا مال غنیمت لے کر لوٹا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں ایسے لوگوں کے بارے میں بتائے دیتا ہوں جو ان سے بھی کم وقت میں زیادہ نفع کمالیتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد مسجد ہی میں بیٹھے ہوئے اللہ کے ذکر میں مصروف رہتے ہیں اور سورج کی روشنی پوری طرح پھیل جانے کے بعد دو رکعت نفل نماز ادا کر کے اپنے گھر جاتے ہیں۔ یہ لوگ بہت تھوڑے وقت میں بہت زیادہ نفع کمالیتے ہیں۔“

حضرت ابو ذر روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

”انسان صبح جب بیدار ہوتا ہے تو اس کے جسم کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا کسی کو اچھی بات بتا دینا بھی صدقہ ہے۔ کسی کو برے کام سے روک دینا بھی صدقہ ہے۔ اللہ کا ذکر کرتے رہنا بھی صدقہ ہے۔ حتیٰ کہ اپنی بیوی سے دل لگی کرنا بھی صدقہ ہے۔“

راوی (ابو ذر رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ایک آدمی اپنی خواہش (انسانی) پوری کرتا ہے کیا وہ بھی صدقہ شمار ہوگی؟

آپ ﷺ نے فرمایا یہی شخص اگر حرام جگہ اپنی خواہش پوری کرتا تو کیا اس پر گناہ نہ ہوتا؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں ضرور ہوتا۔

آپ ﷺ نے فرمایا اس نے چونکہ حلال جگہ اپنی خواہش پوری کی ہے لہذا یہ اس کی طرف سے صدقہ ہوا اور ان سب سے زیادہ نفع بخش چاشت کے دو نفل ہیں۔“

صلوٰۃ التیمم: حضرت ابو رافع روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس سے فرمایا: میں تمہیں ایک ایسا عمل بتائے دیتا ہوں جو بہت فائدہ مند ہے:

چار رکعت نماز کی نیت کر کے کھڑے ہو جاؤ۔ سورہ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھنے کے بعد پندرہ مرتبہ ”سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر“ پڑھو۔ رکوع میں یہی کلمات دس مرتبہ رکوع سے اٹھ کر دس مرتبہ سجدہ میں دس مرتبہ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھ کر دس مرتبہ پھر دوسرے سجدہ میں دس مرتبہ چاروں رکعت اسی طرح پوری کریں ایک رکعت میں تسبیحات کی تعداد پچھتر ہوئی اور چار رکعتوں میں تسبیحات کی تعداد تین سو ہو جائے گی۔ یہ چار رکعت نماز (نفل) پڑھنے کے بعد تمہارے گناہ، ایک ہرگز ار کے ریت کے ذرات کے برابر بھی ہوئے۔ اللہ معاف کر دے گا۔“

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا ”روزانہ پڑھ سکو تو ہر جمعہ کے روز پڑھ لیا کرو۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو مہینہ میں ایک بار پڑھ لیا کرو اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو سال میں ایک مرتبہ ضرور پڑھ لیا کرو۔“ حضرت کعب احبار کہتے ہیں کہ دو رکعت نفل نماز کا ثواب ایک اونچی چوٹی والے پہاڑ سے بھی زیادہ ہے اور فرض نمازوں کے ثواب کی تو کوئی انتہا ہی نہیں ہے۔

حضرت زید ابن خالد بھی روایت کرتے ہیں کہ

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے گھروں میں بھی نماز (نفل) پڑھ لیا کرو۔ انہیں قبرستان نہ بناؤ۔“ (قبرستان میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے) بعض صحابہ کرام سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا گھر میں نفل نماز ادا کرنا نور ہے اپنے گھر کو نفل نماز سے منور کرتے رہا کرو۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو مغرب و عشاء کے درمیان بیس رکعت نفل ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اہل و عیال دین دنیا اور آخرت کی حفاظت کرتا

ہے اور جو فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد مسجد میں بیٹھا ہے اور سورج کی روشنی پوری طرح پھیلنے کے بعد دو رکعت نفل ادا کرے۔ لہذا قیامت کے روز اس کے اور روزخ کے درمیان پردہ حائل کر دے گا۔

چاشت کی نماز حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا بچے مجھے کوئی اچھا عمل بتائیے۔ انہوں نے کہا میں نے بھی رسول جو تم نے مجھ سے کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چاشت کے دو نفل ادا کرتا رہا اس کا شمار خدا سے غافل لوگوں میں نہیں ہوگا اور جس نے اس وقت چار رکعت نماز ادا کی وہ عابدوں میں لکھا جائے گا۔ جس نے اس وقت چھ رکعت ادا کر لیے اس روز اس سے کوئی گناہ نہ ہوگا۔ جس نے آٹھ رکعت ادا کر لیے وہ فرمانبرداروں میں لکھا جاتا ہے جس نے بارہ رکعت ادا کر لیے اس کے واسطے جنت میں گھر بنادیا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جنت کے ایک دروازے کا نام ”مغنی“ ہے قیامت کے روز اعلان ہوگا چاشت کے وقت نفل نماز یا بندی سے ادا کرنے والو! کہاں ہو یہ ہے تمہارا دروازہ اس میں سے ہو کر جنت میں چلے جاؤ۔“

حضرت عبد اللہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ نماز ادا کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شہنشاہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ پابندی سے مسلسل دروازہ کھٹکھٹایا چلتا رہے تو کسی نہ کسی وقت کھل جاتا ہے۔

رات کی نماز (تہجد) دن کی نماز (نفل) سے اتنی افضل ہے جتنا صدقہ کا خاموشی سے چھپا کر دینا۔ اعلان کر کے اور لوگوں کو دکھا کر صدقہ دینے سے۔

حضرت انس ابن مالک روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین کا وہ ٹکڑا جس پر نماز ادا کی جاتی ہے یا وہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے۔ وہ زمین کی آخری تہہ تک خوش ہوتا ہے اور اپنے ارد گرد کے دوسرے ٹکڑوں پر فخر کرتا ہے اور جب کوئی انسان کسی ویران و چھٹیل میدان میں نماز کی نیت کر کے کھڑا ہوتا ہے وہ زمین اس کے لیے آراستہ و حرین ہو جاتی ہے۔

حضرت خالد ابن معدان کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ رب تعالیٰ تین بندوں پر فخر کرتا ہے۔

۱۔ وہ شخص جو ویران جنگل میں تہہ اذان دیتا ہے، عکسیر کہتا ہے اور تہہ نماز شروع کر دیتا ہے۔ اللہ کہتا ہے کہ میرے اس بندے کو دیکھو اسے میرے سو، کوئی نہیں دیکھ رہا۔ ستر فرشتے اتریں اور اس کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز ادا کریں۔

۲۔ وہ شخص جو رات میں نماز شروع کرتا ہے۔ سجدہ کرتا ہے اسے نیند آ جاتی ہے۔ اللہ کہتا ہے میرے اس بندے کو دیکھو اس کی روح میرے پاس ہے اور جسم سجدہ میں ہے۔

۳۔ اور وہ شخص جو میدان جہاد میں ثابت قدمی سے لڑا اور شہید ہو گیا حضرت معنی ابن عمران کہتے ہیں کہ

مومن کی دنیاوی عزت لوگوں سے بے نیاز رہنے اور آخرت کے رتبہ کی بلندی رات کی نماز (تہجد) میں ہے۔

حضرت حکم بن عہد کہتے ہیں کہ جو شخص نماز میں اپنے دائیں ہاتھیں دیکھتا ہے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

حضرت مسلم ابن یسار اپنے اہل خانہ کو فرمایا کرتے تھے کہ جب میں نماز کی نیت باندھ لوں تب تم جتنی زور سے چاہے ہاتھیں کر یا کرو کیونکہ میں تمہاری باتیں نہیں سنتا۔

حضرت یعقوب قاری نماز میں تھے کہ ایک چور ان کے کندھوں سے ان کی چادر اتار کر لے گیا۔ لوگوں نے چادر کو پیچ کر چور سے کہا تو ایک نیک آدمی کی چادر چرا کر دیا ہے جو اسے واپس کر دے کیونکہ اس نیک آدمی نے بددعا کر دی تو تیری خیر نہیں۔ چور نے واپس جا کر چادر ان کے کندھوں پر ڈال دی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد جب لوگوں نے حضرت یعقوب قاری کو یہ واقعہ سنایا۔ انہوں نے فرمایا مجھے اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کہ چور کب میری چادر اتار کر لے گیا اور کب واپس کر گیا۔

حضرت رابعہ وہ ایک مرتبہ کھلی زمین پر نماز پڑھ رہی تھیں کہ سجدہ کرتے ہوئے ایک تنکا ان کی آنکھ میں گھس گیا مگر انہیں خبر تک نہ ہوئی۔

حضرت حسن ابن علی کے متعلق مشہور ہے کہ جب کہ وہ دوسو کرنے لگتے ان کے چہرے کا رنگ بدس جاتا ایک مرتبہ کسی نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا اب مجھے ایک زبردست بادشاہ کے سامنے کھڑے ہونا ہے اور جب مسجد میں داخل ہوتے تو سر اٹھا کر کہتے ہوئے داخل ہوتے۔ میرے معبود تیرا بندہ دروازے پر آیا ہے اسے احسان فرمانے والے تو نے نیک لوگوں کو حکم دیا ہے کہ وہ خطا کاروں میں مجرم کا قصور معاف کر دیا کریں اب تو احسان کرنے والے اور میں خطا کار ہوں اے کریم! میری غلطیاں نیکیوں میں بدل دے۔ ایک اور روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو نماز میں اپنی داڑھی سے کھینچتے ہوئے دیکھ کر فرمایا، اگر اس کے دل میں خشوع (عاجزی و انکساری) ہوتا تو جسم کے دوسرے اعضاء بھی خشوع ہوتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز کا وقت قریب آنے پر کاپٹے لگتے تھے اور چہرے کا رنگ بدل جاتا تھا۔ لوگوں نے ان سے اس حالت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ اس امانت کی ذمہ داری کا وقت ہوتا ہے جسے اللہ نے آسمانوں اور زمینوں کے حوالے کرنا چاہا مگر انہوں اس سے گھبرا کر سینے سے انکار کر دیا در انسان نے اسے اپنے ذمہ لے لیا۔ اب مجھے نہیں معلوم کہ میں بحسن و خوبی اس امانت کی ادائیگی کر رہا ہوں یا نہیں۔

خشوع و خضوع (عاجزی و نیاز مندی)

کے بغیر نماز نامکمل رہتی ہے

حضرت سلمان فارسی کہتے ہیں کہ نماز کی مثال ایک پیادہ (ترازو) کی سی ہے جو پورا تو لے گا پوری قیمت لے گا اور جو کم تو لے اس کے واسطے سورہ "مطففین" میں اللہ کا فیصلہ موجود ہے "وَلِیْلٌ مِّنْ مَّطْفَفِیْنَ" (ہلکت و بربادی ہے کم تولنے والوں کے لیے) اسی طرح نماز ہے جو اسے اچھی طرح پورے خشوع و خضوع سے ادا کرے گا پورا ثواب پائے گا اور جو اس میں کسی طرح کی کرے گا نقصان اٹھائے گا۔

حضرت حذیفہ ابن یمان سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو اس طرح نماز ادا کرتے دیکھا کہ رکوع اور سجدہ پوری طرح تسبی سے ادا نہیں کر رہا تھا۔ فرمایا اگر تو اسی طرح نماز ادا کرتے ہوئے مر گیا تیری موت مسلمان کی موت نہیں ہوگی۔

حضرت حسن بصری روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بڑے چور کا پتہ بتا دوں؟

صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ضرور بتائیے۔

فرمایا: "سب سے بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔"

صحابہ نے عرض کیا: وہ اپنی نماز میں کس طرح چوری کرتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: وہ رکوع اور سجدے پوری طرح ادا نہیں کرتا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ جس کی نماز اسے نیک عملی نہیں سمجھتی اور برائیوں سے نہیں روکتی وہ اسے اللہ کے قریب لانے کی بجائے دور ہی کرتی رہتی ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَأَقِمِ الصَّلَاةَ ۖ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْمَغْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ

نماز قائم کرو بے شک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔ (سورہ مائدہ)

اس طرح کا قول حضرت زین العابدین سے منقول ہے۔

حضرت سعید بن جبیر روایت کرتے ہیں کہ میں، حضرت عمرؓ، میمون بن مہران، ابو العالیہ وغیرہ حضرت ابن عباس کے پاس بیٹھے تھے کہ مسجد سے مؤذن نے اللہ اکبر کہا ابن عباس سن کر رونے لگے اور اتار دئے کہ ان کی چادر کا پلوتر ہو گیا۔

ابو العالیہ نے ان سے اس کی وجہ دریافت کی۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا اگر بوگوں کو اذان کا مفہوم معلوم ہو جائے۔ انہیں کبھی آرام و سکون سے نیند نہ آئے۔

ہم نے عرض کیا ہمیں اذان کا مفہوم سمجھائیے۔

بن عباس نے فرمایا مؤذن جب ”اللہ اکبر“ کہتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے لوگو! اپنے کاموں سے فارغ ہو جاؤ اور اذان کا جواب دیتے ہوئے اس عمل خیر کی طرف چلو جس کی طرف مؤذن بلا رہا ہے۔ اشهد ان لا الہ الا اللہ کے معنی ہیں ہے ان لوگو! میں تمہیں خدائے واحد کی طرف بلا رہا ہوں۔ درائے زمین و آسمان کی کل مخلوق تم کو رہنا اور قیامت کے روز گواہی دینا کہ میں نے لوگوں نماز کے لیے آنے کی دعوت دی تھی۔ ”اشہدان محمد رسول اللہ“ کا مطلب یہ ہے کہ مودن کہتا ہے کہ قیامت کے روز محمد رسول اللہ ﷺ اور تمام انبیاء کرام میرے حق میں یہ شہادت دیں گے کہ میں نے لوگوں کو روزانہ پانچ وقت نماز کے لیے بلا دیا تھا ”حی علی الصلوۃ“ کا مطلب ہے کہ اللہ نے عبادت کا یہ طریقہ تمہارے واسطے مقرر کیا ہے اسے قائم رکھو۔ ”حی علی الفلاح“ کے معنی ہیں کس آؤ اللہ کی رحمت میں سے اپنا حصہ لیتے جاؤ ”اللہ اکبر“ کے معنی ہیں اب (اذان کے بعد) نماز ادا کرنے سے پہلے تمام کام ممنوع ہیں۔

”لا الہ الا اللہ“ کا مطلب ہے کہ وہ امانت جسے سات آسمان اور سات زمینوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ تمہیں یہ یاد رکھنی چاہیے کہ اسے بہ حسن و خوبی انجام دینے کے لیے آگے بڑھو۔ نبی کریم ﷺ سے ایک روایت منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا دو آدمی نماز پڑھتے ہیں س کے رکوع اور رکوع (بظاہر) ایک جیسے ہوتے ہیں مگر ان دونوں کی نمازوں میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ ”یعنی ایک آدمی کی نماز جس میں خشوع و خضوع (عاجزی و نیاز مندی) ہو وہ کامل نماز ہوتی ہے۔ اور دوسرے شخص کی نماز جو اس سے خالی ہے وہ ناقص ہے۔

محراب۔ محرابِ حرب سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں جنگ کرنا محراب میں کھڑے ہو کر نمازی شیطان سے جنگ کر کے سے دور بھگا دیتا ہے۔ تاکہ وہ نمازی کے دس کو دوسری دنیاوی باتوں میں مشغول نہ کر سکے۔

ایک مرتبہ حضرت عصام ابن یوسف نے حاتم زاہد سے پوچھا کیا تم نے اپنی نماز میں حسن پیدا کر لیا ہے؟

حاتم زاہد نے جواب دیا ہاں۔

عصام ابن یوسف نے پوچھا کس طرح نماز پڑھتے ہو؟

حاتم زاہد نے جواب دیا جب نماز کا وقت ہو جاتا ہے تسلی سے وضو کرتا ہوں۔ پھر مصیٰ پر کھڑا ہو جاتا ہوں۔ میرے جسم کا ہر جوڑ پر سکون ہوتا ہے۔ کعبہ میری پیشانی کے سامنے ہوتا ہے۔ مقام ابراہیم (خانہ کعبہ میں وہ جگہ جہاں کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم نے نماز ادا کی تھی) میرے سینہ کے برابر ہوتا ہے اور اللہ ہی میرے دل کی حالت کو بہتر طور پر جانتا ہے۔ میرے قدم پل صراط پر ہوتے ہیں۔ جنت میرے دائیں اور بائیں اور ملک الموت (موت کا فرشتہ) میرے پیچھے ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے۔

پھر اپنے دس کی گہرائیوں سے نہایت عاجزی کے ساتھ تکبیر تحریر (اللہ اکبر) کہتا ہوں الفاظ کی حسن و آرائش کے ساتھ معنی پر غور و فکر کرتے ہوئے قرأت کرتا ہوں (یعنی سورہ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھتا ہوں) پھر نہایت عاجزی سے سر جھکا تا ہوا رکوع میں جاتا ہوں پوری تسلی سے رکوع کرتا ہوں روتے گڑ گڑاتے ہوئے سجدہ کرتا ہوں سی طرح امید و خوف کی حالت میں تشہد پڑھتا ہوں۔ سنت طریقہ کے مطابق سلام پھیرتا ہوں دعا کرتا ہوں اور صبر کے ساتھ دعا کے قبول ہونے کا انتظار کرتا ہوں۔

حضرت عصام ابن یوسف نے پوچھا حاتم! کیا واقعی تمہاری نماز ایسی ہوتی ہے؟ حضرت حاتم زاہد نے جواب دیا ہاں میری نماز ایسی ہی ہوتی ہے۔

حضرت عصام ابن یوسف نے پوچھا کب سے اس طرح نماز پڑھ رہے ہو؟

حضرت حاتم زاہد نے جواب دیا تیس سال سے۔

یہ سن کر حضرت عصام ابن یوسف بے ساختہ روتے ہوئے کہا میں تو آج تک ایسی نماز نہ پڑھ سکا۔

ایک مرتبہ حضرت حاتم زہد ایک نماز جماعت سے واپس کر سکے اس کا انہیں اس قدر افسوس ہوا کہ بعض احباب ان کے پاس تعزیت کرنے آئے۔ انہوں نے روتے ہوئے دوستوں سے کہا: اگر میری تمام اولاد بھی فوت ہو جاتی مجھے اتنا افسوس نہ ہوتا جتنا اس نماز باجماعت کے فوت ہونے پر ہوا ہے۔

ایک فلسفی کا قول ہے کہ نماز کی مثال ایک دعوت کی سی ہے جس میں نوع و اقسام اور مختلف رنگ اور مزے مزے کے کھانے ہوتے ہیں۔ نماز بھی اسی طرح دن میں پانچ مرتبہ اللہ کی طرف سے اللہ کی خصوص ول سے عبادت کرنے والوں کی دعوت ہوتی ہے کہ نماز میں بھی مختلف حرکات اور مختلف دعائیں ہوتی ہیں۔ نمازی کے ہر عمل پر ثواب ہوتا ہے اور گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اسی طرح یہ مثل مشہور ہے کہ نمازی بہت ہیں مگر حقیقت میں نماز ادا کرنے والے بہت کم ہوتے ہیں۔ اللہ نے نماز ادا کرنے والوں کی اس طرح تعریف کی ہے کہ

والمقیم الصلوة

اور وہ نماز قائم کرنے والے (پابندی کرنے والے) ہیں۔

اور منافقوں کو صرف مصلیٰ کہا گیا ہے

فویل للمصلین ۵ الذین ہم عن صلاحہم ماہون

ہلاکت و بربادی ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نمازوں کو بھول جاتے ہیں۔

اور مومنوں کی تعریف میں "یقیمون الصلوة" کا لفظ استعمال ہو جس کا مطلب ہے وہ

نماز وقت پر رکوع و سجود کا پورا لحاظ رکھتے ہوئے پابندی سے ادا کرتے ہیں۔

ایک فلسفی کہتے ہیں کہ نمازی دو طرح کے ہوتے ہیں ایک عام نمازی دوسرے خاص نمازی۔

خاص نمازی: بڑے اہتمام سے نماز کی تیاری کرتا ہے پورے یقین و اعتماد کے ساتھ نماز شروع کرتا ہے نہایت سکون و اطمینان سے رکوع و سجود کرتا ہے اور نماز سے فراغت کے بعد اس پر امید و بیم کی کیفیت طاری ہوتی ہے یعنی وہ سوچتا ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں میرا یہ عمل قبول ہوگا یا نہیں

عام نمازی: بے دلی سے مسجد میں آتا ہے نماز میں کھڑے ہوئے بھی اس پر غفلت طاری رہتی ہے۔ وہ جو کچھ نماز میں پڑھتا ہے اس کے معنی اور مطلب پر غور کیے بغیر پڑھتا ہے۔ نماز میں عام دنیاوی خیالات اسے گھیرے رہتے ہیں۔ اسی حالت میں وہ نماز کی گئی جتنی رکعتیں

پوری کر کے پورے سکون و اطمینان سے مسجد سے نکل آتا ہے اور پھر اپنے دنیاوی دھندوں میں مصروف ہو جاتا ہے۔

ایک فلسفی کہتے ہیں کہ چار چیزیں چار جگہ چھیتی ہیں اور چار جگہ ظاہر ہوتی ہیں۔

۱- اللہ کی رضا (خوشنودی) اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری میں پوشیدہ ہے اور نیک لوگوں کی سخاوت میں ظاہر ہوتی ہے۔

۲- اللہ کی ناراضگی (غصہ) اللہ کی نافرمانی میں پوشیدہ ہے اور بخیل و کنجوس لوگوں کے عمل سے ظاہر ہوتی ہے۔

۳- خوش نصیبی و رزق کی فراخی نیک اعمال کی جزا ہوتی ہے اور نمازیوں کے گھروں میں دیکھی جاسکتی ہے۔

۴- تنگ دستی و غربت مساوات انسان کے اپنے اعمال کی سزا ہوتی ہے اور عموماً بے نمازیوں کے گھر میں ڈیرہ ڈالے رہتی ہے۔

ایک اور روایت کا قول ہے کہ

۱- جب لوگ کثرت سے عمل کرنے لگیں تم اپنے اعمال میں مزید حسن پیدا کرنے کی کوشش کرو۔

۲- جب لوگ نفل پر توجہ دینے لگیں تم اپنے فرائض پر پوری توجہ دو۔

۳- جب لوگ اپنے ظاہر کو سنوارنے لگیں تم اپنے باطن (دل) کو سنوارنے کی کوشش کرو۔

۴- لوگ دوسروں کے عیب ڈھونڈتے ہوں تم اپنے عیبوں کی اصلاح شروع کرو۔

۵- لوگ دنیا کا نام لگیں تم آخرت کی تلاش شروع کرو۔

۶- لوگ دولت مندوں کو خوش کرنے لگیں تم اللہ کو خوش کرنے کی کوشش کرو۔

قبول ہونے والی دعاؤں کا بیان

حضرت عبداللہ ابن ابی اویس روایت کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی عرب نے نبی کریم ﷺ سے گزارش کی مجھے قرآن کچھ زیادہ یاد نہیں کوئی ایسا مجھے تعلیم فرمادیں جس سے یہ کمی پوری ہو جائے۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا تو سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم پڑھا کر۔

اس دیہاتی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو تمہارا اللہ کی تعریف ہے میرے سپے سے کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اللھم اغفر لی وارحمی واهدنی وارزقنی وعافنی ترجمہ سے اللہ میری مغفرت فرما، سے مجھ پر رحم کر مجھے سیدھی راہ پر چلا مجھے روری عطا کر مجھے معاف کر دے۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا اس دیہاتی نے دونوں ہاتھوں میں بھدائی سمیٹ لی ہے۔ اگر یہ عمل کرتا رہا۔

یعنی ہر مسلمان کے لیے قرآن کے اتنے حصہ کا یاد ہونا ضروری ہے۔ جو وہ نماز میں پڑھے اور نماز داہو جائے۔ اس کے بعد یہ کلمات پڑھتا رہے گا تو اسے تلاوت قرآن کا ثواب مل جائے گا۔ حضرت عثمان ابن ابی العاص کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں سخت تکلیف میں تھا آپ ﷺ نے فرمایا تکلیف دلی جگہ پر سات مرتبہ اپنا دایاں ہاتھ پھیرو درید دعا پڑھو۔

اعوذ بعزۃ اللہ وقدرتہ من شر ما اجد واحاذر

اللہ کی عزت وقدرت کے دریدہ پناہ پناہ ہوں اس (بیماری) کے شر سے جو میں محسوس کر رہا ہوں اور جس سے میں بچنا چاہتا ہوں۔

راوی عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے ارشاد کے مطابق یہ دعا پڑھ کر سات مرتبہ تکلیف کی جگہ پر ہاتھ پھیرا اللہ نے میری تکلیف رفع کر دی۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ جو شخص ہر نماز کے بعد تین مرتبہ یہ دعا پڑھ

یا کرے اللہ اسکے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ خواہ سمندر کے جھگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا هو الحمی القیوم واتوب الیہ پناہ چاہتا ہوں اس خدا سے عظیم کی جس کے سو کوئی عبادت کے رائق نہیں وہ زندہ ہے قائم رکھنے والا ہے اور رجوع کرتا ہوں اسی کی طرف

اور یہ استغفار اس طرح ہو کہ اس میں دس کی مدت اور وہ پناہ گناہ نہ کرنے کا ارادہ شامل ہو۔ حسن بن علی کہتے ہیں جو شخص یہ تین تین پڑھ لیا کرے میں ضمانت دیتا ہوں کہ اسے شیطان کی شرارت، کسی ظالم بادشاہ کا ظلم، کوئی عادی چور و رکونی درندہ اسے کچھ تکلیف نہ پہنچ سکے گا۔ وہ آیتیں یہ ہیں

آیت الکرسی اللہ لا الہ الا هو الحمی القیوم (سورہ بقرہ)
یہ تین آیتیں ان ربکم اللہ الذی خلق السموت والارض سے قریب من المحسن تک (سورہ الاعراف)

شروع کی دس آیتیں شروع کی دس آیتیں (سورہ الفاتحہ)
تین آیتیں یا معشر الامس والحق سے فلا تستصرون تک (سورہ حن)
تین آیتیں هو اللہ الذی لا الہ الا هو آخر تک (سورہ حشر)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی سلیم کے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں آج رات بھر نہ سو سکا۔

آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیوں (کیا وہ تھکی)
اس شخص نے بتایا مجھے بچھونے ڈس لیا تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو شام کے وقت یہ دعا پڑھ لیتا تو اللہ کے حکم سے تجھے کوئی تکلیف نہ ہوتی۔

اعوذ بکلمات اللہ التامات کلھا من شر ما خلق

میں اللہ کے تمام کلمات کے ذریعہ ہر مخلوق کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ میں نماز میں حاضر ہو سکا بعد میں جب نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے مجھ سے اس غیر حاضری کی وجہ دریافت فرمائی۔

میں نے عرض کیا حضور ﷺ! میرے ذمے فلاں یہودی کا قرض ہے۔ مجھے خدشہ تھا کہ اس وقت نکلا تو وہ مجھے روک لے گا اور میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”میں تمہیں وہ دعاء بتائے دیتا ہوں جس سے تمہارا تمام قرض ادا ہو جائے گا“ تم آل عمران کی آیت

”قل اللهم مالک الملقک...

بغیر حساب تک (آیت ۲۶-۲۷) پڑھ کر یہ دعاء پڑھا کرو

یا رحمہ الدنیا والاخرۃ ورحیمہما تعطی مہما من تشاء وتمنع مہما من تشاء فارحمنی رحمة تغیبی بہا عن رحمة من سواک اے دنیا و آخرت کے سب سے بڑے بخشش کرنے والے اور ان دونوں کے سب سے بڑے مہربان! تو مجھے چاہتا ہے ان دونوں کی برکتیں عطا فرما دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے محروم کر دیتا ہے مجھ پر پنی وہ مہربانی فرما۔ جو مجھے تیرے سوا ہر ایک کی مہربانی سے بے نیاز کر دے۔

یہ دعاء اگر کوئی قیدی پڑھے۔ اللہ اسے قید سے رہائی دے گا۔ حضرت ابوامامہ باہلی روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح کے وقت یہ دعاء پڑھتا ہے اگر وہ اسی دن فوت ہو گیا اس کے لئے جنت و جب ہوگی۔ اور اگر شام کے وقت پڑھا اور اسی رات اس کی موت ہوگئی اس کے لئے جنت و جب ہوگی۔ البتہ لحدت کی بجائے شام کو پڑھتے وقت اسیت کا لفظ بدل لے دعاء یہ ہے۔

اللہم لک الحمد لا الہ الا انت انت ربی وانا عبدک آمنت بک مخلصاً لک دیسی اصبحت علی عہدک و وعدک ما استطعت و اتوب الیک من مینی عملی واستغفرک لذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت

اے اللہ ہر طرح کی تعریف تیرے لئے۔ تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تو میرا رب ہے میں تیرا بندہ ہوں میں خصوص دل سے تجھ پر ایمان لایا اور تیرا دین قبول کیا۔ میں نے اپنی ہمت کے مطابق تجھ سے کئے وعدے اور عہد کو نبھایا۔ میں اپنے برے اعمال سے توبہ کرتا ہوں اور تجھ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا

ہوں۔ تیرے سوا کوئی نہیں جو میرے گناہ معاف کر دے۔

حضرت ابی ابن عثمان رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطے سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو شخص صبح کے وقت تین مرتبہ یہ دعاء پڑھ لیا کرے اسے شام تک کسی مصیبت کا سامنا نہ ہوگا۔ اور جو شام کے وقت (تین مرتبہ) یہ دعاء پڑھ لے اسے صبح تک کوئی مصیبت پیش نہ آئے گی۔

بسم اللہ الذی لا یصرع اسمہ شنی فی الارض ولا فی السماء و هو السميع العظیم۔

اللہ کے نام سے جس کے نام کی برکت سے زمین و آسمان کی کوئی چیز (انسان کو) کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتی وہ ہر بات کو سننے اور جاننے کی طاقت رکھتا ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے اپنی تنگدستی کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا ”طلوع فجر اور فجر کی نماز کے درمیانی وقت میں یہ دعاء سو مرتبہ پڑھا کر دنیا خود تیرے پاس چل کر آئے گی۔

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم استغفر اللہ

پاک ہے اور عظیم ہے اللہ کی ذات۔ میں اللہ سے بخشش کا طلب گار ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ رات کو سونے سے پہلے سورۃ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیا کرتے تھے۔

عالم کے ظلم سے بچنے کیلئے

حضرت ابو جاز قرماتے ہیں۔ جو شخص کسی ظالم سے خوف زدہ ہو تو وہ یہ دعاء پڑھا کرے اللہ اسے عالم کے ظلم سے بچالے گا۔

رضیت باللہ رباً وبالاسلام دیناً وبمحمد نبیاً وبالقرآن حکماً و اماماً میں خوش ہوں اللہ کو اپنا رب اسلام کو اپنے دین محمد کو اپنا نبی اور قرآن کو اپنا حکم اور پیشوا بنا کر۔

بد خوابی سے بچنے کی دعا

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے بد خوابی (نیند میں کوئی برا خواب دیکھ کر پریشان ہو جانے) کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ دعاء پڑھ لیا کرو۔

اعوذ بکلمات اللہ التامة من غضبه وعقابه و شر عباده ومن همرات الشياطين واعوذ بک رب ان يحضرون
 میں اللہ کے جملہ کلمات کے ذریعہ اس کے غم سے اس کی پناہ پا رہا ہوں اس کے بندوں کی شرارت اور شیطانوں کے اثرات سے اور اے پروردگار! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ شیطان میرے قریب آئیں۔

نماز کا سلام پھیرنے کے بعد کی دعاء

نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا نماز کے بعد ہمیشہ یہ دعا پڑھا کرو
 اللھم اعننی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک
 اے اللہ میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کرتا رہوں تیرا شکر بجالاؤں اور تیری عبادت حسن و خوبی کے ساتھ ادا کرتا ہوں۔

غیند سے بیدار ہونے کے بعد کی دعاء

حضرت حذیفہ ابن یمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ غیند سے بیدار ہوتے وقت یہ دعاء پڑھا کرتے تھے۔

الحمد لله الذي احياى بعد ما ماتنى واليه النشور
 ہر تعریف اللہ کے لئے جس نے مجھے موت کے بعد دوبارہ زندہ کر دیا

گھوڑے وغیرہ پر سوار ہونے کی دعاء

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ گھوڑے وغیرہ پر سوار ہوتے وقت ہمیشہ یہ دعاء پڑھا کرتے تھے
 سبحن الذي سخر لنا هذا وما كنا له مقرين وانا الي رينا لمنقلبون
 (سورہ الزخرف ۱۳)

پاک ہے اللہ کی ذات جس نے اس سواری کو ہمارے تابع کر دیا۔ جبکہ ہم سے کسی طرح بے تابع نہ کر سکتے تھے۔ اور ہم خود بھی اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

سفر پر روانگی کی دعاء

اور جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کسی سفر پر روانہ ہوتے یہ دعاء پڑھا کرتے تھے۔

اللهم انت الصاحب في السفر والحليفة في الاهل اللهم اطولنا الارض و هوون .. علينا السفر اللهم انا بعدد بك من وعناء السفر و الحور بعد الكور . و كتابة المنقلب و سوء المظفر في الاهل و العمال و الاولاد

اے اللہ تو میرا ہم سفر ہے میری عدم موجودگی میں میرے گھر کا نگہبان ہے۔ اے اللہ! ہمارے واسطے مسافت سفر کو کم کر دے۔ ہمارے سفر کو آسان کر دے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔ سفر کی پریشانیوں سے۔ خوش حالی کے بعد بد حالی سے۔ بری واپسی سے اور اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب غنیمت پر آگندہ حالی کا منتظر دیکھنے سے۔

بیوی سے پہلی رات ملاقات کے وقت کی دعاء

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

بیوی سے اول شب ملاقات کرے سے پہلے دو رکعت نفل اور کہے جائیں نماز و دعا سے فراغت کے بعد بیوی کی پیشانی کے بال پکڑ کر یہ دعاء پڑھیں۔

اللهم بارک لی فی اہلی و بارک لاهلی فی ورد قنی مہاو و اوردنی قنی متھا و اجمع بینا ما جمعت بخیر و فرق بینا ما فرق بحیر
 اے اللہ میرے واسطے میری اہلیہ کو بابرکت ثابت کر اور اس کے لئے خیر و برکت بنادے۔ ہم دونوں کو ایک دوسرے کے لیے فائدہ مند بنادے تو جب تک ایک دوسرے کے ساتھ رکھے خیر کے ساتھ رکھ۔ راز کر ہمیں یک دوسرے سے الگ کرنا چاہیے۔ تو وہ بھی ہمارے حق میں بہتر ہو۔

مصیبت سے نجات کے لئے دعاء

حضرت جعفر ابن محمد کہتے ہیں جس انسان کو کوئی مصیبت پیش آ جائے وہ یہ دعاء پڑھے۔

لا اله الا انت سبحانک ربی کنت من الظالمین

(اے اللہ) تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو ہر عیب سے پاک ہے۔ میں گناہ گار ہوں

دشمن سے خوف کے وقت کی دعاء

حسبی اللہ و نعم الوکیل

میری حفاظت کے لئے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین نگران ہے۔

فریب و جلسازی سے بچنے کی دعاء

کسی شخص کی طرف سے دھوکہ دہی یا فریب کا اندیشہ ہو تو یہ دعاء پڑھی جائے۔

وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد (سورہ غافر ۴۰)

میں اپنا معاملہ اللہ کے حوالے کرتا ہوں۔ کیونکہ اللہ کی نظر ہر بندے پر ہے۔

جنت کے حصول کے لئے دعاء

جنت کی طلب میں یہ دعا مفید ہے:

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

(سورہ کہف ۳۹)

جو اللہ نے چاہا (وہ ہوا) ہمیں وہاں تک پہنچنے کی طاقت بھی دے گا۔

دنیا و آخرت میں کامیابی کی دعاء

ہر مسلمان کو پانچ وقت نماز کے بعد یہ دعاء کرنی چاہئے۔

ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب النار

(سورہ بقرہ ۲۰۱)

اے پروردگار! ہمیں دنیا و آخرت میں کامیابی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کی آگ کے

عذاب سے بچالے۔

ابدال کی دعاء

جو شخص ابدال کے منصب پر فائز ہوتا ہے وہ یہ دعاء کرتا ہے

اللهم اصلح امة محمد ﷺ اے اللہ! امت محمد کے حالات کو سنوار دے۔

اللهم ارحم امة محمد ﷺ اے اللہ! امت محمد پر رحم کر۔

اللهم فرح عن امة محمد ﷺ اے اللہ! امت محمد کی مشکلات کو آسان فرما۔

اللهم اغفر لامة محمد ﷺ اے اللہ! امت محمد کی مغفرت فرما۔

و لجمع من امن بك اور ان سب لوگوں کی بھی جو تجھ پر ایمان لائے ہیں۔

گفتگو میں نرمی کا بیان

سخت کلامی سے پرہیز

کچھ یہودی لوگ حضور ﷺ سے ملاقات کے لئے آئے۔ انہوں نے اسلام علیکم کے بجائے السلام علیکم کہا۔ حضور ﷺ نے جواب میں سلام فرمایا۔ حضرت عائشہؓ اس وقت وہاں موجود تھیں انہوں نے علیکم السلام (تم پر ہدایت ہو) کہا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ”نرمی اختیار کرو اللہ نرمی کو پسند کرتا ہے“

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اللہ مہربان ہے مہربانی کو پسند کرتا ہے۔ نرم مزاج آدمی کو وہ دوست مل جاتی ہے۔ جو سخت مزاج کو نہیں ملتی“

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ جب کسی خاندان پر مہربان ہوتا ہے۔ اس خاندان کے افراد میں باہمی محبت اور مہربانی پیدا کر دیتا ہے۔ مہربانی کی اگر کوئی شکل ہوتی تو اس سے زیادہ خوبصورت کوئی نہ ہوتا۔ اسی طرح بد اخلاقی (وسند خوئی) کی کوئی شکل ہوتی تو اس سے زیادہ بد صورت کوئی نہ ہوتا۔

سنت پر عمل

نسخہ ہدایت

حضرت امام مالکؒ نے ایک روایت نقل کی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”میں تمہارے لئے دو بہت اہم چیزیں چھوڑ کر چاہا ہوں جب تک تم ان پر عمل کرتے رہو گے (صحیح راہ پر ہو گے)

گمراہ نہ ہو سکو گے۔ وہ دو چیزیں ہیں قرآن اور میری سنت“ (حدیث)

سنت طریقہ کے مطابق تھوڑا عمل بڑا اجر رکھتا ہے اور جس میں بدعت شامل

ہو وہ ثواب کی بجائے عذاب کا باعث ہوتا ہے

حضرت حسن روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھوڑا عمل جو سنت کے مطابق ہو۔

اس زیادہ عمل سے بہتر ہے جس میں بدعت شامل ہو ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں

سنت کے مطابق آسان عمل اس مشکل عمل سے بہتر ہے جس میں کوئی بدعت شامل ہوگی ہو۔

سنت کی اہمیت

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں کوئی قول عمل کے بغیر معتبر نہیں۔ کوئی قول و عمل نیت کے بغیر

قابل اعتبار نہیں اور وہی قول و عمل اور نیت۔ معتبر ہے جو سنت کے مطابق ہو۔

شفاعت سے محروم

حضرت معقل ابن یسارؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

”کالم حاکم اور بدعتی عالم کو میری شفاعت نصیب نہ ہوگی“

سنت کے مطابق اللہ کا ذکر

حضرت ابی ابن کعبؓ کہتے ہیں جو شخص اللہ کے رسول کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق

اللہ کو یاد کرتا ہے۔ اور اللہ کے خوف سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں وہ جہنم سے بچ گیا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں

ایک وقت ایسا آیا جب بدعت پر سنت کی طرح عمل کیا جائے گا۔ اور اسپرٹو سکنے والے کو

گمراہی کا طعنہ دیا جائے گا۔ ایک شخص نے پوچھا اے عبد اللہؓ کیا اس وقت کی کوئی نشانی بتا دیں

ابن مسعودؓ نے کہا یہ اس وقت ہوگا جب لوگوں میں مانت درمی ختم ہو جائیگی۔ دولت مندوں کی کثرت ہوگی۔

دین کو سمجھنے والے کم ہونگے۔ عربیہ سمجھے قرآن پڑھنے والے بہت ہونگے لوگ دین کے

در بعد دنیا کماٹینگے اور عام لوگ دین کی بجائے دنیا کے علوم میں مہارت حاصل کریں گے۔

حاکم گمراہ ہونگے جو اپنی قوم کو بھی گمراہ کریں گے۔

صراط مستقیم

حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے میرے سامنے ایک سیدھی لائن کھینچی دو سکے دونوں جانب کچھ چھوٹی

چھوٹی لکیریں بنادیں سیدھی لائن کے بارے فرمایا یہ صراط مستقیم (سیدھا راستہ) ہے اور اس کے

دونوں جانب جو چھوٹے چھوٹے راستے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک پر ایک شیطان بیٹھا ہے۔ جو

اپنی طرف بلاتا ہے اس۔ بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وان هذا صراطی مستقیماً فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن

سبیلہ ذالکم وصحاکم بہ لعلکم تتقون۔ (سورہ انعام ۱۵۳)

یہ دین اسلام (میری طرف آنے والا) سیدھا راستہ ہے تم اسی پر کار بند رہو (چلتے

رہو) دھڑ دھڑ کے راستوں پر نہ جاؤ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں گے اللہ نے

تمہیں اسی پر چلتے رہنے کا حکم دیا۔ تاکہ تم غلط راہوں پر نہ جاؤ۔

اللہ کے خوف سے بہنے والا آنسو

حضرت انس ابن مالکؓ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ”جو

آنکھ خوف خدا میں آنسوؤں سے بھیگ گئی۔ اللہ اسے دوزخ میں نہیں جلائے گا۔ اگر وہ آنسو چہرے

پر بہہ گئے۔ چہرہ ہر طرح کی ذلت و رسوائی سے محفوظ رہے گا۔ انسان جو بھی نیک عمل کرتا ہے۔ اس

کے مطابق اسے ثواب مل جاتا ہے۔ مگر آنسو آگ کے سمندروں کو ٹھنڈا کر سکتا ہے۔ اگر کوئی خوف

خدا سے کسی محفل میں رودیا۔ اللہ تعالیٰ اس ایک شخص کے روتے سے پوری محفل پر رحم فرمایگا۔
حضرت کعبؓ احبار کہتے ہیں خوف خدا میں میرے چہرے کا آنسوؤں سے تر ہو جاتا۔
مجھے اپنے وزن کے برابر سونا خیرات کر دینے سے زیادہ پسند ہے، اور جس شخص کی آنکھ سے خوف خدا میں ایک قطرہ زمین پر گر گیا اسے دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔

حضرت عکرمہؓ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جس بندے کی آنکھیں خوف خدا میں آنسوؤں سے تر ہو جائیں اس پر اللہ کا بڑا فضل ہے جب کسی بندے کی آنکھ سے کوئی آنسو بہتا ہے۔ فرشتے اپنا دل تھام کر رہ جاتے ہیں۔
حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کو دو قطرے بہت پسند ہیں۔
ایک وہ آنسو کا قطرہ جو اللہ کے خوف میں آنکھ سے بہہ جائے۔ دوسرا قطرہ خون جو راہ حق میں جہاد کرتے ہوئے میدان جہاد میں زمین پر گر جائے۔

آخرت کی فکر

نفس کا موازنہ

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ قیامت میں اعمال ناموں کے تپنے سے پہلے اپنے نفس کے اعمال کا وزن کر لو اور حساب ہونے سے پہلے اپنے نفس کا محاسبہ کرو اور بڑی چوٹی کے لیے تیار ہوتے رہو اور وہ قیامت کا دن ہو گا جس دن تمہیں پیش ہونا ہے کہ کوئی چھپنے والا چھپ نہیں سکے گا۔

آخرت میں کام آنے والے اعمال

حضرت ابو ذرؓ حضور ﷺ سے یہ حدیث قدسی نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اے میرے بندو میں نے خود اپنے اوپر ظلم حرام کر لیا ہے اور تمہارے لیے بھی حرام کیا ہے۔
اللہ ایک دوسرے پر ظلم مت کرو میرے بندو تم سب گمراہ ہو سوائے ان کے جن کو میں نے ہدایت دی سو تم مجھ سے ہدایت مانگو میں تم کو ہدایت عطا کروں گا میرے بندو تم سب بھوکے ہو سوائے ان کے جن کو میں کھلا دوں سو تم مجھ سے کھانا (روری) مانگو میں کھانا دوں گا میرے بندو تم سب تنگے ہو سوائے ان کے جن کو میں لباس پہنا دوں تم مجھ سے لباس مانگو میں پہناؤں گا میرے بندو تم شب و روز خطاؤں میں لگے ہوئے ہو اور میں تمام گناہوں کی مغفرت کرتا ہوں تم مجھ سے بخشش مانگو میں بخش دوں گا میرے بندو اگر تمہارے پیسے اور بچھلے انسان اور جن تم میں سب سے زیادہ متقی شخص کے دل کی طرح پر ہو جائیں یعنی بھی اس جیسے ہو جائیں تو اس سے میرے ملک میں کچھ بھی اضافہ نہیں ہو گا میرے بندو اگر تمہارے اول و آخر جن اور انسان سب ایک بدترین شخص کے قلب جیسے یعنی اسی کی طرح پر ہو جائیں تو اس سے میرے ملک میں کچھ بھی کمی نہیں آئے گی میرے بندو اگر تمہارے اول و آخر جن اور انسان سب مل کر ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور ہر ایک اپنی اپنی حاجتوں کا مجھ سے سوال کرے اور میں بھی کوپرا کر دوں تو اس سے میرے قزاقوں میں اتنی کمی بھی نہ ہوگی جتنی کہ سمندر میں ایک دفعہ سوئی ڈبو کر نکال پینے سے ہو سکتی ہے میرے بندو یہ سب تمہارے اعمال ہیں جنہیں میں تمہارے لیے بحفاظت رکھے جا رہا ہوں اور قیامت کے دن یہی تمہیں ٹھیک ٹھیک لوٹا دیئے جائیں گے اچھا انجام پانے والا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنے اور ناکام شخص اپنے ہی نفس کو ملامت کرے۔

جنازہ کے ساتھ جانا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ پیاروں کی حراج پرسی کیا کرو جنازوں کے ساتھ جایا کرو اس سے آخرت کا دھیان پیدا ہوتا ہے کسی دانا کا ذکر ہے کہ اس نے بعض لوگوں کو ایک جنازہ کے پیچھے جاتے دیکھا کہ وہ میت پر بڑا ترس کھا رہے تھے اور مہربانی کا اظہار کر رہے تھے یہ فرمانے لگے تم لوگ اگر اپنے اوپر ترس کھاؤ تو بہتر ہوگا کہ یہ شخص تو فوت ہو گیا، ورنہ تین آفتوں سے نجات پا چکا ہے۔ (۱) ملک الموت کا منظر (۲) موت کا تلخ ذائقہ (۳) خاتمہ کا خوف پھر فرمانے لگے کہ حضرت ابوورداءؓ نے ایک آدمی کو دیکھا جو ایک جنازہ کے ساتھ چلتے ہوئے پوچھ رہا تھا کہ یہ کون ہے حضرت ابوورداءؓ نے جواب دیا کہ تو ہے (یعنی یہ تیرا جنازہ ہے) اور اگر برا ماننا ہے تو یہ سبھی کہ میں ہوں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ (الزمر ۳۱)

کہ بیشک تجھے بھی موت آنے والی ہے اور یہ لوگ بھی بالیقین مرنے والے ہیں۔

حضرت حسن بصریؒ کا تاثر

حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو قبرستان میں کچھ کھاتے دیکھ کر فرمایا کہ یہ شخص منافق ہے موت کا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے ہے اور پھر بھی کھانا سوچتا ہے اور انہی کا یہ مقورہ بھی ہے کہ ان لوگوں پر سخت تعجب اور حیرت ہے جنہیں تو شہ تیر کرنے کا حکم مل چکا ہے کوچ کا نقارہ بج چکا ہے اور قافلے کا گلا حصہ چل بھی چکا ہے اور یہ ابھی بیٹھے کھیل رہے ہیں کہتے ہیں کہ حضرت حسن بصریؒ کا کسی میت کو دیکھ کر یہ حال ہو جاتا تھا گویا وہ ابھی اپنی والدہ کو دفن کر کے آ رہے ہیں۔

ہر وقت بے خوف ہونا

حضرت ابراہیمؑ بھی فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر وقت بے خوف اور مطمئن رہتا ہے کبھی بھی غم اور خوف محسوس نہیں کرتا خطرہ ہے کہ وہ اہل جنت میں سے نہ ہو کیونکہ اہل جنت کا تو یہ مقورہ قرآن میں آیا ہے۔

إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْنٍ مُّشْعِقِينَ (الطہور ۲۶)

کہ ہم تو اس سے پہلے اپنے گھر میں یعنی دنیا میں بہت ڈرا کرتے تھے۔

حافظ قرآن کیسا ہونا چاہیے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حافظ قرآن کو مناسب ہے کہ وہ اپنی رات کی قدر کرے جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں اور اپنے دن کا مقام پہنچانے جب کہ لوگ اسے بلا روزہ کے گزار رہے ہوں اور اپنے غم کا دھیان رکھے جب کہ لوگ خوشیاں منارہے ہوں اور یہ اپنے رونے کی فکر میں رہے جب کہ لوگ غم میں رہے ہوں یہ اپنی خاموشی کا خیال رکھے جب کہ لوگ باتوں میں لگ رہے ہوں یہ اپنی مسکنت پر قائم رہے خواہ لوگ تکبر کرتے ہوں اور صاحب قرآن کو یہی مانتے ہیں کہ وہ فکر مند بردبار مسکین طبع نرم خو بنے تند خو غفلت شعاور بد دماغ اکھڑ حراج نہ بنے۔ بہتر سا بھی

شقیق بن ابراہیمؑ فرماتے ہیں کہ کسی بندے کے لیے غم اور خوف سے بہتر کوئی ساتھی نہیں ہے گذشتہ زندگی گناہوں میں بسر ہونے کا غم ہو اور باقی زندگی میں یہ خوف و خطرہ لگا رہے کہ خدا جانے کیا حالات پیش آئیں اور کیا آفتیں نازل ہوں۔

ایک دانا کا قول

کسی دانا کا قول ہے کہ جو شخص تین چیزوں کے ساتھ کوئی اور لگ رہا ہے وہ غم نہ غم کو جانتا ہے نہ خوشی کو ایک تو ایمان کا فکر کہ نہ جانیں عمر کا خاتمہ ایمان کے ساتھ ہوگا یا اس کے بغیر دوسرا احکام خداوندی کا فکر کہ ادا بھی ہوتے ہیں یا نہیں۔ تیسرا حقوق والو کا فکر کہاں سے نہایت بھی مل جائے گی یا نہیں۔

اللہ کے خوف سے رونا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو آنکھ آنسوؤں سے بھر آئے اللہ تعالیٰ اس کا جانا آگ پر حرام کر دیتے ہیں اور اگر وہ آنسو اس شخص کے چہرے پر بہہ پڑے تو اس چہرہ پر نہ سیاہی چھائے گی نہ ذلت کے آثار پیدا ہوں گے اور ہر نیکی کا ثواب مقرر ہے سوائے آنسو بہانے کے کہ وہ آگ کے سمندروں کو ختم کرتا ہے گر کسی جماعت کا ایک فرد بھی اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی بدولت پوری جماعت پر رحمت فرماتے ہیں۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنسو بہانا مجھے اپنے

وزن کے برابر سونا صدقہ کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوف سے روتا ہے حتیٰ کہ اس کے آنسو زمین پر گرتے ہیں، اس کو آگ نہیں چھوئے گی حتیٰ کہ زمین پر برسنے والا قطرہ آسمان کی طرف واپس ہو جائے اور ظاہر ہے کہ ایسا ہونے کا نہیں بلکہ اس روتے والے کو بھی کبھی آگ مس نہیں کرے گی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس کی آگ سے کبھی یا اس کے سر کے برابر آنسو نکل آیا آگ اسے کبھی نہیں چھوئے گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آنکھوں سے آنسوؤں کا جاری ہونا بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ادھر آدمی کی آنکھ سے آنسو نکلتا ہے ادھر فرشتہ اس کے قلب کو صاف کر دیتا ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث پاک نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو دو قطروں میں سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں ایک تو رات کی تاریکی میں آنسوؤں کا قطرہ دوسرا اللہ کی راہ میں خون کا قطرہ۔ زیادہ لمبی بعض کتب سے یہ کام قدسی نقل کرتے ہیں کہ جو بندہ بھی میرے خوف سے روتا ہے میں اسے اپنے عذاب سے پناہ دیتا ہوں اور جنت میں اس کے عوض اسے ہنسی عطا کروں گا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ایک رات نماز میں مشغول تھے کہ قراءت میں یہ آیت آگئی۔

ادالاعلال فی اعناقہم والسلام یسحبون فی الحمیم ثم فی النار یسجرون۔

جب کہ طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے اور زنجیروں سے ان کو تھپتھپاتے ہوئے کھولتے پانی میں لے جائیں گے پھر یہ آگ میں جھونک دئے جائیں گے۔

بس پھر کیا تھا تمام رات اسی آیت کو بار بار پڑھتے رہے اور روتے رہے حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ حضرت حمیم داری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ وہ بھی تمام رات صرف ایک ہی آیت کو بار بار دہراتے رہے اور روتے رہے حتیٰ کہ صبح ہو گئی وہ آیت یہ ہے۔

ام حسب الذین اجتوحوا السبات ان جعلہم کالدین اموا و عملوا الصالحات۔

یہ لوگ جو برے کام کرتے ہیں کیا یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کے برابر سمجھیں گے جنہوں نے ایمان اور عمل صالح اختیار کئے۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

ان تعدبہم فلیہم عبادک وان تغفر لہم فامک انت العزیز الحکیم

(المائدہ: ۱۸)

اگر آپ ان کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرمائیں تو آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔

اور صبح تک اسی کو بار بار پڑھتے رہے اور روتے رہے۔

روایت میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اس قدر روتے تھے کہ پانی پینے لگتے تو آدھے حصہ کے بقدر اس میں آنسو ہوتے تھے۔

بہزین حکیم فرماتے ہیں کہ حضرت ذرارہ بن ابی لؤلؤ نے ہمیں نماز پڑھانی شروع کی اور آیت

فاذا نقر فی الناقور

(المدثر: ۸)

پھر جس وقت صور پھونکا جائے گا۔

کی تلاوت کی بس وہیں ختم ہو گئے اور ہم نے وہاں سے ان کی میت ہی اٹھائی۔

ایک مسلمان اپنے شب و روز کیسے گزارے

حضرت محمد بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا: صبح ہو جائے تو شام کی فکر نہ رکھو۔ اور شام ہو جائے۔ تو صبح کی فکر مت کرو۔ کوئی بیماری آنے سے پہلے اپنی صحت سے فائدہ اٹھا لو۔ نہ معلوم کل تمہارا نام زندہ لوگوں میں لکھا ہو یا مردوں میں۔

ایک بزرگ کا قول ہے۔ ہر انسان (خصوصاً مسلمان) صبح جب بستر سے اٹھے دن چار باتوں کا ارادہ کر لے۔

(۱) سب سے پہلے اللہ کی طرف سے عائد شدہ فرض کو ادا کرے گا۔

(۲) ان باتوں سے پرہیز کرے گا جن سے اللہ نے روکا ہے۔

(۳) کسی سے کوئی لین دین کا معاملہ ہے۔ اسے انصاف کے ساتھ حل کرے گا۔

(۴) جس سے کوئی دشمنی ہے۔ اسے جائز طریقے سے ختم کر دے گا۔

جس نے اپنے دن کی اس طرح ابتدا کی، امید ہے وہ دنیا و آخرت میں نیک لوگوں میں شمار ہوگا۔

توکل اور خوف خدا

ایک مسلمان قلنس کا کہتا ہے۔ مسلمان صبح جب بیدار ہوا سے دو چیزوں کا خیال رکھنا چاہئے سکون و آرام میں اس حالت میں ہے کہ وہ اس نیت کے ساتھ محنت و کوشش شروع کرے کہ جو رزق اللہ کی طرف سے مقرر ہے وہ اسے ضرور ملے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اللہ نے جو فرض اس کے ذمہ لگایا ہے۔ اسے ضرور ادا کرے۔ جس انسان نے ان باتوں پر عمل کر لیں۔ اسے دو چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک قناعت (تھوڑے پرہیز) دوسری چیز یہ کہ اسے اللہ کی عبادت میں لطف آنے لگتا ہے۔

درویش کی زندگی

حضرت سفیان ثوریؒ نے اپنے والد کے واسطے سے حضرت سعید ابن مسروقؒ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں وہ انسان اس دنیا میں بے خوف زندگی کیسے گزار سکتا ہے جسے ہر وقت

(زندگی میں) گھر کے تبدیل ہو جانے (موت) کی فکر لگی رہتی ہو اور اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ زندگی کا سفر ختم ہونے اور موت کے بعد کونسا گھر اسے ملے گا۔ وہ گھر جنت ہو گا یا دوزخ۔

محتاج کی ضرورت پوری کر دو

ابن سیرینؒ نے ایک شخص سے پوچھا کیا حال ہے؟ اس شخص نے جواب دیا ایسے آدمی کا کیا حال پوچھتے ہو۔ جس پر پانچ سو درہم (عرب کا پرانا سکہ) قرض ہو، اور گھر میں بچے بھوکے بیٹھے ہوں۔

حضرت ابن سیرینؒ نے اسے ایک ہزار درہم دے کر کہا: جو پانچ سو درہم قرض ہیں وہ ادا کر دو۔ اور باقی پانچ سو سے اپنے گھر کا خرچہ چلاؤ۔

حضرت ابراہیم ابن ادھمؒ کی نصیحت

حضرت ابراہیم ابن ادھمؒ کہتے ہیں انسان کو صبح بیدار ہوتے ہی چار چیزوں پر خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔

(۱) بیدار ہوتے ہی وہ کہے۔ شکر ہے اللہ کا اس نے میرے دل کو ہدایت کا نور بخشا۔ مجھے اہل ایمان میں شامل کیا اور گمراہی سے بچایا۔

(۲) شکر ہے اللہ کا اس نے مجھے محمد ﷺ کی امت میں پیدا کیا۔

(۳) شکر ہے اللہ کا اس نے میرا رزق اپنے ہاتھ میں رکھا اور مجھے کسی انسان کا محتاج نہ بنایا۔

(۴) شکر ہے اللہ کا اس نے میرے گنہوں پر پردہ ڈال رکھا ہے حضرت شقیق ابن ابراہیمؒ کہتے ہیں جو شخص دو سو سال زندہ رہا اور یہ چار باتیں اسے معلوم نہ ہوئیں۔ وہ جہنمی ہے۔

(۱) خود شناسی یہ ہے کہ انسان یہ سمجھ جائے کہ اللہ تعالیٰ میرے پرہیزگار و باطن سے واقف ہے۔ وہ مجھے جو دیتا چاہے گا کوئی دوسرا اسے روک نہ سکے گا۔ اور جو چیز اللہ مجھے نہ دینا چاہے۔ کوئی مجھے نہ دے سکے گا۔

(۲) نیک عمل انسان کو یہ معلوم ہو کہ اللہ ہی عمل قبول کرتا ہے جو نیک نیت سے صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے کیا جائے۔

(۳) اپنے نفس کی پہچان انسان کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے وہ کمزور ہے اللہ کی بنائی ہوئی

تقدیر کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

(۴) انسان کا سب سے بڑا دشمن اس کی بد عملی ہے۔ انسان کو چاہیے وہ نیک عمل کرتا رہے تاکہ بد عملی کا زور ٹوٹ جائے۔

انسان پر صبح غیند سے بیدار ہونے پر دس چیزیں فرض ہو جاتی ہیں۔

(۱) بیدار ہوتے ہی اللہ کو یاد کرے۔ قرآن میں ارشاد ہوا ہے۔

صبح بحمد ربک حين تقوم

اٹھتے ہی اللہ کی تسبیح اور حمد کا ورد کیا کر۔

(۲) ستر عورت اور لباس پہننا: ارشاد ہوتا ہے:

یا بنی آدم خلوا انیتکم عند کل مسجد (اعراف۔ ۳۱)

اے انسان نماز کے وقت اور مسجد میں حاضری کے وقت پورا لباس پہنا کرو۔

(۳) نماز کیلئے پوری تسلی سے وضو کرنا قرآن میں حکم دیا گیا ہے:

یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوہکم وایدیکم الی

المرفق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین (سورہ مائدہ ۶)

اے مسلمانو! جب نماز کا ارادہ کرو۔ اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ کہنوں تک دھویا کرو

اپنے سر کا مسح کرو اور دونوں پیر ٹخنوں سمیت دھولو۔

(۴) نماز وقت پر اور پابندی کے ساتھ پڑھنا قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے۔

ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا (سورہ مائدہ ۱۰۳)

بے شک نماز مسلمانوں پر پابندی وقت کے ساتھ فرض کی گئی ہے۔

(۵) اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے جائزہ رائج سے اپنی روزی تلاش کرے۔ رزق دینا اللہ کی ذمہ

داری ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

”وما من ذآبۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا“ (سورہ ہود۔ ۶)

زمین پر چلتے والے ہر جاندار کا رزق اللہ کے ذمے ہے۔

(۶) اللہ کے عطا کردہ مال و دولت پر قناعت و صبر کرنا ارشاد باری تعالیٰ ہے

”نحن قسمنا بھم معیشتهم فی الحیوۃ الدنیا“ (سورہ دخرف ۳۲)

ہم نے دنیاوی زندگی میں انسانوں کے معاشی و ریحوں کو تین حصوں میں بانٹ دیا ہے۔

(۷) اللہ پر توکل (اعتماد) رکھنا: حکم ہوا ہے۔

”علی اللہ توکلوا ان کنتم مؤمنین“ اگر مسلمان ہو تو اللہ پر کامل اعتماد رکھو۔

(۸) اللہ کے حکم اور فیصلوں کو تسلیم کرنا: ارشاد ہوا ہے۔

”فاصبر لحکم ربک“ (سورہ طور ۳۸) اللہ کے فیصلے کو تسلیم کر۔

(۹) اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا: قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے

”واشکروا نعمۃ اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون۔“ (سورہ بقرہ ۱۱۳)

اگر اللہ کے بندے ہو تو اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

اور شکر کا سب سے بہتر طریقہ پابندی سے وقت پر نماز ادا کرنا ہے۔

(۱۰) حلال رزق کھانا: حکم خداوندی ہے:

”کلوا من طیبات ما رزقناکم“ (سورہ طہ۔ ۱۸۱)

”ہم نے تمہیں جو حلال چیزیں عطا کی ہیں وہ کھاؤ۔“

چیزوں کو معبود بنا لینے والے۔ اس وقت کا تصور کریں۔ جب دوزخ کا عذاب ان کے سامنے ہوگا اور ہر طرح کا اختیار و قوت صرف اللہ کے پاس ہوگی۔ وہ لوگ جن کی باتوں پر عام لوگ جتے تھے اس وقت اپنے ماننے والوں سے الگ ہو جائیں گے اور ان کا آپس کا ہر تعلق ٹوٹ جائے گا۔

وہ لوگ جو اللہ کے علاوہ دوسروں کی باتوں پر چلا کرتے تھے کہیں گے کاش ہمیں دوبارہ زندگی مل جائے۔ تو ہم بھی ان کو اسی طرح چھوڑ دیں گے جس طرح انہوں نے (آج) ہمیں چھوڑ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اعدا اسی طرح حسرت و افسوس کی شکل میں دکھائے گا۔ اور وہ جہنم کی آگ سے کسی طرح باہر نہ آ سکیں گے۔

حضرت عمر و ابن مرہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مخلوق کے بارے میں غور و فکر کرو۔ خالق کی ذات کے متعلق غور و فکر مت کرو۔

شیطان کے وسوسے اور انسان کا جواب

حضرت عروہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ایک شخص کے دل میں شیطان وسوسہ ڈالتا ہے اور سوال کرتا ہے: آسمان کو کس نے پیدا کیا وہ شخص جواب دیتا ہے: اللہ نے

شیطان دوسرا سوال کرتا ہے: زمین کو کس نے پیدا کیا؟

وہ شخص جواب دیتا ہے: اللہ نے

شیطان تیسرا سوال کرتا ہے: اللہ کو کس نے پیدا کیا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: جب انسان ایسی بات محسوس کرے، اس وقت وہ کہے "آمنت باللہ ورسولہ" میں اللہ اور اس کے رسول کی باتوں پر یقین رکھتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ایک گھڑی کا غور و فکر سال بھری (نفل) عبادت سے بہتر ہے۔"

انسان کو ان پانچ چیزوں پر غور و فکر کرنا چاہئے۔

(۱) اللہ کی آیات و علامات پر غور کرنا

اللہ کی آیات و علامات پر غور کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان سوچے زمین و آسمان کو اللہ نے پیدا کیا۔ وہ روزانہ سورج کو مشرق سے نکالتا اور مغرب میں غروب کر دیتا ہے۔ دن اور رات

غور و فکر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "انسان کو ہر وقت ان آیات پر غور و فکر کرتے رہنا چاہئے جو ان آیات پر غور نہیں کرتا وہ بہت بد نصیب ہے۔"

ان فی خلق السموات والارض واختلاف الیل والنهار والملك التي تجری فی البحر بما یضع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا به الارض بعد موتها وبث فیها من کل دابة وتصريف الرياح والسحاب المسخر بین السماء والارض لآیات لقوم یعقلون۔

ومن الناس من یخذلون اللہ انداد یحبوبهم کحب اللہ والذین امنوا اشد حب للہ ولو یر الذین ظلموا ان یرزوا العذاب ان القوة للہ جمیعاً وان اللہ شدید العذاب اذنبوا الذین اتبعوا من الذین اتبعوا وراوا العذاب وتقطعت بهم الامباب

وقال الذین اتبعوا لو ان لنا کرة فیسیر امهم کما تیرا واما کذا لک یربهم اللہ اعمالهم حسرات علیهم وما هم بخارجین من النار

(سورہ بقرہ ۲۲ تا ۲۶)

ب شک آسمان و زمین کی پیدائش رات اور دن کے آگے پیچھے آنے ان کشتیوں (سمندری جہازوں) میں جو انسانوں کی نفع بخش چیزیں سمندر میں ادھر سے ادھر آتے جاتے رہتے ہیں۔ اور اللہ کے آسمان سے پانی برس کر مردہ زمین (خجڑ زمین) کو سرسبز کر دینے اور زمین کے اندر چاندروں کے پھیل دینے، ہواؤں کے چلانے اور آسمان و زمین کے درمیان ہندوؤں کو ٹھہرا دینے میں عقل مند لوگوں کیلئے بڑی نشانیاں ہیں۔

بعض ایسے انسان بھی ہیں۔ جو اللہ کے علاوہ دوسری چیزوں کو معبود بنا لیتے ہیں۔

اور ان سے اسی طرح محبت کرتے ہیں جیسے اللہ سے محبت کرنی چاہئے اور اہل ایمان (مسلمان) تو صرف اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ اگر یہ اللہ کے علاوہ دوسری

ہیں کہ مسلسل ایک دوسرے کے پیچھے آرہے ہیں اور جارہے ہیں۔ اور انسان اپنی ذات کے بارے میں سوچے میرے جسم میں کتنے اعضاء ہیں، ہر ایک کا اپنا اپنا ایک مخصوص کام ہے۔ مثلاً دل و دماغ سوچتے ہیں۔ کان سنتے ہیں، آنکھ دیکھتی ہے، زبان بولتی ہے۔ پاؤں چلتے ہیں۔ ہاتھ، انسان کی ضرورت کی چیز پکڑتے اور حاصل کرتے ہیں وغیرہ اس طرح سوچنے سے انسان کے اندر معرفت الہی پیدا ہوتی ہے اور اللہ پر اس کا یقین و اعتماد بڑھ جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِلْمُوقِنِينَ وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ

(سورہ ذاریات . ۲۱)

اللہ پر یقین کرنے والوں کے لئے زمین میں (اس کی قدرت کی) بہت سی نشانیاں ہیں اور اے انسانو! خود تمہاری ذات کے اندر (اس کی) بہت سی نشانیاں ہیں تم دیکھتے کیوں نہیں؟

(۲) اللہ کی نعمتوں پر غور و فکر کرنا:

نعمتوں پر غور و فکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان ان نعمتوں کے بارے میں سوچے جو اللہ نے اسے عطا کی ہوئی ہیں۔ مثلاً جسمانی صحت و عیروں میں چلنے کی طاقت۔ ہاتھوں میں پکڑنے کی قوت۔ زبان میں بولنے کی صلاحیت۔ کانوں میں سننے کی قوت اور دماغ میں سوچنے کی صلاحیت۔ وغیرہ اس طرح بے شمار نعمتیں اللہ نے انسان کو عطا کی ہوئی ہیں۔ جنہیں وہ شمار نہیں کر سکتا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے،

وَأَنْ تَعْلَمُوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تَحْصُوهَا.

(سورہ ابراہیم ۳۴)

تم اگر اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہ کر سکو گے۔

(۳) اللہ کی عبادت پر جو ثواب ملے گا اس پر غور کرنا

ثواب پر غور کرنے کا مطلب یہ ہے۔ اللہ نے اپنے نیک بندوں کے واسطے جنت میں کیا کیا نعمتیں تیار کر رکھی ہیں۔ انسان جب اس پر غور کرے گا انسان کی طبیعت اللہ کی عبادت کی طرف راغب ہوگی اور ہر بات میں اللہ کی رضا کو پیش نظر رکھے گا۔

(۴) اللہ کی نافرمانی پر اس کے عذاب کے بارے میں غور و فکر کرنا۔

عذاب کے بارے میں اس طرح سوچے کہ اللہ نے اپنے حکم کی نافرمانی کرنے والوں کے لئے دوزخ میں کبھی سخت سزائیں تیار کر رکھی ہیں اس سے انسان کے دل میں خوف خدا پیدا

ہوگا اور خدا کے قہر سے بچ جائے گا۔

(۵) اللہ کے احسانات اور بندے کی نافرمانیاں

اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان سوچے کہ اللہ نے میرے کتنے گناہوں اور جیبوں کو چھپایا ہوا ہے اور اس نے ان کی وجہ سے مجھ پر کوئی مصیبت یا عذاب نازل نہیں کیا۔ اور کہتا ہے بندے! توبہ کر لے میں تیرے گناہ معاف کر دوں گا۔

ان پانچ باتوں پر جو شخص غور کر لے گا وہ ان لوگوں میں سے ہوگا جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔

”تَفَكَّرْ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ“

انسان کا اپنی ذات کے بارے میں غور و فکر کرنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ ایک فلسفی کا قول ہے انسان تین چیزوں کے بارے میں سوچ سوچ کر اپنا وقت ضائع نہ کرے۔

(۱) فقر (محتاجی): فقر کے بارے میں جتنا سوچو گے تمہارا غم بڑھتا جائے گا۔ اور غم انسان کے اندر طمع اور حرص پیدا کر دیتا ہے۔

(۲) ظلم۔ اگر انسان پر کسی نے ظلم کیا ہے۔ اس کا معاملہ اللہ کے حوالے کر کے ظلم کے بارے میں سوچنا بند کر دے۔ کیونکہ جو انسان ظلم کے بارے میں سوچتا ہے۔ اس کا دل سخت ہو جاتا ہے۔ کینہ و دشمنی بڑھ جاتی ہے۔ اور انسان پر وقت غم چھا یا رہتا ہے۔

(۳) طول عمر انسان یہ نہ سوچے کہ میں دنیا میں زیادہ مدت تک رہوں۔ اس سے طبیعت میں دانت جمع کرنے کی حرص پیدا ہوتی ہے۔ پھر دولت جمع کر۔ کی دوزخ دھوپ میں ساری زندگی خدا سے غفلت میں ضائع کر دیتا ہے کوئی عمل نہیں کر پاتا۔ اور گناہوں سے توبہ کرنا بھی نصیب نہیں ہوتا۔

اقوال زریں

(۱) نیت کے بغیر عبادت بے کار ہے۔

(۲) عاجزی و انکساری کے بغیر ہر عمل بے کار ہے۔

(۳) ضرورت سے زیادہ دنیا کا نادیداری کے خلاف ہے۔

ابدال کی نشانیاں

(۱) اس کا دل حسد سے پاک ہوتا ہے۔

(۲) طبیعت میں سخاوت ہوتی ہے۔

(۳) بات کا سچا ہوتا ہے۔

(۴) مزاج میں نرمی ہوتی ہے۔

(۵) معصیت پر مبر کرتا ہے۔

(۶) تجاہلی میں اللہ کے سامنے روتا اور گڑگڑاتا ہے۔

(۷) لوگوں کو اچھی باتیں بتاتا ہے۔

(۸) مسلمانوں کے حق میں رحم دل ہوتا ہے۔

(۹) موت کے بارے میں غور و فکر کرتا رہتا ہے۔

(۱۰) عام حالات سے عبرت حاصل کرتا ہے۔

حضرت مکحول شائی کہتے ہیں

انسان کو چاہیے کہ رات بستر پر لیٹتے وقت یہ غور کر لیا کرے کہ آج دن بھر میں اس نے

کیا کیا ہے۔

اگر کچھ اچھے کام کئے ہوں۔ اللہ کا شکر ادا کرے۔ اور اگر کوئی گناہ ہو گیا ہے۔ اس سے توبہ

کرے۔ اور اللہ سے معافی کی دعا کرے اگر وہ ایسا نہیں کرتا۔ اس کی مثال اس تاجر کی سی ہے جو

تجارت میں لگی دولت کو بے حساب خرچ کرتا رہتا ہے۔ ساری دولت خرچ کر بیٹھتا ہے۔ اور

فدائش ہو کر رہ جاتا ہے۔

خوش نصیب انسان

ایک فلسفی کا قول ہے وہ انسان خوش نصیب ہے جس کے اندر یہ باتیں پیدا ہو جائیں۔

(۱) ذہن فضول خیالات سے پاک ہو۔

(۲) پیٹ حرام غذا سے پاک ہو۔

(۳) ضرورت سے زیادہ دولت کی فکر نہ ہو۔

(۴) نیک اعمال کا شوق ہو کیونکہ اللہ نیک اعمال ہی کو قبول کرتا ہے۔

باب قرب قیامت

قرب قیامت کی نشانیاں

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا قیامت کب آئے گی؟

آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کا صحیح وقت تو اللہ ہی کو معلوم ہے۔ البتہ اس کی کچھ نشانیاں یہ ہیں۔

(۱) بڑے بڑے بازار ہوں گے مگر ہر تاجر کس دہانہ دہانہ کی شکایت کرے گا۔

(۲) ہارمیں ہوں گی مگر پیداوار کم ہوگی۔

(۳) سود خوری کو گناہ نہ سمجھا جائے گا۔

(۴) اولاد نافرمان ہوگی۔

(۵) دولت کی زیادہ عزت ہوگی۔

(۶) دولت کی زیادہ عزت ہوگی۔

(۷) بد عمل لوگ مسجدوں کے منتظم ہوں گے۔

(۸) برے لوگوں کا بول بال ہوگا اور نیک لوگوں کی بات کوئی نہ سنے گا۔

جس روز ایمان لانا بے فائدہ ہوگا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”قیامت سے پہلے

سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ اس روز سب لوگ اللہ پر ایمان لے آئیں گے۔ مگر ان کا ایمان

لانا بے فائدہ ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَبِوَسْطِ لَیْلِ لَیْلٍ یَّأْتِی السَّاعَۃُ اِیْمَانُہُمْ تَکُنْ اَمْسَتْ مِنْ قَبْلِ اَوْ کَسَبَتْ فِی

اِیْمَانِہَا خَیْرًا

اس روز کسی شخص کا ایمان لانا اس کے واسطے فائدہ مند نہ ہوگا جو پہلے ایمان نہ لایا ہو

بحالت ایمان اس نے نیک عمل نہ کئے ہوں۔

حضرت عیسیٰ کا نزول

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا:

”تم نہ نبی آپس میں ان بھائیوں کی طرح ہیں جن کی مائیں مختلف ہیں۔ مگر باپ ایک ہے۔ اور ان کا دین بھی ایک ہے میں عیسیٰ ابن مریم سے زیادہ قریب ہوں۔ میرے اور ان کے درمیان کوئی دوسرا نبی نہیں ہے۔ وہ میری امت میں میرے خلیفہ ہوں گے (یعنی شریعت محمدی کی پیروی کریں گے۔ ان کی اپنی شریعت نہ ہوگی) وہ آسمان سے اتریں گے خنزیر کو قتل کر دیں گے اور صلیب کو توڑ دیں گے جزیہ ختم کر دیں گے (کیونکہ ان کے زمانہ میں کوئی کافر نہ ہوگا) کفر و اسقام کی جنگ ختم ہو جائے گی۔ ہر طرف عدل و انصاف کا دور دورہ ہوگا۔ کوئی کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔ حتیٰ کہ شیر اونٹ کے ساتھ چیدہ گائے کے ساتھ اور بھیڑیا بکری کے ساتھ جنگل میں گھاس چرتے ہوں گے۔ اور انسانوں کے بچے سانپ سے کھیتے ہوں گے۔“

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں

جب عیسیٰ آسمان سے اتریں گے دجال کا جسم ان کے خوف سے اس طرح پکھننے لگے گا جیسے گرمی سے چربی پگھلتی ہے۔ آخر وہ سے قتل کر دیں گے۔ یہودی حضرت عیسیٰ کو دیکھ کر بھائیوں گے۔ مگر جن جن کو قتل کر دیئے جائیں گے۔ حتیٰ کہ کوئی یہودی کسی پتھر کے پیچھے چھپا ہوگا تو پتھر پکارے گا دیکھو ایک یہودی یہاں چھپا ہوا ہے اسے قتل کر دو۔

حضرت حسن بصریؒ بیان کرتے ہیں۔ مجھ تک نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث پہنچی ہے۔

آپ نے فرمایا: ”قیامت سے پہلے خوفناک تاریک راتوں کی طرح تھنے اٹھیں گے۔ لوگوں کے دل مردہ ہو جائیں گے۔ یقین و ایمان کمزور ہوں گے ایک شخص جو صبح مسلمان تھا شام کو کافر ہو جائے گا۔ جو شام کو مسلمان تھا صبح کافر بیدار ہوگا۔ لوگ دنیا کے لئے دین کو بیچ دیں گے“ (جیسے کہ آج دینیات میں ڈاکٹریت کی ڈگریاں لینے والے کر رہے ہیں)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا

”نیک عمل کر لو اس سے پہلے کہ سورج مغرب سے طلوع ہو، دجال ظاہر ہو آسمان دھواں ہو جائے۔ دابة الارض پیدا ہو جنہیں موت کا وقت آگھیرے۔ اور قیامت کے آثار پیدا ہوں۔“

حضرت ابوذر غفاریؓ کی روایات

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ایک مرتبہ میں مسجد میں پہنچا دیکھا۔ نبی کریم ﷺ تھا تشریف فرما ہیں (میں نے موقع غنیمت سمجھا کہ آپ ﷺ سے کچھ حدیثیں سنوں) آپ ﷺ نے مجھے اپنے پاس بلا کر بٹھالیا۔ میں نے آپ سے دریافت کیا۔

ابوذر رضی اللہ عنہ! وضو کیا ہے؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسے ابوذر وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ وضو نہ ان کے تمام صغیرہ گناہوں کو دھو ڈالتا ہے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نماز کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں۔

نبی کریم ﷺ انہماک سے بہتر عمل ہے جو چاہے صرف فرض اور سنتیں ادا کر لے اور جو چاہے نوافل پڑھ کر اس میں اضافہ بھی کر سکتا ہے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ زکوٰۃ کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ ابوذر! جو شخص ایمان دار نہ ہو وہ مانت دار نہیں ہو سکتا۔ اور جو زکوٰۃ (صاحب نصاب ہوتے ہوئے) نہ دے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ اور اللہ نے اس داروں کوں پر اتنی زکوٰۃ فرض کی ہے۔ جس سے فقراء و مساکین کی ضرورتیں پوری ہو جائیں۔ اللہ نے مال داروں کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا ہے اور زکوٰۃ نہ دینے والوں کو عذاب کی وعید سنائی ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال میں نقصان نہیں ہوتا نہ وہ کسی طرح ضائع ہوتا ہے۔ مومن خوشی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے۔ زکوٰۃ نہ ادا کرنے والا مشرک ہے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ روزہ کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ روزہ روزِ غ سے بچانے والی ذرا ہے۔ اللہ اس کا اجر و ثواب خود عطا فرمائے گا۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک افطار کے وقت اور دوسری خوشی اللہ سے ملاقات کے وقت حاصل ہوگی روزہ دار کے منہ کی بوائے اللہ کے ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ بڑا درجہ رکھتی ہے قیامت کے روز اللہ کی طرف سے نیک لوگوں کی مہمانداری کے لئے سوائے گئے دسترخوان پر سب سے پہلے روزہ داروں کو کھانے کی دعوت دی جائے گی۔

ابوذر رضی اللہ عنہ صبر کیا ہے

نبی کریم ﷺ صبر کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص لوگوں کے درمیان مشک (کستوری) کی جھلی لئے بیٹھا ہو اور مشک کی خوشبو سونگھنے کے لئے اس کے قریب بیٹھنا چاہتا ہو۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ اصدقہ کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ اخاموشی سے چھپا کر صدقہ دینا اللہ کے غصہ کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ غلامیہ صدقہ دینا سات سو راہیوں کو ختم کر دیتا ہے۔ صدقہ گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔ صدقہ دوزخ کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ صدقہ بہت عجیب (کام کی) چیز ہے یہ الفاظ آپ نے تمہیں دفعہ فرمائے۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ حضور غلام آزاد کرانے کے متعلق فرمائیں۔

نبی کریم ﷺ: وہ غلام آزاد کرادو جس کی قیمت زیادہ ہو۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ ہجرت کا مطلب کیا ہے

نبی کریم ﷺ: سب سے بڑی ہجرت یہ ہے کہ انسان برائی کو چھوڑ دے۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ سب سے اچھا مسلمان کون ہے۔

نبی کریم ﷺ: سب سے اچھا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں۔ (یعنی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کسی پر قلم نہ کرے)

ابو ذر رضی اللہ عنہ سب سے عاجز اور کمزور کون ہے۔

نبی کریم ﷺ: جو اللہ سے دعا نہ مانگ سکے۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ سب سے

ابو ذر رضی اللہ عنہ سب سے بڑا مجاہد کون ہے؟

نبی کریم ﷺ: سب سے بڑا مجاہد وہ ہے جس کا گھوڑا میدان جنگ میں کام آجائے اور خود بھی اپنی جان قربان کر دے۔

آسانی کتابیں کب نازل ہوئیں۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ! صحیفہ ابراہیم (حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہونے آسانی صحیفوں) کے بارے میں کچھ بتائیے۔ یہ کب نازل ہوئے۔ اس کے بعد دوسری آسانی کتابوں کے بارے میں بتائیں۔

نبی کریم ﷺ: حضرت ابراہیم علیہ السلام پر یہ صحیفے اس وقت نازل ہوئے جب رمضان کی پہلی شب گزر چکی تھی۔

انجیل: ۱۲ رمضان کو نازل ہوئی۔ زیور: ۱۸ رمضان کو نازل ہوئی۔

توریت: ۸ رمضان کو نازل ہوئی اور قرآن: ۲۳ رمضان گزرنے کے بعد ۲۵ رمضان کی

شب میں نازل ہوا۔

نبیوں اور رسولوں کی تعداد بیان فرمائیے:

ابو ذر رضی اللہ عنہ: نبیوں اور رسولوں کی تعداد بیان فرمائیے۔

نبی کریم ﷺ: نبیوں اور رسولوں کی کل تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ ان میں سے تین سو

تیرہ رسول تھے۔ جو تمام مرد ہی تھے۔ اکثریت ان کی ہے جو صرف نبی تھے رسول نہیں تھے۔ کچھ

ایسے ہیں جو نبی بھی تھے اور رسول بھی۔

ایک دوسری روایت میں اس حدیث سے یہ الفاظ ملتے ہیں۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا: رات کا کون سا وقت افضل ہے؟

نبی کریم ﷺ نے جواب فرمایا: آدھی رات کے بعد کا باقی حصہ۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ: نہ تو کون ہی سب سے افضل ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ نماز جس کا قیام لمبا ہو۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ: حضور! صدقہ کون سا بہتر ہے؟

نبی کریم ﷺ: اس تنگ دست مزدور کا صدقہ جو محنت سے کماتا ہے اور پھر اپنی ضرورت

روک کر فقیر کو صدقہ دیتا ہے۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ: سب سے پہلا نبی کون تھا اور کیا وہ رسول بھی تھے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ وہ رسول بھی تھے۔ انہیں اللہ نے اپنے

ہاتھ سے بنایا ان کے اندر روح پھونکی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

ان چار نبیوں کی زبان ”سریانی“ تھی۔

۱- آدم ۲- شیت ۳- اوریس ۴- نوح

چار نبی عرب میں پیدا ہوئے۔

۱- ہود ۲- صالح ۳- شعیب اور یہ نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ

ابو ذر رضی اللہ عنہ: اللہ نے آسمان سے کل کتنی کتابیں اپنے نبیوں پر نازل کیں۔

نبی کریم ﷺ: اللہ نے کل ایک سو چالیس صحیفے اور کتابیں نازل فرمائیں

۱- حضرت شیث ابن آدم پر پچاس صحیفے نازل ہوئے۔

۲- حضرت ادریس پر تیس صحیفے نازل کیے گئے۔

۳- حضرت ابراہیم علیہ السلام پر پچاس صحیفے نازل ہوئے۔

۴- حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت سے پہلے دس صحیفے ملے تھے۔

۵- زبور حضرت داؤد پر نازل ہوئی۔

۶- انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

۷- قرآن جو اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی آخری کتاب ہے جو آخری نبی رسول

حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ حضور! مجھے کوئی وصیت فرمائیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

۱- اللہ سے ڈرتے رہو۔ یہ عمل کی بنیادی شرط ہے۔

۲- قرآن کی تلاوت کرتے رہو اور اللہ کے ذکر سے کسی وقت غافل نہ رہو۔

اس سے تم پر آسمانی معارف روشن ہو جائیں گے اور زمین پر تمہیں عزت و وقار حاصل ہوگا۔

۳- اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہو۔ اسلام کی یہی رہبانیت (ترک دنیا) ہے۔

۴- کہو تو اچھی بات کہو ورنہ خاموش رہو۔ اس طرح شیطان تم سے دور رہے گا اور دینی

معاملات میں تمہاری سوچ و فکر پختہ ہو جائے گی۔

۵- زیادہ (توبہ لگا کر) نہ بنو اس سے دل مردہ ہو جاتا ہے اور چہرے پر رونق ختم ہو جاتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسجد میں آؤ تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھ لیا کرو۔ یہ تحفہ

المسجد (مسجد کا احترام اور سلام) ہے۔ انسان اور جن شیاطین کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرتے

رہو۔ سب سے بڑا نیکل وہ ہے جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ ”ہی اللہ علیہ وسلم“ نہ کہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

جب نبی کریم ﷺ غزوہ تبوک کے روانہ ہوئے تو کچھ منافق بھی ساتھ ہو لیے۔ اگر کوئی

مسلمان پیچھے رہ جاتا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب جا کر کہتے اے اللہ کے رسول! قلوب فحش

نہیں آیا۔ آپ ﷺ فرماتے کوئی بات نہیں مگر اللہ کو منظور ہو اور وہ جلد ہی پہنچ جائے گا اور اگر اللہ کو

اس کا ہمارے ساتھ منظور نہیں تم اس کی فکر کیوں کرتے ہو؟

اسی طرح ایک مرتبہ منافقوں نے آپ ﷺ کے قریب جا کر کہا: حضور! ابو ذر نہیں

آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی بات نہیں اللہ کو منظور ہو گا وہ جلد ہی پہنچ جائیں گے۔ اور

اصل ابو ذر کی سواری کا اونٹ بہت مست تھا۔ وہ اس کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ آخر انہوں

نے سواری کو چھوڑا اور اپنا سامان اٹھا کر پیدل ہی چل دیے اور رسول اللہ ﷺ کے قافلہ میں

شامل ہو گئے۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا اللہ ابو ذر پر رحم کرے وہ تنہا آیا تنہا مرے گا

اور قیامت کے روز بھی تنہا اٹھے گا۔“

حضرت محمد ابن کعب روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا موت کا وقت قریب آیا

تو انہوں نے اپنے غلام اور بیوی کو وصیت کی کہ میری موت کے بعد میت کو غسل دے کر اور کفن پہنا

کر عام راستہ کے کنارے رکھ دینا اور جو لوگ ادھر سب سے پہلے آئیں ان سے کہنا یہ رسول اللہ ﷺ

کے صحابی ابو ذر رضی اللہ عنہ کا جنازہ ہے۔ اسے دفن کرنے میں ہماری مدد کرو۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن

مسعود اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ادھر سے گزرے۔ تو وصیت کے مطابق ان سے کہا گیا۔

یہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا جنازہ ہے اسے دفن کرنے میں ہماری مدد کریں۔ یہ سن کر عبداللہ ابن

مسعود زار و قطار رونے لگے جب لوگ جنازہ اٹھا کر چلے ابن مسعود نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد جو

آپ ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر فرمایا تھا ابو ذر! تم تنہا چلتے ہو موت کے وقت بھی تم تنہا ہو

گئے اور قیامت کے دن بھی تنہا اٹھائے جاؤ گے بیان فرمایا۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

”دنوں (موسیٰ) پرز کوۃ ہے۔ کھیت کی پیداوار پرز کوۃ ہے۔ نقد رقم پرز کوۃ ہے۔

بکریوں کے ریوڑ پرز کوۃ ہے۔ اگر کسی شخص نے ایک درہم بھی زائد ضرورت گھر میں رکھ کر

رات گزاری ہے۔ وہ خزانہ ہے۔ قیامت کے روز اسے گرم کر کے اس شخص کی پیشانی اور پسلیوں

پر داغا جائے گا۔“

پھر ابو ذر رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کی۔

والدین یکترون الذهب والعصۃ ولا یفتقون فی سبیل اللہ فبشرهم

بعذاب الیم

جو لوگ سونا چاندی (نقد رقم) جمع کر کے (خزائن بنا کر) رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں

خرچ کرنا نہیں چاہتے۔ انہیں اس عذاب دور رخ کی خبر سنا دو جو بہت تکلیف دہ ہے۔

طاعت و عبادت میں محنت

حضرت معاذ ابن جبل روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا ”کیا تجھے اچھے عمل بتاؤں؟“

میں نے عرض کیا: ہاں ضرور بتائیے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: روزہ و وزخ سے بچنے کے لیے ڈھال کا کام دیتا ہے۔

صدقہ (نفل) برائیوں سے بچنے کی دلیل ہے اور بندہ کا آدمی رات کے وقت اٹھ کر تہجد پڑھنا ہر برائی کو مٹا دیتا ہے۔

حضرت ابو سعید روایت کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”روزہ و وزخ سے بچنے کی ڈھال ہے۔ اگر روزہ و وزخ کسی کی غیبت نہ کرے۔“

حضرت حسن فرماتے ہیں:

روزہ، روح کی تندرستی کی نشانی ہے۔

صدقہ، انسان اور وزخ کے درمیان پردہ کی دیوار کا کام دیتا ہے۔

نماز: انسان کو اپنے رب سے قریب کر دیتی ہے۔

خدا کے خوف سے پہنچنے والا آنسو، گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

حدیث میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”جس نے چالیس روز خلوص نیت سے اللہ کی عبادت کر لی، اس کے دل اور زبان سے

عقل و دانش کے چشمہ پھوٹ پڑتے ہیں۔“

یعنی وہ اچھی باتیں سوچے گا اور زبان سے بھی اچھی باتیں کرے گا۔ تین چیزیں لوگوں

کے دلوں میں انسان کے خلاف نفرت اور حسد پیدا کر دیتی ہیں۔

۱- دوسروں کی عیب جوئی ۲- غرور و تکبر

۳- عبادت میں دیر یا کاری (دکھاوا)

تین چیزیں: انسان کو لوگوں کا محبوب بنا دیتی ہیں۔ آخرت میں اس کے واسطے سکون و

آرام کا ذریعہ ہوں گی۔

۱- اچھا اخلاق ۲- عمل میں خلوص ۳- حراج میں نرمی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

۱- قیامت کے حساب سے پہلے خود اپنا محاسبہ کر لو۔ یہ قیامت کے دن کے حساب سے آسان ہے۔

۲- اس سے پہلے کہ قیامت کے روز تمہارے اعمال کو تولا جائے خود اپنے اعمال کو تولتے رہو۔

۳- قیامت کے روز اللہ کے حضور پیش ہو کر جواب دینے کی تیاری کرو۔ جس دن کے بارے میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

”یَوْمَئِذٍ لَا تَخْفَىٰ مِنْكُمْ خَافِيَةٌ“

اس دن تمہارا کوئی گناہ چھپا نہیں رہے گا۔

حضرت حاتم زاہد کہتے ہیں:

۱- جوانی کی قدر بڑھے آدمی سے۔ ۲- سکون و آرام کی مصیبت زدہ سے

۳- صحت کی قدر مریض سے ۴- زندگی کی قدر مرنے والوں سے پوچھو؟

ایک حدیث ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”پانچ چیزیں ہیں جو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو۔“

۱- جوانی کو بڑھاپے سے پہلے

۲- صحت کو بیماری سے پہلے

۳- دولت کو فقری سے پہلے

۴- فرصت کو مشغولیت سے پہلے

۵- زندگی کو موت سے پہلے

حضرت حاتم زاہد سے کسی نے پوچھا آپ نے کن چیزوں کو اپنے عمل کی بنیاد بنایا ہے؟

انہوں نے جواب دیا: میرے عمل کی بنیاد چار چیزیں ہیں۔

۱- مجھے یقین ہے اللہ نے میرا جو رزق مقرر کیا ہے وہ کسی دوسرے کو نہیں ملے گا جس طرح

کہ دوسرے کا رزق مجھے نہیں ملا۔ اسی لیے میں اپنے رزق کے انتظار میں رہتا ہوں کسی

دوسرے کے رزق پر حسد نہیں کرتا۔

۲- میرے ذمے اللہ نے جو فرض رکھے ہیں کوئی دوسرا شخص انہیں ادا نہیں کرے گا۔ اس لیے میں اپنے فرائض کی ادائیگی میں مصروف رہتا ہوں۔

۳- مجھے یقین ہے کہ میرے رب مجھے دیکھ رہا ہے۔ میں اس سے شرماتا ہوں اور گناہ نہیں کرتا۔

۴- مجھے مظلوم ہوتا ہے کہ موت میری طرف دوڑی چلی آ رہی ہے اس لیے میں اس کی تیاری میں لگا ہوا ہوں۔

موت کی تیاری یہ ہے کہ انسان اچھے کام کرے برے کاموں سے بچے اور اللہ سے دعا کرتا رہے کہ وہ اسے ان باتوں میں ثابت قدم رکھے۔ جو انسان اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرتا ہے اللہ اسے اور زیادہ نعمتیں دیتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے اللہ اسے نعمت سے محروم کر دیتا ہے اور مصیبت میں بھی مبتلا کر دیتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَا زِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ

اگر تم نے شکر کیا میں تمہیں زیادہ دلوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب (میری گرفت) بڑا سخت ہے۔

اگر انسان کا عمل خوف خدا کے تحت اور نیک نیتی سے ہوتا ہے۔ اللہ اس کا ثواب ضرور دیتا ہے

إِنَّ اللَّهَ لَا يَضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ

اللہ نیک لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

اللہ کے نیک بندے کے اندر چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

۱- علم تاکہ بندے کی عبادت خدا کے حکم کے مطابق ہو اور آخرت میں اس کی نجات کا ذریعہ بن جائے۔

۲- توکل تاکہ بندے کی عبادت میں خلوص پیدا ہو اور دنیا سے بے نیاز ہو جائے۔

۳- صبر: (ثابت قدمی) تاکہ بندہ ہر عمل پورا کر سکے۔

۴- اخلاص (نیک نیتی) تاکہ آخرت میں ثواب کا حقدار ہو۔

ایک فلسفی کا قول ہے۔

استقامت (ثابت قدمی) یہ ہے کہ انسان کے اندر پہاڑ کی طرح یہ چار صفات پیدا ہو جائیں۔

۱- پہاڑ: گرمی سے پھلتا نہیں۔

۲- پہاڑ: سردی سے جمتا نہیں۔

۳- پہاڑ: ہوا سے ہلتا نہیں۔

۴- پہاڑ: سیلاب سے بہتا نہیں

چار درویش

۱- کوئی شخص اس پر احسان کرے تو اس کی بے جا تعریف نہیں کرتا۔

۲- کوئی اس پر ظلم کرے تو اسے معاف کر دیتا ہے۔

۳- کوئی دنیاوی خواہش اس کی عبادت میں حائل نہیں ہوتی۔

۴- ضروری اشیاء کے حصول میں تقویٰ کا خیال رکھتا ہے۔

سات چیزیں جو ہر انسان پر قرآن کی رو سے فرض ہیں۔ انہیں بھلائی کا خزانہ بھی کہا جاتا ہے۔

۱- عبادت میں خلوص

وَمَا أَمُرُوا إِلَّا لِیُعْبَدُوا اللَّهَ مَخْلِصِينَ

انسانوں کو یہی حکم دیا گیا ہے کہ وہ خلوص دل سے اللہ کی عبادت کریں۔

۲- والدین کی خدمت

إِنَّ أَكْرَمَ لِي وَلَوْ أَلْبَسَكَ إِلَى الْمَصِيرِ

میرا اور اپنے والدین کا شکر گزار (خدمت گار) ہو کر رہو

۳- قرابت (رشتہ داری) کو قائم رکھنا

وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ

اللہ کا خوف دل میں رکھو تم اس کے واسطے سے ایک دوسرے سے تعلق قائم کرتے ہو اور

خاندانی رشتہ کو توڑنے سے پرہیز کرو۔

۴- امانت

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا

اللہ تمہیں حکم دیتا ہے امانتیں ان کے مالکوں کے حوالے کرو۔

۵- کسی کا یہاں حکم مت مانو جس سے اللہ کی نافرمانی ہوتی ہو۔

وَلَا يَتَّخِذُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ اللَّهِ

ہم میں سے کوئی شخص اللہ کی طرح کسی دوسرے شخص کو اپنا حقیقی مالک نہ سمجھے۔

۶۔ خواہشات نفس کی پیروی نہ کرے

و نہی النفس عن الہوی

(وہ نیک انسان) جس نے خود کو خواہشات نفس کی پیروی سے باز رکھا۔

۷۔ اپنے رب کی عبادت:

یدعون ربہم خوفاً وطمعاً

وہ اپنے رب کو امید و یاس کی حالت میں پکارتے ہیں۔ (سورہ بقرہ ۱۶۰)

۸۔ جہنم کا ایندھن:

وقودھا الناس والحجارة اعدت للکفرین

اس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں وہ اللہ کے حکم کی نافرمانی کرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

شیطان اور اس کی فریب کاریاں

حضرت صفیہ بنت جحش روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

شیطان انسان کے جسم میں خون کے ساتھ دوڑتا ہے۔“

(اور جب انسان اللہ کا ذکر کرتا ہے شیطان اس کے جسم سے نکل جاتا ہے۔)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ان الشیطن لکم عدو فانتخلوہ عدواً

شیطان تمہارا دشمن ہے اسے دشمن ہی سمجھو۔

حضرت یحییٰ سے ابلیس کا مکالمہ:

حضرت وہب ابن منبہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ابلیس حضرت یحییٰ کے پاس پہنچا۔ دونوں میں اس طرح گفتگو ہوئی۔

حضرت یحییٰ: تو نے انسانوں کو کیا پایا؟

ابلیس: میرے نزدیک انسانوں کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ آپ جیسے پاک باز انسان (انبیاء و رسل) جن پر میں قابو نہیں پاسکا۔

۲۔ عام دنیا دار انسان: یہ لوگ ہمارے ہاتھوں میں بچوں کی گیند کی طرح ہوتے ہیں ان سے ہم

جس طرح چاہیں کھیلیں اور جس طرف چاہیں اچھال دیتے ہیں۔

۳۔ تیسری قسم: ان نیک اور صالح لوگوں پر مشتمل ہے۔ جن سے ہم بھول چوک میں کوئی گناہ

کرا دیتے ہیں۔ وہ فوراً اللہ سے معافی مانگ لیتے ہیں اور ہماری ساری محنت پر پانی پھیر

دیتے ہیں۔ لیکن ہم ان سے مایوس نہیں ہیں۔ ان کو بہکانے میں ہر ممکن کوشش کرتے

رہتے ہیں۔

جاہل انسان کی نشانیاں:

جاہل انسان میں یہ چار برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

۱۔ بلاوجہ غصہ ہوتے رہنا اور لوگوں کو اپنا دشمن بتالینا۔

۲- خواہشات نفس کے پیچھے دوڑتا ہے۔

۳- غیر ضروری طور پر صرف لوگوں کو دکھانے کے لیے اپنا خرچہ کرتا ہے اور آخر میں خود محتاج ہو کر بھیک مانگتا ہے۔

۴- اسے اپنے دوست دشمن کی تمیز نہیں ہوتی۔ اس طرح وہ اپنے سب سے بڑے دشمن شیطان کے جال میں پھنس جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

افتحلوہ و ذریۃ اولیاء من دونی وہم لکم عدو بنس لظلمیں بدلاً

(شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے) کیا تم نے مجھے (خداوند تعالیٰ کو) چھوڑ کر اسے اور اس کی اول کو اپنا دوست بنا لیا ہے۔ ظالموں نے یہ بہت برا بدل ڈھونڈا ہے۔

عقل مند انسان:

عقل انسان کی بھی چار نشانیاں ہیں:

- ۱- اس کے مزاج میں سختی نہیں ہوتی۔
 - ۲- خدا کی نافرمانی اور گناہ سے پرہیز کرتا ہے۔
 - ۳- فضول خرچی اور اسراف سے بچتا ہے۔
 - ۴- دوستوں سے قلعہ ہوتا ہے۔ خوشامدی لوگوں کو اپنے پاس نہیں بیٹھنا دیتا۔
- ایک عالم کا قول ہے کہ
شیطان کے دشمن

شیطان انہیں پسند نہیں کرتا:

- ۱- عادل و انصاف پسند حکمران
- ۲- دولت مند: جو اللہ کے حکم مطابق اپنی دولت خرچ کرتا ہے۔
- ۳- متقی اور پارسا عالم جو علم دین کی تبلیغ و اشاعت میں لگا رہتا ہے
- ۴- وہ نیک مسلمان جو کسی مسلمان سے دشمنی نہیں رکھتا۔
- ۵- وہ مسلمان جو گناہ سے فوراً توبہ کرے اور دوبارہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرے۔
- ۶- وہ مسلمان جو کسی کا مال حرام و ناجائز طریقے سے نہ کھائے۔

۷- وہ مسلمان جو ہر وقت اپنے جسم اور لباس کو ہر وقت پاک رکھے۔

۸- وہ مسلمان جو صدقہ و خیرات کرتا رہے۔

۹- وہ مسلمان جو خود غرض نہ ہو۔

۱۰- وہ حافظ جو قرآن کو سمجھ کر پڑھے اور کثرت سے تلاوت کرتا رہے۔

۱۱- وہ مسلمان جو لوگوں سے خوش اخلاقی سے پیش آئے۔

۱۲- وہ عابد جو رات کی خاموشی میں اپنی نیند چھوڑ کر خدا کی عبادت کرتا رہے اور فجر کی نماز جماعت سے ادا کرے۔

حضرت شہداد ابن اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور موت کے بعد کی زندگی کے لیے کچھ اچھے عمل کرے۔ یعنی گناہوں سے پرہیز کرے اور اچھے عمل کرے تاکہ یہ نیک عمل اس کو آخرت میں فائدہ پہنچائیں اور اللہ سے اپنی مغفرت کی امید رکھے۔“

خدا کی بنائی ہوئی تقدیر پر خوش رہنا

حضرت میمون ابن مہران کہتے ہیں:

حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے حکم دیا تھا کہ میں مہینہ میں دو بار ان سے ضرور ملاقات کیا کروں۔ ایک مرتبہ میں حسب ارشاد حاضر ہوا۔ دیکھا کہ عمر ابن عبدالعزیز ایک چٹائی پر بیٹھے ہوئے اپنے کرتے میں پیوند لگا رہے ہیں۔

میں نے عرض کیا یہ خدمت آپ کسی ملازم سے لے سکتے تھے۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیز (ایک مشہور خلیفہ) نے فرمایا انسان جو کام اپنے ہاتھ سے کر سکتا ہے وہ اسے اپنے ہی ہاتھ سے کر لینا چاہئے کیونکہ کل قیامت کے دن اللہ ہم سے ہر چیز کا حساب لے گا۔ اس لیے ہمیں دنیا سے اتنا ہی تعلق رکھنا چاہئے جتنا ضروری ہو۔

اللہ تعالیٰ انسان کے بارے میں جو فیصلہ کرتا ہے خواہ وہ انسان کو اچھا نہ معلوم ہو لیکن وہ انسان کے حق میں بہتر ہوتا ہے کیونکہ اللہ کو انسان کی بھلائی پسند ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے۔

عسیٰ ان تکرہوا حبناً وهو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا حبناً وهو شر لکم واللہ یعلم و انتم لا تعلمون۔

ممکن ہے تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور درحقیقت وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور ممکن ہے جس چیز کو تم پسند کر رہے ہو وہ تمہارے لیے خطرناک ہو۔ اس بات کو اللہ تم سے بہتر طور پر جانتا ہے۔

شیطان کے دوست:

ایک روایت کے مطابق مندرجہ ذیل افراد شیطان کے دوست ہیں:

- ۱۔ ظالم و جاہل حکمران
- ۲۔ مغرور و دولت مند
- ۳۔ بددیانت و کم تو لے والا تاجر
- ۴۔ شراب نوشی کو اپنی عادت بنا لیتے والا
- ۵۔ زانی و بدکار
- ۶۔ خیم کے مال کو ہڑپ کر جانے والا

۷۔ نماز میں سستی میں کرنے والا (نماز وقت پر نہ پڑھنے والا)

۸۔ دولت مند ہوتے ہوئے زکوٰۃ نہ دینے والا

۹۔ لمبی بے مقصد امیدیں باندھنے والا۔

انسان کے بڑے دشمن

۱۔ دنیا جو مختلف حیلوں سے انسان کو اپنے جال میں پھنسا کر آخرت سے غافل کر دیتی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما الحیوة الدنیا الا متاع العرور

دنیا کی زندگی محض ایک پر فریب سامان قییش کا ڈھیر ہے۔

اس لیے بہتر ہے کہ انسان دنیا کی دولت چھوڑنے کی بجائے آخرت کی فکر کرے۔

۲۔ انسان کی اپنی نفسانی خواہشات جو اس کو نیک کام کرنے سے روکتی ہیں۔ نماز کے اوقات میں مختلف مشاغل مصروف رہتا ہے اور نماز کا وقت نکل جاتا ہے

۳۔ ابلیس جو انسان کا ازلی دشمن اسی نے انسان کو جنت سے نکلوا دیا تھا

۴۔ انسان نما شیطان (غلط مشورے دینے والا دوست) یہ اصل شیطان سے زیادہ خطرناک دشمن ہے۔

غلط مشورے و قوف انسان

حضرت شہاد ابن اوس روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عقل مند انسان وہ ہے جو اپنے دشمن کا محاسبہ کرتا رہے اور وہ عمل کرے جو موت کے بعد اس کے لیے فائدہ مند ہو اور بے وقوف وہ انسان ہے جو اپنی خواہشات اور دنیا کی خوبصورتی میں پھنس کر آخرت کو بھول جائے اور کوئی عمل کیے بغیر اللہ سے مغفرت کی امید لگائے جیسا کہ ہے۔

چند سبق آموز قصے

حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا

”کیا میں سیاہ رنگ اور بد صورتی کی وجہ سے جنت میں نہ جاسکوں گا۔“
آپ ﷺ نے فرمایا۔

”اگر تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے تجھے جنت میں جانے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔“

اس شخص نے عرض کیا:

”میں آپ ﷺ کی اس مجلس میں حاضر ہونے سے آٹھ ماہ پہلے مسلمان ہو چکا ہوں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اور کو انبی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔“

اس کے بعد اس نے کہا: میں نے مسلمانوں میں سے اکثر لوگوں کے گھر اپنا پیغام شادی بھیجا مگر سب نے میرا سیاہ رنگ اور بد صورتی دیکھ کر میرا پیغام رد کر دیا۔

میرا تعلق بنو سیم کے ایک اچھے گھرانے سے ہے۔ البتہ میرے تنہیال کے رشتہ داروں کا رنگ سیاہ ہے۔ اس کا مجھ پر بھی اثر ہو گیا ہے۔ اس کا قصہ سن کر نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا۔

”کیا عمر و ابن وہب آج یہاں آیا ہے؟“ (یہ شخص چند روز پہلے مسلمان ہوا تھا)
معلوم ہوا کہ آج وہ نہیں آیا۔

آپ ﷺ نے اس شخص سے پوچھا ”کیا تم اس کا گھر جانتے ہو؟“
اس شخص نے عرض کیا ہاں جانتا ہوں۔

آپ ﷺ نے اس سے فرمایا۔

اس کے گھر جاؤ آہستہ سے اس کا دروازہ کھٹکھٹاؤ اس کو سلام کرو اور کہو رسول اللہ ﷺ نے تیری بیٹی سے میرا نکاح پڑھا دیا ہے۔ (یہ لڑکی بہت حسین و جمیل اور عقل مند تھی)

وہ شخص جب عمر و ابن وہب کے گھر پہنچا وہ اس کا عربی لہجہ سن کر بہت خوش ہوا اور دروازہ کھول کر اندر بلا لیا۔ مگر جب اس کے سیاہ رنگ اور بد صورتی پر ان کی نظر پڑی تو وہ اس کی آہ پر کچھ زیادہ خوش نہ ہوئے اور جب اس نے یہ کہا رسول اللہ ﷺ نے میرا نکاح تمہاری بیٹی سے پڑھا دیا ہے تو انہوں نے اسے بھی پسند نہ کیا اور پیغام شادی کو رد کر دیا۔

وہ وہاں سے چل کر واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا اس کے آنے کے بعد لڑکی نے اپنے باپ کو سمجھایا ”ابا جان! اپنی نجات کی فکر کرو۔ اس سلسلہ میں رسول اللہ پر وحی نازل ہو گئی تو تمہاری رسوائی ہو گئی۔ بیٹی کی بات سن کر عمر و ابن وہب گھر سے چلا اور آ کر آپ کی محفل میں بالکل کنارے پر بیٹھ گیا۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم نے اللہ کے رسول کے حکم کو ٹھکرایا ہے؟

عمر و ابن وہب نے عرض کیا حضور ﷺ! غلطی ہو گئی اللہ سے اور آپ ﷺ سے معافی کا خواستگار ہوں۔ دراصل میں سمجھا تھا کہ یہ شخص آپ ﷺ کا نام لے کر جھوٹ بول رہا ہے۔ اگر آپ ﷺ نے اسے بھیجا تھا تو ہم اپنی بیٹی کا اس کے ساتھ نکاح منظور کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی سے بچنا چاہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس نکاح کا مہر چار سو درہم مقرر فرمایا۔

اس شخص کا نام سعد تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا جاؤ اپنی دہن کو رخصت کر کے لے آؤ۔ سعد نے عرض کیا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو اپنا سچا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ اس وقت میرے پاس دہن کے مہر کی رقم نہیں اور نہ اس کے واسطے کچھ سامان خرید کر لے جاسکتا ہوں۔ میں اپنے گھر جاتا ہوں اور بھائیوں سے رقم لے کر آتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا گھر جانے کی ضرورت نہیں۔ تین مسلمان تیری یہ ضرورت پوری کر دیں گے۔ تم پہلے عثمان ابن عفان کے پاس جاؤ پھر عبدالرحمن ابن عوف کے پاس جانا اس کے بعد علی کے پاس جانا۔ وہ تمہاری ضرورت پوری کر دیں گے۔ چنانچہ وہ شخص ان تینوں اصحاب کے پاس پہنچا۔ تینوں حضرات نے دو دو سو درہم بلکہ کچھ مزید رقم دے کر اس کی مدد کی۔

وہ اپنی ضرورت کی چیزیں خریدنے کے لیے بازار پہنچا ہی تھا کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی طرف سے جہاد میں شرکت کا اعلان کر رہا ہے۔ اس (سعد) نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا خدا کی قسم! میں اس رقم کو ایسے کام میں خرچ کروں گا جس سے اللہ اور اس کا رسول خوش ہوا اور

مسلمانوں کا ناکندہ ہو

چنانچہ اس نے گھوڑا، گلو، نیزہ اور امداد (سامان جہاد) خریدی اور گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ پگڑی اس طرح سر پر باندھی کہ آنکھوں کے سب چہرے کا کوئی حصہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس حالت میں دو مہاجرین کے ساتھ مل کر میدان جہاد کی طرف چل دیا ہر شخص اس نئے آدمی کو دیکھ کر حیران ہو رہا تھا مگر کسی کو اس کی حقیقت کا پتہ نہ چل سکا۔

جب مسلمانوں کا مقابلہ کفار سے ہوا تو گولے دیکھ کر وہ ابھی شخص بڑی بہادری سے لڑ رہا ہے جدھر کا رخ کرتا ہے دشمنوں کی صفیں الٹ جاتی ہیں۔

آخر رسول اللہ ﷺ نے اس کے سیاہ بازو دیکھ کر پہچان لیا اور اسے غی طیب کرتے ہوئے دیرینہ فتنہ فرمایا کیا تم سعد ہو؟

اس نے جواب دیا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! ہاں میں سعد ہوں۔
آپ ﷺ نے فرمایا تیرے نصیب کھل گئے۔

سعد پھر جنگ میں مصروف ہو گیا اس کا گھوڑا زخمی ہو کر گر جاتا ہے اب سعد پیدل ہی دشمن کی صفوں میں کھس جاتا ہے کبھی تلوار سے دشمن پر وار کرتا ہے اور کبھی نیزہ سے دشمن کی صفوں کا صفایا کرتا ہوا آگے بڑھتا ہے۔ اچانک لوگوں میں شور ہوا ”سعد زخمی ہو کر گر گیا۔“

نبی کریم ﷺ اس کے پاس پہنچے اور سر اپنی گود میں رکھ کر اس کے چہرے کی گرد صاف کرتے ہوئے فرمایا ”تیرے جسم کی خوشبو اللہ اور اس کے رسول کو بہت پیاری ہے“ آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پھر آپ مسکرائے اور پھر آپ ﷺ نے اس کی طرف منہ پھیر لیا اور فرمایا رب کعبہ کی قسم! ”وہ حوض پر پہنچ گیا۔“

ایک صحابی ابولہب نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول یہ کون سا حوض ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا جو حوض اللہ نے مجھے عطا فرمایا ہے جو اتنا وسیع ہے جتنا فاصلہ صنعاء اور بصری کے درمیان ہے۔ اس کے دو کنارے پر سوئی جڑے ہوئے ہیں۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ وہی پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سعد کا سامان اس کی دہن کے گھر پہنچ دیا جائے اور اس کے سر مال والوں کو اطلاع دے دی جائے کہ اللہ نے سعد کا نکاح تمہاری بیٹی سے زیادہ خوبصورت حوروں سے پڑھا دیا ہے۔

حکایت

حضرت سعد ابن عبد اللہ بیان کرتے ہیں تمہاری آدمی سیر و تفریح کی غرض سے گھر سے نکلے اور چل دیئے۔ راستہ میں بارش ہو گئی وہ تینوں بارش سے بچنے کے لیے ایک پہاڑی غار میں جا کر بیٹھ گئے۔ اچانک پہاڑی کی چوٹی سے ایک چٹان گری اور اس غار کے منہ پر جم گئی اس طرح وہ تینوں اس میں بند ہو کر رہ گئے اب ہر ایک اپنی زندگی سے مایوس ہو کر کہہ رہا تھا اب اس مصیبت سے ہمیں خدا کے سوا کوئی نجات نہیں دلا سکتا۔ ہر آدمی اپنے کسی تجسسے کام کا واسطہ دے کر اللہ سے دعا کرے شاید اس طرح یہ مصیبت ٹل جائے۔

ان میں سے ایک شخص نے اپنے ایک نیک کام کا ذکر اس طرح شروع کیا: میرے چچ کی ایک نو جوان لڑکی تھی مجھے اس سے محبت تھی مگر وہ میری محبت کا جواب محبت سے نہیں دے رہی تھی۔ میں نے بہت کوشش کی وہ میری بات مان لے مگر وہ مسلسل انکار کرتی رہی ایک مرتبہ اسے بیسوں کی سخت ضرورت پیش آ گئی۔ وہ میرے پاس آئی اور پیسے مانگے۔ میں نے موقع غنیمت سمجھتے ہوئے اس سے کہا: میری تمہارے پوری کر دے میں تیری ضرورت پوری کر دوں گا وہ انکار کر کے واپس چلی گئی لیکن ضرورت سے مجبور ہو کر چار پانچ مرتبہ آنے کے بعد اس نے میری بات پر رضا مندی کا اظہار کر دیا۔ جب میں تیار ہو کر اس کے قریب ہونے لگا وہ کاپ گئی اور کہنے لگی جس کام کو اللہ نے حرام کیا ہے وہ تجھے نہیں کرنا چاہئے مجھ پر اللہ کا خوف طاری ہو گیا اور میں محض اللہ کی ناراضگی کے خوف سے اس سے انگ ہو گیا اور اپنی خواہش پوری کیے بغیر صرف اللہ کی خاطر میں نے اس کی ضرورت پوری کر دی۔ اے اللہ! اگر میرا یہ عمل تیری رضا کی خاطر تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات دے۔ چٹان غار کے منہ سے تھوڑی سی ہٹ گئی اور غار میں کچھ روشنی ہو گئی۔

دوسرے شخص نے اپنے ایک نیک عمل کا ذکر اس طرح شروع کیا۔ میرے بوڑھے دمدین تھے میں اپنی بکریوں کا دودھ دودھ کر سب سے پیسے ان کو پلایا کرتا تھا ایک دن مجھے دودھ لانے میں دیر ہو گئی وہ دونوں سوچکے تھے میرے بچے بھوکے سو گئے۔ مگر میں رات بھر دودھ لیے ان کے سر ہانے کھڑا رہا اور وہ بیدار نہ ہوئے آخر اسی طرح صبح ہو گئی۔ اے خدا! اگر میرا یہ عمل تیری خاطر اور تیری مرضی کے مطابق تھا تو ہمیں اس مصیبت سے بچالے۔ چنانچہ چٹان غار کے منہ سے کچھ اور ہٹ گئی۔

اس طرح وہ اپنی اجرت سے بغیر واپس چلا گیا۔ اس کے چلے جانے کے بعد میری بیوی نے مجھے شرم دلائی کہ تم نے اس غریب سے کام لے کر اس کی مزدوری بھی رکھ لی۔ چنانچہ میں ایک روز اس کی تلاش میں نکلا وہ جہاں صبح کے وقت آ کر بیٹھا کرتا تھا وہاں موجود تھا پوچھنے پر دوسرے مزدوروں سے معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے۔ میں اس کے گھر پہنچا وہ واقعی بیمار تھا۔ میں نے اس سے کہا تم میرے گھر چلو وہاں میں تمہاری تیمارداری اچھی طرح کر سکوں گا۔ اس نے کہا میری شرطیں پوری کرنے کا وعدہ کرو۔ پھر میں تمہارے ساتھ چل سکتا ہوں اس کی پہلی شرط تھی۔

۱۔ جب تک میں نہ مانگوں مجھے کھانے کے لیے کچھ نہ دینا۔

۲۔ دوسری شرط یہ تھی کہ اگر میری موت ہو جائے تو میرے اسی کرتے اور چادر میں مجھے کفن دے کر دفن کر دینا۔

۳۔ تیسری شرط کے متعلق اس نے کہا کہ یہ بعد میں بتاؤں گا۔ میں نے اس کی ہر شرط منظور کر لی۔

دوسری صبح اس نے مجھے بلا کر ایک سبز رنگ کی انگوٹھی دیتے ہوئے کہا میری موت ہو جائے تو مجھے وصیت کے مطابق اپنے ہی دو کپڑوں میں کفن کر دینا اور تیسری شرط یہ ہے کہ مجھے دفن کر دینے کے بعد تم یہ انگوٹھی خلیفہ ہارون رشید کو پہنچا دینا اور اس سے کہنا کہ انگوٹھی بیچنے والے نے یہ پیغام بھیجا ہے۔ ”تم اپنی شہنشاہی کے نشہ کی حامت میں فوت نہ ہو جانا ورنہ ندامت اٹھانی پڑے گی۔“

میں اس کو دفن کرنے کے بعد انگوٹھی اور پیغام لے کر خلیفہ ہارون رشید کے پاس پہنچا تو میں نے خلیفہ کو انگوٹھی دے کر مرحوم کا پیغام سنایا۔

خلیفہ ہارون الرشید نے پوچھا یہ انگوٹھی بیچنے والا اور پیغام بھیجنے والا کہاں ہے۔

میں نے خلیفہ کو بتایا کہ وہ ایک مزدور تھا جو اب فوت ہو چکا ہے۔ یہ سن کر خلیفہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھری لگ گئی وہ دیر تک روتے رہے۔ جب آنسو ختم ہوئے وہ میری پہلی بیوی سے میرا پہلا بیٹا تھا۔ مگر تم اسے کس طرح جانتے ہو میں نے سارا قصہ خلیفہ کے سامنے بیان کر دیا۔

خلیفہ نے بتایا میں نے اس کی ماں سے اپنی مرضی سے شادی کی تھی یہ میرے خلیفہ بننے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ میں نے اسے یہ انگوٹھی بطور نشانی اور بہت سا مال دے کر یہ کہہ کر اسے رخصت کیا تھا کہ میں جب تخت خلافت سنبھوں تو تم میرے پاس چلی آنا۔ مگر بسیار کوشش کے

تیسرے شخص نے کہا اے اللہ تیرے علم میں ہے میں نے چند مزدور مزدوری ملے کر کے کام پر لگائے تھے۔ کام مکمل ہونے کے بعد میں ان کی اجرت دے رہا تھا کہ ایک مزدور بونا میرا کام دوسروں سے اچھا تھا مجھے زیادہ مزدوری ملنی چاہئے۔ ہر مزدور کی اجرت دو منہ (کلو) گندم مقرر تھی میں نے اسے دینا چاہا وہ ناراض ہو کر مزدوری چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے وہ گندم اپنی زمین میں کاشت کی۔ گندم تیار ہونے پر میں نے اس کا حصہ الگ کر کے رکھ دیا وہ پھر سال بھر نہ آیا میں نے پھر وہ گندم کاشت کر دی اب جو پیداوار اس کے حصہ میں آئی میں نے اس سے کچھ مویشی اس مزدور کے لیے خرید لیے عرصہ کے بعد وہ آیا میں نے وہ تمام مویشی اس کے لیے کر دیئے۔ اے اللہ اگر میرا یہ عمل تیری رضا کی خاطر تھا اور تو نے اسے قبول کر لیا ہے تو ہمیں اس ناگہانی مصیبت سے نجات عطا فرما دے۔ اس کی دعا سے اللہ نے چٹان کو غار کے منہ سے ہٹا دیا اور وہ بخیر وعافیت غار سے باہر نکل آئے۔ سچ ہے اللہ نیک عمل کرنے والوں کو ثواب سے محروم نہیں کرتا وہ اوقات اس دنیا میں بھی اچھے عمل کا بدلہ دے دیتا ہے۔

حکایت

خلیفہ ہارون الرشید کا بیٹا

حضرت عبداللہ ابن فرح ایک دن کسی مزدور کی تلاش میں مزدوروں کے اڈے پر گئے۔ ایک نوجوان مزدور پر ان کی نظر پڑی جس کے سامنے اس کے کام کرنے کے اوزار رکھے تھے۔ فرماتے ہیں میں نے اس سے مزدوری ملنے کی اور اپنے ساتھ لے آیا اس نے دس بھر میں اتنا کام کیا جو تین مزدور کر سکتے تھے۔ میں نے اس کی طے شدہ مزدوری (اجرت) دی وہ خاموشی سے لے کر چلا گیا پھر کچھ دنوں بعد مزدور کی ضرورت پیش آئی میں مزدور کی تلاش میں نکلا مجھے پھر وہی نوجوان مل گیا اس سے اجرت ایک درہم اور ایک دانق (پرانے عربی سکے) ملنے کے ساتھ لے آیا آج بھی اس سے پہلے دن کی طرح تین مزدوروں کے برابر کام کر دیا۔ میں نے کام ختم ہونے پر سے دو درہم اور دو دانق (دو مزدوری) دینی چاہی اس نے انکار کر دیا۔ جب میں نے اصرار کیا تو وہ اصلی مزدوری (ایک درہم اور ایک دانق) بھی چھوڑ کر چلا گیا۔ اس کا کہنا تھا کہ میں نے اپنی مزدوری ملنے کی تھی آپ نے اس میں اضافہ کر کے میری اصل مزدوری (اجرت) بھی خراب کر دی ہے۔ اس لیے میں وہ بھی نہیں لوں گا۔

باوجود مجھے اس کا کوئی پتہ نہیں چل سکا۔ آج تم نے مجھے اپنے اس بیٹے کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ کل فوت ہوا ہے۔ میں اس کی قبر دیکھنا چاہتا ہوں تم مغرب کی نماز کے بعد قبرستان کے دروازے پر میرا انتظار کرنا۔ خلیفہ وندہ کے مطابق قبرستان پہنچے میں نہ کو قبر پر لے گیا۔ وہاں سے سم واپس ہوئے تو خلیفہ نے مجھ سے کہا "میں نے تمہارے واسطے دس ہزار درہم وظیفہ مقرر کر دیا ہے جو میری موت کے بعد بھی تمہیں ملتا رہے گا۔ لیکن میں اس کے بعد کبھی خلیفہ کے دربار میں نہیں گیا

حکایت

حضرت علی روایت کرتے ہیں کہ مدینہ میں نبی کریم ﷺ نے جب انصاریوں کو مدینہ جریں کے درمیان مواخاۃ (بھائی چارہ) کرائی تھی۔ حضرت ثعلبہ انصاری کو حضرت سعید ابن عبد الرحمن کا بھائی بنایا تھا۔ غزوہ تبوک کے موقع پر سعید ابن عبد الرحمن جنگ میں شرکت کے لیے چلے گئے اور ثعلبہ کو گھر کی نگرانی اور دیکھ بھال کے لیے چھوڑ گئے۔ ثعلبہ اس موقع پر زنا کا ارتکاب کر بیٹھے انہیں جب اس گناہ کا احساس ہوا تو گھریا چھوڑ کر چلتے ہوئے جنگ کی طرف نکل گئے۔ ان کی رہبان سے یہ الفاظ نکلتے تھے۔ اے اللہ! تو تو ہے، اور میں میں ہوں۔ تیری عادت یہ ہے کہ بار بار بندے کے گناہ معاف کرتا رہتا ہے اور میں تیرا ایک حقیر سا بندہ ہوں جس سے بار بار گناہ ہو جاتا ہے۔

جب لوگ غزوہ سے واپس آئے سب کے بھائیوں نے آنے والوں کا استقبال کیا۔ مگر سعید ابن عبد الرحمن کے بھائی ثعلبہ کہیں نظر نہ آئے انہوں نے گھر آ کر ان کے بارے میں معلوم کیا۔ بتایا گیا ان سے ایک گناہ سرزد ہو گیا۔ احساس گناہ سے مغلوب ہو کر جنگ کی طرف نکل گئے ہیں۔

سعید ان کو تلاش کرتے ہوئے جنگ میں پہنچے۔ وہ چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے میں بہت حقیر و ذلیل انسان ہوں میں نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی ہے۔

سعید اسے واپس لائے۔ ثعلبہ نے کہا مجھے عمر کے پاس لے کر چلو عمر کے سامنے پہنچ کر ثعلبہ نے کہا میں اپنے بھائی کی بیوی سے زنا کر رہا ہوں کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟

حضرت عمر نے دھتکار کر ہر نکال دیا۔ وہ حضرت ابو بکر کے پاس گئے اور ان سے بھی یہی سوال کیا انہوں نے نفرت سے منہ پھیر دیا۔ آخر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا یہی سوال دہرایا۔ آپ ﷺ نے بھی دھتکار کر ہر نکال دیا۔

آخر واپس ہو کر پھر جنگ کی طرف نکل گئے۔

وہاں جا کر وہ اس طرح اللہ کے حضور روئے اور گڑگڑاتے ہوئے بس یہی کہے جا رہے تھے کہ پروردگار! میں دنیا کے بڑوں بلکہ تیرے پیغمبر تک کے پاس ہوا یا ہوں کوئی مجھے معاف کرنے پر تیار نہیں میرے مولا! تو میرے ساتھ کیا برتاؤ کرے گا؟ اگر تو نے بھی مجھے دھتکار دیا۔ میں کہاں جاؤں گا۔

اسی دوران ایک فرشتہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس طرح سلسلہ کلام شروع کیا فرشتہ اللہ پوچھتا ہے اے محمد ﷺ! مخلوق کو تو نے پیدا کیا ہے یا نہیں؟

نبی کریم ﷺ اے میرے رب! میرے مولیٰ! یہ سب کچھ تو نے پیدا کیا ہے۔

اس کے بعد فرشتے نے کہا اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے کو خوشخبری سن دو میں نے اس کا گناہ معاف کر دیا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت سلمان فارسی اور حضرت علی کو ثعلبہ کی تلاش میں روانہ کیا۔ ثعلبہ سے جنگ میں ان کی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے ثعلبہ کو حضرت کی طرف سے مغفرت کی خوشخبری سنائی۔

ثعلبہ نے ان سے پوچھا میرے آقا و مولیٰ حضور ﷺ کا کیا حال ہے۔ حضرت سلمان فارسی نے انہیں بتایا آپ ﷺ اسکی حالت میں ہیں جیسی حالت میں اللہ اور تم آپ ﷺ کو دیکھ پسند کرتے ہو۔ واپس آئے نماز کا وقت تھا جو عت کھڑی تھی ثعلبہ آخری صف میں کھڑے ہو گئے۔

حضور ﷺ نے نماز میں سورہ "الحکاشہ" تلاوت کی جب آپ ﷺ نے "حتی ردتم المقابر" تلاوت فرمائی ثعلبہ نے ایک چیخ ماری اور اس کی روح قفسِ حضری سے پرواز کر گئی۔

ثعلبہ کا جنازہ اٹھا۔ نبی کریم ﷺ جنازہ کے ہمراہ تھے۔ جنازہ قبرستان میں پہنچا تو لوگوں نے دیکھا نبی کریم ﷺ بچوں کے مل جل رہے ہیں۔ دفن کے بعد واپس ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے بچوں کے مل چھنے کا سبب دریافت کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا اس جنازہ میں اتنے فرشتے شریک ہوئے اور جنازہ کے ساتھ چل رہے تھے کہ مجھے پورا پیچ رکھنے کی جگہ نہیں مل رہی تھی۔

احادیث کی کتابوں میں یہ روایت مختلف الفاظ کے ساتھ منقول ہے اور قرآن کریم کی یہ آیت بھی اسی واقعہ سے متعلق بیان کی جاتی ہے۔

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَلْحَ

(ال عمران: ۱۳۶)

اور وہ لوگ جن سے کوئی بڑا گناہ سرزد ہو جاتا ہے یا وہ کوئی برائی کر بیٹھتے ہیں وہ اللہ

کو یاد کرتے ہیں۔ اس سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتے ہیں اور اللہ کے علاوہ کون ہے جو گناہوں کو معاف کر دے۔ وہ اپنے کیے پر اصرار نہیں کرتے۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں ایسے ہی لوگوں کو اللہ کی طرف اچھی جزا اور بخشش نصیب ہوگی۔ انہیں ایسی جنتوں میں پہنچا دیا جائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ ہمیشہ انہیں میں رہیں گے ایسے نیک اعمال کرنے والوں کو اللہ کی طرف سے کتنا اچھا بدلہ دیا جاتا ہے۔

ابلیس کی موت

حضرت احنف ابن قیس بیان کرتے ہیں کہ حضرت کعب احبار نے دورانِ درس بیان کیا: حضرت آدم کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا: اے اللہ! میری موت سے میرے دشمن ابلیس کو خوشی ہوگی۔ جبکہ اسے قیامت تک کی زندگی ملی ہوئی ہے۔ خداوند تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا: آدم! تم موت کے بعد جنت میں پہنچ جاؤ گے وہ (ابلیس) قیامت تک لوگوں کی نفرتیں اور لعنتیں سہتا پھرے گا۔ اس سے زیادہ تمہیں خوش ہونا چاہئے۔

ابلیس کو جب موت آئے گی اسے اتنی تکلیف ہوگی جتنی دنیا کے تمام انسانوں کو مجموعی طور پر قیامت کو ہوگی۔ یعنی تمام انسانوں کی موت کی تکلیف کے برابر تہہ ابلیس کو تکلیف ہوگی۔ حضرت کعب نے بیان کیا جب قیامت کے روز صور میں پھونک ماری جائے گی تو لوگ اپنے کاروباری دھندوں میں مصروف ہوں گے۔ پہلا صور سن کر آدھے لوگ بے ہوش ہو جائیں گے اور آدھے لوگ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھیں گے۔ پھر ایک تیز کڑکٹی بجلی کی سی آواز سنائی دے گی جسے سن کر کوئی زندہ نہیں رہے گا۔ یعنی دنیا فنا ہو جائے گی۔ ابلیس کی زندگی بھی اسی وقت تک ہے۔

اس وقت اللہ ملک الموت (موت کے فرشتے) سے فرمائے گا میں نے تیرے اندر بھر پور غصہ کی قوت پیدا کی ہے۔ آج میں تمہیں اپنے قہر و غضب کا بھی لباس پہنا سکے دیتا ہوں اور اپنے جلال و جبروت کی قوت بھی تیرے ہمراہ کیے دیتا ہوں۔ تو فرشتوں کی ایک جماعت زبانہ کو اپنے ساتھ لے لے ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں جہنم کی آگ کی ایک ایک زنجیر ہو۔ ان دہکتی زنجیروں سے ابلیس کی روح کو جکڑ کر ماراؤ اور جہنم کے داروغہ کے حوالے کر دو۔

ملک الموت ایسی بھیانک صورت میں ابلیس کے سامنے پہنچے گا اور اسے اس قدر ڈرائے دھمکائے گا کہ ابلیس بے ہوش ہو جائے گا۔ ملک الموت اس سے کہے گا آج میں اتنی سختی سے تیری جاں نکالوں گا کہ اتنی سختی میں نے آج تک نہیں کی۔ تو نے بڑے ان لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔

ہیں۔ انیس موت سے ڈر کر مشرق کی طرف بھاگے گا۔ مگر موت کا فرشتہ اس کے سامنے ہوگا۔ وہ سمندر میں چھلانگ لگانے کا لیکن سمندر اسے باہر پھینک دے گا۔ غرض انیس پوری روئے زمین پر بھاگا پھرے گا مگر کہیں پناہ نہ ملے گی اور ملک الموت اس کی روح پر قبضہ کرنے کے لیے ہر جگہ اس کے سامنے موجود ہوگا۔ وہ دوڑتے دوڑتے آدم علیہ السلام کی قبر پر پہنچ جائے گا اور کھڑے ہو کر کہے گا: اے آدم! میں تیری وجہ سے ملعون و مردود ٹھہرا ہوں۔ کاش! تو پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔ پھر وہ موت کے فرشتہ سے کہے گا تو کس طریقہ سے میری روح قبض کرے گا۔ فرشتہ اسے جواب دے گا: تجھے جہنم کی آگ پلاؤں گا اور پھر تیری روح قبض کروں گا۔ وہ پھر مشرق کی طرف بھاگتے ہوئے اس مقام پر پہنچے گا جہاں وہ آسمان سے دھکے پڑنے کے بعد پہلی مرتبہ اتر آقا۔ وہاں جہنم کے فرشتے اس پر اپنی گرفت میں لینے کے لیے اپنے ہاتھ میں جہنم کی آگ کی تپتی ہوئی زنجیریں لیے کھڑے ہوں گے۔ وہ اسے گھیر لیں گے اور جہنم کی تپتی ہوئی زنجیروں سے اسے مارنا شروع کر دیں گے۔

حضرت آدم و حوا کو کہا جائے گا: ذرا اپنے دشمن کا حال دیکھ لو وہ جانکئی کے عالم میں ہے۔ وہ ایک لمبے عرصے تک نزع کے عالم میں رہے گا اور موت کی سختی جھیلتا رہے گا۔ اس کو اس تکلیف میں دیکھ کر آدم و حوا کہیں گے۔ پروردگار! تو نے جس طرح ہمارے دشمن سے ہمارا بدلہ لیا ہے۔ اس پر ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں۔

مجاہد

جناب عبدالواحد بیان کرتے ہیں کہ ہم جہاد کی تیاری کر رہے تھے کہ میں نے اپنے ساتھیوں کو کہلایا تھا میری صبح جہاد پر چلنے کے لیے تیار رہیں کہ ایک شخص نے یہ آیت تلاوت کی:

ان الله اشترى من المؤمنين انفسهم واموالهم بان لهم الجنة

اللہ نے جنت دے کر مسلمان سے ان کے مال و جان خرید لیے ہیں۔

یہ آیت سن کر محفل میں ایک لڑکا اٹھا۔ جس کے والد حال ہی میں کافی دولت وراثت میں چھوڑ کر فوت ہوا تھا۔ اس لڑکے نے مجھ سے پوچھا: عبدالواحد کیا واقعی جہاد میں اپنا مال و جان لگا دینے والے سے اللہ نے جنت کا وعدہ کر لیا ہے۔ میں نے اس سے کہا: ہاں میرے دوست اللہ نے ایک سچے مسلمان سے اس کا مال و جان لے کر اسے جنت دینے کا وعدہ کر لیا ہے۔

لڑکے نے کہا: عبدالواحد میں آپ کو گواہ بنا کر اپنا مال و جان جنت کے عوض اللہ کو دیتا ہوں۔

میں نے اسے سمجھایا: دوست میدان جہاد میں بڑی مشکلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ تلواروں کے زخم سہنا پڑتے ہیں۔ سوچ لو ساری مشکلات برداشت کر سکو گے۔

لڑکے نے جواب دیا: عبدالواحد آپ فکر نہ کریں میں ان شاء اللہ اپنا عہد ضرور نبھائوں گا۔ اس کم عمر لڑکے کی ہمت اور جذبہ دیکھ کر ہمیں اپنے آپ سے شرم آنے لگی۔ اس لڑکے نے سامان جہاد ایک گھوڑا ایک تلوار اور ایک ڈھال خرید اور باقی سارا مال خدا کی راہ میں جہاد کرنے والوں کو دے دیا۔

پھر کی صبح جو روانگی کا دن تھا وہ سب سے پہلے آیا سلام و دعا کے بعد میں نے اس سے کہا: تیرا یہ سودا بہت نفع بخش ثابت ہوگا۔ ہمارا قافلہ میدان جہاد کے لیے روانہ ہوا۔ یہ نو جوان دن بھر روزہ رکھتا رات کو ہماری خدمت کرتا اور پھر عبادت میں مصروف ہو جاتا۔ جب سب سو جاتے تو یہ بھرہ دیتا۔ آخر ہم روم پہنچ گئے دوران سفر ایک روز ہم چند احباب بیٹھے ہوئے تھے کہ یہ نو جوان آیا اس کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔

واشوقا الی عیناء المرضیۃ

کاش! کوئی مجھے عیناء المرضیۃ سے ملا دے۔

ہم لوگوں نے سوچا یہ نو جوان کہیں پاگل تو نہیں ہو گیا۔ قریب آیا تو ہم نے اس سے پوچھا کیا بات ہے اور یہ تم کیا کہہ رہے تھے۔ اس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ عبدالواحد میں اب زیادہ دیر صبر نہیں کر سکتا۔ میں جلد سے جلد ”عیناء مرضیۃ“ سے ملنا چاہتا ہوں۔ میں نے پوچھا: ”یہ عیناء مرضیۃ کون ہے؟“

اس نے کہا ”میں نے ایک خواب دیکھا ہے ایک شخص نے آ کر مجھ سے کہا: چل تجھے ”عیناء مرضیۃ“ سے ملا دوں۔ ہم تھوڑی دیر بعد ایک باغ میں پہنچ گئے۔ اس میں ایک نہر تھی جس میں صاف شفاف پانی بہہ رہا تھا اور کچھ لڑکیاں وہاں خوش فطلوں میں مصروف تھیں۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر خوش ہوتے ہوئے کہا: لو عیناء مرضیۃ کا خاوند آ گیا۔ میں نے ان سے پوچھا تم میں عیناء مرضیۃ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہم اس کی خادماں ہیں آگے چلے جاؤ۔ کچھ آگے گیا دیکھا وہاں ایک دودھ کی نہر بہہ رہی ہے وہاں کا ماحول بہت خوشگوار تھا۔ وہاں بھی کچھ

لڑکیاں نہر کے کنارے خوشی سے ناچتی گاتی نظر آئیں۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر کہا واللہ یہ شخص ”عینا مرضیہ“ کا خاوند ہے۔

میں نے ان سے پوچھا: تم میں ”عینا مرضیہ کون ہے“؟

انہوں نے کہا: ہم اس کی خدمت گزار ہیں تم آگے چلے جاؤ۔

آگے بڑھا وہاں ایک صاف شفاف شراب کی نہر بہہ رہی تھی۔ منظر بہت صاف ستھرا تھا یہاں جولاڑیاں نظر آئیں وہ بہت زیادہ خوبصورت تھیں۔

میں نے ان سے پوچھا: تم میں ”عینا مرضیہ“ کون ہے؟

انہوں نے کہا: ہم اس کی باندیاں ہیں تم آگے چلے جاؤ۔

آگے بڑھا تو ایک شہد کی نہر بہہ رہی تھی۔ یہ باغ بہت خوبصورت تھا۔ وہاں جولاڑیاں نظر آئیں وہ پھلی تمام لڑکیوں سے حسین تھیں۔

میں نے ان سے پوچھا: تم میں ”عینا مرضیہ“ کون ہے؟

انہوں نے جواب دیا: اے نیک مرد ہم اس کی خادماں ہیں۔ تم آگے چلے جاؤ۔

آگے بڑھا تو خود کو موتیوں کے ایک خوبصورت محل میں پایا۔

دروازے پر کھڑی ایک خوبصورت لڑکی نے بآواز بلند پکارتے ہوئے کہا:

عینا مرضیہ! تیرا خاوند آ گیا ہے۔

اندر گیا دیکھا ایک آراستہ کمرے میں مرصع تخت پر ایک بہت ہی خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی ہے۔ اس نے مجھے خوش آمدید کہا: میں نے آگے بڑھ کر اس سے ہم آغوش ہونا چاہا۔ اس نے کہا: صبر کرو ابھی اس کا وقت نہیں آیا ہے۔ لیکن وہ وقت کچھ زیادہ دور بھی نہیں۔ انشاء اللہ آج شام تم ہمارے ساتھ ہی روزہ افطار کرو گے۔ عبدالواحد! اس کے بعد میری نیند کھل گئی۔

راوی (عبدالواحد) کہتے ہیں ہم یہ گفتگو کر رہے تھے کہ سامنے سے دشمن کا لشکر آتا دکھائی دیا۔ ہم نے اس پر حملہ کیا: نو جوان اس معرکہ میں پیش پیش تھا۔ اس نے بہت سے دشمنوں کو ٹھکانے لگایا آخر لڑتے لڑتے خود بھی شہید ہو گیا۔ گویا اس نے گزشتہ رات جو خواب دیکھا تھا وہ اس کے واسطے جنت کی خوش خبری تھی۔

حکایت

حضرت یزید ابن حوشب اپنے والد کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جرتج بنی اسرائیل کے دور کا ایک عابد اگر دین کا فہم رکھتا ہوتا تو اسے اس بات کا علم ہوتا کہ نقلی عبادت سے زیادہ افضل ماں کی فرمانبرداری ہے۔“

راوی کہتے ہیں میں نے جرتج کا قصہ سنا ہے۔ وہ ایک گرجے میں رہتا اور ہر وقت نماز پڑھتا رہتا۔ ایک روز صبح صبح اس کی ماں نے گرجا کے دروازے پر کھڑی ہو کر اسے بلایا۔ مگر وہ اپنی نماز میں مصروف رہا۔ ماں نے تین آوازیں دیں پھر مایوس ہو کر یہ بددعا دیتی ہوئی واپس چلی گئی جرتج! خدا کرے کسی بدکار عورت سے تیرا واسطہ پڑے۔

شہر میں ایک آوارہ عورت سے کسی نے زنا کیا اور اسے حمل رہ گیا۔ بچہ پیدا ہوا تو لوگوں نے اس عورت سے پوچھا: یہ بچہ کس کا ہے عورت نے جھوٹ بولتے ہوئے جرتج راہب کا نام لے دیا۔ لوگ جرتج کو مار پیٹ کے بعد پکڑ کر بادشاہ کے دربار میں لے گئے۔ بادشاہ نے اسے لعن طعن کرتے ہوئے کہا: تم کو لوگ بڑا عبادت گزار سمجھتے تھے تم نے یہ حرکت کیوں کی۔ جرتج نے کہا: میں نے کوئی حرکت نہیں کی۔ لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ آخر اس عورت کو بلایا گیا وہ بچہ کو گود میں لیے ہوئے دربار میں آئی۔ جرتج نے بچہ کے سر پر ہاتھ بھیرتے ہوئے اس سے پوچھا: بتا تیرا باپ کون ہے؟ بچہ نے جواب دیا: وہ بھڑوں کا چرواہا میرا باپ ہے۔ ماں نے بھی مجبوراً بچہ کی تصدیق کی اور اس طرح بے چارے عابد کی جان چھوٹی۔ اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق حاصل ہوا کہ ماں کی نافرمانی نہیں کرنی چاہئے۔ وہ اگر کسی بات پر ناراض ہو کر تمہیں بددعا دے بیٹھے تو تم یقینی طور پر کسی نہ کسی مصیبت میں ضرور پڑ جاؤ گے۔ اس لیے دوستوں سے گزارش ہے کہ وہ ماں کو ناراض نہ کریں بلکہ اس کی خدمت کر کے اس کی نیک دعائیں لینے کی کوشش کریں۔ اللہ ہم سب کو والدین کا فرمانبردار بنائے۔ آمین

حکایت

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ شام میں ایک یہودی تھا وہ ہفتہ کے روز تو ریت کی تلاوت کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے تلاوت شروع کی تو اسے اللہ کے آخری نبی محمد ﷺ کی تعریف و توصیف نظر آئی۔ اسے چونکہ اسلام اور مسلمانوں سے نفرت تھی۔ اس لیے تو ریت کا وہ

ورق نکال کر جلا دیا۔ اس طرح جہاں بھی اسے ہمارے نبی کے متعلق توریت میں پیشین گوئی یا آپ کی تعریف نظر آتی وہ اس ورق کو نکال کر جلا دیتا اور سوچ میں پڑ گیا کہ اس طرح تو پوری توریت جلا ڈالوں گا۔ پھر اسے خیال آیا وہ رسول برحق ہیں کسی کے مٹانے یا چاہنے سے ان کا ذکر ختم نہیں ہو سکتا۔ آخر وہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر مدینہ کے سفر پر چل دیا۔ مدینہ پہنچ کر معلوم ہوا کہ اس کی آمد سے تین دن قبل آپ کی وفات ہو چکی ہے۔ وہ صحابہ کرام سے آپ کے حالات و واقعات سنتا رہا اور اتنا متاثر ہوا کہ اس نے یہودی مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا اور بقیہ ساری زندگی مدینہ میں گزار دی۔ وفات کے بعد مدینہ کے قبرستان جنت البقیع میں دفن ہوا۔ اسلام اور مسلمان کی یہی خوبیاں ہیں جنہیں دیکھ کر پر لے درجے کا دشمن بھی دوست بن جاتا ہے۔

تمت بالخیر



ہماری
دیگر
مطبوعات

